کِس موڑ پر ملے ہو؟
بشریٰ رحمٰن

وہ خواب سا زمانہ
وہ روپ کا خزانہ
سب کچھ لٹا چکے ہم
یہ جسم و جان جاناں!
کس موڑ پر ملے ہو؟

یکا یک سیٹ بیلٹ کی سرخ بتیاں جل اٹھیں اور پائیلٹ نے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ جہاز کے انجن میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ اس لئے ایمسٹرڈیم کے ائیر پورٹ پر لینڈ کرنا مجبوری بن گیا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے تمام مسافروں کو لاؤنج میں جانا پڑے گا۔ جلد ہی طیارے کا نقص دور ہو جائے گا۔ اور ہم آپ کو لے کر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوں گے۔

اطمینان سے بیٹھے ہوئے مسافر چونکے۔ اور پھر بیلٹ باندھنے کی آوازیں آنے لگیں۔

مستعان نیم دراز تھا۔ اور ایک دلچسپ کتاب پڑھ رہا تھا۔ نجانے اسے دل کے اندر گھبراہٹ کیوں محسوس ہوئی ------ وہ کئی ہوائی سفر کر چکا تھا۔ اور اب بھی ڈاکٹر سے مشورہ لے کر آیا تھا۔ مگر کچھ گھبرا سا گیا ------ گھبراہٹ اس کے دل کے اندر ہو رہی تھی۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی ہارٹ بیٹ بالکل ٹھیک تھی۔ اس نے کلائی پر جاپان کی ایجاد کی ہوئی نئی گھڑی باندھی ہوئی تھی۔ جو نبض کے ساتھ ہارٹ بیٹ اور بی پی بھی بتاتی رہتی ہے۔ اس گھڑی کو دیکھ کر وہ اکثر سوچا کرتا تھا۔ کہ انسانی ذہن کا کوئی مقابلہ نہیں ------ جہاز کی رفتار سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اب نیچے کی طرف جا رہا ہے۔ اس نے بھی بیلٹ باندھ لی۔ لحہ بھر کو اسے خیال آیا کہ اگر یہ جہاز لینڈ نہ کر سکا تو ______
پھر اس نے فوراً اپنے ذہن کو جھٹکا مسافروں کی طرف دیکھا۔ بڑا سکون تھا ان کے چہروں پر ------ کوئی تردد نہیں تھا۔ مائیں سوتے ہوئے بچوں کو جگا رہی تھیں اور چیزیں سمیٹ رہی تھیں۔ اسے اپنی منفی سوچ پر بڑا تعجب ہوا۔

تھوڑی ہی دیر میں جہاز لینڈ کر گیا۔ ہدایات جاری ہوئیں اور مسافر اپنا اپنا بورڈ کارڈ پکڑ کر لاؤنج میں آ گئے۔

زمین پر قدم رکھتے ہی تھکے ہوئے مسافروں کے چہرے دمکنے لگے تھے۔ زمین کی کشش بھی بڑی انوکھی چیز ہے۔ مستعان اتر کر لاؤنج میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ زیادہ تر مسافر چل پھر رہے تھے۔ جہاز میں بیٹھے بیٹھے تھک گئے تھے۔ بچے چلانے لگے تھے۔ مائیں ان کے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔ اس نے گھوم پھر کر دیکھا وہاں مسافروں کے لئے ایک ڈیوٹی فری شاپ تھی۔ ریستوران تھا۔ آئس کریم، چاکلیٹ اور مشروبات تھے۔ وہ جانتا تھا۔ ٹرانزٹ میں ایسی ساری دلکشیاں اور سہولیات ہوتی ہیں۔ تھوڑی دیر تو کوئی کہیں بھی نہیں گیا۔ بس سامنے ہی گھوم گھوم کر دوکانوں اور چیزوں کو دیکھتے رہے۔ یا پھر خواتین بچوں کو لے لے کر واش روم تک جاتی رہیں۔ لیکن ایک گھنٹے بعد اعلان ہونے لگا۔ کہ ان کا جہاز جلد ہی ٹھیک ہونے کا امکان نہیں ہے۔ مسافروں سے معذرت چاہتے ہیں۔ کہ انہیں چند گھنٹے اور انتظار کرنا پڑے گا۔ اسی ایئر لائن کا دوسرا جہاز ریگولر فلائٹ لے کر آنے والا ہے۔ اس میں مسافروں کو بھجوانے کا بندوبست کیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی بعض مسافروں کے چہرے لٹک گئے۔ بعض نے ہائے وائے کیا۔۔۔۔۔۔ پھر آہستہ آہستہ سبھی بکھر گئے ______ دوکانوں میں گھس گئے۔ بچوں کو آئس کریم کھلانے لگے۔

دنیا بڑی دلچسپ جگہ ہے۔ اور ابنِ آدم تو اس دنیا کا شاہکار ہے۔ اسے جس زمین پر اتار دیا جائے گا۔ وہ اپنے ہونے کا ثبوت دینے لگے گا۔

مستعان مسلسل تین گھنٹے سے لاؤنج میں بیٹھا انسانوں کی جبلت کے بارے میں معلومات اکٹھی کر رہا تھا۔ اسے دوکانوں کے اندر رکھی چیزوں سے دلچسپی نہیں تھی۔ ونڈو شاپنگ کا بھی قائل نہیں تھا۔ وہ گھوم پھر کر زیادہ تھکنا نہیں چاہتا تھا۔ تیاری میں دو راتوں کی نیند پوری نہ ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نے اسے مشورہ دیا تھا۔ کہ اتنی لمبی فلائٹ ہے۔ وہ جہاز میں گولی کھا کر سو جائے۔ گولی کھانے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ میان راہ رکنا پڑ گیا تھا۔ یوں بھی جہاز میں اسے بغیر گولی کے بھی خوب نیند آ جاتی تھی۔ مگر جب سونے کا وقت آیا۔ انہیں اترنا پڑ گیا۔

اس کی طبیعت میں عجیب سی تھکن اور بے دلی کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔ ہر بار جب فلائٹ بورڈ پر روشنیاں آگے پیچھے چمکتیں وہ قریب جا کر انہیں غور سے دیکھتا۔ وہاں کسی دوسری ایئر لائن کے آنے جانے کی اطلاع ہوتی۔ وہ بددل ہو کر واپس آ جاتا۔

وہاں اٹھتے ۔۔۔۔ بیٹھتے اسے تین گھنٹے ہو گئے تھے۔ سوچنے لگتا۔ ہوائی سفر میں کتنی قباحت ہے۔ جہاز خراب ہو جائے اور آپ کو کہیں اجنبی زمین پر اتار دے تو آپ بے بسی کی تصویر بن جاتے

ہیں۔ پچھلوں کو چھوڑ آئے۔ اگلوں کو کچھ علم نہیں ______ اور آپ معلق سے ہو کر رہ گئے۔۔۔۔۔۔

بیٹھے بیٹھے اسے خیال آیا کہ یہ ہوائی اڈے برزخ کی طرح ہوتے ہیں۔ زمین اور آسمان کے درمیان ایک پڑاؤ آتا ہے ______ جسے برزخ کہتے ہیں ______ یہ سوچ کر اسے جھرجھری سی آ گئی۔

کلائی کی جاپانی گھڑی دیکھی۔ نبض بالکل ٹھیک چل رہی تھی۔

نہیں معلوم مسافروں کو اور کتنی دیر تک یہاں رکنا پڑے۔ وہ کئی بار اپنی کتاب کھول کے بند کر چکا تھا۔ ہوائی اڈوں کے اندر دن اور رات میں زیادہ فرق نہیں دکھائی دیتا۔

کیونکہ قمقمے چوبیس گھنٹے روشن رہتے ہیں۔ انسان اپنی عادتوں کا غلام ہوتا ہے۔ عادتیں اسے بتاتی ہیں۔ کہ دن کے بعد رات ہوا چاہتی ہے اور کس گھڑی سویرا ہونے والا ہے ______

رات شاید گزری چلی جا رہی تھی۔ اس پر تھکن اور اضمحلال کی کیفیت چھا رہی تھی۔ پھر غالباً سارے ہی مسافروں کے اعصاب رات کے گزرنے کا اعلان کرنے لگے تھے۔ کیونکہ کونوں کھدروں اور دوکانوں سے نکل کر مسافر اپنی کرسیوں کی طرف آنے لگے تھے۔ جو بھی آتا پہلے جا کر بورڈ پر جلتی بجھتی روشنیاں دیکھتا۔ اور پھر آ کر مستعان کے پاس کھڑا ہو جاتا۔ اور پوچھتا ______

''ہمارا جہاز ابھی نہیں آیا ______ ؟''

دو چار لوگوں کو تو اس نے بڑی شائستگی سے جواب دے دیا۔

بعد میں ہر ایک کے پوچھنے پر اسے غصہ آنے لگا۔

کیا اس کے ذمے یہ کام لگا کے اسے بیٹھایا گیا تھا۔ وہ بھی تو ان کے ساتھ ہی آیا تھا ______ جیسے اس کے پاس انفرمیشن کا کوئی خفیہ آلہ ہو۔

رفتہ رفتہ سارے مسافر ٹہلتے ٹہلتے آتے گئے۔ اور کرسیوں پر ڈھیر ہوتے گئے ______ بچوں نے حسبِ معمول چلانا شروع کر دیا۔ چیختے چلاتے بچے سو گئے۔ اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے مسافروں کی گردنیں آہستہ آہستہ لٹکنے لگیں ______

کتنی ظالم شے ہے یہ نیند۔۔۔۔۔۔

سولی پر بھی آ جاتی ہے۔

مستعان نے سوچا ______

لیکن جب رات بھر نہیں آتی۔ تو زندگی سولی پر لٹک جاتی ہے ________

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا ________

ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ بعض سوئے ہوئے لوگوں کے خراٹے بھی سنائی دے رہے تھے۔

''یہ اوقات ہے بندے کی ________''

پتہ نہیں اسے بلاوجہ ہر بندے پر غصہ کیوں آ رہا تھا۔

گھڑی کی سوئی دو گھنٹے ہوئے بارہ کے ہندسہ کو چھوڑ گئی تھی۔ اس کا دل چاہا۔ اب وہ جا کر
ائیری سے پتہ کرے۔ کہ ان بے چارے مسافروں کو لے جانے کا ارادہ ہے۔ یا تسلیاں دے دے کر
ت یہیں گزروائیں گے۔

عین اسی وقت ایک خاتون کی آواز میں اعلان ہونے لگا۔

اعلان تھا یا صور اسرافیل ________

سارے مسافر چونک کر جاگے ------ جاگ کر بھاگے ------

سارے مسافروں کو نوید دی جا رہی تھی۔ کہ ان کو لے جانے والا بوئنگ آ گیا ہے۔ وہ سب گیٹ
ر 17 سے سوار ہوں۔

نیند کے ماتے دامن جھٹک کر گیٹ نمبر 17 کی طرف بھاگے۔ احکامات کی بجا آوری جس طرح
ائی اڈوں پر ہوتی ہے ------ اس سے بھٹکنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا۔ بچوں کے چیخنے اور ماؤں
ے پکارنے کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا تھا۔ سب کو معلوم تھا کہ جہاز میں سوار ہونا ہے۔ مگر سب ہی لپک
ب کر بورڈنگ کارڈ پکڑ رہے تھے۔

جس وقت مستعان جہاز کے اندر داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ جہاز کی تقریباً ہر سیٹ پر کوئی
سافر بیٹھا تھا۔ کوئی سویا تھا۔ کوئی جاگ رہا تھا۔

وہ کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ کہ ائیر ہوسٹس نے آ کر بلند آواز میں کہا۔

''بورڈنگ کارڈ پر سیٹوں کے نمبر نہیں ہیں۔ اس لئے جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیے ________''

وہ جہاں کھڑا تھا۔ وہاں ایک سیٹ پر ایک مسافر کمبل تانے سو رہا تھا۔ دوسری سیٹ خالی تھی۔ وہ
بلدی سے اس خالی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی اس نے نظر بھر کر سارے جہاز میں دیکھا۔ سارے مسافر
ی سما گئے تھے۔ کمال ہے۔ جب وہ داخل ہوا تھا۔ تو جہاز بھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اتنی گنجائش کیسے نکل آئی۔

وہی اندر کا پراسرار ماحول ________

وہی عملے کی آنیاں جانیاں ________

وہی موسیقی کی دھن ________ وہی اعلانات ________

طیارہ پرواز پر روانہ ہو گیا۔

اس کے ساتھ سویا ہوا مسافر جاگ اٹھا تھا۔ ''ایکسکیوزمی'' کہہ کر ٹائیلٹ کی طرف چلا گیا۔
مستعان نے جاتی ہوئی ائیر ہوسٹس سے تکیہ اور کمبل مانگا۔ ائیر ہوسٹس نے ایسے منہ بنایا جیسے کہ اس نے بھیک مانگ لی ہو۔

''ٹھیک ہے بندوبست کرتی ہوں ________''

کہہ کر غائب ہو گئی۔

مستعان نے تسمے کھولے۔ جوتے اور جرابیں اتاریں۔ بیٹھے بیٹھے بھی پاؤں تھک گئے تھے۔ اپنے آپ کو ریلیکس کیا۔ اتنے میں اس کا ہمنشیں لوٹ آیا تھا۔ اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ بھی پاکستانی تھا۔ یہ جہاز پاکستان سے مسافر لے کر آ رہا تھا۔ اس نے بیٹھتے ہی گفتگو کا آغاز کیا۔

کیا کوئی حادثہ پیش آ گیا تھا؟

جی ہاں ______ ہمارے جہاز میں کوئی فنی خرابی ہو گئی تھی۔ اس لئے ہمیں ایمسٹرڈیم کے ائیر پورٹ پر اتار دیا گیا تھا۔

کتنے گھنٹے رہے وہاں پر ______؟

چھ گھنٹے ________

اف ------ تھک گئے ہوں گے آپ ______؟

تھک ______ شل ہو گئے ہیں۔ دماغ ماؤف ہو گیا ہے۔

پاکستان سے آ رہے ہیں۔؟

جی ہاں ________

امریکہ جانا ہے ______؟

جی ہاں ________

ابھی تو ایک لمبا سفر پڑا ہے ________

وہ تو نظر آ رہا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر مستعان نے اپنا بریف کیس کھولا۔ دوا کی شیشی نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی۔ تو وہ بولا ______

کچھ تکلیف ہے آپ کو ______ ؟

جی ______ دل کی ______ مستعان ہنسا۔

اوہ۔۔۔۔۔۔ تو پھر اتنی ایگزرشن آپ کے لئے ٹھیک نہیں۔ آپ کو تو آرام کرنا چاہیے۔

آرام کرنے کے لئے ہی یہ گولی کھا رہا ہوں۔

مستعان بولا۔

مسافر نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔ اور کہنے لگا۔

میں کافی سو چکا ہوں۔ جہاز میں مجھے خوب نیند آتی ہے۔ میں اٹھ کر پیچھے کہیں جگہ بنا تا ہوں۔

آپ یہ سیٹ سیدھی کر کے اطمینان سے سو جائیں۔

نہیں نہیں آپ اتنی زحمت نہ کریں۔ میں یہیں ٹانگیں سیدھی کر لوں گا۔ مستعان نے کہنے کو تو کہہ دیا تھا۔ حقیقتاً اس کا دل چاہ رہا تھا۔ یہ شخص کہیں بھی دفعان ہو جائے تا کہ وہ ٹانگیں لمبی کر کے مزے سے سو سکے۔

وہ شخص کھڑا ہو گیا۔ مستعان نے بھی دوبارہ منع کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

اس نے اپنا کمبل اور تکیہ بھی مستعان کے سپرد کر دیا۔ اور نیم تاریکی میں جہاز کے پچھلے حصے کی طرف مڑ گیا۔ مستعان نے یہ دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی وہ کدھر گیا ______ کہاں سما گیا۔ اس نے دونوں سیٹوں کو جوڑا اور کمبل تان کر سو گیا۔

صبح جب سورج کی سرخ کرنیں بند شیشوں کے اس طرف دستک دے رہی تھیں۔ مستعان کی آنکھ کھل گئی۔ اٹھتے ہی اس نے گھڑی دیکھی۔ ارے ابھی تک صرف سات بجے تھے۔ وہ گھبرا سا گیا۔ پھر اسے یاد آیا اس نے حسب عادت اپنی گھڑی پر پاکستانی وقت نہیں بدلا تھا۔ یوں اس نے اندازہ لگایا۔ تو وہ پورے بارہ گھنٹے سو چکا تھا۔ کافی سفر سوتے میں تمام ہو چکا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ طبیعت بشاش لگ رہی تھی۔ کھڑے ہو کر انگڑائی لی۔ جہاز کا جائزہ لیا۔ زیادہ تر مسافر سوئے ہوئے تھے۔ اس نے سوچا وہ جلدی سے غسل خانے چلا جائے اور صبح کے معمولات سے فارغ ہو جائے۔ اور شیو کر کے اپنا حلیہ درست کر لے۔ ورنہ جب غسل خانوں کے آگے جہاز میں کیو لگ جاتا ہے۔ تو کافی مشکل پیش آتی ہے۔

وہ اپنی شیونگ کٹ اٹھا کر ٹائیلٹ میں چلا گیا۔ اپنی صورت اور حلیہ درست کر کے جب اپنی سیٹ پر واپس آیا۔ تو وہاں ایک انتہائی خوبرو نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سمجھا وہ غلط سیٹ پر آ گیا ہے۔ اس لئے ذرا پیچھے ہٹ کر نئے سروں سے سیٹوں کے نمبر گنے۔ کیونکہ جاتے وقت وہ اپنی سیٹ کا نمبر یاد کر کے گیا تھا۔ جب دو تین بار وہ آگے پیچھے ہوا تو وہ خوبرو نوجوان اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بولا ______

آپ نے غالباً مجھے پہچانا نہیں۔ رات کو میں ہی آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

اوہ ______ آئی ایم سوری ______

مستعان شرمندہ سا آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

رات جہاز میں اتنی روشنی بھی نہ تھی اور سچی بات ہے تھکاوٹ کی وجہ سے میرا موڈ اتنا خراب تھا کہ میں آپ کو پہچان نہ سکا۔

کوئی بات نہیں اب میں ایسا سیف الملوک بھی نہیں کہ آپ ایک جھلکی میں مجھے یاد رکھتے۔

یہ بات نہیں ______

مستعان بولا۔

آپ کو غور سے نہیں دیکھا تھا۔مگر رات میں آپ کے اخلاق سے بہت متاثر ہوا تھا۔واقعی اگر آپ مجھے اپنی سیٹ نہ دیتے تو میں اتنی بھرپور نیند نہ لے سکتا ______ کیا آپ کو مناسب جگہ مل گئی تھی۔

پیچھے ایک سیٹ پر ایک بچہ سویا ہوا تھا۔دوسری خالی تھی۔میں وہاں ٹک گیا۔انہوں نے ایک دلچسپ فلم لگا دی تھی۔دیکھتا رہا کبھی سوتا رہا ______ دیکھ لیجئے میں کتنا فریش نظر آرہا ہوں۔

ماشاءاللہ ______

مسافر جاگ رہے تھے۔اور ایئر ہوسٹسیں ٹرالیاں سیدھی کر رہی تھیں۔

تھوڑی دیر میں گرما گرم ناشتہ سرو (Serve) ہونے لگا۔دونوں نے بڑی خاموشی سے ناشتہ کیا۔

اس کے بعد مستعان بولا۔

ابھی تو کافی سفر پڑا ہے۔کیوں نہ مفصل تعارف ہو جائے۔

ہاں ______ وہ بولا میرا نام دلدار ہے۔دلدار چوہدری۔اور میرا تعلق لاہور سے ہے۔پہلی مرتبہ امریکہ جا رہا ہوں۔

میرا نام مستعان احمد ہے۔میں اپنے چیک اپ کے لئے امریکہ جا رہا ہوں۔

دیکھنے میں آپ بھلے چنگے دکھائی دیتے ہیں۔

دل بھلا چنگا نہیں ہے۔

کب سے ہے دل کی تکلیف ______؟

پیدائشی ______

اچھا ______ دل میں پیدائشی نقص بھی ہوتا ہے۔

ہاں اب تو یہ تکلیف عام ہے۔آج کل تو دل کی تکلیف چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی ہو جاتی ہے۔

کیا عمر ہو گی آپ کی؟

وہ بولا۔

پینتیس برس ______

یو آر ینگ ______ Young

مستعان ہنسا۔

اسی لئے تو اس عمر میں بیمار دل تنگ کرنے لگا ہے۔

کیا پاکستان میں علاج نہیں تھا اب تو وہاں بڑے اچھے ہسپتال بن گئے ہیں۔

پاکستانی ڈاکٹروں کی مشاورت سے ہی جا رہا ہوں۔بچپن میں ہی ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا جب تک کوئی خاص پرابلم نہ ہو۔ٹریٹ منٹ نہ کروایا جائے۔پچھلے پانچ سالوں میں کچھ مسائل پیدا ہوئے۔پاکستان میں ہی علاج ہوتا رہا۔گذشتہ سال میں آیا تھا۔اس وقت ڈاکٹروں نے کہا تھا۔میں سال بعد آؤں ______ اب اسی سلسلے میں جا رہا ہوں۔

اللہ کرے آپ صحت مند ہو کر جائیں۔میری دعا ہے۔یہ حیرانیوں کا دور ہے۔آپ فکر نہ کریں۔میڈیکل نے معجزاتی ترقی کی ہے۔آپ کی عمر دراز ہو۔صرف ٹھیک ہونے کا یقین ساتھ لے کر جائیں۔

یہ درست ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میرے کئی دوست بالکل ٹھیک ہو چکے ہیں۔

آپ وہاں جاب کے سلسلے میں جا رہے ہیں۔

مستعان نے پوچھا۔

نہیں ______

دلدار نے جواب دیا۔میں ایک مشن پر جا رہا ہوں۔

مشن ______؟ مستعان چونکا۔

دلدار نے قہقہہ لگایا۔

آپ ڈر گئے۔۔۔۔۔۔۔جو بھی یہ کہے میں ایک مشن پر امریکہ جا رہا ہوں۔لوگ چونک جاتے ہیں۔حالانکہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں۔

پھر بھی مشن پر جا رہے ہیں۔

دلدار قہقہہ لگا کر خوب ہنستا رہا۔

مستعان نے دیکھا ہنستے وقت اس کا چہرہ اور بھی خوبصورت ہو گیا۔گورا رنگ سرخ ہو گیا۔کرنجی آنکھوں میں بجلی کی چمک آ گئی۔اس کے سفید مصفا دانت موتیوں کی طرح نظر آنے لگے۔

مستعان احمد کو دل ہی دل میں اس کی رعنائی و توانائی میں ڈوبی جوانی پر بڑا رشک آیا۔

آپ نے اپنا نام دلدار چوہدری بتایا تھا ______

جی ہاں ______

چوہدری صاحب۔۔۔۔۔۔آپ کے نام کو آپ کی شخصیت سے بڑی نسبت ہے۔

بھئی آپ مجھے چوہدری صاحب نہیں۔صرف دلدار کہیں۔مجھے اپنا نام بہت پسند ہے۔

دلدار کہنا کوئی آسان تو نہیں ______ مستعان نے شرارت سے کہا۔لڑکیوں کو تو بڑی مشکل پیدا ہوتی ہوگی۔

اسی لئے تو میں اپنے حلقے میں چوہدری کی بیخ ساتھ نہیں لگاتا۔

پھر تو خوب انجوائے کرتے ہوں گے۔

میں اتنا انجوائے نہیں کرتا۔جتنا انجوائے میری منگیتر کرتی ہے۔

منگیتر ______؟ آپ کی منگنی ہو چکی ہے ______

نوجوان کے خوبصورت چہرے پر اپنی منگیتر کے ذکر سے ستارے سے ابھر آئے تھے۔

اس کی آنکھوں میں ایک کیف اتر آیا تھا۔

ایسا ہی ہوتا ہے عشق کا موسم ______ مستعان نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔

آپ نے بچپن کی محبت کی کوئی فلم دیکھ رکھی ہے۔۔۔۔۔کوئی کتاب پڑھ رکھی ہے۔

ہاں۔۔۔۔۔مستعان ہنسا۔اوائل جوانی میں ایسی بہت فلمیں دیکھی ہیں۔

تو بس میری کہانی بھی اسی پس منظر میں دیکھیں۔۔۔۔۔۔

ہم دونوں بچپن میں اکٹھے پڑھتے پڑھتے کالج تک آئے۔۔۔۔۔۔پھر ہمیں بھی مشکلات پیش آئیں۔۔۔۔۔۔میں نے بھی اس کے ساتھ منگنی کروانے میں اتنے ہی پاپڑ بیلے ہیں۔

منگنی تو ہوگئی نا بھائی ______

الحمدللہ ______ دھوم دھام سے ہوئی۔دو سال پہلے اس کے والدین امریکہ سیٹل ہو گئے تھے۔اس نے تعلیم تو پاکستان میں مکمل کی تھی۔لیکن آج کل الیکٹرانک میڈیا پر ڈپلومہ حاصل کرنے کے لئے امریکہ آئی ہوئی ہے۔

مستعان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اب اس کے بعد اور کیا پوچھے ______

تھوڑی دیر خاموشی رہی ______

پھر دلدار خود بولا۔

ستمبر میں میری منگیتر کی سالگرہ ہوتی ہے۔آپ کو معلوم ہے۔وہ لبرا ہے۔سالگرہ والے دن ہی

ہماری منگنی ہوئی تھی ______ ہماری منگنی کو ایک سال ہو گیا ہے۔میں اس کو اس کی سالگرہ پر سرپرائز دینے کے لئے امریکہ جا رہا ہوں۔

آئی سی ______ مستعان کو اب اس کے حالات میں دلچسپی پیدا ہوئی۔

کیوں آپ نے اسے اطلاع نہیں دی۔

نہیں ______ میں چپکے چپکے تیاری کرتا رہا ہوں۔مگر اس کو یہی کہتا رہا کہ اس بار تمہیں چونکا دینے والا گفٹ دوں گا۔کل رات ہی میں نے جہاز میں سوار ہونے سے پہلے اسے یہ بات کہی تھی۔ہم دونوں ایک دوسرے کو غیر متوقع قسم کے سرپرائز دیتے رہتے ہیں۔ہم دونوں کو یہی عادت ہے۔

پھر تو آپ کی ازدواجی زندگی ہلچل میں گزرے گی؟

ہوگا تو سہی یوں ______ دلدار ترنگ میں بولا۔

زندگی سے بھرپور سوچیں ہیں آپ کی دلدار صاحب ______ نوجوانی اسی کو کہتے ہیں۔کیا عمر ہوگی آپ کی ______ مستعان نے اس کا صحت مند اور خوبصورت چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا ______

پچیس یا چھبیس ______؟

دیکھا آپ کو بھی دھوکا ہوا۔میں پورے اکتیس برس کا ہوں۔

اچھا۔۔۔۔۔۔ویسے لگتا بالکل بھی نہیں۔

یہ محبت کا اعجاز ہے۔مستعان صاحب۔جو آدمی عشق کی کیفیت میں رہتا ہے۔وہ کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔ارے ہاں پچھلے مہینے میں ایک انگریزی کا مضمون پڑھ رہا تھا یورپ کے ڈاکٹروں نے ایک نئی تحقیق کی ہے۔وہ کہتے ہیں۔اگر آدمی ہر عمر میں نئے سرے سے محبت کرتا رہے۔تو اسے دل کی بیماری نہیں ہوتی۔

مستعان ہنسا ______ اہل مغرب کی تحقیقات پر نہ جائیں۔ہر پچیس تیس سال بعد یہ خود اپنی ریسرچ کی نفی کر دیتے ہیں۔تیس سال پہلے انہوں نے شوشہ چھوڑا تھا۔کہ بھینس کا دودھ مضر صحت ہے۔اور اب برملا کہہ رہے ہیں۔جدید سائنس نے ثابت کر دکھایا ہے کہ انسانوں کی صحت کے لئے بھینس کا دودھ بہت ضروری ہے۔

چھوڑیئے اس بحث کو ______ دلدار بولا ______ یہ بتایئے محبت کا تجربہ ہوا ______

یا نہیں ______

یار دل کا نقص تو پیدائشی تھا۔ مگر اس روگی دل کو بھی محبت کا روگ لگا ______

پھر ------ پھر ------

دلدار نے جلدی سے پوچھا۔

پھر کیا ہونا تھا ______ ہوتا کیا شادی ہوگئی ______ دس سال پہلے؟

واہ واہ ______ بڑے خوش قسمت ہیں آپ ______؟

اس لئے میں اتنی جلدی دوبارہ مشق عشق کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا ______

ہے تو درست ______

پتہ ہے ڈاکٹر کہتے ہیں۔ بار بار محبت کرنے سے دل ایسی ایکسر سائز کرتا ہے۔ جو اسے بیمار نہیں ہونے دیتی ______

یار! فی زمانہ یہ بار بار کا عشق مہنگا بہت پڑتا ہے۔

دونوں قہقہہ لگا کر ہنستے رہے۔

پھر دلدار شیشے سے باہر دیکھنے لگا۔ آسمان پر سورج نکل آیا تھا۔ سرخی ختم ہوگئی تھی اور شعاعیں سنہری ہوگئی تھیں۔ تمام مسافر ناشتہ کر چکے تھے۔ ائیر ہوسٹسیں ٹرالیاں اور برتن سنبھال رہی تھیں۔

دلدار کھڑا ہوگیا۔

میرا خیال ہے اب غسل خانے خالی ہوگئے ہوں گے۔ میں ذرا اپنا حلیہ ٹھیک کر آؤں۔

آپ ماشاءاللہ بالکل ترو تازہ نظر آرہے ہیں۔ آپ کو حلیہ ٹھیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ ہنسا ______ بھائی ضرورت تو پھر بھی رہتی ہے۔

اٹھ کر غسل خانے چلا گیا۔

جب وہ خوشبوئیں چھڑک کے واپس آبیٹھا۔ تو مستعان نے پوچھا۔

آپ سیدھے منگیتر کے ہاں جائیں گے؟

نہیں نہیں ______ وہ دوبارہ بیلٹ لگاتے ہوئے بولا۔

اس کو سرپرائز دینا ہے۔ ------ عین سالگرہ کے دن پارٹی کے وقت اس کے گھر جا کر ______

میرا ایک دوست نیو جرسی میں رہتا ہے۔ یہ پلان میں نے اس کے ساتھ مل کر بنایا ہے۔ میری

منگیتر نیو یارک میں رہتی ہے۔ پہلے تو 30 ستمبر کو صبح ہی صبح اسے جگا کر ہیپی برتھ ڈے کہوں گا۔ پھر اس کا پروگرام پوچھوں گا ______ اور عین وقت پر اپنے دوست کے ساتھ پہنچ جاؤں گا ______

اور اس کا کیا ردعمل ہوگا۔ بے ہوش نہ ہو جائے گی۔

بس ہم ایک دوسرے کو بے ہوش کرنے کی دھن میں رہتے ہیں ------ ویسے کتنا مزہ آئے گا۔ ذرا سوچیں ------ جب میں اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو جاؤں گا۔

دلدار کی آنکھوں میں کیف اتر آیا۔

مستعان کا دل چاہا کہ وہ اس سے اس کی منگیتر کا نام پوچھے مگر پھر یہ سوچ کر کہ پہلی ملاقات میں مناسب نہیں لگے گا۔ وہ خاموش رہا ------

آپ ------ آپ کام کیا کرتے ہیں۔

اچانک دلدار نے پوچھا ______

مستعان نے بریف کیس میں سے کارڈ نکال کر دیا۔ اور بتایا کہ وہ T.V پروڈکشن کا کام کرتا ہے۔

دلدار نے کارڈ دیکھا۔ اور کہنے لگا۔

بھئی میری منگیتر اس کام میں بہت دلچسپی لیتی ہے۔ وہ ڈپلومہ کر کے جب آئے گی۔ میں آپ سے ضرور ملواؤں گا۔

میری بیوی بھی میرے ساتھ کام کرتی ہے ______ بلکہ وہ زیادہ اچھا کام کرتی ہے ______

پھر تو ملانا اور بھی ضروری ہوگیا ______

وہ دونوں اپنے اپنے کاروبار پر تفصیلی گفتگو کرنے لگے۔

امیگریشن سے فارغ ہوکر مستعان باہر نکلا تو ہجوم میں اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔ دور سے ہاتھ ہلاتی ہوئی لیلیٰ اسے نظر آ گئی۔ ہاتھ کا اشارہ دیکھ کر مستعان نے اپنی ٹرالی اس کی طرف موڑ لی۔

آیئے ------ آیئے ------ وہ چابی گھماتی ہجوم سے باہر نکل آئی۔

اکیلی آئی ہو ------ حسبِ توفیق ______ مستعان بولا ______

آپ کے سب سوالوں کا جواب دوں گی۔ پہلے میں دوڑ کر گاڑی لے آؤں۔ آپ کو معلوم ہے نا؟

یہاں پارکنگ بہت دور ہوتی ہے۔

وہ بولی۔

ہاں بھئی! معلوم ہے۔ میں کیوں نہ ٹرالی لے کر پارکنگ تک تمہارے ساتھ جاؤں۔

نہیں آپ یہیں رکیئے ------ باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے مستعان نے باہر دیکھا۔ واقعی بارش ہو رہی تھی۔

لیلیٰ تیزی کے ساتھ باہر نکل گئی۔ اور بہت سی موٹروں میں غائب ہو گئی۔ وہ بھی دوسرے مسافروں کی طرح ستون کے ساتھ ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا۔ اور مسافروں کو سامان سے لدی ٹرالیوں کے ساتھ آتا اور جاتا دیکھنے لگا۔ وہ دیکھنے میں محو تھا۔ کہ ایک نوجوان اس کے قریب آ کھڑا ہوا اور انگریزی میں بولا۔

پاکستانی ہو۔

مستعان نے کہا۔ ہاں ______

بولا ______ پہلی مرتبہ آئے ہو؟

مستعان نے جان بوجھ کر کہا ______ ہاں ______

پوچھنے لگا ______

کہاں جانا ہے ______؟

مستعان نے کہا۔ تم کیوں پوچھتے ہو؟

کہنے لگا۔ میں ٹیکسی چلاتا ہوں۔ میں تمہیں لے جاؤں گا۔

مستعان نے کہا۔ تم بھی پاکستانی ہو۔

کہنے لگا ______

ہاں ______

کب سے ٹیکسی چلا رہے ہو؟ ______

چھ سال سے ______

تعلیم کیا ہے ______؟

پاکستان سے ایم ایس سی کر کے آیا تھا ______

اور یہاں ٹیکسی چلاتے ہو ______؟

کیا کریں۔ وہاں ایم ایس سی کر کے اتنی تنخواہ نہیں ملتی، جتنی یہاں ایک ہفتہ ٹیکسی چلا کر مل جاتی ہے ______

اپنی ٹیکسی ہے۔؟

نہیں مالک کی ہے ______

شکریہ بھائی! مستعان بولا ______

میں نے اپنے عزیزوں کو اطلاع کر دی تھی وہ ______

جناب: وہ جلدی سے بولا۔ یہ امریکہ ہے۔ یہاں کوئی کسی کا عزیز نہیں ہوتا۔

سب یہی کہہ دیتے ہیں۔ میں لینے آ جاؤں گا۔ کئی پاکستانی مسافر اپنے عزیزوں اور دوستوں کے انتظار میں ائیرپورٹ پر روتے نظر آتے ہیں۔

اچھا ______؟

ہاں اور اکثر میں ہی ان کی مدد کرتا ہوں۔ اور انہیں اپنی ٹیکسی پر بٹھا کے، ان کے عزیزوں کو تلاش کر کے ان کے پاس پہنچا دیتا ہوں ------

ابھی مستعان اس نوجوان کو جواب نہ دے پایا تھا۔ کہ دلدار اندر سے آتا ہوا دکھائی دیا۔

ارے وہ تو اسے بھول ہی چلا تھا ________ ؟

بیشتر اس کے کہ وہ موٹر میں بیٹھ جاتا۔ مستعان ٹرالی گھسیٹتا ہوا اس کے پیچھے لپکا۔ دلدار صاحب۔

دلدار صاحب ________ پھر آپ سے کیسے ملاقات ہوگی؟

دلدار موٹر میں سوار ہوتا ہوتا رک گیا۔

یہاں تو نہیں ۔۔۔۔۔ کیونکہ یہاں صرف ایک ہفتے کے لئے آیا ہوں۔ اور یہ آپ جانتے ہیں۔ یہاں فرصت کیوں نہیں ہوگی ________ ؟

اور زور سے ہنسا ________ زندگی سے بھرپور ہنسی۔ پھر اپنی جیب سے ایک کارڈ نکالا۔ اور اس کو دیا۔

یہ میرا لاہور کا ایڈریس ہے۔ لاہور آ کر ملیئے گا ضرور؟ میرے پاس آپ کے لئے ایک پروجیکٹ ہے۔ یعنی ہم دونوں کے پاس وہ پھر زور سے ہنسا جس کے بعد اس کے چہرے پر ننھے ننھے جگنو چمکنے لگے۔

ویسے ملازمت میری سرکاری ہے ________

کوئی بات نہیں۔ مستعان نے کارڈ پکڑ لیا۔ اور بولا آپ کے ساتھ کام کر کے مجھے بے حد خوشی ہوگی۔

اس نے گرمجوشی سے ہاتھ ملایا۔ اور اپنے دوست کی کار میں بیٹھ گیا۔ مستعان سڑک کنارے کھڑا اسے دور تک دیکھتا رہا۔ اس میں زندگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

اس کی پور پور میں بجلی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ستارے ناچتے تھے۔ اتنا خوبرو نوجوان مستعان نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مستعان کو اس پر بڑا رشک آیا۔ نہ جانے وہ کب تک اس کے بارے میں سوچتا کہ لیلیٰ نے ہارن دے دے کر اسے چونکا دیا۔

اب گاڑی کو سٹارٹ چھوڑ کر اس کی طرف بھاگی چلی آ رہی تھی۔

چڑھی سانس کے ساتھ بولی۔

پتہ ہے یہاں زیادہ دیر سڑک پر گاڑی کھڑی کرنے سے چالان ہو سکتا ہے۔

اور آپ ہیں کہ ہم خیالوں میں مگن کھڑے ہیں۔ اس کو بھی پاکستان سمجھ رکھا ہے۔

اوہ۔۔۔۔ اوہو ________ چلو چلو وہ اپنی ٹرالی گھسیٹ کر موٹر کے اندر جلدی جلدی سامنے

رکھنے لگا ________ سامان رکھ کر وہ دوڑتا ہوا اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لیلیٰ پہلے ہی سٹیرنگ پکڑ چکی تھی۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور موٹروں کی لمبی قطار میں شامل ہوگئی۔

بوندا باندی ابھی تک ہو رہی تھی۔

مستعان نے موٹر کے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا۔ اس کا چہرہ کتنا بجھا ہوا تھا۔ اسے پھر دلدار کا خیال آ گیا۔ اگر دلدار کا چہرہ ایک جلتا ہوا چراغ تھا۔ تو اس کا چہرہ بجھے ہوئے دیئے کی مانند لگ رہا تھا۔

کیا طبیعت ٹھیک نہیں ________ سفر میں کچھ گڑ بڑ ہوگئی۔ لیلیٰ نے اپنی لین اختیار کرتے ہی پوچھا۔

اتنے لمبے سفر میں تھکاوٹ تو ہو جاتی ہے پھر اسے ایمسٹرڈیم پر رکنے والا قصہ سنانے لگا ________

بس ہوائی سفر میں یہی ایک مصیبت ہے۔

چل کے خوب آرام کر لیجئے گا۔

بھئی یہاں ایئرپورٹ پر کیا تماشا ہوتا رہتا ہے۔

مستعان نے پوچھا۔

کیسا تماشا ________ ؟

لیلیٰ نے استفسار کیا۔

ایک پاکستانی ٹیکسی ڈرائیور آ کر مجھے ڈرانے لگا۔ کہ یہاں کوئی رشتہ دار لینے نہیں آتا۔

بلا کر ذلیل و خوار کرتے ہیں، وغیرہ ________

لیلیٰ نے قہقہہ لگایا۔

ہاں کبھی ان کی بات بن جاتی ہے۔ اور کبھی لاوارث کی ________ یہاں ہر کوئی اپنا شکار ڈھونڈتا رہتا ہے۔

بھئی یہ کتوں والی حرکت مجھے پسند نہیں آئی۔ کتے اچھل اچھل کر مسافروں کو سونگھتے ہیں۔

چلتے وقت توشہ نے میری جیب میں پنج سورہ ڈال دیا تھا۔ میں اسے ہاتھ میں پکڑ کر بجاتا رہا۔ اور کتا اچک اچک کر میرے ہاتھ کا تعاقب کرتا رہا۔

بس کیا بتاؤں بھائی ________ لیلیٰ نے اداسی سے کہا۔ کچھ لوگ جونک انسانیت ہوتے

ہیں۔انہوں نے منشیات کا کاروبار کر کے یہاں بدنامیاں اس قدر پھیلادی ہیں۔کہ اب کوئی ہمارا اعتبا
نہیں کرتا۔ایئر پورٹ کے اندر ہمارے لئے اور بعض دوسرے ملکوں کے لئے الگ ایگزٹ بنا دیئے گ
ہیں۔بڑا افسوس ہوتا ہے۔اس تفریق پر______

اچھا یہ بتاؤ قدرت کیوں نہیں آیا______

مستعان نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

بس کیا بتاؤں______خود ہی گھر جا کر پوچھ لیجئے گا۔ایک ہفتے سے گھر میں شور مچا رکھا ت
کہ میں چھٹی لے رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ایئر پورٹ جاؤں گا۔ہفتہ پھر مستعان کے ساتھ گھر پ
رہوں گا۔اور حضرت پرسوں سے غائب ہیں۔

تو ان کے حالات تبدیل نہیں ہوئے______

فطرتیں کہاں بدلتی ہیں بھائی______؟

آپ کو پتہ ہے صبح سے توشہ کا دو مرتبہ فون آچکا ہے۔

ہاں فکر مند تو ہوگی۔فلائٹ پورے چھ گھنٹے لیٹ ہوگئی ہے______

میں اسے بتا کے آئی تھی کہ اب ایئر پورٹ پر جا رہی ہوں۔واپس آتے ہی فون کروں گی۔

وہ پھر بھی فکر کئے جا رہی تھی۔

ابھی چل کے اس کو بتا دیں گے۔مستعان نے کہا۔

ضامن کیسا ہے______ اسے ساتھ نہیں لائیں۔؟

گھر بالکل اکیلا تھا۔اسے گھر پر چھوڑ کر باہر سے تالا لگا آئی ہوں۔کم از کم فون تو سنتا رہے گا۔

پانچ سال کے بچے پر گھر چھوڑ آئی ہو______

ابھی سے اس پر ذمہ داری ڈالوں گی تو اسے عادت پڑ جائے گی۔

تم لوگ تو واقعی اس دنیا میں کھپ گئے ہو۔؟

کیا کریں۔یہاں رہنا ہے تو اس طرح ہی رہنا پڑے گا۔

اس مشینی طرز زندگی سے آپ لوگ اکتا نہیں جاتے______

نہیں۔۔۔۔۔۔کیونکہ میں نے تو بہت پہلے زندگی شروع کر دی تھی۔تعلیم ختم کرتے ہی یہاں آ
گئی تھی۔

انسان اپنے ماحول سے جلد مانوس ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔یہ ماحول کا جانور ہے نا
______؟

یہ تو ٹھیک ہے______

لیجئے ہمارا گھر آ گیا۔لیلیٰ نے ایک چھوٹی سڑک پر مڑ کر کہا۔ویسے تو ایئر پورٹ سے یہاں تک کا
راستہ ساٹھ کلومیٹر کا ہے۔مگر آج آپ کے ساتھ باتوں میں پتہ ہی نہیں چلا کہ وقت گزر گیا
______

لیلیٰ کی گاڑی ٹھیک پورچ میں جا کے رک گئی۔

صبح چھ بجے نرس کمرے میں داخل ہوئی۔ توشہ جاگ رہی تھی۔ اور نظریں چھت پر لگائے چت لیٹی تھی۔ نرس نے گڈ مارننگ کہا تو اس نے اشارے سے جواب دیا۔ چارٹ دیکھ کر نرس اپنی کارروائی میں مصروف ہوگئی۔ بی پی چیک کیا تو پریشان ہوگئی بولی۔

آپ رات بھر نہیں سوئیں ______ ؟

نہیں ______ توشہ نے گردن ہلا کر جواب دیا۔

نرس کی نظریں فوراً ٹیلی فون پر گئیں ______

میاں سے بات ہوئی یا نہیں ______

نہیں ______ پھر توشہ نے گردن ہلا کر جواب دیا۔

افوہ ایک اتنی ذرا سی بات کے لئے آپ نے اپنا بلڈ پریشر اتنا ہائی کر لیا ہے۔ ڈاکٹر فہمیدہ کہہ گئیں تھیں۔ کہ ان دنوں آپ کا بی پی کسی صورت ہائی نہیں ہونا چاہیے۔ ادھر بچے کی پوزیشن بھی ٹھیک نہیں ہے۔ میں تو رات آپ کو گولی کھلا کے سلا گئی تھی۔

بس سسٹر۔۔۔۔۔۔ توشہ نے کراہ کر کروٹ بدل لی۔ بہت سی چیزوں پر انسان کا بس نہیں ہوتا۔ میں چاہتی تھی سو جاؤں مگر ساری رات جاگتے گزر گئی۔۔۔۔ جاگنے سے مجھے بھی اذیت ہوتی ہے ______

گولی بھی کھائی ______ دوسری لے لیتیں ______

جب ایک گولی نہیں سلا سکی۔ تو دوسری کا احسان کیوں اٹھاتی۔

سب عورتیں ایک گولی کھاتے ہی سو جاتی ہیں۔

سب عورتیں خوش نصیب جو ہوئیں۔ توشہ نے کہا۔ میں نیند کے معاملے میں خوش نصیب نہیں ہوں۔ بس کوئی شے ذہن میں پھنس جاتی ہے۔ بہت کوشش کرتی ہوں۔ نکالنے کی اچھی اچھی باتیں سوچتی ہوں۔ ماہرین نفسیات والے سارے نسخے آزما لیتی ہوں۔ مگر بے سود!

اچھا میں آپ کے لئے ناشتہ لاتی ہوں۔ پھر آپ کو دوائی دوں گی۔

سسٹر باہر نکل گئی۔

اب توشہ کے سر میں درد ہو رہا تھا۔۔ پہلو میں بھی چبھن سی ہو رہی تھی۔ بستر پر لیٹے ہوئے اسے نو ماہ ہوگئے تھے۔ پہلے تو وہ بیٹھ کر اپنا لکھنے کا کام کرتی رہی تھی۔ مگر پچھلے دو ماہ سے بیٹھ بھی نہ سکتی تھی۔ اور ہر دم سوچتی ماں بننا کتنا کٹھن مرحلہ ہے۔ تخلیق کے عمل سے گزرنا کتنا صبر آزما ہے۔ اذیتوں اور دردوں کے کتنے کڑے کوس پار کر کے ایک عورت بچے کو جنم دیتی ہے۔ پتہ نہیں بچوں کو ساری زندگی اس کا احساس ہوتا ہے کہ نہیں۔

توشہ اور مستعان کی شادی کو دس سال ہوگئے تھے۔ دس سال خواب کی طرح گزر گئے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے درد آشنا تھے۔ مستعان میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اپنی ذہین و فطین بیوی کا کبھی مقابلہ نہیں کرتا تھا۔ دونوں شوبز میں تھے۔ بلکہ دوران تعلیم وہ ایک دوسرے کے قریب آگئے تھے۔ یہ قرب جلد ہی شادی کی صورت میں ڈھل گیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے مل کر پرائیویٹ پروڈکشن کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

مستعان کو چھوٹے بچوں سے بڑا پیار تھا۔ وہ گھر میں بھی بچوں کا خواہش مند تھا۔

مگر تین دفعہ توشہ کا اسقاط ہوگیا تھا اب جب چوتھی دفعہ اس کی گود ہری ہوئی تو ڈاکٹروں نے اسے تنبیہ کر دی تھی۔ کہ پورے نو ماہ اسے بیڈ ریسٹ میں رہنا ہوگا۔ اگر اس بار اسقاط ہوگیا تو وہ زندگی بھر ماں بننے کی نعمت سے محروم ہو جائے گی۔ چنانچہ مستعان نے اس کا سارا کام بند کروا کے اسے ایک پرائیویٹ نرسنگ ہوم میں داخل کرا دیا تھا۔ اور صبح و شام اس کی خبر گیری کو آجاتا۔ وہ جانتا تھا کہ توشہ نے اس کی خواہش کے احترام میں اس بار تخلیق کی ڈگر پر قدم رکھا ہے۔ اس لئے وہ بہت ممنون نظر آتا تھا۔ اور بار بار اسے کہتا تھا۔ بس ایک ہی بچہ کافی ہے۔ بلکہ بیٹی ہو جائے تو گویا میری خواہشوں کی تکمیل ہو جائے ______

مگر ایک رات ______ جب وہ تھک ہار کر توشہ کے کمرے میں آ کر سو گیا تھا۔ یکا یک اسے دل کی تکلیف ہوئی۔

دل کی عجیب و غریب تکلیف اسے پیدائشی تھی۔ شاید اسے زندگی بھر اس تکلیف کا پتہ نہ چلتا۔ وہ تو یوں ہوا کہ اس کے والدین کو اس کی انشورنس پالیسی خریدنے کا خیال پیدا ہوگیا۔ ان دنوں وہ اکیس برس کا تھا۔ حسب دستور انشورنس والوں نے جب اس کے تمام ٹیسٹ کروائے تو اس کے دل کی کیفیت کا پتہ

چلا۔ ڈاکٹر اس بات پر حیران تھے۔ کہ اسے اکیس برس تک کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا۔ تاہم انہوں نے اس سے کہہ دیا تھا۔ کہ وہ کسی ہارٹ سپیشلسٹ سے سالانہ چیک اپ کرواتا رہے۔ جب تک والدین زندہ رہے۔ وہ یہ کام کرتے رہے______ ان کی زندگی میں ہی اس نے توشہ سے شادی کر لی تھی۔ اس کی ماں مرنے سے پہلے یہ کام توشہ کے سپرد کر گئی تھی۔ ورنہ وہ تو اپنے دل کے عارضے کو محض ایک مذاق سمجھتا تھا۔ شادی سے پہلے اس نے توشہ کو اپنی صحت کے بارے میں سب بتا دیا تھا۔ توشہ اس کا بہت خیال رکھتی تھی۔ گذشتہ سال اسے پہلی مرتبہ دل کا دورہ پڑا تھا۔ اس کے ذاتی معالج نے اسے امریکہ کے ایک ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا تھا۔ ایک مہینہ وہاں رکھ کے اس نے اس کا علاج کیا تھا۔ اور ساتھ میں کہہ دیا تھا۔ کہ اگلے سال اگر کچھ تکلیف بڑھی تو فوراً آپریشن کرنا پڑے گا۔

مسئلہ بھی ان دنوں پیدا ہوا۔ جب توشہ بستر پر پڑی تھی۔ اور ماں باپ سر پر نہ تھے۔ بہر حال توشہ نے امریکہ میں اپنی بہن لیلیٰ کو انتظامات کرنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ اسے تو روانہ کیا۔ اور خود اس مجبوری کی وجہ سے نہ جا سکی۔

مگر فکر کے مارے رات بھر نہ سو سکی۔ گذشتہ سال وہ اس کے ساتھ امریکہ گئی تھی______ اور اب اسی کی خواہش کی تکمیل میں لاچار سی ہو گئی تھی۔

خواہشوں کو اپنے خون سے سینچا جاتا ہے۔ اور خواب اپنی رگوں کے تار سے مجسم کئے جاتے ہیں۔ وہ لیٹی یہی کچھ سوچا کرتی تھی------

ایک دم فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف لیلیٰ تھی۔

اس کی جان میں جان آئی______

''لو بھئی اپنے فرہاد سے بات کر لو۔''

ہیلو-----ہیلو-----مستی-----مستی تم ٹھیک ہو۔ یہ کہتے ہی توشہ رونے لگی۔

توشی! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ صحیح وسالم یہاں پہنچ گیا ہوں۔ اور تمہاری لاڈلی بہن کے محفوظ ہاتھوں میں ہوں۔

وہ روتی رہی______

رونے میں وقت ضائع نہ کرو______ بتاؤ کیا بات ہے______

کوئی بات نہیں-----اس نے جلدی جلدی اپنی آواز میں سے آنسوؤں کی نمی نکالی۔

کوئی فکر والی بات نہیں تمہاری فلائٹ لیٹ ہو گئی تھی تم جب چلے تھے۔ تمہارے دل میں درد ہو رہا تھا۔ بس------بس------ مجھے برے برے وہم ستا رہے تھے۔ کہ اگر راستے میں تکلیف بڑھ گئی تو کیا ہوگا______

راستے میں تکلیف اس لئے نہیں بڑھی۔ کہ پورے جہاز میں تمہارے جیسی خوبصورت کوئی عورت ہی نہ تھی۔ جسے دیکھ کر میں ہائے وائے کرتا۔ اور وہ مجھے سنبھال لیتی______

توشہ ہنسنے لگی۔ ہاں اب لگ رہا ہے کہ تم ٹھیک ہو؟

تم اپنی سناؤ۔

اب تو میں بھی ٹھیک ہوں۔ بس رات بھر جاگنے سے بی پی ہائی ہو گیا ہے۔

توشی______ اگر تم نے بی پی ہائی کر لینا ہے۔ تو میں کل ہی واپس آ جاتا ہوں۔

نہیں نہیں______ مستی______ اب میں نے تمہاری آواز سن لی ہے۔ تسلی ہو گئی ہے۔

ذرا لیلیٰ کو فون دو______

مستعان نے لیلیٰ کو فون دے دیا۔

لیلیٰ______ توشہ بولی-----مستعان دیکھنے میں بالکل ٹھیک لگ رہا ہے نا؟______

بھئی بالکل سے بھی زیادہ ٹھیک لگ رہا ہے______

لیلیٰ میری ڈلیوری بس آج کل میں ہو جائے گی۔ پلیز تو مستی کا خیال رکھنا۔ اگر آپریشن کی ضرورت ہو۔ ان کے ساتھ جانا۔

جاناں______ تم فکر ہی نہ کرو______ میں ان کے لئے اپائنٹمنٹ لے چکی ہوں۔ کمرہ بک ہو چکا ہے۔ آج رات تو یہ مزے سے سوئیں گے۔ یعنی آرام کریں گے۔ کل ان کو ہسپتال میں جانا ہوگا میرے ہوتے ہوئے کیوں فکر کرتی ہو۔

نہیں------فکر بالکل نہیں کرتی۔ تیرے آسرے پر تو تنہا بھیج دیا ہے۔ بس اپنی عادت سے مجبور ہوں۔ جیسے میں ہمیشہ سوچا کرتی ہوں کہ ہر کام میں ہی صحیح کر سکتی ہوں۔

توشہ تم بھی فارغ ہو کر ادھر ہی آ جانا میں انہیں تین ماہ سے پہلے نہیں جانے دوں گی۔

اچھا اچھا-----میرے لئے دعا کرنا۔ ایک لمبا کھشٹ کاٹا ہے میں نے______ اللہ تعالیٰ زندگی اور صحت والا بچہ دے______

انشاء اللہ ایسے ہوگا۔ لیلیٰ نے کہا ______

اوکے توشہ میں تم سے بات کرتی رہوں گی۔ اطمینان رکھو!

ذرا مستی کو دو ______

جی حضور ______ مستعان نے ٹیلی فون پکڑتے ہی کہا ______

مستی ______ انشاء اللہ تم بالکل ٹھیک ہو کر آ جاؤ گے۔

یہ تمہاری پیشن گوئی ہے۔ وہ ہنسی ------

ہاں ہاں ہمیشہ کی طرح ______

تو بس ______ میں انشاء اللہ ٹھیک ہو کر، کھوٹے سکے کی طرح تمہارے پاس پلٹ آؤں گا

اپنے آپ کو کھوٹا سکہ نہ کہو۔

بھئی واپس تو کھوٹا سکہ ہی آتا ہے۔

اچھا اب بحث نہ کرو۔

چلو ______ کھری کرنسی کی طرح آؤں گا ______ تاکہ تم مجھے سنبھال کر رکھ لو۔

یہ ٹھیک ہے۔

اچھا توشی ------ خدا حافظ، ٹیک کیئر میری جان۔

ٹیک کیئر ______ مستی۔

خدا حافظ ------ توشہ نے فون بند کر دیا۔

نرس جب ٹرے میں ناشتہ لئے کمرے میں داخل ہوئی ------ تو ------ توشہ گہری نیند سو رہ
تھی ایسے جیسے وہ کبھی نہ جاگی ہو۔ اس کے لمبے لمبے خراٹے اس کے دلی اطمینان کا اعلان کر رہے تھے۔

نرس نے گھڑی دیکھی۔ جگانا چاہا رک گئی۔ فون دیکھا۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ مریضہ اپنے شو
سے بات کر چکی ہے۔ ورنہ اتنی جلدی اتنی گہری نیند ______

وہ ٹرے پکڑے دبے پاؤں واپس نکل گئی۔ یہ سوچتے ہوئے ______

مریض کے لئے اطمینان دل ضروری ہوتا ہے۔ یا دوائیاں ______ ایک گولی مریضہ
ساری رات نہیں سلا سکی ______

ایک فون نے اسے گہری نیند سلا دیا ہے۔

اگلے روز اتوار تھا۔ اس لئے مستعان کو آرام کرنے کا خوب وقت مل گیا تھا۔ یوں بھی توشہ کے ساتھ بات کرنے کے بعد لیلیٰ نے اس کا بی پی چیک کیا۔ نبض دیکھی۔ ہارٹ بیٹ کا معائنہ کیا۔ پھر اسے ایک ذہنی سکون کی گولی کھلائی ______

مستعان حسبِ معمول مذاق کے موڈ میں تھا۔

بھئی مجھے پہلی مرتبہ تجربہ ہو رہا ہے۔ کہ اگر سالی ڈاکٹر بھی ہو۔ اور بہنوئی مریض بھی ہو اسے کتنا وی آئی پی ٹریٹ منٹ ملتا ہے۔

جی ہاں ______ لیلیٰ بولی اس وقت بھول جایئے کہ میں آپ کی سالی ہوں۔ اور آپ میرے بہنوئی ہیں۔ یہ نازنخرے تو ایک ڈاکٹر، ایک مریض کے اٹھا رہا ہے۔ آپ کی جگہ کوئی بھی ہوتا ______

اچھا اچھا آگے مت کہنا ------- میں ڈاکٹروں کا وہ روایتی محاورہ سمجھ گیا ہوں۔

لیلیٰ ہنسنے لگی ------

آج رات آپ کو پورے بارہ گھنٹے کی نیند لینا ہو گی۔ آرام سے سویئے۔ کل اتوار ہے۔ مجھے بھی آرام کرنے کو اتوار ہی ملتا ہے ______ پھر سارے ہفتے کے لئے تازہ دم ہو جاتی ہوں۔

لیلیٰ! تم لوگوں کی زندگی یہاں کتنی مشقت کی زندگی ہے۔ کہنے کو تم لوگ ڈالروں میں کھیلتے ہو ______

بس مستی بھائی ______ یہ کہنے اور سمجھنے کی بات ہے ______

بھئی وہ کہاں ہے۔ تمہارا قدرت اللہ ------- حسب عادت اس کی بات پھر گول کر رہی ہو۔

میں نے خود اسے فون پر بتایا تھا۔ کہ میں آ رہا ہوں۔

مستی بھائی! آج تک میں نے کبھی ان سے پوچھا ہے۔ کہ وہ کہاں سے آ رہے ہیں۔ اور کہاں جا رہے ہیں ______؟

کیوں نہیں پوچھا ______ اسے بتانے کی عادت کیوں نہیں ڈالی ______

لیلیٰ ماتھے پر سے بال ہٹا کر سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

یہ تحفہ آپ کی طرف سے مجھے اسی طرح بنا بنایا ملا تھا۔

لیلیٰ ۔۔۔۔۔ مستعان نے تردد سے کہا۔ وہ ابھی تک تمہارا خیال نہیں کرتا۔

اچھا آپ کیا فضول باتیں لے بیٹھے۔ آدھی رات تو پہلے ہی گزر گئی ہے۔ سونے کی کوشش کریں سوموار کو آپ کی اپائنٹمنٹ ہے ______

ضامن سو گیا کیا؟ مستعان نے پوچھا۔

اسے میں نے جلدی سونے کی عادت ڈال دی ہے۔

بڑا پیارا بچہ ہے۔ ابھی میرے ساتھ بڑی پیاری پیاری باتیں کر رہا تھا۔

ابھی تو تکان کر گیا ہے۔ صبح دیکھئے گا آپ کی جان نہیں چھوڑے گا ______

لیلیٰ کھڑی ہو گئی ۔۔۔۔۔

یہ انٹرکام آپ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہے۔ جونہی ضرورت محسوس ہو بٹن دبا دیجئے گا۔ میں فوراً فوراً اٹھا لوں گی۔

کیا اس کی ضرورت پڑے گی ______ مستعان نے شرارت سے کہا۔

توبہ ہے۔ میں نے تو احتیاطاً آپ سے کہا ہے۔

اچھا۔ اب تم جاؤ۔ بہت تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔

لیلیٰ شب بخیر کہہ کر باہر نکل گئی۔

مستعان اپنے بستر پر دراز ہو گیا۔ جہاز میں بیٹھے بیٹھے ٹانگیں اکڑ گئیں تھیں۔ ٹانگیں لمبی کرنے کا ایک اپنا ہی لطف ہے۔ بہت آرام دہ بستر تھا۔ اس نے چھت کی طرف دیکھ کر سارے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرے میں ہر چیز خوبصورت تھی۔ لیلیٰ کی اعلیٰ ذوقی کا پتہ دے رہی تھی۔ نیوجرسی میں لیلیٰ کا گھر ایک نہایت پوش علاقے میں تھا۔ یہاں جتنی بھی کالونیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان کا علاقہ، گھروں کی مسافت اور فن تعمیر سے اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ کس کلاس کے لوگ یہاں رہتے ہیں۔ لیلیٰ کا گھر امیروں کی بستی میں تھا۔ اور امیروں والا تھا۔ امریکہ میں ایسے گھر ہر محنت مزدوری کرنے والے کے پاس نہیں ہوتے پورے چار بیڈروم تھے۔ سب سے بڑا بیڈروم لیلیٰ کا تھا۔ یعنی ماسٹر بیڈروم ______ ایک کمرے

قدرت نے اپنی سٹڈی بنا چھوڑا تھا۔ ایک کمرہ ضامن کا تھا۔ اور ایک کمرہ گیسٹ روم تھا۔ جو وہ ہمیشہ اپنی بہن کو بہنوئی کو دیتی تھی۔ ہر کمرے میں فون، انٹرکام، ٹی۔ وی۔ وی۔ سی۔ آر۔ اور سہولت کی ہر شے موجود تھی۔ گھر کے نیچے ایک بہت بڑی بیس منٹ تھی۔ جسے وہ دعوتوں کے لئے استعمال کرتی تھی۔ باہر ایک پورچ تھا۔ اور اس کے سامنے سرسبز لان ______ گھر کے پچھواڑے ایک خوبصورت سا سوئمنگ پول تھا۔ جس کی راہداری پر اس نے باربی کیو کا انتظام کر رکھا تھا۔ لیلیٰ کے گھر میں ہر وہ چیز موجود تھی۔ جس کی امریکہ میں تمنا کی جا سکتی ہے۔

چھوٹی سی لیلیٰ نے یہ سب تھوڑے عرصے میں حاصل کر لیا تھا۔ لیلیٰ ڈاکٹر تھی۔ اور کینسر کی سپیشلسٹ تھی۔ ایک بہت بڑے ہسپتال سے منسلک تھی۔ اور اپنے پیشے میں اس کا بہت شہرہ تھا۔ ہفتے میں اسے تقریباً تین آپریشن کرنے پڑتے تھے۔

مستعان نے اپنے کمرے کی بتی بجھائی تو از خود ہلکی نیلی روشنی کا بلب روشن ہو گیا۔ یہ نئی چیز اس نے اپنے کمرے میں دیکھی تھی ______ اس نے سوچا۔

انسان کو ایجادات کا جنون ہے۔ بیسویں صدی ایجادات سے لدی ہوئی گزر رہی ہے۔

پتہ نہیں یہ جنونی انسان اکیسویں صدی میں کیا گل کھلائے گا؟

تخلیق کائنات کے دلچسپ جرم پر
ہنستا تو ہو گا آپ بھی یزداں کبھی کبھی!

سامنے دیوار پر توشہ اور لیلیٰ کی ایک بچپن کی تصویر لگی تھی۔

یہ تصویر ہمیشہ اس کمرے میں رہتی تھی ______

اسے بھی یہ تصویر بہت اچھی لگتی تھی۔ دو سال کی عمر ہو گی دونوں کی ______ گرم کپڑے پہنے ہوئے ______ دو موٹی موٹی صحت مند اور خوبصورت بچیاں ______ ہاتھ پکڑے مسکرا رہی تھیں۔

توشہ اور لیلیٰ جڑواں بہنیں تھیں ۔۔۔۔۔ اکٹھی بڑی ہوئیں ۔۔۔۔۔ اکٹھے تعلیم حاصل کی ______

دوران تعلیم ایک حادثہ ہو گیا۔ ان کی والدہ بیگم زلیخا جانباز ترمذی کینسر کے موذی مرض سے جانبر نہ ہو سکیں۔ تب دونوں بہنوں نے دل میں ٹھانی کہ وہ ڈاکٹر بنیں گی۔ اور کینسر میں ریسرچ کا ایک ہسپتال بنائیں گی۔ اور لوگوں کی جانیں بچانے کا جتن کیا کریں گی۔

ایف ایس سی تک دونوں بہنیں ساتھ ساتھ پڑھتی رہیں۔ مگر ایف ایس سی کے بعد اچانک توشہ کا ارادہ بدل گیا۔ اس نے صاف کہہ دیا۔ کہ وہ ڈاکٹر بننے کی اہل نہیں ہے ______ اور فائن آرٹ میں داخلہ لے لیا۔ جب کہ لیلیٰ اپنی دھن پر اڑی رہی۔ بالآخر ڈاکٹر بن گئی۔ یونیورسٹی میں مستعان اور توشہ کی ملاقات ہوئی۔ دونوں کو ہی الیکٹرانک میڈیا میں دلچسپی تھی۔ یہ دلچسپی روایتی شادی میں ڈھل گئی ______

یونیورسٹی ہی میں مستعان کا ایک جگری دوست بھی تھا۔ جو بہت اچھا رائٹر تھا۔ اور بڑا رائٹر بننے کے جتن کرتا رہتا تھا۔

وہ اپنا کیمرہ لے کر مستعان اور توشہ کی شادی میں شریک ہوا تھا۔ وہیں اس نے لیلیٰ کو دیکھا تھا۔ اور اس کی بہت سی تصویریں اپنے کیمرے میں محفوظ کر کے لے آیا تھا۔ مستعان کو اس بات کا پتہ ایک سال بعد لگا تھا۔ ان دنوں لیلیٰ مزید تعلیم کے لئے امریکہ داخلہ لے چکی تھی۔ مستعان نے کوشش کر کے قدرت سے اس کی شادی کروا دی تھی۔ ایک سال بعد قدرت بھی اس کے پاس امریکہ آ گیا تھا۔

اور یہاں پر اردو چینلز کے لئے اور اردو سروس کے لئے اس نے اسکرپٹ لکھنے کا کام شروع کر دیا تھا۔ مستعان اور لیلیٰ انہیں ملنے آتے رہتے تھے۔ لیلیٰ نے آج تک کبھی قدرت کی شکایت نہ کی تھی۔ مگر مستعان کو از خود محسوس ہوتا تھا۔ جیسے قدرت کا سلوک لیلیٰ کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے ______

یہ دونوں بہنیں اس دنیا میں اکیلی تھیں۔ ان کے والد بھی فوت ہو گئے تھے۔ گو یہ جڑواں تھیں۔ مگر چونکہ توشہ پہلے پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے لیلیٰ کبھی کبھی اسے آپا کہتی تھی۔ شاید اسے آپا کہنے کا بہت شوق تھا۔

دونوں بہنوں کی محبت بھی مثالی تھی۔ گذشتہ سال جب مستعان نے اپنی بیماری کے مسائل کا لیلیٰ سے فون پر تذکرہ کیا تھا۔ تو لیلیٰ نے بہت مجبور کر کے، اور قسمیں دے دے کر انہیں بلایا تھا۔

دونوں میاں بیوی آ کر تین ماہ اس کے پاس رہے تھے۔ بلکہ اچھا ہی ہوا تھا۔ کہ بروقت تشخیص ہو گئی۔ اور اسے اپنے مرض کی نوعیت کا علم ہو گیا۔

سوچتے سوچتے مستعان کو نیند آ گئی ـــــــ وہ گہری نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔ واقعی پورے بارہ گھنٹے سوتا رہا۔ پتہ نہیں لیلیٰ نے اسے کون سی گولی دی تھی۔ دن کے وقت اٹھا تو دوپہر کے بارہ بج رہے تھے۔ گھڑی دیکھ کر وہ غسل خانے میں گھس گیا۔ شیو کی۔ گرم نیم گرم پانی سے شاور لیا۔ جیسے جنم جنم کی تھکن اتر گئی ______ تولیہ لپیٹ کر غسل خانے سے باہر نکلا ______

تو سامنے قدرت کو براجمان پایا ______

اسے دیکھتے ہی قدرت کھڑا ہو گیا۔

واہ بھئی واہ! ______ صبح چھ بجے سے انتظار کر رہا ہوں۔ اور مغل شہزادے ہیں کہ اٹھ کے نہیں دے رہے ______

ارے گھامڑ میں تو کل سے آیا ہوا ہوں۔ تو غائب کہاں ہو گیا تھا۔

دونوں دوست گلے ملے ______

مستعان کپڑے بدل کر آ گیا۔ تو دونوں ڈرائنگ روم میں جا بیٹھے۔ لطیفے اور قہقہے شروع ہو گئے۔

لیلیٰ نے آ کر کہا۔ میں نے ناشتہ میز پر لگا دیا ہے۔

روز تو مجھے یہیں لا دیا کرتی ہو۔ آج بہنوئی پر جعلی عکس ڈالنے کے لئے ناشتہ کھانے کی میز پر لگا دیا ہے ______ قدرت بڑے کھردرے انداز میں بولا۔

چلو چلو ______ وہیں چلتے ہیں۔ مستعان کھڑا ہو گیا۔ قدرت نے اپنی پائپ اور تمباکو کا لفافہ اٹھا لیا۔ اور بولا۔ تمہارا لحاظ کر رہا ہوں۔ ورنہ اس ڈاکٹرنی کی مجال نہیں کہ مجھے کھانے کی میز پر بلانے کی جرات کر سکے۔

قدرت! یار تیرے انسان بننے کے چانسز ہیں کہ نہیں ______ مستعان کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا ______

یار! میں کیوں انسان بنوں ______ میں نے کیا جرم کیا ہے۔ میں اپنی مرضی کا مالک ہوں اور یہی میرا پرویلج ہے۔ (Privilege)

مستی بھائی کیسا ناشتہ لیں گے۔ لیلیٰ اپرن باندھے چولھے کے پاس کھڑی انڈہ تل رہی تھی۔

مستعان نے پاس بیٹھے ضامن کی طرف دیکھ کر پوچھا ______

ضامن بیٹے نے ناشتہ کر لیا ______؟

اس کا انڈہ بنا رہی ہوں۔

بیٹا توس پر مکھن لگا دوں ______

لگا دیں انکل ـــــــ ضامن نے آہستہ سے کہا۔

تیرا انکل صرف مکھن لگانے میں ہی ماہر ہے۔

یار! آج اس گھر میں میرا پہلا دن ہے۔ مستعان نے کہا۔ پتہ نہیں مجھے یہاں کب تک رہنا
پڑے۔ پہلے دن میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کر ________

اپنے دوست کا گھر سمجھ ________ قدرت بولا ________ اور رہ جتنی دیر تک دل چاہے

ہاں سالی سالی کی گردان کی تو یا تو نہیں ہوگا یا میں چلا جاؤں گا ________

لیلیٰ بس دھیرے دھیرے مسکراتی رہی۔ اور ناشتہ بنا کے ان کے آگے رکھتی رہی۔

ضامن نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔ نیپکن سے منہ صاف کیا۔ اپنے برتن اٹھا کر سنک پر لے گیا۔
اور پھر بولا ________

ماما! میں سوئمنگ پول کے پاس جا سکتا ہوں۔

ہاں جانو: تم جا سکتے ہو۔ مگر پانی میں نہ اترنا۔ میں تمہیں نہلا چکی ہوں۔

تھینک یو ماما کہہ کے ضامن قدرت کے پاس آیا۔

اور کرسی کا ہتھا تھام کر بولا ________ ڈیڈی! میری موٹر بائیک کب آئے گی؟

ہیں ________ قدرت نے چائے کا گھونٹ بھر کر پیالی رکھی۔

کیا کہہ رہا ہے تو ________

میری موٹر بائیک؟ ________

تیری ماں کی طرح میں کوئی ہسپتال کی نوکری پر پل رہا ہوں ________ لکھ کر روٹی کماتا
ہوں۔ جان جلاتا ہوں۔ پیسے فالتو نہیں کہ تجھے عیاشی کراتا پھروں ________

ضامن حیرت سے اپنے باپ کا چہرہ دیکھنے لگا۔

مستعان نے ضامن کو پکڑ کے پیار کیا۔ اور بولا ________

یار قدرت تو چھوٹے بچے کا دل رکھنے کو بھی وعدہ نہیں کر سکتا۔

یہ امریکہ ہے میاں ________ یہاں بچوں کے ساتھ جھوٹ موٹ کے وعدے نہیں کئے جا سکتے۔

جاؤ چندا اب باہر جاؤ ________ لیلیٰ نے اس کا بازو پکڑ کے اس کا رخ باہر کو کر دیا۔

میں ابھی گروسری لینے جاؤں گی۔ تو تمہیں ساتھ لے جاؤں گی۔

سچ ماما ________ ضامن کی نیلی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔

ہاں جانو ________ ضامن باہر نکل گیا۔

قدرت اور مستعان نے ناشتہ ختم کر لیا۔ اور اٹھ کر ڈرائنگ روم میں جا بیٹھے۔

لیلیٰ دو شیشیاں اٹھائے ان کے پیچھے بھاگی گئی۔

مستی بھائی ________ دوائی ضرور لے لیں ________

تھینک یو لیلیٰ ________ تھینک یو ________

مستعان نے دوا کی شیشیاں اور پانی کا گلاس اس کے ہاتھ سے لیا۔

لیلیٰ جلدی جلدی برتن کھنگال کر ڈش واشر میں رکھنے لگی۔

قدرت نے اپنا پائپ سلگا لیا۔ اور نیم دراز ہو کر مستعان سے پاکستان کے دوستوں کی خبریں
پوچھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا۔ آؤ یار آج سیر کو جائیں آوارگی کریں کہاں ------ کہاں
------ مستعان بولا ________

یہ مت پوچھ کہاں ________ ایک سال کے بعد آئے ہو۔ میں اس گھر میں رہتے رہتے بور ہو
گیا ہوں۔

یہ تو اتنا خوبصورت اور آرام دہ گھر ہے۔ یہاں کون بور ہو سکتا ہے ________

تم نہیں جانتے ------ گھر اگر بیوی کے پیسے سے بنا ہو ------ تو جہنم کی طرح لگتا ہے۔

کم آن یار: مستعان بھی کھڑا ہو گیا۔ اکیسویں صدی میں ایسی باتیں بڑی مضحکہ خیز لگتی ہیں۔

لگتی ہوں گی ________ قدرت نے کش لے کر کہا۔ مگر میں تو اپنے آپ کو جہنم میں گرا ہوا
محسوس کرتا ہوں۔

تو پھر بنا لونا؟ کوئی اپنا گھر ________ محنت کرو۔ ہر وقت باتیں کرنا چھوڑو۔

بس یہی سلیقہ مجھے نہیں آتا۔

یا پھر تمہیں پیسہ کمانے کا سلیقہ نہیں آتا۔ مستعان بولا۔

ممکن ہے تمہارا خیال درست ہو؟ چلو آؤ ________ آج خوب گھومیں ذرا تم سے دل کی
باتیں کرنا ہیں۔

ٹھکانہ دینا مجھے بڑی مشکل تھکن اتری ہے۔

کل تو تم نے یوں بھی ہسپتال چلے جانا ہے پھر کون جانے ________ ؟

دونوں نے قہقہہ لگایا________

تو تم مجھے آخری بار سیر کرانا چاہتے ہو؟

دوست جو ہوں۔ میں دشمن تو نہیں کہ کہوں۔ آرام کرو۔ گولی کھاؤ۔

لیلیٰ پرس پکڑ کے اندر آ گئی۔

آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں________؟

میں ذرا مستعان کو سیر کرانے کے لئے جا رہا ہوں اس مرتبہ قدرت نے براہ راست لیلیٰ سے بات کی۔

کہاں________؟ لیلیٰ بولی۔

جہاں میرا دل چاہے گا۔ اس نے جواب دیا۔

اتنے بڑے سفر کے بعد ان کے لئے آرام کرنا بہت ضروری ہے۔ کل ان کی اپائمنٹ بھی ہے۔

یار: قدرت بولا۔ یہ جو ڈاکٹر لوگ ہوتے ہیں نا؟ یہ کچھ دن پہلے ہی بندوں کو مرنے کی ریہرسل کروانے لگتے ہیں۔

مریں ان کے دشمن________ لیلیٰ جلدی سے بولی۔

گویا تم نے مجھے بد دعا دی ہے۔ کیونکہ ان کا دشمن تو فقط میں ہوں________

یار: اتنے تلخ کیوں ہو جاتے ہو۔ مستعان نے مداخلت کی۔

مستی بھائی۔ پلیز آپ باہر نہ جائیں۔ آرام کریں۔

معلوم ہے ڈاکٹرنی صاحبہ یہ مشورہ کیوں دے رہی ہیں؟

مستعان نے سوالیہ انداز میں قدرت کو دیکھا۔

کیونکہ آج کل میں بے کار ہوں۔

یہ کونسی نئی بات ہے۔ تم تو اکثر بے کار ہی ہوتے ہو۔ مستعان بولا۔

یار میرا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس آج کل کار نہیں ہے۔ پچھلے مہینے میں نے بیچ دی تھی۔ ا
ڈاکٹرنی صاحبہ کے پاس آج کل دو موٹریں ہیں۔ اب ان کو شک ہو گیا ہے۔ کہ میں ان کی نئی گاڑ
مانگوں گا۔ اس لئے پیش بندی فرما رہی ہیں۔

یہ بات غلط ہے لیلیٰ نے کہا________ اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابیاں قدرت ک

طرف بڑھائیں۔

گاڑی آپ بے شک لے لیں۔ میں چھوٹی گاڑی پر جا کر دوسری لے آؤں گی۔

لیکن پلیز دھیان رکھیں۔ ایگزرشن نہ ہو۔

قدرت نے ڈھٹائی سے چابیاں پکڑ لیں۔ اور دونوں باہر نکل آئے۔

گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس نے لیلیٰ کو آواز دے کر پوچھا________

ڈاکٹرنی صاحبہ! اس میں پٹرول ہے کہ خالی گاڑی دے کر حاتم طائی کی قبر پر لات مار رہی ہیں۔

اس میں پٹرول ہے۔ یہ کہہ کر لیلیٰ نے اپنا پرس کھولا۔ اور سو ڈالر کا نوٹ نکال کر گاڑی کے بونٹ پر رکھ دیا۔

''احتیاطاً مزید پٹرول ڈلوا لیجئے گا۔''

پھر اس نے ضامن کو آواز دی________

ضامن آؤ چندا________ ہم چلیں---------- ضامن بھاگتا آیا۔ اور اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

لیلیٰ گاڑی نکال کر باہر نکل گئی۔

قدرت نے سو ڈالر کا نوٹ اٹھا کے جیب میں ڈال لیا۔

بڑی گاڑی گیراج سے نکال لایا۔ دوسری طرف مستعان بیٹھ گیا۔

سٹیرنگ کو گھماتے ہوئے بولا________

میکے والوں کا ان عورتوں کو بہت خیال رہتا ہے------

مستعان چپ رہا________

یہ مجھے پٹرول کے لئے پیسے نہیں دے کر گئی۔ اس خیال سے کہ میں راستے میں تمہیں انٹرٹین کرتا رہوں۔ ایک سو ڈالر چھوڑ گئی ہے۔

کبھی کسی کے بارے میں اچھی بات بھی سوچ لیا کرو۔

میں ان عورتوں کی فطرت کو خوب جانتا ہوں________

کاش تم عورتوں کی فطرت کو جان سکتے۔

لیلیٰ بھاگتی ہوئی قدرت کے بیڈروم میں آئی۔ بتی جلائی۔ اوراسے جھنجوڑ کر بولی۔

قدرت ۔۔۔۔۔ اٹھو ______ اٹھو مستی بھائی کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ہے۔ انہیں ہوسپٹل لے کے جانا ہے۔

قدرت ٹس سے مس نہیں ہوا۔ اس کے فراٹے سنائی دیتے رہے ______

قدرت پلیز ______ پلیز قدرت ۔۔۔۔۔ اٹھو جلدی کرو ______

بار بار جھنجوڑنے اور بار بار بلانے سے قدرت نے آنکھیں کھولیں۔ پھر یہ کہہ کر بند کرلیں کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ تم خود لے جاؤ اور کروٹ بدل لی ______ اس کے بعد بھی لیلیٰ نے اسے جگانے کی کوشش کی۔ مگر اس نے اٹھنے سے صاف انکار کردیا۔ روتی ہوئی باہر نکل گئی۔ اور ہوسپٹل کا نمبر ملایا۔ یہ خیال اسے پہلے نہیں آیا تھا۔ ایمرجنسی میں اس نے اطلاع کردی کہ مریض کو زبردست ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ ایمبولینس بھیجی جائے۔

شور سن کر ضامن جاگ گیا تھا۔ پلنگ سے اتر کر ماں کے پاس آ گیا۔ اور بولا۔

ماما۔ کیا ہوا۔ آپ رو کیوں رہی ہیں۔؟

جانو۔ تمہارے انکل کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ہے ______ میں انہیں لے کر ہوسپٹل جا رہی ہوں۔

تم صبح ڈیڈی کو جگا کر سکول چلے جانا ______

ٹھیک ہے ماما ______

لیلیٰ مستعان کے کمرے میں گئی۔ اس کے پاس آکسیجن کا ماسک تھا۔ جو اس نے مستعان کو لگا دیا تھا۔ مگر اس کی سانس کی حالت دیکھ کر خود اس کا اپنا دل پگھلا جارہا تھا۔

کتنا اس نے قدرت کو منع کیا تھا۔ کہ اسے نہ لے جائے۔ اسے نہ تھکائے ______ رات کے دس بجے یہ لوگ تھکے ہارے آئے تھے۔ قدرت اس کو واشنگٹن ڈی سی لے گیا تھا وہاں سارے

مانونیٹ دکھائے فضول سی چیزیں کھلائیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کہاں کہاں گھومے ______ وہ سارادن فکر کرتی رہی۔ اُس کی موٹر میں فون لگا تھا۔ مگر قدرت نے جان بوجھ کر فون بند کردیا تھا۔ اس لئے وہ ان کی خبر ہی نہ لے سکی۔ دس بجے جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو مستعان کا چہرہ عجیب سا ہورہا تھا ______ زرد اور ڈوبا ہوا ______ آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں۔ اس نے دوڑ کر پوچھا۔

مستی بھائی۔ آپ ٹھیک تو ہیں۔

لیجئے شروع ہوگیا ڈرامہ ______ ۔۔۔۔۔۔ One Act Play۔ اب تم بھگتو! یہ کہہ کر قدرت اپنے کمرے میں چلا گیا۔

مستعان نے کہا ______ ہاں میں کچھ تھک سا گیا ہوں۔ اور دل پر بوجھ محسوس کرتا ہوں۔

میں نے کہا تھا نا؟ تھکنا آپ کے لئے ٹھیک نہیں ______ لیلیٰ نے گلہ کیا۔

بھئی وہ میری کہاں سنتا تھا۔ زبردستی واشنگٹن لے گیا۔ اتنا گھمایا ۔۔۔۔۔ اتنا گھمایا کہ بس ۔۔۔۔۔ میں شاور لے سکتا ہوں ______

ہاں لیلیٰ نے کہا۔ آپ نہا لیجئے۔ میں ایک پیالی گرم دودھ کے ساتھ آپ کو سکون کو دوا دیتی ہوں۔ اس کے بعد آرام کیجئے گا۔

سکون کی دوا دے کے اس نے مستعان کو سلا دیا تھا۔

رات کے دو بجے انٹر کام بجا۔ لیلیٰ نے لپک کر اٹھایا۔

مستعان کی سانس تیز تیز چل رہی تھی۔ اس نے رک رک کر بس اتنا کہا۔

لیلیٰ مجھے شاید ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔

لیلیٰ ننگے پاؤں بھاگ کر گئی۔ اس کی حالت غیر ہورہی تھی۔ نرخرے میں سے ایسی آوازیں نکل رہی تھیں ______ جیسے کوئی گھسیٹ رہا ہو ______ اور ہونٹ جھاگ جھاگ ہورہے تھے۔ ڈاکٹر ہونے کے باوجود وہ نروس ہوگئی۔ محبت کے رشتے عجیب ہوتے ہیں۔ یہ اس کی بہن کا شوہر تھا۔ جانتی تھی کہ وہ ایک جان دو قالب ہیں۔ طبعاً مستعان لیلیٰ کو چھوٹی بہن کی طرح پیار کرتا تھا۔ لیلیٰ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ وہ کیا کرے ______

جلدی جلدی اسے ابتدائی طبی امداد دینے کے بعد قدرت کو اٹھانے گئی تھی۔ قدرت جو اس کا دوست تھا۔ شادی سے پہلے دونوں ایک ہی فلیٹ میں رہتے تھے۔ قدرت بہت آئیڈیالسٹک تھا۔ بڑی

بڑی آسمانوں جیسی باتیں کرتا تھا۔کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔عورت ذات کو کچھ بھی نہیں سمجھتا تھا۔
مستعان اس کی صلاحیتوں کا بہت معترف تھا۔اور سمجھتا تھا کہ اس کا یہ دوست دنیا میں کوئی انوکھا کارنامہ
سرانجام دے گا۔

قدرت نے مستعان کو بھی شادی کرنے سے منع کیا تھا۔مگر نہ جانے کیا ہوا کہ اس نے شادی
والے دن لیلیٰ کو دیکھا۔اور سو جان سے اس پر فریفتہ ہو گیا۔لیلیٰ نے بھی تو اس کا سارا تذکرہ مستعان کی
زبانی ہی سنا تھا۔اسے بھی یہ آدمی کوئی مافوق الفطرت قسم کی مخلوق لگا تھا۔دونوں بہنیں خوش تھیں۔کہ دو
دوستوں کی بیویاں بن رہی ہیں ______ پر کتنا فرق تھا۔مستعان اور قدرت میں ______

لیلیٰ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی۔کیونکہ ہسپتال کی انتظامیہ نے کہا تھا۔آدھے گھنٹے میں
ایمبولینس پہنچ جائے گی۔

اور قدرت جانتا تھا کہ مستعان کی مرض کی نوعیت کیا ہے۔وہ کیوں یہاں آیا ہے ______

مگر وہ کیسا بے سدھ سویا پڑا تھا ______

صاف کہہ دیا۔میں نہیں اٹھ سکتا۔تم خود ہسپتال لے جاؤ۔اس کی سانسوں سے ابھی تک وسکی کی
بو آ رہی تھی۔اتنا نشہ کرتا تھا۔کہ اس کو سوتے اور جاگتے میں اپنی سدھ بدھ نہ رہتی تھی ______

لیلیٰ کے پاس جلنے کڑھنے کا وقت نہیں تھا۔وہ جہاں کام کرتی تھی۔وہاں زندگی کا موت سے ٹکراؤ
چلتا رہتا تھا۔اسے اپنے پیشے سے محبت ہو گئی تھی۔وہ بڑی مطمئن تھی ہر آپریشن سے پہلے وہ نماز پڑھ کر
مریض کی زندگی مانگا کرتی تھی۔خواہ مریض کسی بھی ملک کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔

لوگ کہتے تھے اس ڈاکٹر کے ہاتھوں میں مسیحائی ہے ______

سب کی خواہش ہوتی کہ اس سے آپریشن کروائیں ______

اس کی زندگی کی دو ہی خوشیاں تھیں ______ ضامن کا چہرہ اور صحت پانے والے مریضوں
کی چمکتی آنکھیں ______

جو نہ مل سکا تھا۔اس کے لئے رونے میں اس نے اپنی عمر ضائع کرنی مناسب ہی نہ جانی
تھی ______

بیل ہوئی اور اسے پتہ ہی نہ چلا۔

ضامن نے آ کے بتایا۔

ماما بیل ہو رہی ہے ______

اوہ! تم جاگ رہے ہو چندا۔

ماما آپ کے جانے کے بعد ______ دروازہ لاک کر کے سوؤں گا۔

تھینک یو بیٹا۔

لیلیٰ نے اٹھ کے دروازہ کھولا ______ ایمبولینس آ گئی تھی۔

ایک مہینہ جو گزر گیا تھا ________ اف کس قدر آزمائشی اور تکلیف دہ تھا۔ مگر قانون قدرت
کتنا بھلا ہے۔ کتنے بھی دکھ کے دن ہوں۔ گزر جاتے ہیں۔ ٹھہر نہیں جاتے۔ یہ اور بات کہ جاتے جاتے
دل اور چہرے کو خراشیں دے جاتے ہیں۔ ------ مصیبت کے وقت آدمی سمجھتا ہے۔ کہ زندگی رک
جائے گی۔ سانس پھنس جائے گی۔ مگر قدرت اپنا عمل جراحی تو کرتی رہتی ہے ________

ایک مہینہ لیلیٰ نے اپنے بہنوئی کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ایک مہینہ وہ دن رات بدلتی گھڑی کی
سوئیوں کو دیکھتی رہتی تھی۔ کہ کہیں کوئی لہو رنگ لمحہ کسی ہندسے پر آ کر نہ اٹک جائے اتنی کٹھنائیوں
میں حالات سنورتے گئے۔ اور لمحے گزرتے رہے۔ آہستہ آہستہ اندھیرا چھٹنے لگا۔ اور روشنی کی لکیر
نظر آنے لگی۔

بہت بڑا آپریشن تھا۔ بہت بڑا رسک تھا۔ میڈیکل کی دنیا کا ایک بڑا تجربہ تھا۔ یہاں روز تجربے
ہوتے ہیں۔ اس تجربہ گاہ میں صرف انسانوں پر تجربے ہوتے ہیں۔

اف لیلیٰ نے تو جیسے مصلے کی جگہ اپنا دامن بچھا رکھا تھا۔ اپنے ہوسپٹل سے چھٹی لے لی تھی۔ جس
دن وہ مستعان کو ہسپتال لے کر گئی تھی۔ ڈاکٹروں نے صاف کہہ دیا تھا۔ یہ اپنی نوعیت کا نیا کیس ہے۔
ایک تجربہ کریں گے۔ زندگی خدا کے اختیار میں ہے۔ تجربہ بھی چار دن کے بعد ہوگا اگر یہ چار دن نکل
گئے۔ تو آگے کی سوچیں گے ________ چار دن جو انگلیوں پر شمار ہو جاتے ہیں۔ مگر جب اس نے انہیں
اپنی سانسوں کے ساتھ شمار کرنا شروع کیا۔ تو وہ چار صدیوں پر محیط ہو گئے ________

گھر میں آتی۔ تو ہوسپٹل جانے کی جلدی ہوتی۔ ہوسپٹل ہوتی تو گھر بھاگ جانے کو دل چاہتا۔

پھر وہی ہوا۔ جب اس نے قدرت کو بتایا۔ کہ چار دن بہت سنگین ہیں۔ تو ایک دن اس نے بو
بستر سمیٹا اور چل دیا۔

لیلیٰ نے پوچھا۔ ایسے وقت میں کہاں جا رہے ہو؟

نخوت سے بولا۔

تمہارے بہنوئی کی لاش کو کاندھا نہیں دینا چاہتا۔

قدرت ________ لیلیٰ چیخ اٹھی۔

تم اتنے بھی گر سکتے ہو؟

میں عورت نہیں ہوں۔ کہ حقائق کو تسلیم نہ کروں ________ یہ آدمی مر جائے گا۔ تم جانتی ہو۔
میں موت کا سامنا نہیں کر سکتا۔ تمہارے بہت وسائل ہیں۔ اس کی ڈیڈ باڈی پاکستان
بھجوا سکتی ہو ________

لیلیٰ روتی رہی۔ بے تحاشا روتی رہی ________

وہ جس کے لئے اس نے خدا سے زندگی مانگی تھی۔ اور اس کے بدلے میں اپنی زندگی کی پیشکش کی
تھی۔ جس نے بھائی بن کر اس کے سر پر دستِ شفقت رکھا تھا ________ اور جو اس کی بہن کا واحد
سہارا تھا۔

کس بے دردی سے قدرت نے اس کے مرنے کی نوید دے دی تھی۔

جب کہ ابھی خطرے سے باہر بھی نہ تھا ________

قدرت کا ایک سفری بیگ تھا۔ جس میں کپڑوں کے علاوہ سنبل کا ایک تکیہ اور سلیپنگ بیگ بھی آ
جاتا تھا۔ جب بھی وہ اس بیگ کو تیار کرتا لیلیٰ کی سمجھ میں آ جاتا کہ وہ لمبے عرصے کے لئے گھر سے باہر جا
رہا ہے۔

پہلے ہی پہلے سارے آنسو ختم کر لو گی ________ تو بہن کے گلے لگ کر کیا کرو گی؟

قدرت نے ایک اور برچھی پھینکی۔

لیلیٰ نے اپنا چہرہ صاف کیا۔ اور بڑی نرمی سے بولی۔

مگر جب مستی بھائی کو ڈسچارج کر دیا جائے گا۔ وہ گھر آ جائیں گے اور میں نے ان سے کہہ دیا
تھا۔ کہ قدرت بھی آپ کو لینے آئیں گے۔

تم نے کہہ دیا۔ تم بھگتو ------ میں کسی کا غلام نہیں ہوں۔

مستعان بھائی تو تمہارے دوست ہیں ________

لیکن اب میں اس کا دشمن ہوں ________

کیوں ________؟

وہ میری بیوی پر نظر رکھتا ہے ______ ؟

قدرت ______ قدرت ______ لیلیٰ چیخی ---This is too much

یہ گھٹیا پن کی انتہا ہے ______

انتہا ہی انتہا کو کاٹتی ہے۔ وہ ڈھٹائی سے بولا۔

مجھے معلوم ہے۔ تم نے یہ بات اس لئے کہی ہے۔ کہ میں انہیں اپنے گھر نہ لاؤں۔

تم اس سے جلتے ہو۔

دونوں باتیں درست ہیں۔

میں انہیں اپنے گھر ضرور لاؤں گی۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے۔ یہ تجرباتی آپریشن ہوا ہے۔ پورے دو مہینے انہیں Under Observation رکھنا ہوگا۔ ہر ہفتے وہ چیک اپ کے لئے جائیں گے۔ لیلیٰ نے تفصیل بتائی۔

تو اس سے کہو اپنی بیوی کو بلا لے۔ الگ فلیٹ لے کر اس میں رہے ______

وہ کھردرے انداز میں بولا ______

اور میرا گھر کس لئے ہے ______ لیلیٰ کھڑی ہوگئی۔

میرا گھر------ میرا گھر ذلیل عورت تجھے اپنے گھر کا بڑا غرور ہے۔ لے جا رہا ہوں تیرے گھر سے ______

اس نے تھیلا اٹھایا۔ اور باہر نکل گیا!

اپنا بستر گلے میں لٹکائے ضامن دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔

لیلیٰ نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا لیا۔

جانو! تم کب آئے ہو ______

ماما------ میں کوریڈور میں کھڑا ڈیڈی کی باتیں سن رہا تھا۔

لیلیٰ کے آنسو بہنے لگے۔

نہ رو ماما ______ وہ ہاتھ سے لیلیٰ کے آنسو صاف کرنے لگا۔

میں جو ہوں ماما ______ میں تمہارے ساتھ جا کر انکل کو گھر لے آؤں گا۔

لیلیٰ نے اسے سینے کے ساتھ لگا کر بھینچ لیا۔

رات کو تھک ہار کر لیلیٰ نے غسل لیا۔ لباس تبدیل کیا۔ ضامن کے ساتھ مل کر ڈنر کیا۔ جب ضامن سو گیا۔ تو اس نے پاکستان اپنی بہن کا نمبر ملایا ______ یہ عجیب اتفاق ہوا۔ جس رات وہ مستعان کو ہوسپٹل داخل کرا کے آئی تھی۔ اگلی صبح اس نے توشہ کو فون کیا تھا۔ نرس نے اٹھا لیا۔ اور بولی۔

مسز احمد لیبر روم میں ہیں۔

اچھا کب گئی ہیں۔؟

تین گھنٹے ہوئے ______ نرس نے جواب دیا۔

اچھا ______ میں شام کو پھر فون کروں گی۔ اگر کسی وقت وہ پوچھیں کہ امریکہ سے کال آئی ہے۔ تو آپ انہیں بتا دیں۔ کہ ان کی بہن کا فون آیا تھا۔ سب خیریت ہے۔

جی اچھا ______ نرس نے ادب سے کہا۔

لیلیٰ نے اطمینان کا سانس لیا۔ ورنہ اسے کتنی فکر ہو رہی تھی۔ کہ وہ اس حالت میں توشہ کو کیسے بتائے گی۔ کہ مستعان ہوسپٹل چلا گیا ہے اور ڈاکٹروں نے اس کی حالت نازک بتائی ہے۔

شام کو جب اس نے دوبارہ فون کیا۔ تو اس کی ڈاکٹر سے بات ہوگئی۔ ڈاکٹر نے اسے کیس کی نوعیت بتائی۔ اور بتایا کہ بچی پیدا ہوئی ہے۔ بچی کے پھیپھڑوں میں کچھ نقص ہے۔ اس لئے وہ آکسیجن میں رکھی گئی ہے۔ اور توشہ بھی ابھی Constatnt Care میں ہے۔

اس نے ڈاکٹر کو بھی یہی پیغام دیا۔ کہ توشہ کو بتا دے کہ مستعان ہوسپٹل چلا گیا ہے۔ اس کی سرجری ہونے والی ہے۔ اس لئے ابھی ہوسپٹل میں وہ اس سے بات نہیں کر سکتی۔ مگر میں ہر ہفتے اس کی خیریت کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ لیلیٰ باقاعدہ ہر ہفتے اسے مستعان کی خیریت کی خبر دیتی رہی تھی ______ کیونکہ بچی کی وجہ سے توشہ ابھی تک ہوسپٹل میں تھی۔ جب تک ڈاکٹر بچی کو خطرے سے باہر نہ بتاتے۔ وہ اتنا لمبا سفر کر کے امریکہ نہیں آ سکتی تھی۔ اس کا بھی آپریشن ہوا تھا۔ اور ابھی ایسی حالت نہیں تھی کہ خود بھی لمبا سفر کر سکتی ______

لیلیٰ بڑی باقاعدگی سے اسے فون کر کے مستعان کے بارے میں بتاتی رہی تھی۔ ادھر آپریشن
بعد جب مستعان کو ہوش آیا۔ تو اس نے پہلی بات جو لیلیٰ سے پوچھی یہی تھی ________

میری بیوی کیسی ہے ________ ؟

اوہو ________ میں دن رات پٹی سے لگی بیٹھی ہوں۔ اور ہوش آتے ہی بیوی یاد آ گئی۔

جلدی بتاؤ لیلیٰ ------ کیا ہوا ہے۔ تمہارے چہرے سے لگتا ہے۔ کچھ ہو گیا ہے۔ جی ہا
________ بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ مبارک ہو ابا جان کو ________

سچ ________ اس کے چہرے پر زندگی کا نور پھیل گیا۔ میں نے توشہ کے ساتھ شرط لگا
تھی۔ کہ میری بیٹی پیدا ہوگی ________ اللہ تیرا شکر ________ میں کب توشہ سے بات
سکوں گا ________ ؟

ابھی نہیں ________ ڈاکٹر نے تو تین جملوں سے زیادہ بولنے پر پابندی لگا دی ہے۔ ا
آپ کے تین جملے تو ہو چکے-----

ہسپتال سے مستعان اپنی بیوی کو فون کر سکا تھا۔ مگر لیلیٰ باقاعدہ انہیں ایک دوسرے کے پیغام د
رہی تھی۔ یوں بھی ڈاکٹروں نے کہا تھا۔ اس کو کسی سے بات کرتے وقت جذباتی نہیں ہونا چاہیے۔

آج لیلیٰ چاہتی تھی فون ملا کے اپنی بہن کو بتا دے کہ مستعان اگلے ہفتے گھر شفٹ ہو رہا ہے۔ ا
چاہے تو سب سے پہلے اس سے بات کر سکتی ہے ________

مگر جب نمبر ملا۔ تو اس کے فون پر مشین بول رہی تھی۔ کہ پیغام دے دیا جائے۔ وہ اس وقت
موجود نہیں ہے۔ لیلیٰ نے بس اتنا پیغام دیا۔

''سب خیریت ہے۔ میں کل صبح فون کروں گی۔''

علی الصبح ضامن کو تیار کر کے وہ اپنے کمرے میں آئی۔ الماری کھولی۔ پیسے نکالے تو گن کر حیران
سی ہو گئی۔ الماری کے اندر دیکھا باہر دیکھا۔ دراز کو بار بار کھول کر دیکھا پھر پیسے گنے ------ وہ تو
ہسپتال میں جمع کروانے کے لئے پورے پیسے کل نکال لائی تھی۔

اب پورے کیوں نہیں ہو رہے ہے۔ حیران کھڑی حساب جوڑ رہی تھی۔ تو ضامن اندر آ گیا۔

ماما، مجھے دیر ہو رہی ہے۔ کیا بات ہے۔ کیوں کھڑی ہو؟

جانو! میں نے کل الماری میں دس ہزار ڈالر رکھے تھے۔ آج اس میں سے پانچ ہزار غائب ہیں۔
الماری تو میں نے کبھی کھلی نہیں چھوڑی۔ اور گھر میں کوئی آتا جاتا بھی نہیں ________

ماما ________ اس روز ڈیڈی نے آپ کی الماری کھولی تھی۔

مگر ________ ؟ میری چابی تو پرس میں ہوتی ہے۔

جب آپ واش روم میں گئی تھیں۔ انہوں نے پرس میں سے چابی نکال لی تھی۔ پھر جب آپ کھانا
پکا رہی تھیں۔ انہوں نے الماری کھولی تھی۔

پھر کیا کیا تھا ________ ؟

لیلیٰ نے پوچھا ________

میں تو پیچھے سے دیکھ رہا تھا ماما ________ انہوں نے کوئی چیز نکال کر جیب میں ڈال لی تھی۔

چابی کب پرس میں رکھی ________ ؟

یہ مجھے معلوم نہیں ------ بلکہ انہوں نے مجھے ڈانٹا بھی تھا۔ کہ میں ادھر کیوں دیکھ رہا ہوں۔

لیلیٰ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا تھا۔ کس قدر سفاک تھا یہ شخص اس کو معلوم تھا کہ آج ہوسپٹل کے بقایا بل ادا
کرنے ہیں۔ زیادہ رقم تو وہ ادا کر چکی تھی ________

احتیاطاً بینک سے پیسے نکلوا لائی تھی۔

اس نے الماری میں سے اپنی چیک بک نکالی۔ الماری کو بند کیا اور ضامن کو لے کر گاڑی مي
بیٹھی۔

ماما ______ اب تم کیا کروگی؟

وہ بولا ______

جانو! تمہیں نرسری میں چھوڑ کر بینک جاؤں گی۔ دوبارہ پیسے نکلواؤں گی۔

مگر اس کے دل میں عجیب سے غبار اٹھنے لگے۔ اسے قدرت کی سمجھ ہی نہ آئی تھی۔

شروع میں وہ جتنے پیسے مانگتا لیلیٰ دے دیتی۔ اور جب اس کی یہ عادت تکلیف دینے لگی۔ تو ا
نے ہاتھ کھینچ لیا۔ ذرا ذرا سی بات پر وہ ایسے رکیک طعنے دیتا۔ کہ وہ جل کر رہ جاتی۔ وہ اسے کئی بار بتا
چکی تھی۔ کہ توشہ اور مستعان نے اس آپریشن کے لئے پچھلے ایک سال سے رقم اس کے اکاؤنٹ میں
کروانی شروع کردی تھی۔ توشہ خود بھی صاحبِ جائیداد تھی۔ اور نہیں چاہتی تھی کہ اس کی بہن پر کوئی بو
پڑے۔ ڈاکٹروں نے اندازاً چالیس ہزار ڈالر کا خرچہ بتایا تھا۔ ان دونوں نے احتیاطاً پچاس ہزار ڈالر
کرادیئے تھے۔

لیلیٰ بہت کہتی رہی کہ وہ خرچہ کردے گی بعد میں حساب کرتے رہنا۔ مگر ان دونوں نے ایک
مانی۔ وہ امریکی ماحول کے آداب جانتے تھے۔ اور پھر یہ کہ تنگدست نہیں تھے۔ دونوں مل کر کام کر
تھے۔ بعض دفعہ عین وقت پہ پیسہ کہیں اڑ جاتا ہے۔ اس لئے وہ ہر ماہ اپنی رقم بھیج دیا کرتے تھے۔

مگر قدرت کہاں ماننے والا تھا۔ ہمیشہ یہی کہتا۔ تو اپنی کمائی اپنے میکے کو کھلانا چاہتی

______ میں جانتا ہوں ______

وہ اس کوشش میں رہتا کہ لیلیٰ کی رقم ہاتھ لگے۔ اور جب رقم ہاتھ لگ جاتی تو آوارگی کرنے نکل جاتا۔

یہ بھی ایک ناسور تھا۔ مگر اس کا کوئی علاج نہیں تھا۔ کم از کم لیلیٰ کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

ضامن کا سکول آ گیا۔ اس کو نرسری میں چھوڑ کر وہ سیدھی بینک گئی۔ رقم نکلوائی اور ہسپتال چل
گئی۔ تمام بقایاجات ادا کردیئے۔ اگلے ہفتے مستعان بھی گھر آ گیا اور اپنے قدموں پر چل کر آیا۔ ڈاکٹ
نے سیڑھیاں چڑھنے کی اجازت دے دی تھی۔ ہلکی پھلکی ورزش بھی بتائی تھی ______

اور کھانے کا بھی ایک عجیب و غریب چارٹ بنا کردے دیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آ کر بہت
خوش ہوا۔ فرطِ جذبات سے اس نے لیلیٰ کا سر چوم لیا۔ کمرے میں ہر طرف تازہ پھول لگے ہوئے تھے

خوبصورت کارڈ چمک رہے تھے۔ جن پر Well Come Home لکھا تھا۔ خوش رنگ تکیے لگے
تھے۔ ضرورت کی ہر چیز وہاں پڑی تھی۔

لیلیٰ تو کتنی اچھی بہن ہے ______ کتنا اچھا سواگت کیا ہے میرا ______ میری سگی
بہن بھی ہوتی تو شاید ایسا نہ کرسکتی ______

اچھا اب زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ______ جذبات آپ کے ایجنڈے میں
شامل نہیں ہیں ______

اپنے کمرے کا ______ دروازہ بند کر کے توشہ سے بات کیجئیے وہ انتظار کر رہی ہو
گی ______

میں ذرا ضامن کو لے آؤں۔ چھٹی ہوگئی ہوگی!

لیلیٰ کچن میں چائے بنا رہی تھی جب مستعان کے کمرے میں سے آوازیں آنے لگیں اس نے
سنا وہ کہہ رہا تھا۔ آئینہ۔۔۔۔۔۔آئینہ۔۔۔۔۔۔آئینہ۔۔۔۔۔۔۔لیلیٰ نے بھاگ کر اپنی ڈریسنگ
ٹیبل پر سے چھوٹا آئینہ اٹھایا۔ اور اس کے پاس لے گئی۔ وہ لیٹا ہوا تھا۔ اس کے چہرے کے آگے
کر کے بولی ______

لیجیئے حضرت آئینہ۔۔۔۔اور دیکھیئے اپنا رخ انور۔۔۔۔

ارے۔۔۔۔مستعان اٹھ کر بیٹھ گیا۔

میں نے کب مانگا آئینہ ______؟

ارے واہ ابھی تو شور مچا رکھا تھا ______

میں کیا کروں گا اپنی صورت دیکھ کر ______؟

تو پھر آئینے میں کس کی صورت دیکھنا چاہتے ہیں۔؟

کمال ہے۔ صبح صبح میرے ہاتھ میں آئینہ پکڑا دیا۔ مستعان کھڑا ہو گیا

کچھ فرق نہیں پڑا آپ کی صورت میں آپریشن کے بعد ______

بھئی ہم کونسے شاہِ جمال تھے کہ ہماری صورت میں فرق پڑتا بلکہ دو چار شکن زیادہ لے کر آ گئے ہیں

ٹھیک ہے۔۔۔شیو کر کے تیار ہو جایئے دولہا بھائی میں ناشتہ بنا رہی ہوں۔

لیلیٰ کبھی کبھی لاڈ میں اسے دولہا بھائی بھی کہتی تھی۔ جس کا قدرت بہت برا مانتا تھا۔

وہ ہمیشہ کہتا تھا۔ یہ سسرال والوں کی سازش ہوتی ہے۔ داماد بوڑھا بھی ہو جائے تو اسے دولہا
بلاتے رہتے ہیں۔ تاکہ ادھر ادھر نہ ہو جائے۔

خیر قدرت تو ہر بات پر اعتراض کرنے کی قدرت رکھتا تھا۔

مستعان تیار ہو کے کچن میں گیا۔ ضامن ناشتہ کر رہا تھا۔

کتنا اچھا بچہ ہے ضامن ______؟ اتنی جلدی اٹھ جاتا ہے۔ اور خود ہی تیار ہو جاتا ہے

انکل۔۔۔۔ ماما کہتی ہیں۔ جو بچے جلدی اٹھ کر خود تیار ہو جاتے ہیں وہ بڑی جلدی بڑے ہو
جاتے ہیں۔

ماما بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔ مستعان ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

میں بھی اسی طرح بڑا ہو گیا ہوں۔ تمہاری ماما نے مجھے بھی بڑا کر دیا ہے۔

ضامن زور زور سے ہنسنے لگا۔

انکل آپ تو میری ماما سے بھی بڑے ہو۔۔۔۔

میں ناشتہ کر کے ضامن کو چھوڑ آؤں گا۔ لیلیٰ تم ہسپتال جائے مستعان نے کہا۔

آج تمہارا ایک آپریشن بھی ہے ______

کیوں ضامن ٹھیک ہے؟ لیلیٰ نے پوچھا ______

بالکل او کے ماما ______ ضامن نے کہا۔ میں انکل کے ساتھ جاؤں گا اور انکل کے ساتھ
آؤں گا۔

مستی بھائی آپ تو جاب پر لگ گئے۔

یہ کہہ کر لیلیٰ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اپنا چہرہ درست کیا۔ پرس پکڑ کے خدا حافظ کہنے آئی اور
چابیاں اٹھا کر باہر نکل گئی۔

مستعان کو گھر آئے دو مہینے ہو گئے تھے۔ اب ڈاکٹر نے اسے موٹر چلانے کی اجازت دے دی تھی
بلکہ کہا تھا۔ کہ وہ باقاعدہ موٹر لے کر رش والی جگہوں پر جائے۔ گروسری لینے جائے اور معمول کے
سارے کام کرے۔ تاکہ اگلے ایک مہینے میں انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کا سسٹم نارمل ہو گیا ہے۔

اس لئے مستعان ضامن کو سکول لے جائے اور واپس لانے کی ذمہ داری خود اٹھائی تھی۔ یہاں
موٹر چلا کر اسے بہت مزہ آتا تھا۔

جب تک ضامن سکول میں رہتا۔ مستعان کسی پارک یا کسی سٹور میں چلا جاتا کتابیں دیکھا کرتا
ونڈو شاپنگ کرتا اپنے اگلے ڈراموں کے لئے موضوعات تلاش کیا کرتا اور جب بارہ بجے ضامن کو چھٹی
ہو جاتی تو اسے گھر لے آتا۔

گھر میں اس کا وقت ضامن کے ساتھ بہت اچھا گذرتا وہ محسوس کرتا کہ ہر بچہ اپنے اندر اپنی ایک
دنیا لے کے آتا ہے۔ جس میں معصومیت بھی ہوتی ہے اور تجسس بھی ہوتا ہے واقعی یہ فرشتے ہوتے ہیں۔

جب بھوک لگتی تو دونوں کچن میں جا بیٹھتے۔ پھر ایسے ایسے تجربے ہوتے کہ شام کو سب پچھ سن کر ہنس ہنس کے پاگل ہو جاتی۔

کبھی کبھی کہتی ______ مستی بھائی۔ اگر یہاں تو شہ آپا ہوتیں۔ تو کتنا مزہ آتا۔

یہ کہو کہ مزہ دوگنا ہو جاتا۔

ہاں ہاں ______ لیلیٰ جلدی سے کہتی۔

آپ کی فون پر بات ہوئی ______

ہاں ہو جاتی ہے ______ وہ فون کر لیتی ہے۔

مستی بھائی۔ میں نے آپ سے کہہ رکھا ہے۔ کہ روز رات کو اسے فون کر لیا کریں۔ آخر آپ تکلف کیوں کرتے ہیں۔

نہیں نہیں جب ضرورت ہو کر لیتا ہوں۔

اسے ہر روز آپ سے بات کرنے کی ضرورت ہے۔ میں جانتی ہوں۔

بس لیلیٰ ______ مستعان بولا تم میرے لئے اتنا کچھ کر رہی ہو ______

مستی بھائی ______ لیلیٰ غصے سے بولی۔ اگر ایک لفظ بھی مزید کہا۔ تو میں بھوک ہڑتال لوں گی۔

لو جی ______ سیاسی حربہ بھی آ گیا۔ آؤ ضامن! ہم تو چل کے کیرم کھیلیں۔

ضامن اور مستعان اپنے کمرے میں آ گئے۔ روز شام کو مستعان ضامن کو کیرم کھیلنا سکھاتا تھا۔

اس روز بولا۔ یار تمہارے ڈیڈی کہاں چلے گئے ہیں۔

انکل آپ کے آنے سے پہلے ڈیڈی ماما سے لڑ کر چلے گئے تھے۔

لڑے کسی بات پہ تھے ______؟ مستعان نے پوچھا۔

کہتے تھے۔ انکل کو گھر میں نہ لاؤ ______

اچھا ______ مجھے تم بتا دیتے۔ میں نہ آتا۔

انکل مجھے آپ کا آنا بہت اچھا لگتا ہے۔

تھینک یو بیٹا۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں دوست بنا لیا ہے۔

پتہ ہے۔ انکل ڈیڈی نا ______ ماما کے فائیو تھاؤزینڈ ڈالرز بھی لے گئے ہیں۔

وہ کس لئے ______؟

ایسے ------ ضامن اشارے سے بتانے لگا۔ پرس میں سے چابی نکالی۔ الماری کھولی۔ اور نوٹ جیب میں ڈال لئے ______ ایسے --------

پھر ماما نے کیا کیا ______

ماما تو کچھ بھی نہیں کہتیں۔ رو کر چپ ہو جاتی ہیں۔

اچھا ------ مستعان کو صدمہ سا پہنچا۔ مگر بولا ______

''آؤ یار بازی ہو جائے۔''

رات سونے سے پہلے مستعان نے توشہ کوفون کیا۔ بچی کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ وہ فون پر بولی۔

میں ذرا بیٹی کو چپ کرالوں ______

نہیں۔۔۔۔مستعان نے کہا۔تھوڑی دیر مجھے اس کے رونے کی آواز سننے دو ______

مستی ______ وہ تمہاری طرح ضدی ہے۔ابھی نہیں اٹھاؤں گی،تو چیخ چیخ کر نیلی ہوجائے گی۔

ارے چیخنے دو اسے۔اس کے پھیپھڑے مضبوط ہوں گے۔کیا خبر بڑی ہوکر سنگر بن جائے۔

مستی! تمہیں معلوم ہے۔اس کے پھیپھڑوں میں نقص تھا۔

یہ تو اصولی بات ہوگئی نا؟ ______

وہ کیسے توشہ بولی ______

اس کے باپ کے دل میں پیدائشی نقص تھا۔ بیٹی کے پھیپھڑوں میں ہے۔ یہ خاندانی ٹریڈ مارک بن جائے گا۔گھبراؤ نہیں ______ ہمارے ہر بچے میں کوئی پیدائشی نقص ہونا ضروری ہے۔

سبحان اللہ ______ مستی! تمہاری سوچ ہمیشہ مثبت ہوتی ہے۔بس یہی بات تمہاری مجھے اچھی لگتی ہے۔

بس یہی ایک بات ______ ؟

مستعان شرارت پر اتر آیا تھا۔

ٹھہرو مستی ______ میں اسے چپ کرالوں۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں خود فون کروں گی۔

میری بیٹی اب چلا چلا کر تھک گئی ہے۔

بھئی تم نے بیٹی کا نام کیا رکھا ہے۔؟

مستی یاد نہیں تم نے کیا کہا تھا ______ ؟

کیا کہا تھا ______ ؟

تم نے کہا تھا۔ بیٹی ہوگی۔تو میں نام رکھوں گا۔ بیٹا ہوا تو تم نام رکھنا۔ میں نے تو تمہیں بہت پہلے بتا دیا تھا۔ بیٹی ہے۔پھر نام کیوں نہیں سوچا ______ ؟

تم اس کو چپ کرا کے سلا ______ پھر میں نام بتاتا ہوں۔

کوئی دو گھنٹے کے بعد توشہ کا فون آیا۔

ریسیور اٹھاتے ہی مستعان نے کہا ______ آئینہ ______

آئینہ ______ کیا ______ توشہ حیران ہوکر بولی۔ میں توشہ بول رہی ہوں۔

توشی میں نے تمہیں اپنی بیٹی کا نام بتایا ہے۔

کیا نام بتایا ہے ______ ؟

آئینہ ______ ؟

آئینہ ______

آئینہ بھی کوئی نام ہوتا ہے؟ توشہ نے کہا۔

اگر توشہ نام ہوسکتا ہے۔تو آئینہ بھی ہوسکتا ہے۔میری بیٹی میرا آئینہ ہے۔

ایسا آئینہ جس میں مجھے ہمیشہ تمہارا عکس نظر آئے گا۔

مستی۔یہ تو بالکل تمہاری طرح ہے۔سب کہتے ہیں۔ہو بہو باپ کی کاپی ہے۔

لڑکیاں بڑی ہوکر ہمیشہ ماں کی طرح ہوجاتی ہیں۔اچھا خیر میں اسے آئینہ ہی کہوں گا۔

ٹھیک ہے آج ہی میں اس کا نام آئینہ مستعان رکھ لیتی ہوں۔

گڈ ______ ایک پپی دینا میری بیٹی کو ______

مستی! اب تم بالکل ٹھیک ہونا؟

توشہ نے تردد سے کہا۔

بالکل سے زیادہ ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔۔یعنی اپنے آپ کو پہلے سے توانا اور تنومند محسوس کرتا ہوں۔اور ایک راز کی بات بتاؤں ______

بتاؤ۔۔۔۔۔

پتہ ہے اب دل میں بھی کچھ کچھ ہوتا ہے۔

شریر ______ توشہ نے قہقہہ لگایا۔۔۔مستی میرا دل چاہتا ہے۔اب تم پھر پہلے کی طرح ہوجاؤ۔

پہلے کی طرح ______ ؟

جیسے شادی سے پہلے تھے۔شوخ، جذباتی۔۔۔۔۔ ہر وقت ہنسنے ہنسانے والے۔ہاں ہاں

_____ توش! مجھے آنے تو دو _____ تم مجھے دیکھو گی۔ تو حیران ہو جاؤ گی۔ میں نئے سرے سے جوان ہو کر آ رہا ہوں۔ پتہ ہے میرا دل کیا چاہتا ہے۔

کیا چاہتا ہے۔ توشہ نے نرم آواز میں پوچھا۔

دل چاہتا ہے۔ اونچی اونچی عمارتوں کے اوپر کھڑا ہو کر نیچے چھلانگیں لگاؤں۔

یہ تو بڑا خطرناک جذبہ ہے _____ نہ نہ ------- ایسے نہ کرنا۔

اور یار تو سمجھی کیوں نہیں _____ ولولے کی بات کر رہا ہوں ولولے کی _____

توشہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔

اچھا یہ بتاؤ۔ تم کب تک آ سکو گے _____؟

ڈاکٹر کہہ رہا تھا۔ جس حیرت انگیز طور پر میں Improve کر رہا ہوں۔ شاید مجھے چند ہفتے بیشتر ہی آنے کی اجازت مل جائے۔

سنو! اب میں اداس ہو گئی ہوں۔ اور میری ہمت بھی ختم ہو گئی ہے۔ میں امریکہ آ جاؤں۔ اب تو بیٹی بھی بالکل ٹھیک ہے۔

توش! _____ اداس تو میں بھی ہوں۔ مگر تم ایسا کرو۔ فی الحال وہیں رہو۔ اگر مجھے جلدی آنے کی اجازت نہ ملی۔ تو پھر تم آ جانا۔

دو چار دن کے لئے آنا مناسب نہ ہوگا۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ توشہ نے کہا۔

میری بیٹی کو اکیلے چھوڑ کے مت دفتر جانا۔

نہیں بھئی ------ میں ایسا کر سکتی ہوں۔ بھلا فی الحال ساتھ ہی لے جایا کروں گی۔ اب تو جن خالہ بھی آ گئی ہیں۔

اچھا اچھا _____ میرا اسلام کہنا انہیں _____

وہ بھی تمہیں بہت پوچھتی رہتی ہیں _____

اچھا جانو، خدا حافظ کافی لمبی کال ہو گئی ہے۔ اب میں گہری نیند سو جاؤں گا۔

شب بخیر مستی!

فون بند ہو گیا۔

ایک شام لیلیٰ کمپیوٹر اٹھائے مستعان کے کمرے میں داخل ہوئی -------

ارے ------ ارے -------- لیلیٰ ------ ننھی سی جان پر یہ ظلم کیوں کر رہی ہو۔ مجھے بتا دیا ہوتا۔ میں گاڑی سے نکال لاتا۔

یہ ننھی سی جان فولاد کی بنی ہوئی ہے۔ لیلیٰ نے کمپیوٹر ایک میز پر سجا دیا۔

میں جو کام اپنے دل کی خوشی کے لئے کروں۔ اس میں مجھے کوفت اور بوجھ بالکل محسوس نہیں ہوتا۔

اچھا تو اب اپنے دل کی خوشی کے لئے کیا ہو رہا ہے؟

کل ہوسپٹل میں بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا۔ کہ میں عاشق اور معشوق کو انٹرنیٹ کی سہولت مہیا کروں۔ فارغ وقت میں بیٹھے ایک دوسرے سے گفتگو کیا کریں گے _____؟

مستعان نے اس کی طرف غور سے دیکھا _____

وہ معنی خیز نظروں سے دیکھ رہی تھی _____

پھر دونوں نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔

مستعان نے اٹھ کے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے _____

لیلیٰ ------ لیلیٰ ------ تجھے خدا نے کس مٹی سے بنایا ہے؟ تو دوسروں کا اتنا خیال رکھتی ہے۔

اسی مٹی سے جو تھوڑی سی بچ گئی تھی۔ مجھ پر تھوپ دی۔

ان کی باتیں سن کر ضامن دوڑا آیا _____

ماما ------ ماما ------- آہا ------ انکل کے لئے کمپیوٹر آ گیا۔

لیلیٰ مگر کمپیوٹر تو قدرت کے کمرے میں بھی پڑا تھا۔ میں وہ بھی استعمال کر سکتا تھا۔

مستی بھائی! آپ کو تو معلوم ہے۔ ان کے جانے کے بعد میں ان کا کمرہ لاک کر دیتی ہوں۔ اس کمرے کی صفائی بھی کر دی جائے تو سارا سال ملامتیں سننا پڑتی ہیں کہ وہ میرا گم ہو گیا۔ یہ گم ہو گیا۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ آپ کے بارے میں ایسی باتیں کہیں _____

مستعان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

مگر بات بدل کر بولا آؤ یار! اس کو ذرا فکس کرتے ہیں۔

اچھا مستی بھائی ______ آپ اس پر مشق ستم کریں۔ میں ذرا چینج کر کے آتی ہوں۔

تم جاؤ اپنے کام کرو۔ میں اور ضامن بڑے خود کفیل ہیں۔

مستعان اور ضامن کمپیوٹر کو فٹ کر کے اس کے آگے بیٹھ گئے۔

انکل۔۔۔۔۔ضامن نے کہا میں بھی سیکھ سکتا ہوں۔

ضرور سیکھ سکتے ہیں ______؟ مستعان بولا۔

بس روز یہاں آ کے میرے پاس بیٹھ جایا کرو۔

میں ہوم ورک کر کے یہاں آ جایا کروں گا انکل ______

ٹھیک ہے۔ مگر دیکھنا تمہاری ماما کو پتہ نہ چلے ______

اچھا ______

یہ کیا میرے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ لیلیٰ اندر آ گئی۔۔۔۔۔

بھئی ہم دونوں ماموں بھانجا کوئی پروگرام بنا رہے ہیں۔

اچھا جی ______ لیلیٰ نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ لئے ______ یہ آج سے نیا رشتہ
کس طرح بن گیا۔ چنگے بھلے خالو تھے آپ ______ ضامن کے اکلوتے خالو ______

یہ رشتہ ضامن نے نہیں بدلا۔ میں نے بدلا ہے۔ مستعان بولا۔

میں نے ______؟

آپ کو یہ حق کس نے دیا؟

لیلیٰ غرائی ______

تم نے ______ مستعان کھڑا ہو گیا ______ تم نے لیلیٰ۔۔۔۔۔ دو مہینے ہو گئے
تمہاری محبتوں کو دیکھتے ہوئے۔ میں تو جی جان سے تمہارا بھائی بن گیا ہوں۔ اور آج سے ضامن مجھے
انکل نہیں ماموں کہے گا۔

انکل کا مطلب بھی ماموں ہوتا ہے ______

جی نہیں انگریزی کا انکل ایک بے معنی رشتے کی علامت لگتا ہے ______

ضامن بیٹے کھڑے ہو جاؤ۔ اس نے ضامن کے بازو پکڑ کے اسے کھڑا کر دیا۔

وہ کھڑا ہو گیا۔

آج سے تم مجھے ماموں کہو گے ______ کہو گے نا؟ ______

جی ہاں ماموں ______

شاباش ______ مستعان نے ______ اسے دونوں بازوؤں میں بھر کر اٹھا لیا۔

بس میں ہی تمہارا ماموں ہوں اس دنیا میں ______

لیلیٰ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ انہیں چھپانے کے لئے باہر نکل گئی۔ اور جاتے جاتے کہہ گئی۔

کھانا لگ گیا ہے۔ دونوں باہر آ جاؤ ______

چل بھانجے ہاتھ دھو کے آ ______

وہ دونوں ہاتھ دھو کر کھانے کی میز پر آ گئے۔

لیلیٰ پھلکے اتارنے لگی۔ مگر مستعان محسوس کر رہا تھا۔ کہ وہ برابر رو رہی ہے۔

کبھی اپنا ایک آنسو سیدھے رخسار سے، انگلی کے ساتھ اڑاتی اور کبھی الٹے رخسار سے۔۔۔۔ مگر
روٹی پکا کر بغیر دیکھے ان کے آگے رکھتی جاتی۔

مستعان جانتا تھا۔ یہ بھی جذبات کا ایک موڑ ہے۔ اچھا ہے۔ وہ اس موڑ سے تنہا ہی گزر
جائے۔۔۔۔۔

کھانا کھا کر وہ لوگ اٹھ گئے۔۔۔۔۔ مستعان تھوڑی دیر ضامن کو سکھاتا رہا۔ پھر
بولا ______

بیٹا، تمہارے سونے کا وقت ہو گیا ہے اب جاؤ۔ ورنہ ماما کو غصہ آ جائے گا۔

ٹھیک ہے انکل۔۔۔۔۔ نہیں رک گیا ______ ماموں۔۔۔۔۔

ماموں کہنا تھا نا؟ انکل ______

مستعان ہنسنے لگا۔

یار ذہن پر زور مت دو ______ کل تک یاد کرتے رہو۔ جب یاد ہو جائے۔ تو ماموں کہنے
لگنا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔ شب بخیر ماموں ______

شب بخیر بھانجے ______

ضامن باہر نکل گیا ______

مستعان نے سوچا۔ وہ پہلے توشہ کو فون کر کے اطلاع کر دے گا۔ کہ اب وہ دونوں انٹرنیٹ پر منے سامنے باتیں کر سکتے ہیں۔ پتہ نہیں توشہ نے بھی اپنا کمپیوٹر اٹھا کے کہیں رکھ دیا ہوگا۔ چھوٹی بچی کے ساتھ اسے کہاں فرصت ہوگی۔ کمپیوٹر کے آگے بیٹھ کر پروگرامنگ کر سکے۔

لیلیٰ ہاتھ پونچھتی ہوئی کمرے میں آ گئی۔۔۔۔۔۔

آج کا آپریشن کیسا رہا۔ مستعان نے پوچھا۔

اللہ کا شکر ہے ______ بے حد کامیاب ______

لیلیٰ تمہارے اوپر خدا کا خاص کرم ہے۔

لیلیٰ نے سر جھکا لیا ______

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کوئی خاص وصف دے دیتا ہے۔ یا اس کو خلقت کی ضرورت بنا د ہے۔ تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہو جاتا ہے ______ مستعان نے کہا۔

بس مستی بھائی ______ آپ میرے لئے دعا کیا کریں۔

ضامن سونے چلا گیا۔ لیلیٰ نے پوچھا۔

بڑا پیارا بچہ ہے۔ ماشاء اللہ ______ تم نے اس کی تربیت بہت اچھی کی ہے۔

مجھے تو بھائی تربیت کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ بس اس بات کا افسوس رہتا ہے۔

تربیت صرف پاس بیٹھ کر نہیں کی جاتی۔ تم نے گھر کا ایک خوبصورت ماحول بنا رکھا ہے۔ بچے ا بیٹھتے اپنے ماحول سے سیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں اسے بہتر انسان بنا سکوں ______ لیلیٰ بولی۔

ویسے میں نے سوچ لیا ہے۔؟ مستعان نے کہا۔

کیا سوچ لیا ہے ______؟

ضامن کو میں اپنا داماد بناؤں گا ______

مستی بھائی ______ لیلیٰ زور سے چیخی ______

Are you mad ______ آج آپ عجیب وغریب باتیں کر رہے ہیں۔

آج کیا میں تو ہمیشہ سے عجیب وغریب باتیں کرتا ہوں۔ میری اسی عادت پر تمہاری بہن عاشق ہوئی تھی۔

for Goods sake مستی بھائی ______ ضامن کے سامنے ایسی باتیں نہ کہہ دینا۔

کیوں ______ مجھے تو بچپن کی محبت بہت Fascinate کرتی ہے ______

اب وہ زمانہ نہیں مستی بھائی ______ وہ اور دور تھا جب والدین بچپن میں نام لے چھوڑتے تھے۔ اور بچے بڑے ہو کر ان کی بات نبھا دیتے تھے۔ لیلیٰ بولی۔

زمانے کبھی نہیں بدلتے روایات پلٹ پلٹ کر آتی ہیں۔ ناکامیاں تجربات سے نہیں رک سکتیں ہر زمانے میں سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔

آج آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ مستی بھائی آپا سے بات کی ہے ______

ابھی کروں گا لیکن میں اسے بھی بتا دوں گا کہ میں عنقریب آئینہ اور ضامن کی منگنی کر دوں گا ______

مستی بھائی لیلیٰ زور زور سے قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی اور پھر وہ ہنستی ہی چلی گئی۔

مستعان کو اس کا اس طرح ہنسنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا لیلیٰ ہمیشہ اسی طرح ہنستی رہے۔ اسے تھوڑی دیر پہلے والا اس کا مغموم چہرہ یاد آ گیا۔ حقیقت میں یہ بات اس نے لیلیٰ کو خوش کرنے کے لیے ہی کہی تھی۔ جسے لیلیٰ دنیا کا سب سے بڑا مذاق سمجھ رہی تھی ______

مگر اس نے بیٹھے بیٹھے اتنی بڑی بات کیسے کہہ دی۔ جب لیلیٰ اٹھ کر چلی گئی تو مستعان کافی دیر تک سوچتا رہا ______

کہ وہ تو بغیر غور و فکر کئے کوئی منصوبہ بتایا نہیں کرتا ______ آج اس نے خود اپنے آپ سے بھی مشورہ نہیں کیا ______ اور ایسی بات کہہ دی ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگی۔ یعنی بچگانہ سی بات ہے۔ اس نے سوچا شاید وہ آج کل بہت سی باتیں سوچے سمجھے بغیر کرنے لگا ہے۔

یہی سوچتا سوچتا وہ اپنے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔ کچن میں جا کے اس نے ایک گلاس پانی پیا۔ پھر اندر آیا تو دیکھا ______ کہ لیلیٰ لاؤنج میں بیٹھی بڑے انہماک سے لکھ رہی تھی۔

قریب آیا۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

بولا ______

بیٹھ جاؤں ______

جی بیٹھ جائیے۔

لیلیٰ نے قلم رکھ دیا۔

کیا لکھ رہی ہوں۔

مستی بھائی۔ میں ایک بڑی دلچسپ کتاب لکھ رہی ہوں۔ نہیں دلچسپ تو نہیں کہہ سکتی۔ بلکہ ا
انوکھی کتاب کہہ سکتی ہوں۔ اس میں کینسر کے مریضوں کے تجربات ہیں۔

ہاں ہاں ـــــ میں سمجھ رہا ہوں۔ مستعان بولا۔

تفصیل سے بتاؤ۔

آپ کو پتہ ہے مستی بھائی ______ اللہ کے فضل و کرم سے اب تک میں ایک ہزار مریضو
کے آپریشن کر چکی ہوں ______

واقعی ______؟ مستعان نے حیران ہو کر کہا۔

کتنا عرصہ ہوا اس ہسپتال میں کام کرتے ہوئے ______

کام تو میں نے یہاں آتے ہی شروع کر دیا تھا۔ مختلف انسٹی ٹیوٹس میں مزید پڑھتی بھی رہی۔ ا
کام بھی کرتی رہی۔ مگر موجودہ ہسپتال میں سرجن کے طور پر پانچ سال پہلے آئی تھی۔

اور پانچ سالوں میں تم نے ایک ہزار آپریشن کیئے ______

تنہا ______

نہیں بعض اوقات دو یا تین ڈاکٹروں کا گروپ بھی بن جاتا ہے۔ مگر اکثر اوقات مسلمان ملکوں
عورتیں مجھی سے آپریشن کروانا پسند کرتی ہیں۔ اچھا آپ ان تفصیلوں کو چھوڑیں۔ میری کتاب اور طر
کی ہے ______ میں آپریشن سے پہلے مریض سے باقاعدہ گفتگو کرتی رہتی ہوں۔ آپریشن
وقت اس کے تاثرات ریکارڈ کرتی ہوں۔ اور جب اسے پہلے مرتبہ ہوش آئے تو اس کا پہلا فقرہ ٹیپ
لیتی ہوں ______ اور پھر جب وہ ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر جانے لگتا ہے۔ تو اس سے بھ
طویل انٹرویو کرتی ہوں ـــــ

Very Interesting ـــــ عجب عجب ـــــ مستعان نے دلچسپی سے کہا۔

اب ان تمام تجربات و مشاہدات اور گفتگوؤں پر مشتمل میں ایک کتاب لکھ رہی ہوں۔ یہ کتاب
ظاہر ہے۔ انگریزی میں ہوگی۔ اور دنیا بھر کے مریضوں کے لیے انتہائی دلچسپ اور مفید ہوگی۔

لگ رہا ہے۔ مستعان نے کہا۔

مستی بھائی۔ اس میں وہ خط بھی شامل ہے۔ جو مریض جا کر مجھے لکھتے ہیں۔

اتنے خوبصورت خط ______ کہ جب وہ چھپیں گے۔ تو ایک ایسے لٹریچر کی قسم سامنے
آئے گی۔ جو اہل قلم یا تخلیق کاروں نے جنم نہیں دیا ہوگا۔ بلکہ زندگی سے پیار کرنے والوں نے تخلیق کیا
ہوگا۔ اور ان خطوں کو پڑھ کر سب ادیبوں اور شاعروں کو رشک آئے گا ______ تب انہیں معلوم
ہوگا۔ زندگی ادب کو جنم دیتی ہے۔ ادب زندگی کو جنم نہیں دیتا۔

لیلیٰ ______ تمہارا کتنا خوبصورت روپ میرے سامنے آ رہا ہے۔ بولتی جاؤ
لیلیٰ ـــــ

مستی بھائی۔ اگر آپ پوچھیں کہ تمہاری زندگی کا سرمایہ کیا ہے۔؟ تو میں وہ ______
(سامنے الماری کی طرف اشارہ کرتی ہے) الماری کھول کر دکھا دوں گی۔ اس میں میرے مریضوں کے
ـــــ دنیا بھر سے آئے ہوئے خط ______ کارڈ ______ نظمیں ______
پھول ______ آنسو اور مسکراہٹیں ______ بند ہیں۔ بعض مریض مجھے باقاعدہ کرسمس یا
عید پر تحائف بھجواتے ہیں ـــــ

میں نے ان سب چیزوں کو ترتیب دیا ہے ـــــ ایک کتاب بناؤں گی۔ دنیا والوں کے لئے
اور انہیں بتاؤں گی کہ زندگی کیا ہے۔ اس سے پیار کس طرح کیا جا سکتا ہے ______ اس کی قدر
کیسے کی جاتی ہے۔ اور کتنی چھوٹی سی کاوش سے تم دوسروں کو زندگی دے سکتے ہو۔ جینے کا حوصلہ دے سکتے
ہو ______ اور کس طرح قوت ارادی عمر کو لمبا کر دیتی ہے ـــــ

بس میں چاہتی ہوں۔ سال 2002ء میں میری یہ کتاب منظر پر آ جائے۔ فکشن کی دنیا کو میں
تحقیق کی طرف سے ایک تحفہ دوں گی ______

مستعان اس کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ اور شدت جذبات سے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے
______

اس نے لیلیٰ کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے ______

میری بہن، میری بچی______ میں تیرے مقدس ہاتھوں کو بوسہ دوں______

لیلیٰ نے نہیں کہہ کر ہاتھ چھڑا لئے______

مستی بھائی______ آپ کو معلوم ہے۔ ہم لوگ اپنے راستے سے کیوں بھ
جاتے ہے______

مستعان ٹشو پکڑ کے آنکھیں صاف کرنے لگا۔

ہم لوگ اس لئے بھٹک جاتے ہیں۔ کہ راستے میں کہیں ہمیں آپ جیسے عقیدت مند مل جا
ہیں۔ مجھے ہی نہیں دنیا بھر میں فلاح کے کام کرنے والوں کو ہاتھ پاؤں چومنے والے مل جاتے ہیں
وہیں ہمارا ارتقا رک جاتا ہے۔ وہیں آدرش کا چراغ بجھ جاتا ہے۔ شخصیت اہمیت اختیار کر جاتی
______ پھر چنگے بھلے بندے کو شخصیت پرستی میں لطف آنے لگتا ہے۔ وہ چاہنے لگتا ہے
چورا ہے پر میرا بت______ نصب ہو۔ ہر دل میں میری تصویر ہو۔

ڈاکٹر ہو تو مریضوں سے بے پروا ہو جاتا ہے______ عالم ہو تو بے عملیاں شروع
دیتا ہے۔ سیاست دان ہو تو تکبر کے گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے______ ادیب ہو تو اس
تحریر بے اثر ہو جاتی ہے بس آگے آپ ہر آدمی کے بارے میں سوچ لیں۔۔۔۔۔۔

میں اسی لئے بڑی خاموشی اور گم نامی میں یہ کام کرنا چاہتی ہوں۔ بہت زیادہ ریسرچ کرنا چا
ہوں۔ اس ریسرچ کی بنیاد انسانی تجربات و احساسات ہوں گے۔ پتہ ہے۔ میں یہ کتاب اپنے نام
نہیں۔۔۔۔۔۔ ایک فرضی نام سے چھپواؤں گی______

مستعان اٹھ کر زمین پر دوزانو بیٹھ گیا۔

یہ کیا کر رہے ہیں۔ مستعان بھائی______

اس وقت میرے دل کی عجیب کیفیت ہے۔ کسی جھیل کنارے پہنچ گیا ہے______
ایک لمبے بالوں والی پری مجھے کہانی سنا رہی ہے۔۔۔۔۔

اچھا تم جاؤ پہلے ایک پیالی کافی کی بنا کر لاؤ______

لیلیٰ اٹھ کے گئی۔ کافی بنا کر لے آئی۔ ایک پیالی مستعان کو دی۔ اور دوسری خود پکڑ لی۔ پھر ا
کے ساتھ قالین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔

لیلیٰ______ مستعان کافی پیتے ہوئے بولا______

میں تمہارا مجرم ہوں۔

کیسے بھائی______

میں نے ہی تمہیں قدرت کی طرف آمادہ کیا تھا۔ اس کو ایک آئیڈیل شوہر کے طور پر (Paint)
پینٹ کیا تھا۔ تب میں بھی اسے اس طرح نہیں جانتا تھا۔

مستی بھائی! کسی بات میں کسی کا قصور نہیں ہوتا۔ سب مقدر کا لکھا ہوتا ہے۔

ممکن ہے۔ مجھے بہت چاہنے والا اور ہر دم خیال رکھنے والا شوہر مل جاتا۔ تو میں اپنے پیشے میں کمال
نہ پیدا کر سکتی______ کمال کا کنول تو ہمیشہ محرومیوں کی جھیل میں کھلتا ہے نا؟______

یہ سب تمہارے نیک والدین کی تربیت کا اثر ہے لیلیٰ______ تمہیں اگر زندگی کی سب
سے خوبصورت خوشی مل جاتی۔ تو تم اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ جاتیں______

یہ صرف مفروضہ ہے۔ تجربہ نہیں۔۔۔۔ بس اب میں اپنی دنیا میں مگن ہو چکی ہوں۔ میری تھکن
اتارنے کے لئے، اور آگے بڑھنے کی قوت عطا کرنے کے لئے کئے اللہ نے مجھے ضامن دے دیا ہے۔

پتہ ہے میں نے اس کا نام ضامن کیوں رکھا تھا۔؟

کیوں رکھا تھا______؟

یہ میری آنے والی زندگی کی خوشیوں اور تجربوں کا ضامن ہے______

اللہ تمہارا یہ خواب پورا کرے لیلیٰ______

لیلیٰ پتہ نہیں کیوں کبھی کبھی تم مجھے اپنی بیٹی کی طرح پیاری لگتی ہو۔ یاد ہے شروع میں میں نے اور
توشہ نے تمہیں Adopt کیا تھا۔

ہاں ہاں______ لیلیٰ ہنسنے لگی، تب میں کتنی احمق ہوتی تھی۔

کیوں______

مستی بھائی۔ میں اور توشہ آپ کے آنے سے پہلے ایک جان دو قالب تھیں۔ ہمارے معمولات
ایک تھے۔ مشاغل ایک سے تھے۔ اکٹھے ہر جگہ آنا جانا تھا۔ میں میڈیکل میں چلی گئی۔ اور توشہ نے
آرٹ جوائن کر لیا۔ یکا یک اس میں تبدیلی آ گئی۔ ہر وقت آپ کا ذکر کرنے لگی۔ آپ ہی کی
باتیں کرنے لگی اس پر میں چڑنے لگ گئی ہماری لڑائیاں ہونے لگیں______

تب مجھے اندازہ ہوا حسد کتنی خوفناک چیز ہے۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا توشہ کا منہ نوچ لوں۔ یا

آپ کو گولی سے اڑا دوں۔

توشہ نے اس پریشانی کا مجھ سے ذکر کیا تھا۔ اور ہم نے بیٹھ کے سوچا تھا کہ تمہیں اپنائے بغیر ش
نہیں کریں گے۔

آپ نے بہت اچھا سوچا تھا مستی بھائی۔ اسی لئے مجھے آپ کی سوچ اچھی لگتی ہے۔

ہم نے تمہیں ہر وقت ساتھ رکھنا شروع کیا ______ تمہاری تنہائی کا احساس کم کیا۔

ہاں ہاں ______ ایسا ہوا۔

پھر ایک دن میں نے کہا ______ آج سے ہم تمہیں Adopt کرتے ہیں۔ تم ہماری
ہو۔ یاد ہے۔ اس روز ہم نے ایک جشن منایا تھا۔

ہاں یاد ہے۔ لیلیٰ بولی ______

آپ نے واقعی میرا دل جیت لیا تھا۔

اور اس دن کے بعد تم مجھے پوپ کہنے لگی تھیں۔ (pop)

لوگ پاپا کو مخفف کر کے پوپ بولتے ہیں۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

تمہارا پوپ بلانا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔

اور آپ بھی تو مجھے پتری لیلیٰ کہا کرتے تھے ______

پھر تم نے شادی کے بعد مجھے پوپ کہنا بند کر دیا ______ کیوں ______ ؟

بس کیا بتاؤں ------ قدرت کے ذہن میں عجیب و غریب باتیں آنے لگیں ------ :
وقت مجھے اذیت دیتا اور کہتا کہ ----

اسی وقت بیل کی آواز آئی۔ باہر سے کسی نے بیل دی تھی۔

لیلیٰ نے دیوار پر لگے کلاک کو دیکھا۔ رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے۔

اس وقت کون ہو سکتا ہے؟

لیلیٰ پریشان سی ہو گئی۔

کوئی مجبور مریض ہو گا۔

نہیں لیلیٰ بولی ------ ہسپتال والے ہمیشہ میرے موبائیل پر مجھے اطلاع دیتے ہیں۔

میں دیکھتی ہوں ______ وہ کھڑی ہو گئی۔

بیل دوبارہ ہوئی۔

مستعان کھڑا ہو گیا۔ میں دیکھتا ہوں۔ چابی مجھے دو۔ تمہارا اس وقت جانا ٹھیک نہیں ہے۔

مستعان نے کوریڈور کی لائٹ جلائی۔ اور چابی لگا کے دروازہ کھول دیا ______

نووارد اندھیرے میں کھڑا تھا ______

مستعان نے پہچانا نہیں ______ دروازے میں کھڑے کھڑے پوچھا ______

کون ہیں آپ ______ کیا کام ہے اس وقت ______ ؟

نووارد تیزی سے اندر آ گیا۔ بلکہ کوریڈور میں آ گیا۔ اور طنز سے بولا۔

آج گھر کے مالک سے پوچھا جا رہا ہے۔ کون ہو تم ______ کیا کام ہے ______ ؟

ارے قدرت ______ مستعان اس قدر حیران ہوا۔ کہ مصافحہ اور معانقہ کرنا
بھول گیا ------

اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہو؟ کیا تم نے سمجھا تھا۔ اب میں کبھی نہیں آؤں گا۔

یہ کہتا ہوا وہ لاؤنج میں آ گیا ______

لیلیٰ بھی کھڑی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

بھئی آنے کا بھی کوئی سلیقہ ہوتا ہے ______ کوئی وقت ______ کوئی اطلاع ______

مستعان ابھی تک حیرت میں تھا۔

میں نے تو نہیں سنا تھا کہ اپنے ہی گھر میں آنے کا بھی کوئی وقت ہوتا ہے ______ یا وہاں
بھی کوئی اطلاع کی ضرورت ہوتی ہے ______

اس نے اپنا سفری تھیلا جو مٹی سے اٹا ہوا تھا صوفے پر رکھ دیا ______ خود دھم سے بیٹھ گیا۔
اور کیچڑ سے بھرے ہوئے جوتے اتار کر دور پھینکے ______ اوور کوٹ اتار کر قالین پر پھینکا۔ پھر
پائپ سلگا کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی ______

تم لوگوں کو میرا آنا اس طرح برا لگا ہے۔ جیسے میں نے تم لوگوں کے کسی بڑے خوبصورت پروگرام
کو غارت کر دیا ہو۔ تبھی تو دروازہ کھولنے میں دیر ہو گئی۔

لیلیٰ باہر نکل گئی۔

مستعان دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور اس کے فقرے پر غور کرنے لگا۔

مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ تم دونوں اس وقت تک جاگ رہے ہو۔ بہر حال خلل ڈالنے کی معافی چاہتا ہوا

قدرت تمہیں نہ تو گھر سے باہر جانے کا سلیقہ آتا ہے۔ اور نہ ہی گھر کے اندر آنے کا۔

یاد ہے تمہیں میں کالج کے زمانے میں کدورت کہا کرتا تھا۔ تو غلط نہیں تھا۔

تم ایک کدورت سے بھرے ہوئے انسان ہو ________

ہاں میرے گھر میں بیٹھ کر تم مجھے کچھ بھی کہہ سکتے ہو۔

کاش تم اس گھر کو اپنا گھر ہی سمجھتے ________

ہاں ٹھیک ہے۔ اگر میں ایسا سمجھ لیتا۔ تو پھر تمہیں میزبانی کا حق کیسے ملتا۔

کیا بکواس کر رہے ہو قدرت ________؟

لیلیٰ چائے کی گرم پیالی لے کر آ گئی۔

مستی بھائی! آپ اپنے کمرے میں جائیں۔ اور جا کر سو جائیں۔ آپ کافی جاگ چکے ہیں۔

اس نے چائے کی پیالی میز پر رکھ دی۔ اور مستعان کی طرف دیکھ کر سر سے بھی اشارہ کیا تھا

چلا جائے۔

اگر چہ مستعان کا موڈ بہت خراب ہو چکا تھا۔ اور وہ اس وقت قدرت کی طبیعت صاف کرنا

تھا۔ مگر لیلیٰ کے اشارے کو وقت کی مصلحت سمجھ کر وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

اور اندر سے کنڈی لگا لی ________

پھر دو گھنٹے تک اسے قدرت کے اونچا اونچا بولنے کی آوازیں آتی رہیں ________

مگر وہ مسلسل لیلیٰ کے بارے میں سوچتا رہا ________

جس کی آواز تک نہیں آ رہی تھی۔

آئینہ ------ آئینہ ------ آئینہ ------ آئینہ ------

کمپیوٹر پر مسلسل یہ الفاظ نمودار ہو رہے تھے ------

ادھر سے توشہ نے ________ لائن پر آ کر لکھا ________

مستی تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کہ آئینہ کی تکرار کر رہے ہو۔

مستی نے جواب میں کہا ________

توش میرا دوش نہیں آئینہ میرے دماغ میں پھنس گئی ہے۔

توشہ نے لکھا ________

ابھی تو تم نے اسے دیکھا بھی نہیں اور یہ حال ہے۔ اگر بچی کو دیکھ لو گے تو کیا حال ہوگا۔

مستعان: پاگل ہو جاؤں گا۔ دیوانہ ہو جاؤں گا۔ آئینہ کو اٹھا کر اپنے دل میں چھپا لوں گا۔

توشہ: واقعی تم پاگل ہو گئے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کب پاکستان آ رہے ہو۔

مستعان: ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے۔ میں ایک ہفتے بعد جا سکتا ہوں۔

توشہ: تم نے اچھی طرح تسلی کر لی ہے۔ مکمل چیک اپ او کے ہو گیا ہے۔

مستعان: بھئی اپنی بہن سے پوچھ لو ------ اس معاملے میں وہ تم سے زیادہ سخت ہے

________ سخت نہیں ------ پرہیز کے معاملے میں لوہا ہے۔

توشہ: تم کیا محسوس کر رہے ہو۔

مستعان: مجھے تو ایسے لگتا ہے۔ میں ابھی پیدا ہوا ہوں۔

توشہ: تمہاری بات پر میں بہت زیادہ ہنس رہی ہوں۔

مستعان: مجھے تمہاری ہنسی کی آواز کی آ رہی ہے۔

توشہ: اس کا مطلب ہے۔ تمہارے آنے کے بعد مجھے دو بچوں کو سنبھالنا پڑے گا۔

مستعان: چاہو تو تیسرے کی تیاری بھی کر لینا۔

توشہ: مستی! تم ابھی کچھ زیادہ شوخ اور بدتمیز نہیں ہو گئے۔

مستعان: اب میں زور زور سے ہنس رہا ہوں ______

توشہ: ہاں مجھے تمہارے ہذیانی قہقہوں کی آواز آ رہی ہے۔

مستعان: توشہ۔ اگر کوئی شخص تین مہینے اپنی محبوب بیوی سے دور رہے نا؟ تو اس کی حالت میرے جیسی ہو جاتی ہے۔

توشہ: مگر تمہیں معلوم ہے۔ مجھے تمہاری سنجیدگی اور ذہانت نے متاثر کیا تھا۔

مستعان: ذہین تو میں اب بھی ہوں۔ مگر سنجیدگی سے مجھے چڑ ہو گئی ہے۔ دراصل موت کے منظر کو اتنے قریب سے دیکھا ہے۔ اب ساری زندگی ہنسنے مسکرانے اور شوخیاں کرنے کو دل چا ہے۔

توشہ: اچھا اب ایسی باتیں نہ کرو کہ میں اداس ہو جاؤں۔ اچھا سنو پرائیویٹ سیکٹر سے مجھے وہ پروجیکٹ (Project) مل گیا ہے۔ جس کے لئے میں کوشش کر رہی تھی۔

مستعان: مبارک ہو بھئی ______ ماشاءاللہ اب تو سارے کام سیدھے ہوتے جا رہے ہیں۔

توشہ: میں چاہتی ہوں۔ اب ہم اپنی نئی کمپنی نئے نام سے بنائیں۔ اور نئے لوگوں کو لے کر فلم تیار کریں۔

مستعان: یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔

توشہ: کمپنی کا نام سوچ کر آنا۔

مستعان: سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ آئینہ ویژن پروڈکشن نام رکھ لو۔ اور آج سے کام شروع کر دو۔

توشہ: مستعان! تم کتنی جلدی سوچ لیتے ہو دوست کمال ہے۔ آج کل تمہیں آئینہ کے سوا کچھ نہیں سوجھتا ______

مستعان: میں کمپیوٹر کے لئے کیمرہ لا رہا ہوں۔ اگر تم ادھر کیمرہ نصب کر لو۔ تو آئینہ کی صورت بھی مجھے نظر آنے لگے گی۔

توشہ: بس رہنے دو۔ کچھ تو تجسس رہنے دو۔ میں دیکھوں گی تم اسے پہچانتے ہو یا نہیں

______

مستعان: سبحان اللہ ______ میں اپنے خون کو سات پردوں میں پہچان لوں گا ______

اچھا توشہ بڑی دیر سے ہم باتیں کر رہے ہیں۔ یہ بتاؤ تمہارے لئے اور آئینہ کے لئے کیا کیا لاؤں؟ اگلے دو دن ہم نے شاپنگ کے لئے رکھے ہیں۔ ______

توشہ: بھئی میں لسٹ پکڑے بیٹھی ہوں۔ اب تم تھوڑی دیر خاموش بیٹھے رہو۔ میں لکھتی جاتی ہوں۔ یہ لسٹ لیلیٰ کو دکھا دینا۔ وہ میرے لئے زیادہ اچھی شاپنگ کرے گی۔------

مستعان خاموشی سے انتظار کرنے لگا۔ توشہ نے ساری چیزوں کی لسٹ کمپیوٹر پر اتار دی۔

مستعان نے کاغذ قلم اٹھایا۔ اور ترتیب وار لکھتا گیا۔ تاکہ صبح بازار جانے میں آسانی ہو۔

توشہ نے ساری چیزیں لکھ کر آخر میں لکھا۔ ''اب آئینہ جاگ چکی ہے۔ میں تمہیں شب بخیر کہتی ہوں۔ باقی باتیں کل ہوں گی۔

ٹھیک ہے توش شب بخیر ______''

اس نے کمپیوٹر آف کیا۔ تو قدرت اندر داخل ہوا۔

اس رات سے جب قدرت نے فضول قسم کی گفتگو کی تھی۔ مستعان نے اس سے بات کرنا چھوڑ دیا تھا۔

بڑی ڈھٹائی سے قدرت ہنستا ہوا آیا۔ اور اس کے پلنگ پر بیٹھ گیا۔

کیوں میاں خفا ہو مجھ سے ______ دو دن سے تم نے مجھ سے بات نہیں کی۔

پائپ کا کش لگا کر بولا۔

پہلے میں تم سے بات کرنے کا انداز تو سیکھ لوں ______

مستعان نے کمپیوٹر کا پلگ نکال دیا۔ اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

اس رات تم جو اول فول بک رہے تھے۔ تمہیں اس کا اندازہ ہے۔

چھوڑو یار: کل کی باتیں نہ یاد رکھا کرو۔ گزری ہوئی بات کا دہرانا کیا؟

جس بات سے دل پر خراشیں پڑ جائیں۔ بات تو دل میں کھب جاتی ہے۔

یار: میں اس روز نشے میں تھا۔ نشے میں پتہ نہیں کیا کیا بک دیا۔

مگر میں تو نشے میں نہیں تھا۔ مجھے تو وہ سب اچھا نہیں لگا ______ مستعان نے سنجیدگی سے کہا۔

مجھے اگر لیلیٰ کا احترام نہ ہوتا تو میں تمہارے منہ پر تھپڑ رسید کر دیتا۔

لو یار! اب میں اپنا منہ پیش کرتا ہوں۔ تھپڑ مار کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر لو۔

غصہ کرنے کا مجھے حق نہیں مستعان بولا ______ مگر تم نے مجھے دلی رنج پہنچایا ہے۔ صد
پہنچایا ہے مجھے ______ تم اپنی بیوی کے ساتھ اتنی گندی زبان میں بات کرتے ہو۔ گھر آ
مہمانوں کے بارے میں ایسی گھٹیا سوچ رکھتے ہو۔

بس کرو یار: میں کہہ رہا ہوں بس کرو ______ میں آوارگی کرتا پتہ نہیں نہیں کہاں کہاں
تھکا ہارا آیا تھا۔ آگے تم دونوں کو خوش باش دیکھ کر مجھے آگ لگ گئی ______

اور اس آگ میں تمہیں نیک و بد کی تمیز نہ رہی ______

لو بھائی ہاتھ جوڑتا ہوں۔

قدرت نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

اب تو معاف کر دو ______ معاف کر دو ______

مستعان خاموش ہو گیا۔ بحث کرنا فضول تھا۔

ہاں تو انٹرنیٹ پر بیوی سے گپ شپ کر رہے تھے۔ قدرت موضوع بدلنے کی خاطر بولا۔

اگر یہ جرم نہیں تو کر رہا تھا۔ مستعان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

میں اگلے ہفتے واپس جا رہا ہوں۔ ڈاکٹر نے اجازت دے دی ہے۔

ارے اتنی جلدی ______؟ قدرت بولا ______

یہ جلدی ہے۔ مجھے لگتا ہے میں ایک سو سال سے تمہارے در پر پڑا ہوں۔

یار: اب طعنے دینا چھوڑو ______ ایک مہینہ اور رک جاؤ ______ میں اور تم گھوم
پھریں گے۔

تم اپنی بیوی کے ساتھ گھومنے پھرنے کا پروگرام کیوں نہیں بناتے۔ اس کو تفریح کے لئے کیوں
نہیں لے جاتے ______ اس کے پاس رہ کر اسے سکھ کیوں نہیں دیتے۔

مستعان نے طنز سے کہا۔

اس کی ساری تفریح اور ساری دلچسپی اس کا ہسپتال ہے۔ وہ تو چلتا پھرتا ہسپتال بن چکی ہے۔ اس
کے وجود سے مجھے دوائیوں کی بو آتی ہے ______

ہاں چار دن وہ ہسپتال نہ جائے۔ تو تمہیں ایسی عیش و نشاط کی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں۔

آخر تم دل لگا کر کوئی کام کیوں نہیں کرتے؟

کام کرتا تو رہتا ہوں۔ آج کل اپنے دوست کے ساتھ مل کر ایک اردو اخبار نکال رہا ہوں۔

لیکن یہ جو پچھلا سارا مہینہ تم غائب رہے ہو۔ اس طرح اٹھ کر کہاں چلے جاتے ہو؟

قدرت پائپ کے کش لگانے لگا۔

یہ عورت مجھے گھاس نہیں ڈالتی۔ اس لئے میں چلا جاتا ہوں۔

مگر تم جاتے کہاں ہو؟

اتنی بڑی دنیا ہے۔ کہیں بھی چلا جاتا ہوں۔ پچھلا سارا مہینہ میں نے بنکاک میں گزارا ہے۔

کیوں ______؟

بس ۔۔۔۔۔۔ میرا دل چاہا میں اٹھ کر چلا گیا ______ میں انسان ہوں۔ تفریح کرنا
چاہتا ہوں۔ میری زندگی میری اپنی ہے۔ میں جو چاہوں کروں؟

ایسی باتیں سن کر میں تم سے مایوس ہو جاتا ہوں۔ تمہاری زندگی صرف تمہاری نہیں ہے۔

تمہارے ساتھ کچھ اور بھی زندگیاں وابستہ ہو چکی ہیں۔ اور تمہیں ان کی بھی ذمہ داری قبول کرنا
پڑے گی۔

میں اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

سوسائٹی تمہاری پرواہ نہیں کرے گی۔

میں جوتے کے برابر اس سوسائٹی کو نہیں سمجھتا۔

پھر تمہیں دوسروں سے کیوں گلہ ہے کہ وہ تمہاری پرواہ نہیں کرتے؟

قدرت خاموش ہو گیا۔ پائپ پیتا رہا۔

اور تم جو سیر سپاٹے کے لئے اٹھ کر چلے جاتے ہو۔ سرمایا کہاں سے لیتے ہو؟

قدرت کے ماتھے پر شکن ابھری۔

اتنا گیا گزرا نہیں ہوں میں ______؟

اگر گئے گزرے نہیں ہو تو پھر اس گھر کو چلانے میں ہاتھ بٹاؤ ______

لیلیٰ نے تم سے میری شکایت کی ہے؟ قدرت غرا کر بولا۔

کاش وہ مجھ سے شکایت کرتی۔ کاش وہ کچھ کہتی۔ مگر اس مرتبہ تو میں نے تین ماہ تمہارے گھر میں
رہ کر تمہارا وطیرہ دیکھا ہے۔ کسی شوہر کا یہ چلن نہیں ہونا چاہیے۔ جو تمہارا ہے ______ تمہیں اپنے

شوہر ہونے پر شرم آنی چاہیے۔۔۔۔۔۔

قدرت پائپ پیتا رہا ______

مستعان پھر بولا ______

تم نے کتنی منتوں سے شادی کی تھی۔ کس کس طرح میرے آگے ہاتھ جوڑتے تھے۔

اور کیسے کیسے وعدے کرتے تھے۔ کہ اس لڑکی کو میں شہزادی بنا کے رکھوں گا ______

تم نے اس کو خاک میں ملا دیا ہے۔ کیا ڈاکٹروں کو یا کام کرنے والی عورتوں کو اپنے شوہروں کی توجہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیا وہ مشینیں ہوتی ہیں۔ لوہے کی بنی ہوتی ہیں۔ کیا وہ انسانیت کا سب سے بڑا کام نہیں کر رہی ہوتیں۔

وہ پوز کرتی ہے ______ قدرت نے کش لے کر دھواں چھوڑا ______ وہ پوز کرتی ہے۔ جیسے وہ بہت بہادر عورت ہے۔ وہ کبھی احتجاج نہیں کرتی۔ لڑتی جھگڑتی نہیں۔ چلاتی نہیں مجھ پر

______ پھر میں اسے طرح طرح کی اذیتیں دیتا ہوں ______

تم جانتے ہو بیوی کے لئے تو یہ ہی سب سے بڑی اذیت ہے۔ شوہر اس سے دور رہے ______ وہ پھر بھی بے نیاز بنی رہتی ہے۔۔۔۔۔۔ اسی خاطر میں نے اسے خرچہ دینا بند کر دیا۔

اس پر بھی وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔۔ پھر میں ضرورتاً ادھر ادھر جانے لگا ______ اس نے جیسے صبر کر لیا۔۔۔۔۔۔

مستعان صاحب: ایسی عورتوں سے میں نفرت کرتا ہوں۔ جو اندر سے بہت مضبوط ہوں۔ بہت بہادر ہوں۔ گہری ہوں۔۔۔۔۔ قوت ارادی کی مالک ہوں ______ وہ برداشت کرتی ہے۔

وہ خاموش رہتی ہے۔

اس کے پاس رونے پیٹنے کا وقت نہیں ہے۔

قدرت نے تلخی سے کہا۔

اور تم اسے روتا پیٹتا دیکھنا چاہتے ہو ______ اپنے آگے گڑگڑاتے ہوئے دیکھنا چاہتے؟

______ توجہ کی بھیک مانگتے دیکھنا چاہتے ہو؟

ہاں ______ قدرت نے راکھ نکالتے ہوئے کہا ______ Exactly۔۔۔۔

بیوی کو ایسا ہی ہونا چاہیے ______

مگر تم شادی سے پہلے تو ایسی باتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

یار: شادی سے پہلے کا زمانہ تو صرف بڑ ہانکنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ بکواس کرنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ ہم مرد لوگ شادی کے بعد بیوی کے علاوہ عورت کی کوئی دوسری صورت یا حیثیت قبول ہی نہیں کرتے ______

تم بکواس کرتے ہو ______ مستعان غصہ سے بولا ______ میری مثال تمہارے سامنے ہے۔ میری بیوی بہت ذہین ہے۔ ٹیلی ویژن کے لئے ڈرامے بناتی ہے۔ اور مجھے اس کا کام کرنا بہت اچھا لگتا ہے ______ اور تم یہاں امریکہ میں رہ کر ایسی باتیں کر رہے ہو ______

ہاں۔۔۔۔۔۔ قدرت ڈھٹائی سے بولا ______ میں اس عورت کو توڑ کر رہوں گا۔

تم ایسا نہیں کر سکتے قدرت ______ ؟

وہ ایک بہت اعلیٰ قسم کا فرض ادا کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو توفیق دی ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ بندہ اس سے کچھ نہیں چھین سکتا ______

تو پھر اسی طرح رہے ______ بیوہ عورتوں کی طرح ______ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

قدرت تم شدید قسم کے احساس کمتری میں مبتلا ہو۔ بلکہ ذہنی مریض بن گئے ہو۔ تمہیں اپنے بیٹے کا بھی خیال نہیں ______

یار: یہ عورتیں بچہ پیدا ہی اس لئے کرتی ہیں۔ کہ میرے جیسے خاوندوں کو قابو میں کر سکیں۔

مجھے واقعی بچے کی پرواہ نہیں ہے ______ جہنم میں جائے یا بھاڑ میں جائے ______

تو سیدھی سیدھی بات ہے۔ تم لیلیٰ کو طلاق دے دو اسے آزاد کر دو۔

اس نے تم سے کہا ہے۔؟

اس نے نہیں کہا۔ تمہارے خیالات سن کر تمہیں مشورہ دے رہا ہوں۔

قدرت چپ کر گیا۔

مستعان بولا۔ تم ایسا بھی نہیں کرو گے۔ کیونکہ امریکہ میں اتنا شاندار گھر، یہ تمام آرام و آسائش بھلا تمہیں اور کہاں مل سکتا ہے۔

میں چاہوں تو ایک دن میں یہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہوں۔قدرت بولا۔

تو پیدا کر کے دکھا دو نا؟ تمہیں کون روکتا ہے؟

یار: بہت ہو چکی۔۔۔۔۔۔ میکے کا رول تم نے ادا کر لیا۔اب اس بک بک کو بند کرو۔

قدرت بولا ______ میں تو تمہارے ساتھ ذرا گپ شپ کرنے آیا تھا۔

میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ اس لئے کی ہیں۔کہ اس وقت لیلیٰ گھر میں نہیں ہے۔

وہ ضامن کو ایک دوست کی سالگرہ پر لے کر گئی ہوئی ہے۔ورنہ اس کی موجودگی میں بھلا میں باتیں کر سکتا ہوں ______ اور پھر اگلے ہفتے میں ویسے بھی جا رہا ہوں ______

معلوم نہیں تم کس وقت گھر سے نکل جاؤ۔۔۔۔۔۔

یہ کہہ کر مستعان خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔

بس یہ یاد رکھو کہ تم میرے دوست ہو۔قدرت بولا ______ اور میرا دوست مجھے کچھ کہہ سکتا ہے۔

شکر ہے ابھی تک لفظ دوست کی تمہاری نظر میں کچھ اہمیت ہے۔مستعان تلخی سے مسکرایا۔

جب سے تمہارا آپریشن ہوا ہے۔تم کچھ زیادہ سنکی نہیں ہو گئے۔قدرت نے کہا۔

خواہ مخواہ اس عورت کو سر پر چڑھاتے جا رہے ہو۔ٹھیک ہے۔۔۔۔۔وہ اپنی زندگی مگن ہے۔میں اپنی زندگی میں مگن ہوں۔کم از کم ہم ایک دوسرے کے لئے مشکلات تو نہیں کرتے ______

قدرت ______ کسی زمانے میں، جب میں ہوسٹل میں رہتا تھا۔تم سے بہت زیادہ تھا۔تمہیں یاد ہو گا۔تمہارے آئیڈیاز کی قدر کرتا تھا۔اور تمہارے ذہن کی زرخیزی پر حیران ہوا کرتا یوں سمجھو کہ مجھے تمہارے اندر کوئی بھی خامی نظر نہیں آتی تھی۔

میں سمجھتا تھا۔پتہ نہیں تم کتنا اونچا اڑو گے ______ پتہ نہیں کہاں جا کے تمہاری پرواز گی ______

ہاں تم ٹھیک سوچتے تھے۔قدرت پائپ کا کش لے کر بولا ______

پھر۔۔۔۔اب جب میں نے تمہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔تو مجھے تمہارے سا دوستوں کی باتوں پر یقین کرنا پڑا ہے۔

کون ہیں میرے دوست ______ اور کیا کہتے ہیں؟

تمہیں معلوم ہے۔تمہارے جاننے والے جب امریکہ سے ہو کر جاتے ہیں۔اور تم سے مل کر جاتے ہیں۔تو کیا کہتے ہیں؟ ______

بولو بھی سہی کیا کہتے ہیں؟

کہتے ہیں۔تم نے ساری زندگی اپنی بیوی کا مقابلہ کرنے میں گنوا دی ہے۔حالانکہ اس کا تو فیلڈ ہی جدا تھا۔یہ اور بات ہے۔اپنی جان توڑ محنت اور لگن سے اس نے امریکہ میں اپنا نام بنایا ہے ______ تمہیں اس کا مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

بکواس کرتے ہیں وہ لوگ ______ قدرت غصے سے بولا ______ مجھے ایک معمولی سی عورت کا مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ______؟

پھر وہی بات ______ پھر وہی کج فہمی ______ تمہیں اللہ نے صلاحیتیں دی تھیں۔ذہن بھی دیا تھا۔تم وہی کام کرتے جو تمہارے کرنے کا تھا ______ تم نے کہا تھا۔تم امریکہ میں بیٹھ کر ایک اردو چینل شروع کرو گے۔جو زیادہ تر مسلمان ملکوں کی نمائندگی کرے گا۔کتنا خوبصورت تھا تمہارا یہ خیال ______ آج دیکھو الیکٹرانک میڈیا نے دنیا کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔

مگر تم نے ہمیشہ شارٹ کٹ اختیار کیا، ایسے کام کرنے کو ترجیح دی جس میں وقتی نام اور وقتی فائدہ ہو ______ جس طرح لیلیٰ اپنے پروفیشن کے ساتھ جڑی ہوئی تھی۔اور ہنر کے کمال تک آ گئی ______ تم بھی کوئی ایسا راستہ اختیار کرتے۔۔۔۔۔۔

بس کرو یار ______ قدرت کھسیانہ ہو گیا۔

یہ الزام مجھ پر نہ لگاؤ۔میں کیا سمجھتا ہوں اسے ______

نہیں تم اپنی بیوی سے متاثر ہو۔خوفزدہ بھی ہو۔اور اس سے مدد بھی نہیں لینا چاہتے۔برائے نام کے منصوبے بنا کر ہمیشہ سفر میں رہتے ہو۔تا کہ وہ سمجھے جیسے تم دنیا کو تسخیر کرتے پھرتے ہو ______

مگر افسوس ______ وہ اتنی ناسمجھ نہیں ہے۔وہ تمہاری ہر کمزوری کو سمجھ گئی ہے۔اس لئے چپ بیٹھی ہے۔اور تم اس کی خاموشی کو کبھی کوئی نام دیتے ہو اور کبھی کوئی ______

قدرت پائپ کے کش لیتا رہا ______ مستعان کا خیال تھا۔اب وہ بھڑک اٹھے گا۔اور ای تباہی شروع کر دے گا۔۔۔۔۔۔مگر وہ خاموشی سے دھواں چھوڑتا رہا ______ تب مستعان

کو حوصلہ ہوا ______ کہ مزید کچھ کہے۔ بولا۔

حقائق کی دنیا میں آ جاؤ ______ بیوی کے سامنے ۔۔۔۔ کمزوریوں کا اعتراف

______ اور اس سے مدد مانگو ۔۔۔۔۔ اس طرح تم بڑے نظر آ ؤ گے، چھوٹے

______

چھوڑو یار: قدرت بولا ______

اب جیسے چل رہی ہے اسے چلنے دو۔ مجھے کبھی کبھی یوں لگتا ہے۔ جیسے مجھے اپنی بیوی سے
نفرت ہے کبھی کبھی یہ بھی سوچتا ہوں کہ آدمی کو ذہین عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیے بھلا بیوی
ذہانت سے کیا کام ______

سوچ کی بات ہے میرا تجربہ ہے کہ ذہین بیوی زندگی کو آسان اور خوبصورت بنا دیتی

______ مستعان بولا۔

یار: غاروں والا وہ زمانہ بہت اچھا تھا۔ جب عورتوں کے پاؤں میں لوہے کی زنجیریں باندھی
تھیں ______ وہ چند گز سے آگے نہیں جا سکتی تھیں۔

اب تو عورتیں سرپٹ بھاگ رہی ہیں ______

اب یہ مت کہنا یہ ارتقا کا عمل ہے۔۔۔۔۔ قدرت غصے سے بولا۔

اسی وقت باہر بیل ہوئی۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز آئی ۔۔۔۔

قدرت کھڑا ہو گیا ۔۔۔۔۔ بولا ______

شاید مصیبت لوٹ آئی ہے۔

صبح ناشتے کی میز پر مستعان قدرت اور ضامن بیٹھے تھے۔ اور لیلیٰ جلدی جلدی ناشتہ بنا کے ان
کے آگے رکھ رہی تھی۔ ضامن کا موڈ ذرا بگڑا ہوا تھا۔ منہ بسورے بیٹھا تھا۔ اور ناشتے میں بالکل دلچسپی کا
اظہار نہیں کر رہا تھا۔

مستعان نے کہا ______

بھئی تم نے آج ہمارے ساتھ بازار جانا ہے یا نہیں ______

ضامن نے اثبات میں سر ہلایا۔

نہیں لیلیٰ بولی ______ آج اس کا دماغ خراب ہو رہا ہے۔ یہ سارا دن ڈیڈی کے
پاس رہے گا۔

سنا تم نے ______ قدرت بولا۔

اس گھر میں ڈیڈی حوالات کے مصداق ہے۔ سزا کے طور پر کام آتا ہے۔

مستعان بہت زور سے ہنسا۔

یار یہ بھی تو دیکھو آخر تمہارا کوئی تو مصرف ہے۔

پھر وہ لیلیٰ کو مخاطب کر کے بولا۔

لیلیٰ پتری ______ گیارہ بج رہے ہیں۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ آج تم نے اپنی بہو
کے لئے تحائف خریدنے ہیں۔

بہو ______ ؟ قدرت نے پوچھا۔

ہاں بھئی میں نے اور لیلیٰ نے ضامن کی بات پکی کر دی ہے۔

کس کے ساتھ پکی کر دی ہے۔ اور مجھے پتہ ہی نہیں۔ قدرت بولا۔ اور مجھ سے پوچھا ہی
نہیں

______

میری بیٹی ہے نا آئینہ ہم نے اس کے ساتھ ضامن کی بات ٹھہرا دی ہے۔

مستعان نے ہنس کر کہا۔
مستی بھائی۔لیلیٰ سامنے آ کر کھڑی ہوگئی۔میں نے آپ سے کہا تھا۔
مذاق کی بات کو مذاق ہی رہنے دیتے ہیں۔اور بچوں کے سامنے بالکل ذکر نہیں کرتے۔
ضامن منہ پھلائے پھلائے بولا۔
ماما۔میں بچہ نہیں ہوں۔
جھٹ قدرت نے کہا ______
مجھے بھی تم لوگ بچہ ہی سمجھ رہے ہو؟ یاد رکھو میری مرضی کے بغیر میرے بیٹے کی بات پکی نہ
سکتی۔میرا بیٹا صرف میری مرضی سے شادی کرے گا۔
اب آپ خوش ہو گئے ہیں۔مستی بھائی ______ یہ جاتے جاتے آپ نے کیسا چھ
چھوڑ دیا ہے۔اس گھر میں تو بات بات میں زبان پکڑی جاتی ہے۔
قدرت یار: جس دن سے میری بیٹی ہوئی ہے۔ہم تو ایک مذاق کر رہے ہیں۔
یہ کوئی زمانہ ہے۔بچوں کی بچپن میں بات طے کرنے کا ______
مذاق مذاق سہی ______ مگر سن لو ______ میرا بیٹا میری مرضی سے شادی کرے
چپ بیٹھا ضامن بولا ______
ڈیڈی آپ نے میری مرضی سے شادی کی ہے۔
نہیں بیٹا ______ قدرت بولا۔
تو میں کیوں آپ کی مرضی سے شادی کروں۔
سارے ہنسنے لگے۔
یار تو کوئی موجود تھا۔کہ میں تمہاری مرضی سے شادی کرتا۔
اچھا ڈیڈی اب آپ میری مرضی سے شادی کر لیں۔
شاباش! یہ ہوئی نا میرے بیٹے والی بات ______
اب تو جس عورت کی طرف اشارے کرے گا۔میں اس سے شادی کر لوں گا۔
ڈیڈی------ڈیڈی------ضامن-----بڑا سا نوالہ منہ میں ڈال
بولا ______

ڈیڈی وہ ہے نا-----وہ-----جو آتی ہے----------ماما----کیا نام ہے اس
ماما وہ جو آتی ہے میڈ فیروزہ ------
مستعان اور لیلیٰ کا ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا۔لیلیٰ پیٹ پکڑ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ایک ایرانی لڑکی ہفتے
ہفتے صفائی کرنے آتی تھی۔
جب وقت مل جاتا تو ضامن سے کھیلا کرتی تھی۔کہتی تھی۔میرا بھی اس عمر کا بچہ پیچھے وطن میں
ہے۔اسے دیکھ کر وہ یاد آ جاتا ہے۔
اچھا بیٹے ______ تجھے باپ کے لئے نوکرانی ہی پسند آئی ہے۔میں بھی تیرے لئے ایسی
لی ڈھونڈوں گا۔جو ائیر پورٹ پہ جھاڑو لگاتی ہو۔
نہیں ڈیڈی ______ میں نا میں----آنا سے شادی کروں گا۔
مستعان اور لیلیٰ پھر ہنسنے لگے۔
آنا کون ہے-------قدرت نے پوچھا۔
آنا----آنہ------شیشہ------نہیں---
مستی ماموں آپ بتائیں نا؟ آپ کی بیٹی کا نام کیا ہے۔
آئینہ ______
ہاں جی ڈیڈی آئینہ سے ______
لیلیٰ اور مستعان ہنستے رہے ______
اس نے آئینہ کا ترجمہ شیشہ کیا ہے۔اسے ابھی اچھی طرح اردو نہیں آتی۔
لیلیٰ نے کہا ______
مستی بھائی: آپ نے ایک غلط سا خیال بچے کے دل میں ڈال دیا ہے۔اس عمر میں بچوں کو کچھ خبر
یں ہوتی۔
اب تم اس کو اتنا سنجیدہ نہ لو۔جس طرح دل میں خیال آتے ہیں۔اسی طرح نکل بھی جاتے ہیں۔
نا دونوں سے گے ایک زمانہ پڑا ہے۔
تو گویا میری عدم موجودگی میں تم دونوں اس گھر میں کھچڑی پکاتے رہے ہو۔

نہیں یار ______ اب اس بات کو رگیدو نہیں۔ میری بیوی ملے گی تو پتہ نہیں وہ کیا کہے

اچھا لیلیٰ اٹھو تیار ہو جاؤ۔ چیزوں کی لسٹ بہت لمبی ہے ______

کوئی بات نہیں ______ یہ لانگ ویک اینڈ ہے۔ کچھ چیزیں آج لیں گے۔ کچھ خرید لیں گے۔

قدرت ______ تم ہمارے ساتھ چلو۔۔۔

نہیں بھئی۔ وہ اٹھتے ہوئے بولا۔ میں تو لمبی تان کر سوؤں گا ______ شام کو میرا دوست آ رہا ہے۔ ہم نے نئے پرچے پر کام کرنا ہے۔

اے میاں کدورت۔۔۔۔۔۔۔ مستعان نے لاؤنج میں کھڑے ہو کر آواز لگائی۔

مجھے دفع کرنے جا رہے ہو یا نہیں کہ گھر بیٹھ کر شکرانے کے نفل ادا کرو گے۔

ٹائی باندھتا ہوا قدرت سامنے آ گیا۔

میرا تو ہمیشہ سے موٹو رہا ہے۔ برے کو اس کے گھر تک چھوڑنے جانا چاہیے۔

دونوں نے بھرپور قہقہہ لگایا۔

لیلیٰ بھی نکل آئی۔ اور ضامن بھی بھاگا آیا۔

سارا سامان رکھ لیا۔ مستی بھائی۔ ہاں لیلیٰ سارا سامان تمہاری گاڑی کی ڈگی میں ہی آ گیا ہے۔

کیوں بھئی کیا پورا امریکہ خرید کر لے جا رہے ہو؟

بھائی ہم کوئی سیاسی لیڈر تو نہیں ہیں بیوی اور بچی کے لئے کچھ کپڑے وغیرہ لئے ہیں۔ اور ایک نیا مووی کیمرہ خریدا ہے اپنی کمپنی کے لئے ______

چلو بھئی دیر ہو رہی ہے۔

وہ لوگ باہر نکل آئے۔

قدرت بولا تم اور لیلیٰ بڑی گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ میں ضامن کو لے کر تمہارے پیچھے پیچھے چھوٹی گاڑی میں آؤں گا۔

کیا بہتر نہ ہو گا کہ تم میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔ مستعان نے کہا۔

اصل میں ان سڑکوں پر بڑی گاڑی چلا ہی نہیں سکتا۔ لیلیٰ کو بہت پریکٹس ہے۔

شکر ہے تم نے اپنی بیوی کی ایک بات تو مانی۔

جلدی کریں مستی بھائی ______ دو گھنٹے کا تو صرف رستہ ہے۔

لیلیٰ سٹیرنگ کے آگے بیٹھ گئی۔ دوسری طرف سے مستعان آ کے بیٹھ گیا۔

ضامن نے بہت ضد کی کہ وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھے گا۔ مگر قدرت نے اسے زبردستی اپنے ساتھ

بٹھالیا۔

جونہی بھیڑ سے موٹر نکل کر ایئر پورٹ کی جانب رواں ہوئی۔ لیلیٰ کے آنسو بہنے لگے۔ اس کو با
ٹشو پیپر سے آنکھیں صاف کرتے دیکھ کر مستعان نے اس کی طرف دیکھا۔

پلیز لیلیٰ۔ تم گاڑی چلا رہی ہو۔ حوصلہ کرو۔

مستی بھائی آپ اتنے دن میرے پاس رہے ہیں۔ مجھے اتنا اچھا لگا۔

آج ایسے لگ رہا ہے۔ جیسے میرا میکہ مجھ سے جدا ہو رہا ہے۔

میں تمہاری حالت خوب سمجھتا ہوں۔ دل میرا بھی اداس ہو رہا ہے۔ مگر ہم انشاء اللہ آتے ر
گے ______ اب امریکہ کونسا دور لگتا ہے۔

مگر میں تو پھر تنہا ہو جاؤں گی۔ آپ کے دم سے کتنی رونق تھی ______

لیلیٰ مسلسل روتی رہی۔

میں نے سوچا ہے میں توشہ اور آئینہ کو لے کر ہر سال تمہارے پاس آیا کروں گا اور ہم تینو
پورے تین ماہ تمہارے پاس رہا کریں گے۔

کب سال گزرے گا کیسے سال گزرے گا؟ کون جانے؟ ______

لیلیٰ تم ایک بہت بہادر عورت ہو ______

کاش میں بہادر نہ ہوتی۔ بزدل ہوتی۔ اور اپنے حالات سے بھاگ جاتی۔ فرار اختیار کرتی۔

تم ایسا نہیں کر سکتیں ______ تمہاری ساخت ایسی نہیں ہوئی۔ انسان کو دنیا میں اپ
مرضی کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ______ اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلنے کے لئے بھیجا گ
ہے۔ وہ محض ایک مہرہ ہے۔ جہاں کہیں مشکلات اور مجبوریاں آتی ہیں۔ وہاں انسان کو فوراً سوچ لی
چاہیے کہ اسے چلانے والا کوئی اور ہے۔ مجھے یاد نہیں آ رہا۔ ایک مرتبہ میں نے کسی بزرگ کا قول
پڑھا تھا۔ کہ دنیا میں انسان اس طرح اللہ تعالیٰ کی مرضی کا پابند ہوتا ہے۔ جس طرح مرنے کے بع
میت غسال کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ غسال جو بھی اس کے ساتھ سلوک کرے اسے برداشت کر
پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ خود ہل جل نہیں سکتا بے دست و پا ہے انسان تقدیر کے آگے ______ مگر
تم تو اپنے کیریئر میں ایک کامیاب عورت ہو۔ اللہ نے تمہارے ہاتھ میں شفا دی ہے۔ اور تم
ہزاروں لاکھوں لوگوں کی ضرورت ہو۔

اسی بات نے تو مجھے زندہ رکھا ہوا ہے۔ اور طاقت بخشی ہوئی ہے۔ مگر گھریلو حالات کبھی کبھی مجھے
اس قدر نڈھال کر دیتے ہیں۔ کہ لگتا ہے اب میں دو قدم بھی نہ چل سکوں گی۔ جبکہ میرے پیشے کا یہ تقاضا
ہے۔ کہ اور ریسرچ کی جائے ______ اور امتحان پاس کئے جائیں ______ اور پڑھا
جائے ______ دل کے قریب کوئی تسلی دینے والا نہیں ہے۔

ضامن جو ہے ______

ہاں ضامن کا بہت بڑا سہارا ہے۔ ضامن تو روشنی ہے میری زندگی کی ______

لیلیٰ ______ میں نے تمہارے بارے میں بہت سوچا ہے۔ توشہ تو سمجھتی ہے کہ تم اپنے گھر
میں خوش باش ہو مگر میں اب اور طرح سوچنے لگا ہوں۔۔۔ اس زندگی سے بہترین تھا کہ تم قدرت سے
علیحدہ ہو جاتیں۔ کم از کم اذیتیں تو کم ہو جاتیں۔ سارا بوجھ تو تم اکیلی ہی اٹھا رہی ہو۔

میں نے اس پر کئی بار سوچا ہے۔ لیلیٰ نے کہا ______

ضامن کو اپنے ڈیڈی سے بہت محبت ہے۔ اور وہ ابھی اتنا سیانا نہیں کہ ہماری علیحدگی کو قبول کر
سکے۔ وہ قدرت کے رویے سے پریشان تو رہتا ہے ______ مگر بہت سی چیزیں اس کی سمجھ سے
بالاتر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بڑا ہو کر وہ مجھی کو الزام دینے لگے۔ اس لئے میں سوچتی ہوں۔ فی الحال میں ہر قسم
کی اذیت گوارا کر لوں۔۔۔۔۔۔۔

تم کتنی اونچی ہو لیلیٰ ______ یہ بھی درست ہے جو تم سوچ رہی ہو۔ ایک ماں کے جذبات
ہی ہونے چاہئیں۔ حالانکہ امریکہ کی سوسائٹی میں والدین کی طلاق کو بچے زیادہ محسوس نہیں کرتے۔
اس کو ایک عام سی بات سمجھتے ہیں ______

میرا خیال ہے ہمارے بچے ابھی اس قابل نہیں ہوئے ______ پھر بھی میں سمجھتی ہوں۔ میرا
وقت ہسپتال میں زیادہ گزرتا ہے۔ اور ابھی میں ضامن کے قریب رہ کر اسے یہ بات سمجھا بھی نہیں سکتی۔

لیلیٰ: تم اتنی سیانی ہو ______ مجھے بتاؤ ______ کیا قدرت کسی طریقے سے ٹھیک
ہو سکتا ہے۔ اسے سرمایا دیا جائے تو وہ سنجیدگی سے کسی کام میں لگا سکتا ہے۔ مستعان نے کہا۔

ایسا تو کبھی غلطی سے بھی نہ سوچئے گا مستی بھائی ______ شروع شروع میں میں نے یہ سب
کر کے دیکھ لیا ہے۔ جو شخص خود کمانا نہ جانتا ہو۔ اسے دوسروں کے سرمائے کی کبھی قدر نہیں ہوتی۔ آپ کو
کیا بتاؤں کہ وہ کیسے بے ہودہ اور نکمے پروجیکٹس پر میری محنت کی کمائی ضائع کر چکا ہے۔ اور افسوس کی

بات یہ ہے کہ پیسہ برباد کرنے کا اسے ذرا بھی ملال نہیں ہوتا۔ آرام سے کہہ دیتا ہے۔ پیسہ خرچ کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ میں نے خرچ کر دیا ______

اچھا ______ میں کچھ سوچوں گا۔

توشہ کو میرے حالات کا کچھ نہ بتائیے گا۔ کم از کم میری بہن کا دل تو میری طرف سے مطمئن

نہیں ______ میں ایسا کم ظرف نہیں ۔۔۔۔۔۔ مگر وہ بغیر بتائے تمہاری طرف سے

مند رہتی ہے۔ لیلیٰ تمہیں پاکستان آئے اتنے سال ہو گئے۔ ان سردیوں میں تم لاہور آؤ

______

ہاں میں پلان کر رہی ہوں۔ دل چاہتا ہے۔ ضامن کو بھی پاکستان دکھانا چاہتی ہوں۔

لیلیٰ تم نے ایک بات بہت اچھی کی ہے۔ ضامن کو اپنی زبان سکھا دی ہے۔ وہ اردو بولتا اور سمجھتا ہے۔

مستی بھائی۔ جب میں شروع میں یہاں آئی تھی۔ تو میں نے دیکھا کہ بعض پاکستانی ا
بچوں کے ساتھ گھر میں بھی اپنی زبان نہیں بولتے تھے۔ ظاہر ہے سکولوں میں تو بچے انگریزی ہی بو
تھے۔ ان کے بچے اپنے کلچر سے دور ہو گئے۔ وہ پاکستان جاتے تو گھبرا جاتے۔ اپنے بزرگوں سے با
نہ کر سکتے۔ اور ہر شے سے نفرت کرنے لگتے۔ اور ماں باپ بڑے فخر سے کہتے ______ ا
ہمارے بچے تو اردو سمجھتے ہی نہیں۔ یہ کیا کریں گے پاکستان جا کر ______ تب یہ بات
بہت بری لگتی تھی۔ اس لئے کوئی پاکستان سے آئے تو یہ فوراً اس سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اور ا
پاکستان دیکھنے کا بہت شوق ہے۔

تو وہاں آنے کا سوچو تھوڑی چھٹی تم بھی گزار دو ______

ٹھیک ہے بھائی اس مرتبہ دیکھوں گی اگر کوئی موقع مل سکا تو ۔۔۔۔۔۔ اف کتنا رش ہے لیلیٰ
قطاریں موٹروں کی کیا یہ سب ائیر پورٹ جا رہی ہیں ______ مستعان نے پوچھا ______

میں ذرا ریڈیو لگا لوں ______ لیلیٰ نے کار کا ریڈیو آن کر دیا۔

جو ائیر پورٹ جانے والے ٹریفک کے بارے میں ہدایات دے رہا تھا۔

اور بار بار بتا رہا تھا۔ کہ کاروں کی لائن بہت لمبی ہو چکی ہے۔ اس لئے کس سپیڈ سے کس سمت نکالا جائے۔

کمال ہے۔ مستعان نے کہا۔ یہ تو ہر موڑ پر مدد کرتے ہیں۔

اس لئے یہاں مشقت کے باوجود زندگی آسان ہے۔

مستعان نے پیچھے مڑ کر دیکھا ______

قدرت کی گاڑی نظر نہیں آ رہی۔

وہ کہیں پیچھے رہ گئے ہوں گے۔ وہ بڑے آرام سے گاڑی چلاتے ہیں۔

بس اب ہم پہنچ گئے ہیں۔ میں گاڑی پارک کر کے ٹرالی لاؤں گی ______

جونہی لیلیٰ نے پارکنگ میں گاڑی کھڑی کی اور اتر کر ٹرالی لانے گئی۔ مستعان کو اچانک اپنا امریکہ آنے والا دن یاد آ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے دلدار چوہدری کا خیال آ گیا ______

خدا جانے اتنے دن اسے دلدار کا خیال کیوں نہیں آیا۔ پتہ نہیں اس نے اس کا کارڈ کہاں رکھ دیا تھا۔ وہ تو جاتے ہی ایسا بیمار ہوا ______ کہ مہینے بعد ہی اسے ہوش آیا ______

اوہو۔۔۔۔۔۔ اب وہ اسے کہاں ڈھونڈے گا ______

اتنے میں لیلیٰ ٹرالی لے آئی۔ وہ سامان لے کر اندر آ گئے۔ اندر بھی ایک لمبی لائن لگی ہوئی تھی۔

یوں لگ رہا تھا۔ جیسے سارے پاکستانی یہیں آ گئے ہوں۔

لائن کو دیکھتے ہی مستعان نے کہا ______

دیکھو! کتنے پاکستانی امریکہ کی سیر کرنے آتے ہیں۔

لوگوں کے پاس بہت پیسہ ہے بھائی۔ لیلیٰ نے جواب دیا۔

کسی زمانے میں جو طبقہ گرمیوں میں مری یا سوات چلا جاتا تھا۔ اب وہ طبقہ گرمی کی چھٹیوں میں یورپ اور امریکہ آ جاتا ہے۔

ہاں یہ درست ہے۔ یہاں سیر بھی ہو جاتی ہے اور شاپنگ بھی ______

اور سامان دیکھو کس قدر خرید کر لے جا رہے ہیں ______ توبہ توبہ۔۔۔۔۔۔

خدا خدا کر کے مستعان کی باری آئی۔ اس نے سامان چیک ان کیا۔ اور دونوں اندر ڈیپارچر لاؤنج میں جا کے بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد قدرت اور ضامن بھی آ گئے۔ ضامن نے آئس کریم کے پیکٹ پکڑے ہوئے تھے۔ آتے ہی مستعان کی گود میں چڑھ گیا ______

مستی ماموں ______

میں تمہیں سارا راستہ سکھاتا آیا ہوں کہ اب تم نے اسے مستی چاچو کہنا ہے۔ اور تو پھر ماموں کہنے لگا ہے۔

میں تو ماموں کہوں گا________ ماموں کہوں گا________

مائیک پر پاکستان کی فلائٹ کا اعلان ہونے لگا________

لیلیٰ کی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے۔ پتہ نہیں آج لیلیٰ کے صابر و شاکر دل کو کیا ہو گیا تھا________

اس کا دل چاہتا مستی بھائی کے کاندھے سے لگ کے خوب روئے۔ اتنا روئے کہ جنم جنم کے دکھ دھل جائیں۔ ایسے لگ رہا تھا۔ ان کے جانے کے بعد وہ اتنے بڑے امریکہ میں جائے گی________

اس کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گرنے لگے________

مستعان آگے بڑھا________ اس کے کندھے کو تھپتھپایا________ سر پر بوسہ دیا۔ اور بولا۔

ہم تینوں بڑی جلدی آئیں گے۔

دل اس کا بھی بھر آیا تھا۔ مڑ کے قدرت سے ہاتھ ملایا۔ مگر اس نے بڑھ کر مستعان کو سینے سے لگا لیا۔

ظالم! جاتے وقت تو دل صاف کر کے جا________

مستعان صرف مسکرایا________

پھر اس نے ضامن کو اٹھا کر پیار کیا۔ اور کہا________

چندا: ہم تمہارا پاکستان میں انتظار کریں گے۔ آؤ گے نا؟________

ماموں Sure ________ Sure ________

نظر بھر کر مستعان نے ان تینوں کو دیکھا۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتا________ جہاز کی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

رات کافی جا چکی تھی۔ کل صبح دس بجے ایک عورت کا آپریشن تھا۔ اور لیلیٰ موٹی سی کتاب کھولے مطالعے میں مگن تھی کہ ہاتھ میں وسکی سے بھرا گلاس پکڑے قدرت اندر آ گیا۔ لیلیٰ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کے گلاس کو دیکھا۔ اور پھر پڑھنے میں مگن ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔ قدرت ڈھٹائی سے چلتا ہوا آیا اور دھپ سے اس کے پلنگ پر بیٹھ گیا________

جانِ تمنا: کیا کرو گی موٹی موٹی کتابیں پڑھ کر________

لیلیٰ خاموشی سے پڑھتی رہی۔

کتاب پڑھ رہی ہو یا مجھے نظر انداز کر رہی ہو۔

لیلیٰ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور پھر پڑھنے لگی۔

میں عورتوں کے ایسے ٹیکٹکس خوب سمجھتا ہوں۔

سمجھتے ہیں تو پھر دہرانے کی کیا ضرورت ہے؟

لیلیٰ نے بغیر دیکھے کہا۔

جان بوجھ کر بے نیاز بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ تا کہ اگلا ذرا محنت کر کے آمادہ کر لے۔

قدرت: تم شاید اس وقت لڑائی کے موڈ میں ہو۔ مگر میں تھوڑا سا پڑھ کے سونا چاہتی ہوں۔ صبح ایک آپریشن ہے۔

او جی________ آپریشن تو روز ہی ہوتے ہیں۔ یہ تمہارے لئے کوئی نئی بات ہے۔ اب تو تم آپریشن اس طرح کر کے آ جاتی ہو جیسے عام عورتیں انڈہ تل لیتی ہیں۔

میں بحث نہیں کرنا چاہتی________

ابھی تم اتنی اہم نہیں ہوئیں۔ میں اتنے دنوں کے بعد تمہارے کمرے میں آیا ہوں۔

بڑی نوازش ہے تمہاری۔ مگر اب تم جا سکتے ہو؟

میں تو اس لئے آ گیا تھا۔ کہ تمہارا ایک چاہنے والا پاکستان چلا گیا ہے۔ آج پہلی رات ہے۔ میں

تمہاری اداسی دور کر دوں۔

لیلیٰ نے غصے سے بھڑک کر کتاب بند کی۔اور قہر آلود نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

وہ یہی چاہتا تھا۔لیلیٰ کو طیش دلانا چاہتا تھا۔اس کو کتاب سے دور کرنا چاہتا تھا۔اور لڑائی آمادہ کرنا چاہتا تھا۔تاکہ بک بک کرتی وہ نڈھال ہو جائے۔تھک جائے۔سرنڈر کر دے ______ اور وہ بازی جیت جائے ______

لیلیٰ کا بھی دل چاہا۔کہ آج وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالے۔اس کے مکروہ خیالات اسے ترکی بہ ترکی جواب دے۔مستعان کے سامنے اس نے جو ذلت آمیز برتاؤ کیا تھا۔اس بدلہ لے ______

آج خوب بولے ______ خوب بولے ______

ایک ایک بات کا حساب چکا دے مگر جب اس نے قدرت کی مکار آنکھوں میں جیت جانے ایک لہر دیکھی ______

تو سارا غصہ پی گئی۔غصہ پینے کی اسے بڑی پریکٹس ہو گئی تھی۔اس کی گھمبیر خاموشی سے قدر بہت چڑتا تھا۔اس کو تلملاتا اور روتا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوتا تھا۔لیلیٰ نے کتاب بند کر کے ساتھ والی پر رکھ دی۔

اور تلخی سے بولی ______

اپنے گھٹیا خیالات لے کر اس وقت کمرے سے باہر چلے جاؤ میں سونا چاہتی ہوں۔

تم میری بیوی ہو۔تمہاری یہ مجال مجھے باہر جانے کے لئے کہو یہ میرا حق ہے ______

اور وہ جو اتنی بے شمار راتیں تم ہمیشہ باہر گزار کے آتے ہو۔پہلے ان کا حساب دو۔جو تمہارا ہے۔وہی میرا حق ہے۔

یہ تمہاری بھول ہے لیلیٰ بیگم۔عورت اور مرد کے حقوق برابر نہیں ہوتے۔میں مرد ہوں ج چاہے جاؤں گا۔تم مجھے روک نہیں سکتیں۔

اگر مجھے روکنے کا حق نہیں تو پھر میں تمہیں کمرے سے باہر تو بھیج سکتی ہوں۔

لیلیٰ کھڑی ہو گئی۔

قدرت نے اٹھ کر اس کی کلائی پکڑ لی۔

میری کلائی چھوڑ دو قدرت ______ عورت حیوان نہیں ہوتی۔جب تک مرد کا دل مہربان نہ ہو۔اور وہ اپنی بیوی کا سائبان بننے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔عورت اس کا قرب حاصل نہیں کرتی میں نے تمہارے بغیر زندہ رہنے کی عادت ڈال لی ہے۔

یہ کتابی باتیں کسی اور کو سنانا ______

دیکھو ______ مجھے دھکے مت دو۔میں اس وقت اس ملک میں ہوں۔جہاں میرا ایک ٹیلی فون تمہیں جیل بھجوا سکتا ہے۔

حرامزادی دھمکی دیتی ہے۔قدرت کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

دھمکی نہیں ہے۔لیلیٰ سکون سے بولی۔اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا ______

ابھی یہ ایک حقیقت بن جائے گی------

لیلیٰ نے ڈائیل پر انگلی رکھ کے قدرت کی طرف دیکھا۔

قدرت لڑکھڑاتا ہوا مڑا۔اور دروازے پر پہنچ کر رکا۔پیچھے مڑ کر دیکھا۔

اور کہا ______

بہت غرور ہے تمہیں اپنی پوزیشن پر اور اپنے چہرے پر--------دیکھنا کسی دن اس چہرے پر تیزاب انڈیل دوں گا۔تمہارا بھیجا باہر نکل آئے گا۔ذلیل-----کتیا----

تیرے سے تو ایک رنڈی ہزار درجے بہتر ہوتی ہے۔

ظاہر ہے----جو تم جیسے احساس کمتری کے مارے ہوئے مردوں کو پناہ دیتی ہے۔تمہارے لئے تو وہی بہتر ہو گی مگر کبھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کے بھی دیکھا کرو کہ تم کس قابل ہو۔کیا کرتے ہو کیا ہو تم؟ کسی مرد کے لئے صرف شوہر ہونا ہی تو بڑی بات نہیں انسان ہونا اور ایک بہتر انسان ہونا ہی سب سے بڑی بات ہے۔

بکواس مت کرو۔بڑی آئی انسانیت کا سبق سکھانے والی کسی دن منہ توڑ دوں گا تمہارا عورت بس پاؤں کی جوتی ہوتی ہے۔بوقت ضرورت پہنی اور اتار دی پھر پہنی پھر اتار دی اگر کاٹنے لگے۔ تو نئی خرید لاؤ۔

یہ تمہاری ذہنیت ہے۔جاؤ نئی جوتی خرید لو۔مگر میرے کمرے سے باہر چلے جاؤ۔----

کتیا-----کمینی-----وہ زیر لب گالیاں دیتا ہوا باہر نکلا۔

لیلیٰ نے آ کر دروازہ بند کرلیا۔ کنڈی چڑھانے سے پہلے اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر
نکالا۔ اور اپنے کمرے میں جاتے ہوئے قدرت سے پوچھا۔

تم نے مستی بھائی کے سارے کاغذات ان کو دے دیئے تھے۔

کون سے کاغذات ______ وہ سرخ آنکھیں نکال کر بولا۔

وہ جو ڈاکٹر نے تمہیں آپریشن کے بعد دیئے تھے۔ ایک پورا بریف کیس بنا کے اس نے
پکڑایا تھا۔ اور کہا تھا۔ اس میں ہر قسم کا ریکارڈ موجود ہے۔ جب مریض ٹھیک ہو جائے اس کے حوا
دیا جائے۔

مجھے یاد نہیں ______ وہ آگے جانے لگا۔

قدرت ______ لیلیٰ چیخی میرے سامنے تم نے وہ بریف کیس پکڑا تھا۔ دو تین با
نے تمہیں یاد بھی دلایا تھا ______ تم نے یہی کہا میں دے دوں گا۔

کل رات بھی میں نے تم سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا بولا ______ وہ۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو میں نے اسے دے دیا
پورا بریف کیس۔۔۔۔۔ اس تیرے رازدار نے تجھے نہیں بتایا بڑا کمینہ ہے لیلیٰ نے ف
دروازہ بند کرلیا۔ اندر سے کنڈی چڑھالی۔ لائٹ بند کی ______
خوابی لائٹ جلائی۔ اور بستر پر دراز ہو گئی ______ جب وہ تھک جاتی تو ایسے ہی کرتی
چت لیٹ کر اس نے آنکھیں موند لیں۔ اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔
اور تین مرتبہ اپنے آپ سے کہا۔

Relax

Relax

Relax

اس کے اعصاب ڈھیلے ہو گئے۔ کئی سالوں سے وہ یہ پریکٹس کر رہی تھی۔ سونے سے پہلے تھ
سی Meditation کرتی ______ پھر صبح اٹھ کر ورزش کرتی اس کے بعد فجر کی نماز پڑھ
ہوسپٹل چلی جاتی۔ بس صبح کی ہی نماز پڑھا کرتی اپنی صبح کی ابتدا وہ اللہ تعالیٰ کے نام سے کرتی۔ اد
دن تقویت محسوس کرتی۔ اس وقت سونے سے پہلے اس نے اپنے آپ کو ریلیکس کیا۔ اس کو معلوم

اعصاب میں تناؤ ہو تو نیند نہیں آتی۔ وہ اپنے مریضوں کو بھی یہی کہا کرتی تھی۔ کہ انسان کا جسم اس
پڑے کی مانند ہوتا ہے۔ جس پر سارا دن واقعات و حالات کا گردوغبار پڑتا رہتا ہے۔ الماری میں
ٹانے سے پہلے ہمیشہ کپڑے کو جھاڑا کرتے ہیں۔ اس لئے سونے سے پہلے دن بھر کا گردوغبار جھاڑ لینا
یے۔ بہت سے غصے ہوتے ہیں۔ بہت سے گلے ہوتے ہیں ______ اپنوں اور پرائیوں کے
پہنچائے ہوئے رنج ہوتے ہیں۔ لفظوں سے لگے ہوئے زخم ہوتے ہیں۔ بے خبری میں سرزد ہوگئی غلط
فہمیاں ہوتی ہیں ______ پتہ نہیں جسم و جان کے ساتھ کیا کیا گردوغبار لگا ہوتا ہے۔ اعصاب
اکڑے ہوتے ہیں۔ ذہن جل رہا ہوتا ہے۔ تو نیند کیسے آئے ______ اس لئے سونے سے پہلے
پنے اعصاب ڈھیلے کرنے کے لئے سارے کانٹے جھاڑ دیا کرو ______

اگر ہو سکے تو لوگوں کو معاف کر دیا کرو۔ معاف کر دینے سے دل کے اندر طاقت جمع ہوتی رہتی
ہے۔ انتقام لینے سے وہ طاقت ضائع ہوتی رہتی ہے۔ منتقم آدمی بہت کمزور ہو جاتا ہے ______
رات سونے سے پہلے اپنے شعور کا جھاڑو بنا کر سارا گند صاف کر دیا کرو۔ تم محسوس کرو گے۔ بڑی
پیاری نیند آئے گی ______

تب ان خواب آور اور مسکن دوائیوں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

وہ چت لیٹی تو اسے اپنا ہی لیکچر یاد آنے لگا۔ وہ زیر لب مسکرائی۔ اور سوچنے لگی۔ خود پر وار کئے بغیر
کسی بھی فلسفے کی نہ تو وضاحت ہو سکتی ہے اور نہ تبلیغ ______

اس لئے وہ خود جب پریشان ہوتی۔ یا حالات کی پل صراط سے گزرتی اپنے آپ کو اسی طرح پر
سکون کرتی ______

کسی بزرگ نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا۔ کہ جب تک تم پرسکون یا Relax نہ ہو جاؤ ______
پنی سانسوں کے ساتھ یا حیی یا قیوم پڑھتی رہا کرو۔

سو دو تین منٹ کے اندر پرسکون ہو گئی ______

اس کے اعصاب ڈھیلے ہو گئے ______

اس نے صبح کے آپریشن کے بارے میں سوچا۔۔۔۔۔ اپنے دل میں پروگرام بنایا۔ کہ چھ بجے
ٹھے گی۔ نماز پڑھ کے ناشتہ بنائے گی۔ ضامن کا لنچ بوکس تیار کر کے اسے اٹھائے گی۔ اور پھر سات بجے
یار ہو کر روانہ ہو جائے گی۔

اس کے دل کو سکون سا ملا ________

کتنی دیر تک کمرے میں پھیلی ہلکی سبز روشنی کو دیکھتی رہی ________

پھر اس نے اپنے آپ سے کہا ________

جسمانی راحت اور نفس کی آسودگی ہی زندگی کا سب سے بڑا مقصد نہیں ہوتا۔۔۔۔۔
میں کچھ تج کرنا بھی ہوتا ہے۔

ہاں جب تم کو آورش کے کسی اونچے منارے پر بیٹھا دیا جاتا ہے ________ اور تمہارے
میں روشنی کی کوئی مشعل پکڑا دی جاتی ہے۔ تو پھر تم سے اپنے نفس کی خوشیوں کی قربانی مانگی
ہے ________

تم کو ایک راستہ اختیار کرنے کی تلقین کی جاتی ہے ________

جب تم نصب العین کا راستہ اختیار کرتے ہو ________

تو پھر ذات کی تنہائی اور بستر کی افسردگی۔

پر کڑھنا کیسا ________ جلنا کیسا ________؟

جہاز اپنی رفتار کے ساتھ محو پرواز تھا۔ کھانا ختم ہو چکا تھا۔ کچھ سونے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور کچھ مسافر فلم دیکھ رہے تھے۔

مستعان تھوڑی دیر تک فلم دیکھتا رہا۔ وہ اسے دلچسپ نہ لگی۔ اس نے ایئرفون کان سے اتار دیئے۔ اور سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا کے آنکھیں موند لیں ________

اسے وہ وقت یاد آیا۔ جب وہ پاکستان سے چلا تھا۔ سچی بات یہ ہے۔ کہ اسے اپنے زندہ سلامت آنے کا بالکل یقین نہ تھا۔ جو اس کے دل کی حالت تھی۔ وہ بس اسی کو معلوم تھی۔ اس کے بارے میں اس نے توشہ کو کبھی نہیں بتایا تھا۔ ہاں وہ اتنا ضرور جانتی تھی کہ ایک بار اسے سرجری کے لئے امریکہ جانا ہے بس۔۔۔۔۔۔ مگر اسے معلوم تھا۔ اس کی زندگی موت کے زیر سایہ چل رہی ہے۔ اگر تو ڈور دراز ہوئی صحیح سلامت آ جائے گا۔ وگرنہ ________ کیا؟۔۔۔۔

وگرنہ تو کچھ بھی انسان کے قبضہ قدرت میں نہیں ________ حتیٰ کہ وہ چند قدم بھی اپنی مرضی سے چل کر نہیں جا سکتا تھا۔ علاج کی اجازت بھی قدرت کی طرف سے ملتی ہے۔ پچھلے سال جب وہ اور توشہ بڑی مایوسی کی حالت میں آئے تھے۔ تب بھی ڈاکٹروں نے انہیں ایک سال کا مارجن دیا تھا۔ ایک سال میں اس نے مشقت زیادہ نہیں کی تھی۔ مگر آپریشن کے لئے پیسہ خوب جمع کیا تھا۔ پھر توشہ کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ اسے فکر کی کوئی بات بتاتا۔ دونوں قسمت کے رحم و کرم پر آن کھڑے ہوئے تھے۔ زندگی نے بہر حال اسے ایک بات سکھائی تھی۔ کہ جب بس نہ چلے تو اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دو ________ اس نے ایسا ہی کیا ________

مگر وقت کتنی جلدی گزر گیا ________

اور وقت کیسا کمال کر کے گزر گیا ________

ڈاکٹروں نے کہا اس پر ان کا تجربہ بہت کامیاب رہا ہے۔ اسے بالکل صحت مند قرار دے کر انہوں نے بھیجا تھا۔

جاتے وقت کیا محسوسات تھے۔

آتے وقت دل کے اندر کتنی امنگیں تھیں۔اسے ایسے محسوس ہورہا تھا جیسے اس نے پھر سے
ہے۔کیونکہ دل کے اندر جوش اور جذبہ بہت محسوس ہورہا تھا ______

جہاز کے اندر کا ماحول بے حد حسین لگ رہا تھا۔ ہر چہرے پر امید کی روشنی نظر
تھی ______

ایئر ہوسٹس مسکرا کر پاس سے گزر جاتی۔تو ایسے لگتا کہ سارا زمانہ مہربان ہوا چاہتا ہے۔
ہر شے میں زندگی محسوس ہورہی تھی۔ہر چیز جاندار لگ رہی تھی ______

اتنے میں پائیلٹ نے اعلان کیا ______ کہ

"ہمارا طیارہ تھوڑی دیر کے لئے ایمسٹرڈیم کے ہوائی اڈے پر رکے گا۔جتنے مسافر ٹرانزٹ
ہیں۔ان کو ایک گھنٹہ کے لئے باہر جانے کی اجازت ہوگی۔
مگر اس کا اعلان اس وقت کیا جائے گا۔ جب ایمسٹرڈیم کے مسافر اتر جائیں
______"

اسے وہ رات یاد آئی۔جب وہ کتنی بے دلی سے بورڈنگ کارڈ پکڑ کے باہر نکلا تھا۔کتنا
تھا۔تھکا ہوا تھا۔چڑچڑا تھا۔اور ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ برزخ میں آن پھنسا ہے ______

آج باہر آیا۔تو اسے لاؤنج میں ہر طرف شور اور چہکار نظر آئی۔تیز تیز آتی جاتی ہوئی گراؤنڈ ہوسٹ
---سامان کے ساتھ بھاگتے ہوئے مسافر ______ بچوں کی انگلی تھامے ہوئے عورتیں---

مرد عورتیں بچے۔

مرد عورتیں بچے ______

انہی سے تو دنیا کی ساری رونق ہے۔یہ بچے نہ ہوں تو دنیا میں کوئی دلکشی نہ ہو۔اسے اپنی
خیال آ گیا۔ایک روز ایسا آئے گا کہ وہ اپنی بیٹی آئینہ کے ساتھ اسی طرح مختلف ہوائی اڈوں پر
کرے گا ہر چیز کو دیکھ کر وہ مچل جایا کرے گی اور ہر بار جب وہ اسے وہی چیز دلا دے گا تو اس کی
غصے کا اظہار کرے گی اور کہے گی اتنا سر نہ چڑھاؤ اسے ورنہ وہ کسی کو خاطر میں نہیں لائے گی۔

یہ سوچ کر وہ خود ہی مسکرا اٹھا ______

شیخ چلی ______ اس نے دل ہی دل میں اپنے آپ کو کہہ دیا۔سوچتا سوچتا بے اختیا

ایک ڈیوٹی فری شاپ میں آ گیا تھا۔اور اس وقت اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔جب ایک بچی کی ضد پر
باپ اسے چاکلیٹ کا ڈبہ دلا رہا تھا۔اور ماں انتہائی غصے میں یہی فقرے کہہ رہی تھی۔جو اس نے ابھی
سوچے تھے۔فرق صرف اتنا تھا۔کہ یہ فقرے ایک ماں انگریزی زبان میں کہہ رہی تھی ______

بے اختیار ہو کر مستعان نے ایک قہقہہ لگا دیا۔دونوں میاں بیوی نے ششدر ہو کر اس اجنبی کی
طرف دیکھا ______

کھسیانا سا ہو کر مستعان نے آئی ایم ساری ______ کہا۔اور دوسری طرف نکل گیا۔اس نے
سوچا وہ ایسا تو نہیں تھا۔وہ تو ہمیشہ سے بہت سنجیدہ تھا۔اور ہر معاملے پر بڑی سنجیدگی سے غور کیا کرتا تھا۔

شاید وہ گھر جانے کے خیال سے بہت خوش ہے۔زندہ لوٹ آنے کے تصور سے پرجوش ہورہا
ہے۔ایک بار پھر دنیا میں لوٹ آنا بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔موت کے منہ سے نکل آنا معجزہ ہی تو
ہے۔وہ کیوں اپنی خوشی چھپائے ______ وہ ایک ایک دوکان کے اندر گیا۔بے ارادہ ہر چیز کو
دیکھا۔پھر ایک دوکان سے اپنی ننھی سی بچی کے لئے ایک کھلونا خرید لیا۔

اس نے دل میں سوچا اب وہ بھی بہت لائف انجوائے کرے گا ______

زندگی کو مسرور رکھنے کے لئے دولت کی نہیں جذبوں کی ضرورت ہوتی ہے۔بس اتنا ہی کام کرے
گا جتنا اس سے ہو سکے گا۔تھوڑا سا پیسہ جمع کر کے وہ اپنی بیوی اور بچی کو لے کر ہر سال دنیا کی سیر کو نکل جایا
کرے گا۔جب تو ماں باپ کا وقت ہوتا ہے۔اپنے بچوں کے ساتھ باہر نکل کر خوشیاں منائیں۔اس
وقت وہ پیسہ کمانے میں لگے رہتے ہیں۔اور جب بہت سا پیسہ جمع ہو جاتا ہے۔تو خوشیاں منانے کے
جذبے مفقود ہو جاتے ہیں عمر کا تھکا ہوا موڑ آ جاتا ہے۔

اس سفر میں اس نے خاص طور پر ایک بات کا اندازہ کیا تھا۔کہ ضعیف العمر جوڑے تفریحی سفروں
پر جاتے ہیں۔تفریحی بسوں میں سفر کرتے ہیں۔اور راستے کے ہر منظر کو انجوائے کرتے ہیں۔پہلے وہ
سوچا کرتا تھا۔پتہ نہیں یہ بوڑھے اور بوڑھیاں اس عمر میں کیا کرنے نکل پڑتے ہیں۔

پھر ایک دن اسے یہ بات خود ہی سمجھ میں آ گئی۔-----کہ ان ملکوں کے لوگ بچارے زندگی بھر
محنت مشقت کرتے ہیں۔عورتیں بھی نوکریاں کرتی ہیں۔اور مرد بھی ______ کچھ کچھ پس انداز
بھی کرتے رہتے ہیں۔انشورنس پالیسیاں خرید رکھی ہوتی ہیں-----

ریٹائرمنٹ تک بچے بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔پالیسیاں میچور ہو جاتی ہیں۔

زندگی کے اخراجات کم ہو جاتے ہیں۔ یہ اپنی پس انداز کی ہوئی رقم لے کر دنیا کو دیکھنے نکلتے ایسے میں دنیا کیسی لگتی ہوگی۔

جب آنکھوں کی بینائی دھندلا جاتی ہے۔۔۔۔ مصنوعی دانت ذائقے سے بے نیاز کر دیتے اعضا میں وہ دم خم نہیں رہتا۔ تھوڑا سا چل کے سہارے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ کیا ضروری ہے کہ بچا کر جانے کا انتظار کیا جائے۔

اب وہ سوچنے لگا تھا۔ جوانی ہی میں تھوڑا تھوڑا بچا کے تھوڑے سے دن چرا لینے چاہئیں ہنسنے دنوں میں ہنسنا چاہیے۔۔۔۔ کھانے پینے کے دنوں میں خوب کھانا پینا چاہئے۔۔۔۔۔

دوکان دوکان گھوم رہا تھا۔ اور دل ہی دل میں مستقبل کے منصوبے بنا رہا تھا۔

گھومنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

تیز تیز چلتی عورتوں کو دیکھنا اچھا لگ رہا تھا۔

ضعیف العمر جوڑوں کو بنچوں پر اونگھتے دیکھنا اور بھی اچھا لگ رہا تھا۔

یہ وہی ڈیپارچر لاؤنج تھا۔ مگر اب کتنا بدلا بدلا لگ رہا تھا۔ ہر چیز دلکش لگ تھی ________

یوں محسوس ہو رہا تھا۔ وہ دل زندہ لئے دنیا کے میلے میں گھومتا پھر رہا ہے۔

اپنے ہی خیالات پر اسے حیرت ہوئی۔

تین ماہ پہلے اسی لاؤنج میں اس کی کیفیت ہی اور تھی ________

ہر نظارہ بدصورت اور ہر بات مکروہ لگ رہی تھی ________ تب دل بیمار تھا۔

اب دل زندہ ہے۔

سارا فرق دماغ کی سوچ اور اندر کے موسم کا ہے۔۔۔۔

اتنے میں مائیکروفون میں اس کی فلائٹ کے جانے کا اعلان ہونے لگا ________

ارے اس نے گھڑی دیکھی۔ ایک گھنٹہ اتنی جلدی گزر گیا۔ ابھی تو وہ باہر آیا تھا۔۔۔۔۔۔

سارے مسافروں کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتا۔ وہ جہاز کی راہداری کی طرف چل پڑا۔

اندر پہنچا تو جہاز مسافروں سے بھر چکا تھا۔ بس وہی سیٹیں خالی تھیں جو ٹرانزٹ والے مسافر چھوڑ کر گئے تھے وہ اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ شروع سے ہی اس کے ساتھ ایک غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے میں بہت آسانی ہوتی ہے ________ یہ لوگ دوران سفر نشت و برخاست کے تمام آداب ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ان سے گفتگو بھی نہیں کرنی پڑتی ________

پھر وہی سلسلہ ناؤ نوش شروع ہو گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ جہاز کے اندر بس زندگی کھانے پینے میں ہی گزرتی ہے۔ گویا سفر کا سارا فاصلہ منہ ہلاتے رہنے سے طے ہوتا ہے ________

جب جہاز کا ماحول نیم تاریک ہو گیا۔ تو وہ اٹھا۔ کہ اندر سے کوئی اخبار یا رسالہ اٹھا لائے۔ اسے ایئرپورٹ پر اپنی پسند کی کوئی کتاب نظر نہیں آئی تھی۔ ورنہ وہ خرید لیتا ________

اٹھ کے کھڑا ہوا تو اچانک اس کی نظر پچھلی سیٹوں پر گئی ________

ایک عورت کمر موڑے کھڑی تھی۔ اور اپنا دستی سامان اوپر جما رہی تھی۔۔۔۔

اسے دیکھ کر مستعان ٹھٹک گیا۔

اس کے بال کمر سے نیچے جا رہے تھے۔ گو اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ مگر اس کے خوبصورت بالوں نے گویا ماحول کو گرما رکھا تھا۔

مستعان سحر زدہ سا اس کے سیاہ کالے بالوں کو دیکھتا رہا۔۔۔ دیکھتا رہا ________ پھر جیسے کوئی خواب میں چلتا ہے۔ بے اختیار چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔۔۔۔ اور غیر ارادی طور پر اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ دیا ________

وہ عورت مڑی اور پھر زور سے چیخی اس کا سامان اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ ڈر کر پیچھے سمٹی اور بولی ________

کون ہو تم ________

ابھی مستعان سمجھ بھی نہیں پایا تھا۔ کہ یہ کیا ہوا ہے۔ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا اس کا شوہر کھڑا ہوا اور ایک زناٹے دار تھپڑ مستعان کے رخسار پر دے مارا۔ تھپڑ کی آواز سن کر آس پاس کی سیٹوں والے مسافر مڑ مڑ کر دیکھنے لگے۔۔۔۔۔۔

بدمعاش۔۔۔۔ کمینے۔۔۔۔ حرامزادے ________ میں تیرا گلا دبا دوں گا۔ تو نے میری بیوی کو چھیڑا ہے ________

مستعان کا چہرہ حیرت معصومیت اور صدمے کا اشتہار بنا ہوا تھا۔ وہ اپنا دایاں ہاتھ گال پہ رکھے یک ٹک اس آدمی کو دیکھے جا رہا تھا۔ جس نے اسے مارا تھا۔ نہ وہ بول سکتا تھا۔ نہ سوچ سکتا تھا۔ اور نہ ہل

سکتا تھا۔ یہ صدمے کا اثر تھا۔

حالانکہ وہ یہاں سے فوراً جانا چاہتا تھا۔ مگر جیسے اس کے قدم زمین نے پکڑ لئے تھے۔۔۔۔

سمجھدار مسافر جو یہ سب دیکھ رہا تھا۔ صورتِ حال کو پہچان گیا۔ فوراً اٹھ کر اپنی سیٹ سے آیا۔ اور مستع
کا بازو پکڑ کے اسے اس کی سیٹ پر چھوڑ آیا۔

اس عورت کا خاوند کافی دیر تک گالیاں بکتا رہا کہ ________

اتنا عرصہ میں یورپ میں رہ کر آ رہا ہوں کسی نے آنکھ اٹھا کر میری بیوی کو نہیں دیکھا ____
یہ پاکستانی ہیں۔ ان کے کرتوت تو دیکھو۔۔۔۔ ماں بہن کی تمیز ہی نہیں ________ جب کسی عو
کو دیکھا۔ بے قابو ہو گئے۔۔۔۔

وہ بکتا جھکتا اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی بیوی بھی بیٹھ گئی تھی۔ ماحول ٹھیک ہو گیا تھا۔

مگر مستعان جب اپنی سیٹ پر بیٹھا۔۔۔ تو دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کے اس نے جھکا لیا
اور حیرتوں کے گہرے سمندروں میں ڈوب گیا تھا۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ کہ اس نے کوئی ایسی گھٹیا حرکت کی ہے۔ ایسی حرکت تو اس نے
نوجوانی میں بھی نہیں کی تھی۔ بلکہ جب کالج کے لڑکے سڑکوں پر جاتی لڑکیوں پر آوازے کستے تھے۔ ت
انہیں ہمیشہ منع کیا کرتا تھا۔ لڑکوں نے اس کا نام صوفی رکھ چھوڑا تھا۔

آج یہ ہوا کیسے ______؟ آخر اس لمبے بالوں والی عورت کو دیکھ کر وہ بے تاب کیوں
اسے تو لمبے بال پسند ہی نہیں تھے۔ شادی کے بعد اس نے توشہ کے لمبے بال کٹوا دیئے تھے۔ اسے
ہوئے بالوں والی عورتیں حسین لگتی تھیں۔ مگر اس کے بالوں میں کیا بات تھی۔ کہ وہ مقناطیس کی ط
کھنچتا ہوا اس کی طرف دوڑا ________

کمال ہے۔ اس نے نہ جانتے ہوئے۔ نہ چاہتے ہوئے اس عورت کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا

کمال نہیں تف ہے۔

اگر وہ بھی اس عورت کے شوہر کی جگہ ہوتا۔ تو ایسی حرکت کرنے والے کو تھپڑ ہی مارتا۔ اس نے
برا نہیں کیا ________

مگر مستعان کو ایسے لگ رہا تھا۔ یہ تھپڑ سیدھا اس کے دل پہ لگا ہے۔ جا کر یہ ٹھیک ہے کہ زند
میں کبھی کسی نے اسے تھپڑ نہیں مارا تھا ________

مگر اس سے پہلے اس نے ایسی گری ہوئی حرکت بھی نہیں کی تھی۔

عجیب پشیمانی تھی ________

عجیب پریشانی تھی ________

ایسے میں اچانک اسے توشہ یاد آ گئی۔ اور بے اختیار یاد آ گئی۔ دل اس کی طلب کرنے لگا۔ کاش
وہ یہاں ہوتی۔ اور فوراً اس بات کا کوئی جواز نکال لاتی ________

کوئی نفسیاتی وجہ دریافت کر لیتی ________ کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ ________

توشہ کا خیال آتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں کے دو
آنسو واقعی اس کے قدموں کے پاس گرے تھے۔

تب وہ سوچنے لگا۔ اچھی بیوی بھی کتنی بڑی نعمت ہوتی ہے۔ مرد اپنے دل کا ہر بوجھ اس کے ساتھ
بانٹ لیتا ہے۔ اور وہ دونوں ہاتھوں سے بوجھ کو یوں سمیٹ لیتی ہے۔ جیسے ہی اس کی پونجی
ہو ________

پہلی بار اسے محسوس ہوا ________

وہ بہت تنہا ہے۔

اور پتہ نہیں اسے کیا ہوا ہے ________

آتی جاتی ہوئی ایئر ہوسٹس بار بار اسے دیکھ رہی تھی۔

قریب آئی۔ اور بولی۔

سر۔۔۔۔۔ سر آر یو آل رائٹ۔۔۔۔۔؟ Are you Alright___

مستعان نے آہستہ آہستہ سر اٹھایا۔ اس کا سر بڑا بھاری ہو رہا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے اپنی
آنکھیں ملیں۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

اس نے ایئر ہوسٹس کی طرف دیکھا۔

سر! آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔ اس نے پھر پوچھا۔

مستعان نے سر کے اشارے سے اثبات میں جواب دیا۔

سر میں درد تو نہیں ہے سر!

ہاں اسے محسوس ہوا۔ اس کے سر میں درد ہے۔ اور رخسار بھی اترا ہوا ہے۔ جس پر تھپڑ پڑا ہے۔

سر میں آپ کو چائے یا کافی لا دوں ۔؟ وہ بولی

جی ہاں ______ مستعان نے زبان کھولی ۔ مجھے کافی کی ایک پیالی لا دیں ______

وہ جانے لگی ______

سنیئے ساتھ میں اسپرین بھی لائیں ۔

بہت اچھا ______

وہ چلی گئی ۔

اس نے دائیں جانب دیکھا ۔ اس کا ہمسفر مزے سے سویا ہوا تھا ۔ اس کے خراٹوں کی آواز آ
تھی ______

شکر ہے ۔ اس نے کوئی نظارہ نہیں دیکھا تھا ۔

ایئر ہوسٹس گرم کافی لے آئی ۔ ساتھ میں اسپرین بھی ______

شکریہ ______ کہہ کر اس نے کافی لی ______ اور گولی بھی ______

تھوڑی دیر بعد ایئر ہوسٹس کمبل اور تکیہ بھی لے آئی ۔

بولی ______

سر آپ تھوڑی دیر آرام کر لیں ۔ ویسے پیچھے دو سیٹیں خالی ہیں ۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو وہا
بٹھا دوں ______

ایئر ہوسٹس نے پیچھے اشارہ کیا ۔

نہیں نہیں وہ لرز گیا ______

پیچھے تو وہ لمبے بالوں والی عورت بیٹھی تھی ______

پیچھے تو ایک حادثہ ہو چکا تھا ______

وہ بولا ______

بس میں یہیں آرام کر لوں گا ۔ آپ کا بے حد شکریہ ۔

فون کی گھنٹی بجی ______

لیلیٰ نے بے دلی سے فون اٹھایا ۔

لیلیٰ ۔۔۔۔۔ ادھر تو شہ تھی ۔ تم نے رات فون بند کر دیا تھا ۔ مشین چل رہی تھی ۔

اور میں نے Message بھی چھوڑا تھا ۔

اوہ ۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ نے بھاری آواز میں کہا ______ آپی دراصل رات میری طبیعت
ٹھیک نہیں تھی ۔ اور میں نے ابھی تک اپنے Message سنے نہیں ۔ ورنہ جوابی فون کر دیتی ۔

کیا ہوا ہے ۔ خیر تو ہے ۔ تمہاری آواز بھی بھاری ہو رہی ہے ۔ کیا روتی رہی ہو ۔

نہیں ______ وہ سوگواری سے بولی ۔

سوتی رہی ہو ۔ اچھا آپا پہلے یہ تو بتاؤ مستعان بھائی خیریت سے پہنچ گئے ہیں ۔

لیلیٰ بولی ۔

ہاں انہی کا بتانے کے لئے میں نے فون کیا تھا ۔ اللہ کا شکر ہے ۔ مستعان بالکل عافیت سے پہنچ
گئے ہیں ۔ بلکہ رات انہوں نے مجھے کہا تھا ۔ کہ میں فوراً کال ملاؤں ۔ تا کہ وہ تم سے بات کر کے سوئیں ۔
اب وہ سو رہے ہیں ۔۔۔۔ اور ایسے لگتا ہے ۔ بہت عرصہ کے بعد انہیں جیسے سکون کی نیند آئی ہے ۔

آپا ۔ تم جانتی ہو نا ؟ اپنے گھر کا سکون ایک خداداد نعمت ہے ۔

ہاں لیلیٰ ______ مگر وہ تمہاری اتنی تعریف کر رہے تھے ۔ کہہ رہے تھے ۔ کیا سگی بہن اتنی
جان مار کے خدمت کر سکتی ہے ۔ جو لیلیٰ نے میری کی ______ لیلیٰ تمہارے بارے میں سوچ کے
میرا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے ______ لیلیٰ تو نے تو ہر ایک کا دل جیت لیا ہے ۔

نہیں آپی ______ کوئی شخص ہر ایک کا دل نہیں جیت سکتا ۔ بس اتنا غنیمت ہے کہ تم جن
سے محبت کرتے ہو ان کے دل جیت لو ______

لیلیٰ ۔ مستعان بھی یہی کہہ رہا تھا ۔ کہ لیلیٰ اتنی عقل کی باتیں کرنے لگی ہے کہ بندہ حیران ہو کر بس

اس کو دیکھتا رہ جاتا ہے۔

لیلیٰ ہنسنے لگی۔

آپا: ایک بات یاد رکھنا۔ بندے کو عقلمند نہیں ہونا چاہیے۔ یہی عقل انسان کو مروا دیتی ہے۔ ظالم ہوتی ہے۔ میرا اپنا تجربہ ہے کہ وہی عورت خوش وخرم زندگی بسر کرسکتی ہے۔ عقل جس کو چھو کر بھی ہو ____ احمق ہو۔ خود پسند ہو۔ کسی کی بات نہ سنتی ہو۔ گھر میں من مانی کرتی ہو۔ وہی عو زندگی کی خوشیاں حاصل کرلیتی ہے۔

نہیں لیلیٰ ____ یہ تمہارے خیالات نہیں ہیں۔ کسی بات کا ردعمل ہوسکتا ہے۔

اچھا توشی آپا: تمہیں مستی بھائی کی صحت کیسی لگی ____؟

اک دم سپر ____ فرسٹ کلاس ____ لیلیٰ ۔۔۔۔۔ ماشاء اللہ مستی تو پہچ نہیں جاتے۔ مجھے دس سال پہلے والا جوان اور جوشیلا مستعان نظر آیا۔ اتنے دن امریکہ میں رہ کر بھی نکھر گئی ہے۔

ماشاء اللہ ____ لیلیٰ بولی۔

بس اب ان کو اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے میں یہ احساس مت دلانا کہ ان کا ایک میجر آپریشن ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے۔ پورا ایک سال وہ بالکل ایک نارمل زندگی گزاریں۔ جیسی کہ وہ ہمیشہ گزارتے تھے۔ اگر کسی وقت خدانخواستہ کوئی پرابلم ہو تو فوراً فون پر بات کریں۔ ہدایات تو انہیں وہا بھی مل جائیں گی۔

ٹھیک ہے لیلیٰ۔ میں ایسا ہی کروں گی۔

آپا! ان کے علاج اور آپریشن کا پورا ریکارڈ ان کے پاس موجود ہے۔ ایک پورا بریف کیس ڈاکٹروں نے دیا تھا۔ وہ ان سے لے کے سنبھال کے رکھ لینا۔ اتنی جلدی بھی نہیں۔ مگر اس کے بعض انتہائی ضروری باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ جن کا جاننا تمہارے لئے اور مستی بھائی کے لئے ضروری میرا مطلب ہے۔ ان کاغذات کو بے پروائی سے ادھر اُدھر نہ ڈال دینا۔

جانو: ابھی تو میں نے ان کا سامان نہیں کھولا۔ تھکے ہوئے تھے۔ گھنٹہ بھر اپنی بیٹی سے کھیلتے رہے پھر سو گئے۔ کہہ رہے تھے۔ جہاز میں بالکل نہیں سو سکا اب پورے بارہ گھنٹے سوؤں گا۔

ہاں یہ تو بتاؤ۔ آئینہ کو دیکھ کر انہوں نے کیا محسوس کیا؟

لیلیٰ ____ پتہ ہے میں نے کیا کیا تھا۔ جب ایئرپورٹ پر گئی نا۔ تو آئینہ کو آپا کی گود میں دے دیا تھا۔ اور اسے لاؤنج کے باہر ایک کونے میں کھڑا کر دیا تھا۔ تاکہ باہر نکل کر آرام سے تعارف کراؤں گی۔

ہوا یہ کہ مستعان سامان لے کر نکلے ۔۔۔۔۔ ادھر اُدھر دیکھا۔ اور جس طرف آپا بچی کو لے کر کھڑی تھی۔ فوراً اس طرف چلے گئے ____ اور آپا کی گود سے زبردستی بچی اٹھالی۔ آپا بچاری چلا رہی ہے۔ اے صاحب آپ کون ہیں۔ اور وہ بچی کو پیار کئے جاتے ہیں۔ میں دوڑ کر گئی۔ میں نے کہا ____ مستی یہ تو ہماری بچی نہیں ہے۔

آئینہ کو سینے سے لگا کر بولے یہی ہماری بچی ہے۔ اس کے اندر سے ہماری خوشبو آ رہی ہے۔

کمال ہے۔ لیلیٰ بولی ____ خون کی کشش بھی کیا شے ہے؟

اور آئینہ ہر اجنبی کو دیکھ کر گھبرا جاتی ہے۔ رو پڑتی ہے۔ ان کے ساتھ باقاعدہ کلکلیں کرنے لگی۔

شکر ہے آپا ____ اللہ نے آپ کا گھر مکمل کیا۔ آپ کو اولاد کی خوشی دی ____

بس لیلیٰ میں تو خود ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتی نہیں تھکتی۔ تم سناؤ ضامن کا کیا حال ہے۔ مستی اس کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔

ہاں مستی بھائی نے لاڈ کر کر کے اس کا مزاج بگاڑ دیا ہے۔ سارا دن اب مستی ماموں کے مزے اڑاتا ہے۔

لیلیٰ ____ توشہ ہنسنے لگی۔ گھر آتے ہی بولے۔ تیرے داماد کا انتظام کر آیا ہوں۔

نہیں آپا لیلیٰ چیخی انہوں نے آپ کو بتا دیا۔

لیلیٰ تجھے پتہ ہے۔ مستی کے پیٹ میں کوئی بات رہ سکتی ہے۔ ساری باتیں آتے ہی بتانے لگے۔ ہنستے ہنستے ہمارا برا حال ہو گیا۔

آپا: میں نے انہیں اتنی دفعہ سمجھایا کہ بچوں کا نام بچپن میں نہیں جوڑتے۔ مگر وہ مانتے ہی نہ تھے۔ کہہ رہے تھے۔ میں مذاق کرتا تھا۔ اور لیلیٰ فکرمند ہو جاتی تھی۔ اور قدرت چڑنے لگتا تھا۔ کیسا ہے تمہارا قدرت ____

بس جیسا ہوتا ہے۔ لیلیٰ نے کہا۔

تو آج مجھے اداس لگ رہی ہے۔ لیلیٰ ____ تیری آواز بھی بھاری ہے۔ کیا روتی رہی ہے۔

ایک تو آپا مستی بھائی کے جانے کی اداسی تھی خیر وہ تو مجھے معلوم تھا کہ کچھ دن چلے گی اگلے دن ایک

عورت کا آپریشن تھا۔ ویسے بھی اس کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ مجھے صبح سات بجے گھر سے نکلنا تھا۔ م
تیار ہو کر باہر نکلی تو کسی نے میری گاڑی کے دونوں ٹائر پنکچر کر دیئے تھے۔

کسی نے ______؟ تمہارے گیراج میں گھس کے ______

ہاں مجھے بعد میں پتہ لگ گیا تھا کہ کس نے کئے ہیں۔ میں نے فوراً ہوسپٹل میں فون کر دیا۔ تم
معلوم ہے۔ متبادل ڈاکٹر تو ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ پھر موٹر کیب کے لئے فون کیا۔ انہوں نے میر
جانے سے پہلے آپریشن شروع کر دیا تھا۔ آپریشن کے بعد وہ عورت ہوش میں آئی
نہیں ______

اوہو۔۔۔۔سوساری۔۔۔۔۔۔

بس اس کی موت کا میرے ذہن پر بڑا اثر ہے۔

اچھی بہن، رسک تو ہوتا ہی ہے۔

میں جانتی ہوں۔ ہسپتالوں میں ایسے بہت سے واقعات ہو جاتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر لوگ ہیں۔
معلوم نہیں میرے ذہن پر بوجھ کیوں ہے؟ میں سوچتی ہوں مجھے وقت پر پہنچنا چاہیے تھا۔ گھر آ کر
دیر تک روتی رہی۔ اللہ سے معافی مانگتی رہی۔ اسی لئے سارے فون بند کر کے سو گئی تھی ______

دیکھو لیلیٰ ______ تم مجھ سے بہتر جانتی ہو کہ زندگی یا موت خدا کی طرف سے ہوتی
ڈاکٹر تو محض وسیلہ ہوتے ہیں۔

ہاں میں جانتی ہوں مگر بعض اوقات حادثات کو بھولنے میں مجھے وقت لگتا ہے۔ تم پریشان نہ
میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔

اچھا کل میں پھر تمہیں فون کروں گی۔ مستی خود تم سے بات کریں گے۔ وہ تمہارا اس پیار اور ا
سے ذکر کرتے ہیں۔ کہ تمہیں کیا بتاؤں ______

آپا: تم خوش قسمت ہو۔ یہ مبالغہ نہیں۔ شوہر جب بیوی سے دور ہو تو اس کی محبت کا پتہ چلتا ہ
بات میں وہ بہانے سے تمہارا ذکر کرتے تھے۔ مگر ایک چیز جو میں نے ان میں دیکھی ہے۔ وہ انسا
ہے۔ ٹھیک ہے۔ جب تک انسان بہت زیادہ نہ ملے۔ کسی کا پتہ نہیں چلتا کتنا اچھا ہے کہ وہ ہما
خاندان کے فرد ہیں۔

اچھا لیلیٰ ______ اللہ تمہیں خوش رکھے۔ اللہ تمہیں جزا دے۔ میں پھر فون کروں گی۔

کمرے کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو ڈاکٹر یوسف جبار ترمذی آئینے کے آگے کھڑے اپنی ٹائی کی
ناٹ درست کر رہے تھے۔ وہ جانتے تھے اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے کر ریسیور اٹھایا۔ ادھر سے آواز
آئی۔

گڈ مارننگ مسٹر ترمذی!

مارننگ ______ مس کونیگر۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ (KONIGAR) کونیگر

میرا خیال ہے۔ آپ تیار ہیں۔۔۔۔۔ خاتون بولی۔

آپ کا خیال درست ہے۔ میں اپنا سامان نیچے بھیج رہا ہوں۔ اور ہاں ایک بات کی معذرت کر
لوں۔ میں نے ابھی ناشتہ نہیں کیا۔ آج قصداً دیر سے اٹھا تھا۔ صرف بیڈ ٹی کمرے میں منگوائی۔ سوچا تھا
آج ناشتہ نیچے کافی ریستوران میں کروں گا۔ ناشتہ کرنے کا وقت ہو گا؟

کوئی بات نہیں وہ بولی۔ میں بھی احتیاطاً ذرا جلدی آ گئی تھی۔ اس وقت ساڑھے نو بجے ہیں۔ اور
ہماری ٹرین گیارہ بجے چھوٹے گی۔ بس یہ یاد رکھیں یہاں سے ریلوے سٹیشن کا راستہ پون گھنٹے کا ہے۔

او۔۔۔۔۔۔تھینک یو۔۔۔۔۔۔۔۔ مس کونیگر۔۔۔۔۔۔ میں ٹرین کا وقت یاد رکھوں گا۔ کونیگر
(KONIGAR)

انہوں نے ریسیور رکھ کے دوبارہ ڈائیل کیا۔ اور بیل کیپٹن کو بلایا۔ وہ بوتل کے جن کی طرح حاضر
ہو گیا۔ انہوں نے سامان اس کے حوالے کیا۔ وہ سامان لے کر سیڑھیوں کے راستے نیچے اتر گیا۔ تیاری
مکمل کر کے انہوں نے اپنا سراپا شیشے میں دیکھا۔ پھر بڑی احتیاط سے سارے کمرے کو دیکھا۔ کمبل اٹھا
کے بستر کو دیکھا ______ تکیوں کو ادھر ادھر کر کے دیکھا۔ پھر جا کر غسل خانے میں جھانکا۔ یہ ان کی
عادت تھی ہوٹل چھوڑنے سے پہلے سارے کمرے کا جائزہ لیتے تھے۔ کہ کوئی چیز یہاں پڑی نہ رہ جائے۔
عینک اٹھا کر جیب میں ڈالی۔ کوٹ کے اندر والی جیب میں بٹوے اور پاسپورٹ کو چھو کر دیکھا۔
پھر کمرے کی چابی اٹھائی۔ اور لفٹ کے ذریعے نیچے اتر گئے۔ تھوڑی دیر پہلے انہوں نے فون کر کے

کاؤنٹر پر کہہ دیا تھا۔ کہ وہ چیک آؤٹ کرنے والے ہیں۔ ان کے بقایا جات کے بل تیار کر کے رکھے
جائیں۔ کیشئر نے ان کے واجبات کے بل بنا رکھے تھے۔ جونہی وہ ری سپشن پہ آئے۔ اس نے
کاغذات پیش کر دیئے۔ جب وہ عینک لگائے کاغذات کا جائزہ لے رہے تھے۔ مس کونیگر اٹھ کر قریب
گئی۔ اور بڑے ادب سے بولی۔

Sir, Can I help you? (کیا میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں؟ جناب!)

O, sure _______ مس کونیگر۔۔۔۔ (یقیناً مس کونیگر) (KONIGAR)

ترمذی صاحب نے اپنے بٹوے میں سے نوٹ نکالے۔ اور بلوں کے ساتھ مس کونیگر کو پکڑا
دیئے۔ اور بولے۔

مہربانی کر کے آپ حساب کلیئر کروائیں۔

جب تک میں ناشتہ کر لوں۔

ٹھیک ہے۔ وہ بولی۔

جاتے جاتے مڑے اور بولے۔

کیا آپ ایک پیالی کافی کی میرے ساتھ پینا پسند کریں گی۔

تھینک یو سر _____ وہ شائستگی سے بولی۔ میں ابھی آپ کے آنے سے پہلے کافی پی چکی ہوں۔
میں یہیں آپ کا انتظار کروں گی۔

ترمذی صاحب ریستوران میں چلے گئے۔ اس وقت ریستوران میں کافی مہمان ناشتے کے لئے
آئے ہوئے تھے۔ کیونکہ آج اتوار تھا۔ اور اتوار کو اس ریستوران میں برنچ سرو ہوتا تھا
(BRUNCH) ہر روز صبح سات بجے ناشتہ اپنے کمرے میں منگوا لیا کرتے تھے۔ کیونکہ آٹھ بجے
انہیں اور ان کے ساتھیوں کو کانفرنس کے لئے روانہ ہونا ہوتا تھا۔ آج چونکہ ہوٹل چھوڑ کر جا رہے تھے
اس لئے ناشتہ کمرے میں نہ منگوایا۔ اور ریستوران میں چلے آئے۔ جہاں بیشتر مہمان ہر صبح ناشتہ کرنے
آتے تھے۔

یوسف جبار ترمذی پیشے کے لحاظ سے جج تھے۔ مگر اپنے شوق کی خاطر کسی زمانے میں انہوں نے
اقبالیات پر ڈاکٹریٹ کر لیا تھا۔ اور پسند کرتے تھے کہ انہیں جسٹس یوسف جبار ترمذی کی بجائے ڈاکٹر
یوسف جبار ترمذی کہا جائے۔ یوں انہیں ڈاکٹر ترمذی ہی کہنے لگے۔ آج کل وہ اپنے وفد کے ساتھ جرمنی

آئے ہوئے تھے۔ اور اس وقت ہائیڈل برگ میں تھے۔

اس مرتبہ اگست کے مہینے میں ہائیڈل برگ یونیورسٹی نے علامہ اقبال کے حوالے سے ایک عالمی
سطح کی سہ روزہ کانفرنس منعقد کی تھی۔ جس میں دنیا بھر سے علامہ اقبال کو سمجھنے اور پڑھنے والے دانشور جمع
ہوئے تھے۔ موضوع تھا _______ ''اقبال عالمگیر انسانیت کا مبلغ _______''

پاکستان سے ڈاکٹر ترمذی تین دانشوروں کا وفد لے کر آئے تھے۔ ایک تو اقبال اکیڈمی کے
چیئرمین تھے۔ دوسرے اقبالیات کے پروفیسر تھے۔ اور تیسرے ایک مشہور شاعر تھے۔

چاروں نے یہاں مقالے پڑھے تھے۔ اور بہت داد پائی تھی۔ یوں بھی ڈاکٹر ترمذی کو ہائیڈل
برگ آنے کا بہت شوق تھا۔ وہ جانتے تھے۔ علامہ اقبال نے یہاں سے کسب علم کیا تھا۔ انہوں نے وہ گلی بھی
دیکھی جس کے سرے پر اقبال سٹریٹ لکھا ہوا تھا _______

ہائیڈل برگ یونیورسٹی کے وائس چانسلر پاپا ای لیو سے دو سال پہلے ان کی امریکہ میں ہی ایک
سیمینار کے سلسلے میں ملاقات ہوئی تھی۔ اور دوستی ہو گئی تھی _______ موجودہ کانفرنس کے سلسلے میں
انہوں نے ڈاکٹر ترمذی سے بہت رہنمائی حاصل کی تھی۔ ان کے تینوں ساتھی کل ہی اپنے پروگرام کے
مطابق انگلینڈ چلے گئے تھے۔ مگر یہ ایک ہفتہ کے لئے رک گئے تھے۔ انہیں جرمنی ہمیشہ سے پسند تھا۔ وہ
ایک ہفتہ مزید رک کر پورے جرمنی کی سیر کرنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے پاپا ای لیو سے مدد
چاہی۔ اور ان سے کہہ دیا۔ کہ عوضانے کے ساتھ کوئی ایسا گائیڈ یا ہمسفر مہیا کریں۔ جس کی مدد سے وہ
جرمنی کا سفر کر کے اپنی سیاحت کا شوق پورا کریں۔ وہ جانتے تھے۔ بہت سے ملکوں کی طرح جرمنی کے
لوگ بھی انگریزی سے نابلد ہوتے ہیں۔ انگریزی آتی بھی ہو۔ تو سر جھٹک کر کہہ دیتے ہیں۔

NO ENGLISH!

اس لئے یہاں تنہا سفر کرنا کافی مشکل لگ رہا تھا۔

یوں تو مس کونیگر کی ڈیوٹی پاکستانی مہمانوں کو لانے اور لے جانے پر لگی تھی۔ مگر دوسری وجہ یہ بھی
تھی۔ کہ وہ بڑی شائستہ انگریزی بول لیتی تھی۔ مس کونیگر نہ صرف انگریزی بول لیتی تھی۔ بلکہ اس کے
انداز میں انکساری اور شائستگی تھی۔ رکھ رکھاؤ میں بڑی مستعدی تھی۔ اپنے فرائض اس نے اس
خوبصورتی سے انجام دیئے تھے۔ کہ جانے سے پہلے ڈاکٹر ترمذی صاحب باقاعدہ وائس چانسلر کے دفتر
میں اس بات کا شکریہ ادا کرنے گئے تھے۔ اور انہوں نے مس کونیگر کا بھی شکریہ ادا کیا تھا۔ لیکن جب

انہوں نے کسی گائیڈ کی بات کی تو پاپا ای لیو نے کہا

''میں آپ کی راہبری کے لئے مس کونیگر کو ایک ہفتے کی چھٹی دے سکتا ہوں۔''

مس کونیگر اسی ریسرچ سینٹر میں کوآرڈی نیٹر لگی ہوئی تھی۔

آپ پہلے ان سے دریافت کر لیں۔ ڈاکٹر ترمذی نے جواب میں کہا۔

وہ ایک عام خاتون نہیں ہے۔ مگر میرے کہنے پر آپ کی مدد کرنے کو تیار ہو جائے گی۔

میں پوچھتا ہوں۔

پاپا ای لیو نے فون پر مس کونیگر سے تفصیلی بات کی۔ تو معاملات باقاعدہ طے کرنے کے راضی ہو گئی۔ پاپا ای لیو نے ترمذی صاحب کو بتایا۔ کہ ایک ہفتے کا معاوضہ کیا ہوگا۔ اور یہ کہ انہیں کونیگر کے سفر وحضر کا خرچہ بھی برداشت کرنا ہوگا۔

ترمذی صاحب راضی ہو گئے۔

ان کا پورے ہفتے کا پروگرام طے کر کے اب مس کونیگر انہیں لینے آئی تھی۔ پروگرام اس لئے فون پر بتا دیا تھا۔

ترمذی صاحب ناشتہ کر کے لابی میں آئے تو وہ پریشان کھڑی تھی۔

کیوں کیا زیادہ دیر ہو گئی ہے؟

اب ہمارے پاس صرف پچاس منٹ ہیں۔

اوہ، آئی ایم سوری ______ ترمذی صاحب نے کہا۔

اس نے ترمذی صاحب کا بل اور بقایا رقم ان کو پکڑائی۔

انہوں نے جلدی سے سب کچھ بریف کیس میں رکھ لیا۔ دونوں نے اپنا اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور نکلے ______

ایک مرسڈیز کیب پورچ میں آ گئی۔ دونوں بیٹھ گئے ______

راستہ خاموشی سے کٹا۔

پلیٹ فارم پر پہنچ کر مس کونیگر نے گھڑی دیکھی۔ اور بولی۔

ٹرین کے آنے میں تین منٹ ہیں ابھی ______

او تھینک گاڈ ______ ترمذی صاحب نے مسکرا کر کہا ______ بالآخر پہنچ گئے ہم

ٹ بھی تو ہو سکتی ہے۔

یہاں جرمنی میں نہیں ہوتی۔ اگر یہاں ٹرین لیٹ ہو جائے تو لوگ بلوہ کر دیں۔ کیونکہ یہاں لوگ ڑی کی گھڑیوں کے ساتھ چلتے ہیں۔ ترمذی صاحب پلیٹ فارم کا نظارہ کرنے لگے۔ اتوار کا دن تھا۔ اور ں لگ رہا تھا جیسے لوگ ریلوے سٹیشن پر پکنک منانے آئے ہوئے ہیں۔

جوڑے ہی جوڑے اور خوش فعلیاں عجیب سماں تھا۔ نہ شور وغل نہ تتلیوں کی قطاریں نہ بھیڑ بھڑ کا نہ ی گلوچ نہ بدحواسی نہ گھبراہٹ ٹرین بھی ٹھیک وقت پر یوں چلی آئی جیسے اس نے کسی سے شرط لگا رکھی ۔ نہ انجن کی چیخ نہ کوئی چھک چھک کا کلاسیکل ترانہ ______

ایسے جیسے ندی بل کھاتی، لہراتی آ رہی ہو ______

مس کونیگر نے اپنا سوٹ کیس اٹھایا۔ اور بولی۔

سر یہاں آ جائیں ______

وہ اپنا سوٹ کیس اٹھا کر اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ان کے پیچھے بندوں اور بندیوں کی لمبی ن اپنے آپ بن گئی۔

مگر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کہ ٹرین کے ڈبے کا دروازہ بالکل ان کے سامنے آ کر لگا۔

مس کونیگر چستی سے سوار ہوئی۔ وہ بھی سوار ہو گئے۔ جیسے اس نے سوٹ کیس رکھا انہوں نے بھی ھ دیا۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ چشم زدن میں سارے مسافر سوار ہو گئے۔ کمپارٹمنٹ کے میان دروازے بنے ہوئے تھے۔ جس کو جگہ نہ ملی وہ دوسرے یا تیسرے ڈبے میں چلا گیا۔ وازے بند ہو گئے۔ ٹرین چل پڑی۔ ایسے نظارے وہ یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی دیکھ چکے ے۔ اور دل میں حسرت رکھے ہوئے تھے۔ کہ کاش کبھی پاکستان میں ایسا ہی منظم اور صاف ستھرا ٹرین سٹم ہو جائے۔ کیونکہ پاکستان کا ریلوے نظام کسی زمانے میں دنیا کا اعلیٰ ترین نظام مانا جاتا تھا۔ مگر ب تو گاڑی کے ڈبوں کی زبوں حالی اور اوقات کار کی بے قاعدگی دیکھ کر کوئی شریف آدمی ٹرین میں ر کرتے ہوئے ڈرتا تھا۔

اپنے خیالوں کی تھکاوٹ سے بچنے کے لئے انہوں نے ٹرین سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔ باہر ے نظارے نے انہیں ایک عجیب قسم کی مسرت پہنچائی۔ ــــــ گو سٹیشن آتا۔ ٹرین رکتی۔ مسافر چڑھتے تے۔ ٹرین چل پڑتی۔ یوں لگتا یہ سب کچھ کسی جادوئی اثر سے ہو رہا ہے۔ کتنا اچھا لگتا ہے۔ اپنائے

آدم کو زمین پر پرسکون دیکھنا ______

مگر باہر ______ باہر تو وہ کافی دیر سے کوئی جنگل بیابان تلاش کر رہے تھے۔ پورے
میں ویرانہ یا لق و دق میدان نہیں آ رہا تھا۔ ایک شہر ختم ہوتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔ البتہ درمیان م
کہیں کھیت اور باغات ضرور آتے ______ مگر یوں لگ رہا تھا۔ ٹرین شہروں سے شہرو
چل رہی ہے ______ یا دیہاتوں کو دیہاتوں سے ملا رہی ہے۔ ایک شہر کی حد دوسرے شہ
سے ملی ہوئی تھی۔ ان چھوٹے شہروں یا قصبوں میں زیادہ تر زراعت پیشہ لوگ رہتے تھے۔ کچھ
کھلیان میں کھیتی باڑی کرتے نظر آ رہے تھے۔ اور عورتیں اندر گھر میں کام کرتی نظر آتی تھیں۔ ا
سارے گھروں کی بناوٹ ایک جیسی تھی۔ جیسے چھوٹے چھوٹے خوابناک گھروندے ہوتے ہیں۔
بات یہ تھی۔ کہ ہر گھر کے باہر ایک بالکونی بنی ہوئی تھی۔ جس میں سے موسمی پھولوں کے گچھے شوخ
طرح باہر کی سمت میں لٹکے ہوئے نظر آتے۔ گویا یہ قوم پھولوں کی رسیا ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں تھا۔
کے باہر پھولوں سے لدی بالکونی نہ ہو۔ گھر بھی صاف ستھرے تھے۔ بعض قصبوں میں، سڑکو
کنارے پر معمر مرد اور عورتیں تازہ پھلوں اور سبزیوں کے ٹوکرے اور ٹوکریاں سجائے بیٹھے نظر آ
یقیناً یہ تازہ سبزیاں انہی کھیتوں کی تھیں۔ اور تازہ پھل انہی باغات کے تھے۔ اور راہ گیر ان کو شوق
خرید رہے تھے۔ کتنی دیر تک وہ بچوں کی طرح یہ اندازے لگاتے رہے۔ کہ اب ایک قصبہ ختم
ہے۔ اب دوسرا شہر شروع ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔ یوں بچگانہ سا عمل دوہراتے دوہراتے ان کا ذہن
دم سارے زمانے پھلانگ کر بچپن کی وادی میں نکل گیا۔ اور کیسی انوکھی بات یاد آ گئی۔

یوسف جبار ترمذی کا تعلق پاکستان کے ایک گاؤں سے تھا۔ وہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے
کرتے تھے۔ بچپن سے وہ ٹرین کا سفر کر رہے تھے۔ اور جب تک وہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ٹر
سے آتے جاتے رہے۔ اس زمانے میں ٹرین ویرانوں اور سناٹوں میں میلوں تک چلتی تھی تو وہ
معصوم ذہن سے سوچا کرتے تھے۔ ان جنگلوں اور ویرانوں کو آباد کیوں نہیں کیا جاتا۔ اللہ کی اتنی
خالی پڑی ہے۔ لوگ یہاں آ کر شہر کیوں نہیں آباد کرتے۔ یہاں ٹیوب ویل کیوں نہیں لگاتے۔
اور مدرسے کیوں نہیں بناتے۔ پھر وہ سوچا کرتے۔ جتنے غریب لوگ ہیں۔ بھیک مانگتے پھرتے
حکومت ان لوگوں کو ان سنسان میدانوں میں آباد کیوں نہیں کرتی ______ وہ جب تک کا
یونیورسٹی میں پڑھتے رہے۔ ان کے یہی خیالات رہے۔ بلکہ یونیورسٹی میں تو باقاعدہ ان کے ا

اق اڑایا جاتا تھا۔ ان کے ہم جماعت کہتے ______
یار ترمذی! تم بھی کتنے احمق ہو۔ پہلے اپنے موجودہ شہروں کو تو دیکھو۔ کیا ان میں شہریوں کو زندگی کی
اری سہولیات میسر ہیں۔ موجودہ شہروں کو ماڈرن شہر بنایا جائے۔ اور جدید دور کی تمام سہولیات مہیا کی
ائیں۔ صاف پانی کھلی سڑکیں پولیوشن سے پاک ہوا صحت مند خوراک بچوں کے لئے صحت افزا تعلیمی
ارے بجائے اس کے کہ وسائل کے بغیر انسانوں کو ویرانے آباد کرنے کے لئے چھوڑ دیا وسائل کا بھی
ائزہ لو ______

اس پر سب دوستوں کے درمیان ایک نا ختم ہونے والی بحث شروع ہو جاتی بہت کم ترمذی کی ہاں
ں ہاں ملاتے۔ مگر وہ اپنے مؤقف پر اڑے رہتے۔ شاید عملی زندگی کے جھمیلوں میں پھنس کے وہ اپنے
ن خواب کو بھول گئے تھے۔ یا پھر ایک خاص مقام پر پہنچ کر انہوں نے ٹرین کا سفر کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اگر
فر در پیش بھی ہوتا۔ تو انہیں ایسے محفوظ اور ملفوف ڈبے میں بٹھایا جاتا۔ جہاں کھڑکی کھسکا کر وہ ویرانوں
ی پاگل ہوا کے تھپیڑے محسوس نہ کر سکتے اور سناٹوں سے گزرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے چھپنے والے
رے ان کی آنکھ کی پتلی سے نہ چمٹ سکتے۔

فرق پڑ جاتا ہے۔ عمر کے ساتھ فرق پڑ جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی آنکھوں میں نمی محسوس کی شاید اس وقت یاد کی کوئی کنکری آ کر آنکھوں میں
چبھ گئی تھی خوبصورت گھروندے اور جڑے ہوئے گھر دیکھتے دیکھتے یاد کا پنچھی کسی پرانی منڈیر پر
جا بیٹھا تھا ______

اتنی دور گیا ______

اتنی دور گیا۔۔۔۔۔۔ کہ سارے درد ایک ساتھ جاگ اٹھے۔۔۔۔۔۔

انسان اپنے سفر میں آگے ہی آگے جا رہا ہے۔۔۔۔۔ اسے معلوم نہیں ہے۔ یادیں زادِ راہ بنیں
اس کے ساتھ محو سفر ہیں۔ جہاں کہیں سگنل، سگنل سے ٹکرائے گا۔ یادوں کی گٹھڑی کھلنے لگے گی۔

مگر ایک دکھ بھری حیرت یہ بھی تو تھی۔ کہ جس منظر کی وہ بچپن میں اپنے ملک کے لئے تمنا کرتے
آئے تھے۔ وہ منظر انہیں جرمنی میں نظر آ رہا تھا۔

ٹرین آبادیوں کے اندر ہی رواں تھی اور زمین کا کوئی حصہ بے کار نہیں پڑا تھا ______
اور ہم ابھی تک ______

ابھی تک صرف قرضوں کی زنجیر ہی بھاری کرتے رہے ہیں۔

گھبرا کر انہوں نے چہرہ ڈبے کے اندر موڑ لیا ________

نظر کا زاویہ بدل لیا ________

اس ڈبے میں ان کے علاوہ پانچ مسافر اور بیٹھے تھے۔ سامنے والی سیٹ پر مس کونیگر کے
نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک بزرگ خاتون بیٹھی تھی۔ اور سائیڈ والی کرسی پر ایک
آدمی سیٹ کی آڑ لئے سو رہا تھا۔

وہ مسافروں کے حلیوں اور ملبوسات پر غور کرنے لگے۔ سب لوگ سر سے لے کر پاؤں تک
مناسب لباس میں تھے۔ یہ انہوں نے پہلے بھی دیکھا تھا جرمنی میں لوگ بہت سلیقے سے ڈریس
ہوتے ہیں۔ خصوصیت سے عورتیں کبھی ہوائی چپل یا جینز میں باہر نہیں نکلتی تھیں۔

ساتھ والے کمپارٹمنٹ میں شاید کچھ بچے سوار تھے۔ انہوں نے تھوڑا سا شور کیا تو بزرگ
غصے سے اٹھی۔ بچوں کو گھور کر دیکھا اور درمیان والا دروازہ بند کر دیا۔ وہ آ کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔
میں پھر سناٹا چھا گیا ________ سب مسافر اس طرح بیٹھے تھے جیسے میڈی ٹیشن (ditation
کی کیفیت میں بیٹھے ہوں۔ یا کسی گہرے فلسفے کی گتھیاں سلجھا رہے ہوں کیسی قوم ہے۔ گھنٹوں کے
سے خاموش رہ سکتی ہے۔ نہ کوئی کسی سے اس کے سٹیشن کا نام پوچھ رہا تھا۔ نہ کوئی بلند آواز میں سیا
پیش کر رہا تھا۔ نہ کوئی سیاست دانوں کو بے نقط سنا رہا تھا۔ نہ دوسروں کو متوجہ کرنے کے لئے اپنی
کی کہانیاں سنائی جا رہی تھیں۔

غور کرتے کرتے ان کی نظر مس کونیگر پر جا کر ٹھہر گئی۔

اتنے دن تو انہوں نے غور سے اسے دیکھا ہی نہیں تھا۔ یا شاید وہ اس سٹیج پر تھے۔ جہاں عور
غور کرنے کا چسکا نہیں رہتا۔ مس کونیگر نے گرمیوں کا خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ گلے میں ایک
تھا۔ بال بڑے سلیقے سے کس کر باندھے ہوئے تھے۔ انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ مس کونیگر کے با
آنکھیں سیاہ تھیں۔ وہ جوانی میں بلا کی حسین رہی ہوگی۔ انہوں نے دل میں سوچا۔ اگرچہ اس وقت
اس کی شخصیت پرکشش تھی۔ بھلا کیا عمر ہوگی اس عورت کی ________ انہوں نے اندازہ لگا
کوشش کی وہ گوری عورتوں کی عمر کا اندازہ لگانے میں ہمیشہ غلط ہی ثابت ہوتے تھے۔ پھر بھی انہوں
اندازہ لگایا کہ وہ چالیس اور بیالیس کے درمیان ہوگی۔ نام سے تو پتہ چلتا ہے۔ کہ ابھی تک غیر

شدہ ہے مگر یہاں ناموں کے حوالے کو مستند سمجھا جا سکتا ________

وہ غیر ارادی طور پر اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔ کہ وہ چونک گئی۔ اور مستعدی سے
پوچھا ________

" ________Any Problem Sir? "

ترمذی صاحب گڑبڑا گئے ------

________ "No .... No...... Not at all"

پھر انہیں شرم آئی کہ وہ اس معاشرے کے آداب بھول گئے تھے۔ بات بنا کر بولے۔

ہمارا سفر کتنا رہ گیا ہے؟

مس کونیگر نے پرس میں سے نقشہ نکالا۔ اور دیکھ کر بولی ________

دو سٹیشن اور آئیں گے پھر ہمارا اسٹیشن آئے گا-----

شام تو ہو جائے گی ________ انہوں نے کہا۔

جی ہاں---وہ تو میں نے آپ کو بتا دیا تھا۔

سر آپ کو بھوک لگی ہے ________ اس نے دوبارہ پوچھا ________

یہاں سے سنیکس اور کافی تو مل سکتی ہے ________

نہیں صبح میں نے BRUNCH لیا تھا۔ مجھے معلوم تھا۔ دوپہر کو ہم ٹرین میں ہوں گے۔ ہاں
گر ایک کپ کافی مل جائے تو اچھا ہوگا ________

ٹھیک ہے سر----اس نے ٹرین میں لگا بٹن دبایا۔

پانچ دن کے تیز تر اور خوبصورت سفری تجربے کے بعد آج شام ترمذی صاحب اور مس کونیگر گارٹ STUT.GUART پہنچے تھے۔ ان پانچ دنوں میں انہوں نے بذریعہ ٹرین فرینکفرٹ اور بون کا سفر کیا تھا۔ اور تمام تاریخی مقامات اور دلکش سیر گاہیں دیکھی تھیں۔ انہیں جرمنی کا دریا رائیں دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ بون میں سارے سفارت کار رہتے تھے۔ پاکستانی سفیر سے ان کی دوستی تھی۔ اسے بھی ملنا چاہتے تھے۔ البتہ دریائے رائیں دیکھ کر انہیں بڑی مایوسی ہوئی کتنا ست گدلا دریا تھا۔ اس کے مقابلے میں اپنے دریا کتنے جوشیلے اور شفاف نظر آتے تھے۔ پاکستانی سفیر انہیں ڈنر پر مدعو کیا تھا۔ اور وہ مس کونیگر کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔ سٹٹ گارٹ تک کا سفر انہوں نے میں طے کیا۔ ایسے لگتا تھا کہ وہ اس پورے سفر کو امکانی حد تک انجوائے کرنا چاہتے ہیں۔ مس کونیگر کبھی نہیں دیتی تھی۔ وہ جو بھی کہتے اس کی تفصیل سمجھا کر اس پر عمل کر دیتی۔

سٹٹ گارٹ ان کی آخری منزل تھی۔ اس شہر کے بارے میں انہوں نے بہت کچھ سن رکھا تھا۔ یہاں پورا ایک دن گھوم پھر دیکھنا چاہتے تھے۔ یہاں ان کے قیام کا بندوبست پارک ہوٹل میں تھا۔ ان کا سامان ان کے کمرے میں پہنچ گیا۔ تو مس کونیگر نے لابی میں آ کے پوچھا ______

رات کا کیا پروگرام ہے سر!

ترمذی صاحب نے گھڑی دیکھی۔ اور مسکرا کر بولے ______

آج رات کمرے ہی میں آرام کرنے کا ارادہ ہے ______

ٹھیک ہے سر: صبح کے لئے بتا دیں۔

ہاں بھئی ------ وہ بولے صبح ہم تمام مشہور مقامات دیکھنے جائیں گے۔ مگر ٹورسٹ بس جائیں گے۔

ٹورسٹ بس میں ______ ؟ وہ حیران ہوئی۔

کیونکہ باقی سفر میں تو وہ مرسڈیز ٹیکسی کو ترجیح دیتے تھے۔

ہاں ------ وہ بولے۔ کبھی کبھی مجھے ٹورسٹ بس میں سیاحت کرنا بڑا اچھا لگتا ہے۔

ٹھیک ہے سر وہ خوش دلی سے بولی۔

اس ہوٹل سے بھی صبح نو بجے کے بعد کئی بسیں جاتی ہیں۔

میں ابھی بکنگ کروا دیتی ہوں۔ اور صبح آٹھ بجے آپ کو اطلاع کر دوں گی۔

تھینک یو مس کونیگر ______

کہہ کر ترمذی صاحب اوپر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ لفٹ کے اندر انہیں خیال آیا۔ کہ یہ عورت کتنی تابعدار اور فرض شناس ہے۔ پورے سفر میں اس نے رہائش اور سیر کے قابل تعریف انتظامات کئے ہیں۔ ہر شہر کے بارے میں اس کے پاس بے تحاشا معلومات ہیں۔ اور پھر اتنی تمیز دار ہے۔ کہ ہمیشہ اپنا کمرہ کسی نچلی منزل میں بک کراتی ہے۔ اور کمرے میں جانے سے پہلے اجازت مانگتی ہے۔ اور آنے سے پہلے فون پر اطلاع دیتی ہے۔ غالباً ان دونوں کے کھانے پینے کے اوقات میں فرق تھا۔ اس لئے صبح کا ناشتہ اور رات کا کھانا وہ اپنی مرضی اور اپنے موقت کے مطابق کھاتے تھے۔ البتہ دوپہر میں چونکہ کسی تفریحی مقام پر ہوتے ------ اس لئے وہیں سے کچھ لے کے کھا لیا کرتے۔

ترمذی صاحب کمرے میں داخل ہوئے تو ایک خیال ان کے ذہن میں سرعت سے آیا انہیں اس عورت کی سفری رفاقت اور فرض شناسی کے طور پر اسے انعام دینا چاہیے۔ انعام یا تحفہ ______

انہوں نے بستر پر بیٹھ کر سوچا ______ اپنے لباس اور رہن سہن سے وہ کسی بھلے گھر کی معلوم ہوتی تھی۔ یہاں تو وزیر اعظم کی بیٹی بھی ملازمت کرتی ہے۔ اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ ہاں انہیں جاتے وقت اسے کوئی بہت اچھا تحفہ دینا چاہیے۔ لیکن ابھی تو سفر کے دو دن باقی تھے۔ اور سوچنے کو کافی وقت تھا۔ گرم پانی سے غسل لے کر انہوں نے سلاد کے ساتھ سوپ لیا۔ اور پھر سو گئے۔

رات بھر خوب مزے کی نیند آئی۔ صبح آٹھ بجے وہ تازہ دم تھے اور تیار تھے۔

جب مس کونیگر کا فون آ گیا۔ اس نے بتایا کہ نو بجے والی بس میں بکنگ ہو گئی ہے۔

انہوں نے بتا دیا۔ وہ ناشتہ کے لئے نیچے آ رہے ہیں۔

وہ بولی میں بھی ریستوران ہی میں جا رہی ہوں۔ دونوں نے الگ الگ میزوں پر بیٹھ کر ناشتہ کیا۔ مس کونیگر لابی میں پہلے آ گئی۔ ٹکٹ لے کر مین گیٹ پر ان کا انتظار کرنے لگی۔

وہ دونوں جب بس میں سوار ہونے لگے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ساری بس بھر چکی تھی۔ جیسے کہ ان

دونوں کا انتظار ہو۔ آخری دو سیٹیں ہی خالی تھیں۔ مس کونیگر اور ترمذی صاحب بیٹھ چکے تو ڈر
نے وسل دی اور بس چل پڑی۔ گائیڈ بس کا ڈنڈا پکڑ کے درمیان میں کھڑا ہو گیا۔ اس وقت
کونیگر نے بہت ہی معذرت خواہانہ انداز میں کہا ______

سر! میں معافی چاہتی ہوں۔ رات میں نے بکنگ بہت دیر سے کرائی تھی۔ اس لئے یہ آخر
سیٹیں رہ گئیں تھیں۔ اور دوسری بس ایک گھنٹے کے بعد جانے والی تھی۔

اوہو ______ مس کونیگر تمہیں معذرت کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ''سار
ہی ایک جیسی ہے ______''

شاید آپ کو گائیڈ کی آواز نہ آئے ______

اور میں کونسا جرمن زبان سمجھتا ہوں۔

او مائی گاڈ ______ کہہ کر وہ اپنی بدحواسی پر ہنستی رہی۔

بس میں ایرفون لگے ہوئے تھے۔ بولی۔

سر آپ انگلش والا بٹن دبائیں۔ اور خود سننا شروع کریں۔

نہیں مجھے رننگ کومینٹری میں مزہ نہیں آتا۔ بس جو کچھ میں پوچھتا جاؤں تم بتاتی جانا۔

ٹھیک ہے سر ______

بس مختلف مقامات کے آگے سے گزرتی رہی ______ بڑی بڑی بلند و بالا عمارات
درمیان کہیں کہیں کالی اور جلی ہوئی کوئی عمارت نظر آ جاتی۔ تو ترمذی صاحب پوچھتے۔

اتنے خوبصورت شہر میں یہ ادھ جلی عمارت کیوں کھڑی ہے؟ جب کہ یہاں راتوں رات
کر لیتے ہیں ______

مس کونیگر جواب دیتی ہے۔

سر یہ جو کہیں کہیں اکا دکا ادھ جلی عمارتیں نظر آ رہی ہیں۔ یہ دوسری جنگِ عظیم کی نشانیاں ہیں۔

اچھا ______ حیرت انگیز ہے۔ بھلا ان نشانیوں کو رکھنے سے فائدہ؟

بس ہمارے دانشوروں کا خیال ہے کہ ہولناکی کی کچھ نشانیاں باقی رکھ لینی چاہئیں تا کہ نئی
عبرت پکڑے۔

کیا نئی نسل نے سبق سیکھا۔

معلوم نہیں ______ مگر نئی نسل امن کی خواہاں ہے۔ اور اپنے گھروں میں سکون سے رہنا
چاہتی ہے۔

یہاں ہٹلر کے بارے میں کیا تاثر ہے۔ انہوں نے پوچھا۔

میں سمجھی نہیں سر!

یعنی لوگ ہٹلر پر فخر کرتے ہیں یا شرم محسوس کرتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا۔

مختلف الخیال لوگ ہیں۔ مس کونیگر بولی۔

قدیم لوگ ہٹلر کا نام لینا پسند نہیں کرتے۔ سب کچھ ایک خواب سمجھ کر بھول جانا چاہتے ہیں۔ مگر نئی
نسل میں ایسے بھی ہیں جو ہٹلر کو Idealize کرنے لگے ہیں۔

ہاں ---- صدیاں گزرنے کے ساتھ ساتھ ترجیحات بھی تو بدل جاتی ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ مس
کونیگر تم قدیم لوگوں کی ترجمانی کرتی ہو۔ یا نئی نسل کی نمائندہ ہو؟

مس کونیگر نے پہلے تو حیرت سے ترمذی صاحب کا چہرہ دیکھا پھر کہنے لگی ______

سر! آپ میری عمر معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

ترمذی صاحب بے اختیار قہقہہ لگا کے ہنسے ---- خوب ہنسے ان کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔
کہنے لگے ______

مس کونیگر تم پچھلے ایک ہفتے سے میرے ساتھ ہو۔ اور میں نے محسوس کیا کہ تم بہت سمجھدار اور تعلیم
یافتہ ہو۔ مگر اس قدر ذہین بھی ہو۔ اس کا اندازہ تو مجھے ابھی ابھی ہوا ہے۔

سر! میں کچھ کچھ مردوں کی نفسیات کو سمجھ سکتی ہوں۔ جو عورت ان کی کولیگ ہو۔ یا ان کے
ساتھ کام کرتی ہو۔ انہیں اس کی عمر جان لینے کا جنون ہوتا ہے۔

نہیں بھئی میں نے تو یونہی کہہ دیا تھا۔ مجھے ایسا کوئی جنون نہیں ہے۔

سر میں چالیس برس اور ایک ماہ کی ہوئی ہوں۔

واقعی ______؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

دیکھو میں نے ٹرین میں تمہاری عمر کا اندازہ لگایا تھا۔ کہ تم چالیس اور بیالیس کے درمیان ہو سکتی ہو۔

دیکھا نا سر: میں نے کہا تھا نا؟ کہ مردوں کو ------

نہیں نہیں ------ وہ جلدی سے بولے شاید میں نے پہلی بار یہ اندازہ لگایا تھا جو بالکل ٹھیک نکل آیا۔

حالانکہ ہم عورتوں کو ایسا کوئی شوق نہیں ہوتا۔

مس کونیگر نے کہا ______

اچھا میں خود ہی بتا دیتا ہوں۔ میں اس وقت باون (52) برس کا ہوں۔ ویسے مردوں کو عمر بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کا حلیہ ہی بتا دیتا ہے۔

سر! آپ کا جو بایوڈاٹا یونیورسٹی بروشر میں چھپا ہے۔ وہاں میں نے آپ کی تاریخ پیدائش دیکھی تھی۔ ویسے آپ اپنی عمر کے لحاظ سے بہت گریس فل دکھائی دیتے ہیں۔

شکریہ ______ ترمذی صاحب نے فوراً کہا۔ مگر وہ شش و پنج میں مبتلا ہو گئے۔ کہ چھ دن سے وہ ان کے ساتھ ہے۔ اور انہوں نے ایک بار بھی اس کی تعریف نہیں کی۔ نہ اس کے کام کرنے کے انداز کو سراہا ہے۔ حالانکہ ان ملکوں میں عورت کی تعریف کو بدنیتی کے زمرے میں نہیں لیا جاتا ______

ابھی وہ سوچ رہے تھے کہ بس کھڑی ہو گئی۔ اور ڈرائیور نے سیٹی بجا دی۔

کیا ہوا ہے ______؟ انہوں نے جلدی پوچھا ______

یہ پڑاؤ ہے۔ لمبی سیر کے بعد ڈرائیور صاحبان سیاحوں کو اپنے من پسند ریستوران میں لے جاتے ہیں۔ تاکہ انہوں نے کچھ کھانا پینا ہو تو کھا پی لیں۔ ریسٹ روم میں جانے کی سہولت بھی مل جائے ______ آیئے ______ سیاحوں کے اترنے کے بعد وہ بولی ______

ایسی جگہوں پر عام طور ہینڈی کرافٹس کی دوکانیں بھی ہوتی ہیں۔ لوگ یہاں سے سووینئر خرید کر لے جاتے ہیں ______

پہلے کافی پی لیں ______ ترمذی صاحب نے کہا۔

واقعی سارے سیاح ریستوران کے اندر داخل ہو گئے۔ اور کرسیوں میں سما گئے۔

مس کونیگر بولی۔

آپ بیٹھیئے میں کافی لے آؤں۔

ساتھ کچھ سنیکس بھی لایئے گا۔

ٹھیک ہے۔

وہ گئی۔ قطار میں لگ گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد کافی کے دو پیالے اور سنیکس کے دو لفافے اٹھا کر آ گئی۔

وہ دل میں سوچ رہے تھے۔ قطار بندی سے کام کتنی جلدی ہو جاتا ہے۔ پتہ نہیں ہم اس سہولت کو کب اپنائیں گے۔ پھر ایک دم اپنا رات والا ارادہ یاد آ گیا۔ اور بولے ______

مس کونیگر ہم کب تک ہوٹل پہنچ جائیں گے۔

وہ بولی۔ چار بجے یہ بسیں سیاحوں کو ہوٹل میں چھوڑ دیتی ہیں۔

ٹھیک ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا۔ کہ آج رات میں آپ کو ڈنر پر لے جانا چاہتا ہوں۔

سر: میں روزانہ آپ ہی کا ڈنر کھا رہی ہوں۔

نہیں اس طرح نہیں تمہاری بہتر کارکردگی سے خوش ہو کر میں کسی باہر کے ریستوران میں تم کو ڈنر دینا چاہتا ہوں۔ کل تو میری سیر کا آخری دن ہو گا اس لئے آج تم انکار نہیں کرو۔

سر: آپ جانتے ہیں۔ آج سیٹر ڈے نائٹ ہے۔ سارے ہوٹلوں میں رش ہو گا۔ اور ہم نے پہلے سے بکنگ نہیں کی ہوئی۔

کوئی بات نہیں وہ بولے ______ تم کوشش کرو گی تو کہیں نہ کہیں جگہ مل جائے گی۔ تمہیں کوشش کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔

مس کونیگر ہنسنے لگی۔

اچھا سر: میں کوشش کر کے دیکھوں گی۔

سنو: اگر کسی عالیشان ریسٹورنٹ میں جگہ نہ ملے۔ تو کسی چھوٹے ریستوران میں لے چلنا۔ مگر آج کا ڈنر باہر ہو گا۔ اور وہ تمہارے اعزاز میں ہو گا۔

جی ٹھیک ہے۔ یہ کہہ کر وہ ہنستی رہی۔

اتنے میں باہر سے سیٹی کی آواز آئی۔ اور سارے سیاح اٹھ کر باہر کی جانب دوڑے۔ ان میں نوجوان جوڑے بھی تھے۔ اور بوڑھے جوڑے بھی ______ آتی دفعہ ترمذی صاحب نے غور ہی نہیں کیا تھا۔ اب جب بس چل پڑی تو انہوں نے غور کیا۔ ہر سیٹ پر ایک جوڑا ہی بیٹھا ہوا تھا۔ بوڑھے بھی جوان بھی سب ایک ساتھ دنیا دیکھنے نکلے ہوئے تھے ______

انہوں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور شیشے سے باہر بکھری ہوئی دنیا دیکھنے لگے۔

شام کے پانچ بجے ترمذی صاحب اپنے بستر پر آنکھیں مونڈے لیٹے ریلیکس ہونے کی کو
کر رہے تھے۔ کہ فون کی گھنٹی بجی۔ انہوں نے ریسیور اٹھاتے ہوئے سوچا اس غریب الوطنی میں مسؔ
کے سوا کون ہو سکتا ہے۔

یس مس کونیگر۔ انہوں نے ریسیور اٹھاتے ہی کہا۔

سر: میں جب سے آئی ہوں مختلف ہوٹلوں میں فون کر رہی ہوں۔ مگر کسی بھی بڑے ہوٹل
ریستوران میں بکنگ نہیں ہو سکی۔

البتہ ______

ہاں ہاں کہو۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے رکتا دیکھ کر وہ بولے ______

شہر میں ایک اٹیلین ریستوران ہے۔(Italian) اور دوسرا Maxican میکس
ریستوران ہے۔ ان دونوں میں ایک ایک ٹیبل مل سکتی ہے۔ مگر میں نے ابھی بکنگ لی نہیں۔ میں
دونوں سے کہا ہے۔ دس منٹ انتظار کریں۔ اب آپ بتائیں کس ریستوران میں کھانا پسند فرما
گے۔ میکسیکن ریستوران کا کھانا تھوڑا بہت پاکستان جیسا ہوتا ہے۔ وہ بھی مصالحے استعمال کرتے ہیں

مگر مس کونیگر کھانا تو آج تمہارے اعزاز میں ہے۔ اور تمہاری پسند کا ہونا چاہیے۔ میرا فکر نہ کر
میں تو اب جرمن کھانے بھی شوق سے کھانے لگ گیا ہوں۔

تو سر ______ میں پھر Italian ریستوران میں کنفرم کر دیتی ہوں۔

ویری گڈ مس کونیگر ______ تم ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ قیافہ شناس بھی ہو ______

وہ کیسے سر:

میں سمجھ رہا تھا شاید تمہیں میکسیکن کھانے پسند ہیں۔ ورنہ دل تو میرا بھی Italian ریستو
میں جانے کو چاہ رہا تھا۔

واقعی سر:

وہ سرخوشی سے بولی۔

واقعی ______

اچھا میں کنفرم کر دیتی ہوں۔ کہ ہم وہاں آٹھ بجے پہنچیں گے۔ سر آپ پونے آٹھ بجے تیار ہو کر
لابی میں آ جائیں۔

یقیناً ______ انہوں نے ابھی ابھی مس کونیگر کے لہجے میں ایک عجیب سے نسوانی خوشی
محسوس کی تھی۔ معصوم عورت اتنی چھوٹی سی بات سے خوش ہو گئی تھی۔ وہ چاہتے تھے۔ آج رات اسے کوئی
پیارا سا تحفہ بھی دیں۔ مسافرت میں ملنے والے پھر زندگی میں کہاں ملتے ہیں۔ ان کے دیئے ہوئے تحفے
ہی ان کی یاد کو زندہ رکھتے ہیں۔ جلدی جلدی تیار ہو کر وہ ہوٹل کی لابی میں پہنچے اور انفرمیشن کے کاؤنٹر
پر بیٹھی خاتون سے پوچھا ______

یہاں قریب کوئی شاپنگ سنٹر ہے۔

وہ بولی۔ شاپنگ سنٹر تو ہوٹل کی بیس منٹ (Basement) میں بھی ہے۔

کب تک کھلا رہتا ہے۔ انہوں نے پوچھا ______

بولی ______ آٹھ بجے تک ______

انہوں نے بے اختیار سامنے دیوار گیر کلاک کی طرف دیکھا۔ اس وقت پونے سات بج رہے تھے۔
وہ راستہ پوچھ کر بیس منٹ میں اتر گئے۔ نیچے روشنیوں کے آبشار لٹکے ہوئے تھے۔ اور بے شمار
دوکانیں تھیں۔ ملبوسات، زیورات، پرس، جوتے ______ کرسٹلز اور نہ جانے کیا کیا
______؟ پندرہ منٹ تک تو صرف گھوم پھر کے دوکانیں ہی دیکھتے رہے۔۔۔۔۔۔ اور سوچتے
رہے۔ مس کونیگر کی عمر کی عورت کو کیا تحفہ دیا جا سکتا ہے۔ وہ اس کی ذاتی پسند اور ذاتی زندگی کے بارے
میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ ملبوسات تو بڑے خوبصورت لٹکے ہوئے تھے۔ مگر سائز کے بغیر ان کو خریدا
نہیں جا سکتا تھا۔ بہت سوچ کر وہ ڈائمنڈ کی دوکان میں چلے گئے۔ عورت کسی بھی ملک کی ہو۔ اسے
ہیرے موتی پسند آتے ہیں۔ مگر اندر جا کر وہ ٹپٹا گئے۔ کیا ایک اجنبی عورت کے لئے انگوٹھی خریدنا ٹھیک
ہوگی۔ جب کہ انگوٹھی کے لئے انگلی کے سائز کی ضرورت ہوتی ہے۔ مختلف انگوٹھیاں دیکھتے دیکھتے وہ گلے
کے لاکٹ دیکھنے لگے۔ زیادہ تر لاکٹ دل کی شکل کے بنے ہوئے تھے۔ جو نوجوان عام طور پر اپنی محبوبہ
کے لئے خریدتے ہیں۔ مگر وہ تو ایک شریف النفس عورت کی خدمت گزاری کا انعام دینا چاہتے تھے۔

کوئی ایسی چیز نہیں دینا چاہتے تھے۔جس سے ان کی شخصیت کا تاثر زائل ہو جائے۔کچھ لاکٹ ج
ابجد میں بھی تھے۔مگر انہوں نے تو ابھی تک مس کونیگر سے اس کا اصلی نام ہی نہیں پوچھا تھا۔ضرور
نہیں پڑی تھی۔البتہ اس کے بیگ پر KMK لکھا ہوا کئی بار دیکھا تھا۔انہوں نے دوکاندار سے پو
والا لاکٹ ہے۔وہ بولا نہیں۔انہیں جلدی اندازہ ہو گیا کہ دوکاندار بھی انگریزی سے نابلد ہے۔وہ
ان کے شش و پنج کا خوب جائزہ لے رہا تھا ________
اپنی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بولا۔

WIFE

انہوں نے سر ہلا کر کہا۔

NO ________

بولا ________Girl Friend-----

انہوں نے سر ہلا کر پھر کہا۔

NO ________

مسکرا کر ایک بار پھر بولا۔

داتر؟Daughter

اس دفعہ ترمذی صاحب مسکرائے۔اور اسے آسان لفظوں میں سمجھانے لگے۔۔۔۔۔۔
کہ ایک Respected Lady کو تحفہ دینا ہے۔۔۔ان کی لغت میں اس قسم کے جذ
نہیں ہوتے۔مگر وہ سمجھ گیا۔مگر پھر اپنی ٹوٹی پھوٹی انگلش میں کہنے لگا کہ میرے پاس ایک چیز ہے۔گر
مہنگی ہے۔انہوں نے کہا۔دکھاؤ۔تو الماری کھول کے ایک خوبصورت بریسلیٹ نکال لایا۔اس
سفید مون سٹون جڑے ہوئے تھے۔ڈھیلا یا تنگ کرنے کے لئے ایک زنجیر بھی لٹک رہ
________ وہ انہیں ایک دم سے بہت خوبصورت لگی۔ قیمت پوچھی تو واقعی بہت مہنگی
________ انہوں نے اپنا بٹوہ کھول کے دیکھا۔تو اتنے ڈوش مارک ہی نہیں تھے۔

کہنے لگے ________

ڈالرز میں قیمت لوگے؟

دوکاندار بولا۔اگر آپ ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔تو ضرور لوں گا۔

اصل میں سارے سفر میں پیسے بدلوانے کا کام اور ادائیگیاں کرنے کا فریضہ مس کونیگر ہی تو ادا کرتی
ی تھی۔انہوں نے پے منٹ کر دی تو وہ بولا پیک کر کے کمرے میں بھیج دوں گا ترمذی صاحب نے
نے لگی گھڑی دیکھی اس وقت سات بج کر پینتیس منٹ تھے۔

انہوں نے کہا نہیں پیک کر دو ________

میں انتظار کر لوں گا ________

دوکاندار نے بھی ایک سنہری کاغذ کا خوبصورت ریپر لپیٹ کر پیکٹ ان کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔
ے انہیں بہت خوشی ہو رہی تھی۔کہ آج انہیں ایک بہت حسین و دلکش تحفہ مل گیا تھا۔وہ سیڑھیاں چڑھ
،اوپر ہوٹل کی لابی میں آ گئے پیکٹ انہوں نے جیب میں ڈال لیا۔انہیں محسوس ہوا کہ وہ کچھ گھبرائے
ئے سے ہیں۔اور شاید ماتھے پر پسینہ بھی آ رہا ہے۔

انہوں نے دیوار گیر کلاک دیکھا۔ابھی 7 بج کر بیالیس منٹ ہوئے تھے۔وہ لابی کے صوفے پر
گئے۔رومال نکال کے پیشانی صاف کی۔کپڑے درست کئے۔اور دوبارہ کھڑے ہو گئے اور اپنے
ے پوچھنے لگے۔اس میں گھبراہٹ کی کیا بات ہے۔اگر وہ اس تحفے کا برا مانے گی تو معافی مانگ لیں
۔اور صاف کہہ دیں گے کہ انہیں عورتوں کو تحفہ دینے کا تجربہ نہیں ہے۔

وہ خوش دلی سے ٹہلنے لگے۔لفٹ رکی۔اور اس میں سے مس کونیگر باہر نکل آئی۔پہلی نظر میں تو
ں نے پہچانا ہی نہیں۔اس نے بڑے بڑے سرخ اور کالے پھولوں والا فراک پہنا ہوا تھا۔گلے میں
۔معمول سکارف تھا بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔لپ سٹک کا رنگ بھی ذرا شوخ تھا وہ ایک دم
بہت اچھی لگ رہی تھی وہ ابھی آنکھیں جھپک رہے تھے۔کہ مس کونیگر قریب آ گئی ________

خوش دلی سے بولی ________

آج آپ مجھ سے پہلے آ گئے سر!

مس کونیگر: آج میں میزبان ہوں۔اور تم مہمان ہو ________ اس لئے مجھے ہی تمہیں ریسیو
تھا۔

تھینک یو سر: ویری کائینڈ آف یو سر!(Very kind of you Sir!)

دونوں مین گیٹ کی طرف چلے ________

But you are looking very nice tonight

نہ جانے کیسے ترمذی صاحب نے کہہ ہی دیا۔

تھینک یو سر ______ مس کونیگر نے سر جھکا کر کہا ______ آج تو میری پارٹی

?اس کا اشارہ اپنے لباس کی طرف تھا۔

دونوں باہر نکل آئے۔ پورچ میں کیب آ گئی۔ جس کے لیے مس کونیگر نے کمرے سے نکلنے پہلے فون کر دیا تھا۔

دونوں بیٹھ گئے ______

ٹیکسی روانہ ہوگئی ______

جس وقت وہ ریسٹوران میں داخل ہوئے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ریسٹوران کی بیس منٹ سے شور و ہنگامے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ویٹریس نے انہیں ان کی میز دکھائی جو سب سے آخری کونے میں لگی ہوئی تھی۔ وہ دونوں وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ ایک ویٹریس آئی اور ان کی میز پر پڑی لمبی سی موم بتی جلا کے چلی گئی۔ دوسری آئی اور مینیو ان کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

دونوں نے متفقہ رائے سے کھانے کا آرڈر دیا۔

یہ نیچے شور کیسا ہو رہا ہے؟ ترمذی صاحب نے پوچھا۔

بیس منٹ میں پب (Pub) ہے نا؟ خوش فکرے ہلہ گلہ کر رہے ہیں۔

اچھا ______ اچھا ______ یہ لوگ چھٹی کا دن خوب اہتمام سے مناتے ہیں۔

تبھی تو پانچ دن جان مار کے کام کرتے ہیں۔ وہ بولی۔

ہاں یہ خوبی تو آپ لوگوں میں ہے۔ ترمذی صاحب نے کہا ______

اتنے میں ایک ویٹر آ گیا۔ ڈرنکس کا پوچھنے ______

ترمذی صاحب بولے۔ میں تو کھانے کے دوران بھی منرل واٹر ہی لوں گا۔ آپ جو بھی لینا پسند کریں آپ کو اجازت ہے۔

وہ بولی ______ مجھے عام طور پر مارٹینی پسند ہے۔ مگر آج میں ڈرنک نہیں لوں گی۔ یہاں بہت مزیدار سوپ بنتا ہے۔ میں نے اس کا آرڈر دیا ہے۔ وہ ابھی آتا ہی ہوگا۔ اسے انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔-----

سوپ آ گیا۔۔ دونوں پینے لگے۔

اچانک مس کونیگر نے پوچھا۔

سر! اس پورے سفر میں آپ نے شاپنگ نہیں کی۔ مجھے بہت حیرت ہوئی۔

حیرت کیوں ہوئی ______ ؟ اگر عورتیں شاپنگ نہ کریں تب حیرت ہونی چاہیے؟

مگر جو مرد ایشیائی ملکوں سے آتے ہیں۔ وہ بھی شاپنگ کے بڑے شوقین ہوتے ہیں۔

میں اس معاملے میں بہت بد ذوق ہوں۔

سر: شاپنگ کی مجھے بھی فرصت نہیں ملتی۔ خیال تھا۔ آپ کے بہانے میں بھی اس سر کی
فرینکفرٹ یا دوسرے شہروں سے کرلوں گی۔

اوہو: تب تو مجھے بڑا افسوس ہے۔ کاش تم نے مجھے ذرا سا Hint دیا ہوتا۔

سر: حیرت ہے۔ آپ نے اپنے بچوں کے لئے کچھ نہیں خریدا۔

میرے بچے نہیں ہیں ________

اوہ ________ اچھا ________

تو بیوی کے لئے کچھ نہیں لینا چاہیے تھا ________

میری بیوی نہیں ہے ________

انہوں نے اسی لہجے میں کہا ________

شادی ہی نہیں کی ________

وہ بولی ________ یا ________

یوں سمجھو کہ نہیں کی ________

وہ خاموش ہوگئی۔ کھانا کورسز میں آتا رہا۔ اور وہ دونوں کھاتے رہے ________

دور ہلکی ہلکی ۔۔۔۔۔ موسیقی بجتی رہی ۔۔۔۔۔ بیس منٹ میں سے چیخنے چلانے کا شور آتا
ریستوران کے نیم تاریک ماحول میں دھؤاں زیادہ ہونے لگا ________

ترمذی صاحب نے شیشے کے پار دیکھا ________ باہر ابھی تک سورج کی روشن
باہر دن ابھی نہیں ڈوبا تھا۔ جیسے کسی کے انتظار میں کھڑا ہو ________ اندر تہذیب جد
شور تھا ________

بے شمار لوگ بیٹھے تھے۔ سب کے چہرے دھؤاں دھؤاں ہو رہے تھے۔ یہ کون تھے۔ یہ
یہاں کیوں آئے تھے ________

خود وہ کیوں یہاں آئے تھے۔ یوں لگا جیسے خود جسٹس یوسف جبار ڈاکٹر ترمذی سے علیحدہ ہو
ہے۔ ساری زندگی آدمی پوری زندگی کے دکھ اٹھائے دوڑتا ہی رہتا ہے۔ پھر کوئی ایسا انجانا موڑ آتا ہے

ہے۔ کہ اپنے ہی دکھوں کے بوجھ سے ہانپنے لگتا ہے۔ کبھی کبھی یہ بوجھ ہلکا کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یہ
ٹھڑی لوہے کی ہو جاتی ہے۔ ادراک کے قدم اسے اٹھانے سے انکار کر دیتے ہیں۔

ترمذی صاحب کے چہرے پر جو دھند چھا گئی تھی۔ اسے مس کونیگر نے بھی محسوس کیا تھا۔ مگر وہ کیا
کرتی اس نے تو سارے سفر میں ان کے ساتھ ضرورت سے زیادہ بات ہی نہیں کی تھی۔ اور اس وقت،
س ماحول میں دوستانہ رس گھولنے کے لئے آخر خاندان ہی کے بارے میں پوچھا جا سکتا تھا۔

جب آخری کورس ختم ہوا۔ تو ویٹریس نے آکے میٹھے کا پوچھا ________

مس کونیگر نے ترمذی صاحب کی طرف دیکھا۔ وہ بولے، میں ہاٹ کافی لوں گا۔

مس کونیگر نے کہا۔ میں آئس کریم لوں گی۔

ویٹریس جوٹھے برتن اٹھا کرلے گئی۔

ترمذی صاحب نے اچانک کہا ________

مس کونیگر آپ کچھ سنجیدہ ہوگئیں۔

وہ بولی ________ نہیں تو ________

پھر کیا ہے ________ ؟

وہ یونہی مجھے احساس ہونے لگا تھا۔ کہ شاید میں نے غلط وقت پر غلط سوال کر دیا۔ آپ کو برا لگا ہو تو
اف کر دیں۔

تھوڑی دیر ترمذی صاحب سوچتے رہے۔ پھر بولے۔

دنیا کہتی ہے۔ ہم ایشیائی لوگ جذباتی ہوتے ہیں۔

ہوتے تو ہیں؟

اور لوگ کہتے ہیں ہم دوسروں میں غیر ضروری طور پر دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ یعنی دوسروں کے
املات میں ________ ؟

کہتے تو ہیں ________

مگر اتنے دن تمہارے ساتھ گھومتے پھرتے ہوئے میں نے تمہارا فرسٹ نیم بھی نہیں پوچھا۔

ہاں آپ اوروں کے مقابلے میں بہت کم گو ہیں۔

ہم اپنے دل کی بات بھی آسانی سے نہیں بتاتے ________

ویٹرلیس آئس کریم اور گرم کافی لے آئی تھی۔ دونوں کے آگے سجا کر چلی گئی۔
کافی میں سے گرم گرم بھاپ اٹھ رہی تھی۔ ترمذی صاحب کو یہ بھاپ بہت اچھی لگ رہی تھی
اسے دیکھتے رہے۔ چمچ ہلا کے ایک گھونٹ بھرا۔ مس کونیگر نے بھی آئس کریم کھانا شروع ک
جیسے وہ خواب میں بولنے لگے۔
میرا تعلق پنجاب کے ایک پسماندہ گاؤں سے ہے۔ میرے والد نے دوسری جنگِ عظیم میں
تھا۔ جب وہ گاؤں واپس آئے تو ان کا ایک بازو کٹا ہوا تھا۔ مگر ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ
دوسرا بازو بنا کر بھیج دیا۔ مجھ سے پہلے میری چار بہنیں تھیں۔ میری پیدائش پر میرے والد کے
میرا سارا خاندان بہت خوش ہوا۔ میرے باپ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مجھے قانون کی تعلیم دے گا
شوق تھا اس کا بیٹا جج بنے۔ اس نے دعا بھی مانگی تھی میری ماں بتاتی تھی۔ جس رات میں پی
پورے چاند کی چاندنی سارے گاؤں میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس کی مناسبت سے میرا نام یوسف
گیا۔ جانتی ہو ہمارے ہاں یوسف ان لڑکوں کا نام رکھا جاتا ہے۔ جو بہت خوبصورت ہوتے ہیں
بات پہ تم ہنسنا نہیں۔۔۔۔۔۔ گاؤں میں مجھے خوبصورت بچہ ہی سمجھا جاتا تھا۔
مس کونیگر زیر لب مسکرائی۔ مگر اس نے زبان نہیں کھولی۔ وہ جانتی تھی اچھلتی ندی کو ٹوکتے نہیں
رک جاتا ہے۔
میرے والد کا نام عبدالجبار ترمذی تھا۔ وہ زمیندار تھے۔ جنگ سے آنے کے بعد کھیتی باڑی
رہے۔ میں نے جب میٹرک پاس کر لیا۔ تو اعلیٰ تعلیم کے لئے مجھے شہر بھیج دیا گیا۔
لیکن ایک اور بات بھی ہوئی۔ شہر بھیجنے سے پہلے میری منگنی کر دی گئی ________
مس کونیگر نے صرف آنکھوں سے حیرت کا اظہار کیا ________
یہ بھی ایک کہانی ہے۔ میری ماں کی ایک بہن تھی بیس سال سے اس کے ہاں بچہ نہیں ہوا تھا
پیدائش کے بعد وہ حاملہ ہو گئی۔ ہر روز میری ماں سے آ کر کہتی کہ تمہارا یہ بیٹا نصیبوں والا ہے۔ ا
آنے سے ہمیں یہ خوشی ملی ہے۔ اگر میری بیٹی ہوئی تو میں اس کی شادی یوسف سے کر دوں گی۔
مس کونیگر مسکرائی ________
تو ترمذی صاحب نے کہا۔ ایسے ہی جذباتی لوگ ہیں ہم ہمارے ہاں ابھی تک یہی حالات
ہم رشتوں ناطوں کو جذبات سے ناپتے ہیں۔ جب میں دو سال کا تھا۔ میری خالہ کی بیٹی پیدا ہوئی

م انہوں نے زلیخا رکھا گیا۔
زلیخا ________؟ پہلی مرتبہ مس کونیگر نے زبان کھولی ________ زلیخا ________
خوبصورت نام ہے۔ Sounds Well میوزک ہے اس میں ________
تمہیں پتہ ہے انہوں نے زلیخا نام کیوں رکھا ________؟
نہیں ________ مس کونیگر نے سر ہلایا ________
خیر یہ ایک مذہبی قصہ ہے یوسف اور زلیخا کا اگر میں یہ سنانے بیٹھ گیا تو رات یہیں تمام ہو جائے گی
بھی تمہیں سناؤں گا ________
انہوں نے کافی کا پیالہ ختم کیا اور ایک طرف رکھ دیا ________
مس کونیگر میز پر کہنیاں جمائے محویت سے سننے لگی۔ اور وہ پھر بتانے لگے۔
جب میں شہر جانے لگا تو گھر والوں نے میری منگنی زلیخا کے ساتھ کر دی۔
میرے دل میں اس نوعمری ہی میں زلیخا کا خیال بس گیا۔ چھٹیوں میں جب میں گھر آتا۔ تو گھر
ے اندر رومانس کا وہی ہرا بھرا کھیل شروع ہو جاتا۔ میں نے گریجوایشن کے بعد لاء کالج میں داخلہ لے
۔ میرے والد بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔
انہوں نے تقاضا کرنا شروع کیا کہ اب میں شادی کر لوں۔ میری پریکٹس ابھی ٹھیک طرح چلی بھی
یں تھی۔ مگر میں نے شادی کی حامی بھر لی۔ یہ مبالغے کی بات نہیں۔ زلیخا اتنی حسین تھی کہ جو بھی اسے
یکھتا بس سانس روک کے اسے دیکھتا ہی رہتا۔ مجھے اس کی طرف سے ہر وقت دھڑکا ہی لگا رہتا تھا۔ شادی
ی تاریخ رکھ دی گئی۔ ابھی ایک مہینہ باقی تھا۔ میں اپنے دفتری کام نمٹانے کے لئے لاہور آ گیا۔ وہاں
ے اطلاع ملی کہ زلیخا کو چیچک نکل آئی ہے ________
چیچک ۔۔۔۔۔۔؟ مس کونیگر اتنے زور سے چونکی جیسے سانپ نے ڈس لیا ہو۔ چیچک ۔۔۔۔۔۔ اس
مانے میں ________؟
آج سے تیس سال پہلے کا زمانہ ذہن میں لاؤ۔ گاؤں کے لوگ انجکشن وغیرہ کی سہولتوں سے آگاہ
یں ہوئے تھے۔ نہ ان باتوں میں یقین رکھتے تھے ________
اومائی گاڈ ________ مس کونیگر نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔ پہلی بار اس نے آنکھیں کھول
رکھا ________

پھر کیا ہوا ______ ؟

اکیس دن میں اس کو آرام آ گیا۔ اور میں نے اپنی ماں سے کہہ دیا کہ میں ہر حالت م
تاریخ کو ہی شادی کروں گا مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس کی صورت میرے د
اتر چکی تھی۔

شادی کی تیاریاں دونوں جانب سے ہونے لگیں اور وہ دن آ گیا۔

تمہیں معلوم ہے۔ گاؤں میں دولہا گھوڑے پر بیٹھ کر دولہن کے گھر جاتا ہے ______

میں دولہا بنا گھوڑے پر بیٹھا تھا۔ اور دو تین سو گاؤں کے معززین میرے ساتھ تھے۔

شہنائیوں کی گونج میں بارات اس کی حویلی کی طرف جا رہی تھی۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ
اپنی بارات دیکھنے چھت پر آ جاتی ہے۔ وہ بھی دولہن بنی چھت پر آ گئی ______ دور سے اس
اپنی بارات دیکھی ۔۔۔۔۔۔ مجھے دولہا بنا دیکھا ______ اور سب کی نظر بچا کے دو منزلہ چھ
سے نیچے کود گئی۔

اوہ ۔۔۔۔ نو ۔۔۔۔ نو ۔۔۔۔ نو ۔۔۔۔ مس کو نیگر چیخی ______

نیچے گرتے ہی اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ۔۔۔۔۔ وہ مر گئی۔ اس کے ہاتھ میں میرے
ایک رقعہ تھا ______

''جس چہرے سے تم نے پیار کیا تھا ۔۔۔۔۔ میں اس چہرے کو سنبھال کر نہیں رکھ سکی''

مس کو نیگر نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھک لیا ______

ترمذی صاحب تھوڑی دیر خاموش رہے ۔۔۔۔۔

پھر کہنے لگے ______

مجھے سب گھر والوں نے کہا تھا۔ اس کو دولہن بنا کر دیکھ لو۔ مگر میں نے نہیں دیکھا۔ جو چہرہ و
نہیں دکھانا چاہتی تھی ______ میں اسے کیوں دیکھتا ______

پھر اس کا چہرہ اپنے دل میں لے کر ______ میں وہاں سے نکل آیا ______
نہیں کسی جگہ ۔۔۔۔۔ مزید تعلیم کا عذر دے کر انگلینڈ چلا گیا۔ اور وہاں لنکن ان میں داخلہ لے لیا

تمہیں معلوم ہے۔ محمد علی جناح نے بھی وہیں سے قانون کی تعلیم حاصل کی تھی ______

مگر مس کو نیگر مبہوت بیٹھی تھی ______

جیسے کہ وہ سن ہی نہیں رہی ۔۔۔۔۔۔

باپ میری شادی کی حسرت دل میں لے کر مر گیا ماں میری منتیں کرتی کرتی قبر میں جا پہنچی میرا
دل شادی کے لئے آمادہ ہی نہیں ہوا۔

وطن واپس چلا گیا۔ پریکٹس شروع کی۔ اللہ نے کامیابیاں دیں۔ مرتبے ملے ______ حسین
ملے ______ مگر دل کسی سے نہ ملا ______ ؟

اپنا چہرہ دونوں ہتھیلیوں میں جمائے مس کو نیگر رو رہی تھی ______

ترمذی صاحب نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ اور چپ کرانا چاہا۔ اس نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا۔

پلیز مجھے تھوڑی دیر رونے دیجئے۔ پھر میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔

ترمذی صاحب بوکھلائے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگے ______

اس کے چہرے پر آنسوؤں کا سیلاب آ گیا ______ یوں اس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے
تھے جیسے ٹوٹی تسبیح کے دانے گرتے ہیں۔ کبھی دو چار ایک ساتھ ______ کبھی ایک کے بعد دوسرا
کبھی پھسل کر گرتے ______ کبھی رک کر ٹوٹ جاتے ______

موسلا دھار گریہ کی یہ کیفیت پانچ منٹ رہی ۔۔۔۔۔ پھر وہ سنبھل گئی۔ ٹشو لے کر اپنا چہرہ صاف
کیا۔ پرس اٹھایا اور ایکسکیوزمی کہہ کر ٹائیلٹ کی طرف چلی گئی۔ واپس آئی تو اس نے اپنا چہرہ ٹھیک کر لیا
تھا۔ میک اپ کر کے لپ سٹک کا رنگ بھی گہرا کر لیا تھا۔ بالوں پر کنگھی کر کے انہیں پھر جما لیا تھا۔ گلے
کے سکارف کی ناٹ بھی کس دی تھیں۔ خوشبوؤں میں بھیگی وہ آئی اور اپنی کرسی پر بیٹھ کر مسکرانے لگی۔ یہ
عورتیں کتنی پریکٹیکل ہوتی ہیں۔ انہوں نے دل میں سوچا۔

اب ٹھیک ہے۔ ترمذی صاحب نے بھی زبردستی مسکراتے ہوئے کہا ______ اب تم ٹھیک
لگ رہی ہو۔ بلکہ پہلے سے زیادہ متاثر کر رہی ہو ______

تھینک یو ______ کہہ کر اس نے ویٹریس کو بلایا۔ اور دو پیالی ہاٹ کافی کا آرڈر دے دیا۔

نہیں ایسی کوئی طلب تو نہیں ہو رہی۔ ترمذی صاحب نے کہا۔

مجھے ہو رہی ہے۔ کافی پی کر چلتے ہیں۔

پتہ ہے کیا وقت ہوا ہے؟

تم بتاؤ ______ ؟

ادھر دیوار پر دیکھیں۔۔۔۔۔۔۔

ترمذی صاحب نے دیوار گیر پر دیکھا۔ دو بج رہے تھے۔

ارے دو بج رہے ہیں ______؟

کمال ہو گیا ______

جی ہاں سر ______

اور ہمیں پتہ ہی نہیں چلا ______ ہم کس وقت سے بیٹھے ہیں۔ ہم غالباً آٹھ بجے یہاں بیٹھے ہیں۔

ویٹریس کافی لائی۔ خود مس کونیگر نے ان کی پیالی اٹھا کر ان کے آگے رکھ دی۔

اور پھر اپنی پیالی اپنے آگے کر لی ______

مس کونیگر ہم چھ گھنٹے سے یہاں بیٹھے ہیں۔ یعنی آدھے دن جتنا وقت ہم نے اس رات میں گذارا ہے۔

مس کونیگر مسکراتی رہی اور کافی پیتی رہی۔

اور باتوں میں ہمیں وقت کا احساس ہی نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔مس کونیگر کافی پیتی رہی۔

اس کا مطلب ہے ہم بہت خوبصورت باتیں کر رہے تھے۔ اتنی اچھی کہ ہمیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا ______

شاید مس کونیگر بولنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

بہر حال۔۔۔۔۔۔ ترمذی صاحب نے گھونٹ بھر کر کہا ______ آج کی یہ رات زندگی! یاد رہے گی۔۔۔۔۔۔ یار رکھنے کے قابل ہو گی ہے نا؟ انہوں نے مس کونیگر سے تائید چاہی۔

مس کونیگر نے کافی پی کر اپنے ہونٹ ٹشو پیپر سے صاف کئے۔ اور بولے۔

کل کے لئے کیا پروگرام ہے سر!

کل۔۔۔۔ کل کیا ہے؟

کل اتوار ہے سر!

تم چھٹی کے دن کیا کرتی ہو؟

میں تو اپنے گھر جایا کرتی ہوں ______

کہاں ہے تمہارا گھر۔۔۔۔۔۔۔ ارے مجھے پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔ کہ تمہارا گھر کہاں ہے۔

سر: میں ذرا کاؤنٹر پر موٹر کیب کا کہہ آؤں ______ آکر آپ کو بتاتی ہوں۔

ضرور بھئی۔ اب تو چلنا ہی چاہیے۔

وہ گئی تو ترمذی صاحب نے ہال میں نظر ڈالی۔ تقریباً سب لوگ جا چکے تھے۔ اکا دکا میز پر کوئی کوئی سر نیہوڑا بیٹھا تھا۔ یا تو اس نے زیادہ پی لی تھی۔ یا پھر اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ البتہ بیس منٹ میں سے اب میوزک کے ساتھ ساتھ چیخنے چلانے کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں۔ انہوں نے محسوس کیا کہ پورے ریستوران کے ہال میں وسکی کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے سن رکھا تھا کہ سٹٹ گارٹ میں دنیا کی بہترین شراب بنتی ہے۔ اب جو ریستوران خالی ہوا تو دیکھا بوتلیں ہی بوتلیں نظر آئیں۔ اصل میں انہوں نے اپنے ریستوران کے اندر کی دیواریں خالی بوتلوں کے ساتھ ڈیزائن کی ہوئی تھیں ______

وہ پارسا تو نہیں تھے ______

جوانی میں سب کھیل کھیل چکے تھے۔ اور ہر قسم کی شراب کا ذائقہ چکھ چکے تھے۔

پھر ایک موڑ پر جب نہ کہہ دی۔ تو پھر نہ کا احترام کیا ______

وہ سمجھتے تھے نہ کہنے والا ہی بہادر ہوتا ہے۔

انہوں نے اپنی بقیہ زندگی کا ایک فلسفہ بنا لیا تھا ______

مس کونیگر واپس آ گئی۔۔۔۔۔۔

پانچ منٹ میں موٹر کیب آ جائے گی ______

یہ کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئی ______

سر: میں ایک قصبے میں رہتی ہوں۔ جو سٹٹ گارٹ سے ساٹھ کلومیٹر دور ہے۔ میں ہر مہینے کا ایک ویک اینڈ آ کر اپنے گھر گزارتی ہوں۔ اگر بیچ میں لانگ ویک اینڈ آ جائے تو دو مرتبہ بھی آ جاتی ہوں۔ گھر آ کر آرام کرنا اچھا لگتا ہے۔

اتنے میں ویٹریس بل لے آئی ______

ترمذی صاحب نے بل ادا کیا اور ٹپ توقع سے کچھ زیادہ رکھ دیا۔

ویٹریس کورنش بجا لائی تھینک یو ویری مچ کہا اور چل دی۔

یہ تو نیچے ہاؤ ہو ہو رہا ہے۔ یہ کب تک چلے گا۔ ترمذی صاحب نے پوچھا۔

یہ خوش فکرے۔نئی نسل کے لڑکے اورلڑکیاں ہیں۔یہ تو جب تک ہوش میں رہیں گے چلاتے
گے۔بے ہوش ہو کے گر جائیں گے۔تب ریستوران بند ہوگا۔

سیکورٹی گارڈ نے آکر اطلاع دی۔

موٹر کیب آ گئی ہے۔

دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔صدر دروازے سے نکلتے وقت ترمذی صاحب نے حسب رو
عملے کا شکریہ ادا کر دیا۔

دونوں آکر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

مس کونیگر نے ڈرائیور کو ہوٹل کا نام بتا دیا۔وہ چل پڑا۔

دو منٹ خاموشی رہی ______

پھر ترمذی صاحب بولے ______

مس کونیگر کل ہم تمہارے گھر جائیں گے۔

میرے گھر سر! مگر میرا گھر تو ----------

اگر مگر چھوڑو------ہم یہاں جرمنی میں کوئی رہائشی گھر دیکھنا چاہتے ہیں،
کل اتوار بھی ہے۔تم بھی اپنے گھر سے ہو آؤ گی۔میں ایک خوبصورت قصبہ بھی دیکھ لوں گا۔
گاؤں کی سیر بھی ہو جائے گی----

وہ ابھی شش و پنج میں تھی۔کہ ترمذی صاحب پھر بولے۔

اگر کوئی ایسی خانگی مجبوری ہے----میرا مطلب ہے۔گھر والوں کی اجازت سے ہے۔
تو کوئی مضائقہ نہیں ______

نہیں سر: میں سوچ رہی تھی کہ پچھلے ایک مہینے سے میں گھر نہیں جا سکی۔یونیورسٹی میں مصروفیا
بہت تھیں۔میرا گھر ٹھیک حالت میں نہیں ہوگا آپ کو اس کی حالت کو نظر انداز کرنا ہوگا۔اور پھر مجھے
صبح ہی اپنے گھر روانہ ہونا ہوگا۔تاکہ میں میزبانی کے انتظام کر سکوں۔

مس کونیگر نے ایک ہی سانس میں کہا۔

مجھے معلوم ہے۔عورتیں میزبانی اپنے ہی انداز میں کرنا چاہتی ہیں۔میں لاکھ کہتا رہوں۔تکلفا
میں مت پڑنا۔تم اپنا حساب دیکھو گی ______

اس لئے تم صبح چلی جانا مگر میں رات کا کھانا تمہارے ہاں کھاؤں گا۔

ٹھیک ہے سر: صبح تو اب ہونے والی ہے۔میں جب سو کر اٹھوں گی تو گاؤں روانہ ہو جاؤں گی۔

وہاں سے آپ کو فون کر کے آپ کے آنے کا پروگرام طے کر لوں گی۔

شکریہ مس کونیگر مجھے یہ سب کچھ بہت اچھے لگے گا۔

عین اس وقت ٹیکسی ہوٹل کے پورچ میں آ کر رک گئی۔

ترمذی صاحب جب کمرے میں داخل ہوئے تو گھڑی پر تین بج رہے تھے ۔۔۔۔۔۔
ساری رات گزر گئی تھی ۔مگر ان پر تھکاوٹ نام کو بھی نہ تھی ۔دل عجیب طرح ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا
جیسے عرصہ دراز سے انہوں نے ایک بھاری شہتیر اٹھا رکھا تھا ۔آج اس کو اتار کر کسی محفوظ مقا
رکھ دیا ہو کوٹ اتار کر لٹکانے لگے تو ذرا بوجھل محسوس ہوا ۔جیب میں ہاتھ ڈالا ۔ بریسلیٹ کی
نکل آئی ______

اوہ ______ وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے ۔یہ ڈبیا تو مس کونیگر کو دینا تھی میں ذہن سے نکل گئی۔ا
نے مسکرا کر ڈبیا سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی ۔وہ زندگی کے ایسے آداب سے کتنے نابلد تھے ۔انہوں نے دل
سوچا کبھی نارمل زندگی گزاری ہو ۔تو پتہ چلے کہ کب کیا کرتے ہیں ۔

سوچتے سوچتے انہوں نے کپڑے تبدیل کئے ۔اور سو گئے ۔

جب ان کی آنکھ کھلی تو پہلے دیوار گیر کلاک پر گئی ۔دن کے بارہ بج رہے تھے ۔ارے "
سوئے ۔۔۔۔ پونے نو گھنٹے سوئے ۔۔۔۔۔ ایسے سوئے کہ کروٹ ہی نہ لی بہت عرصے
بہت مزے کی نیند آئی ۔۔۔۔ سفر سہل ہو گیا ۔

انہوں نے روم سروس کو فون کیا ______
اور معذرت کرتے ہوئے پوچھا کہ وہ اب اٹھے ہیں ۔چائے اور ناشتہ کمرے میں مل سکتا
منتظم نے بڑی خوش اخلاقی سے کہا ۔آپ آرڈر دیں کمرے میں پہنچ جائے گا ۔

کمرے کا دروازہ کھول کر وہ باتھ روم میں چلے گئے ۔جب شیو سے فارغ ہو کر نہا دھو کر
آئے تو ان کی کافی ٹیبل پر ناشتہ لگا ہوا تھا انہوں نے دروازہ اندر سے لاک کیا ۔صوفے پر
ہوئے ۔ ایک انگریزی کا اخبار اٹھا لیا ۔اور دھیرے دھیرے چائے سپ کرنے لگے ۔کہ یکایک
گھنٹی بجی ۔وہ چونک سے گئے ۔پتہ نہیں کس عالم میں پہنچے ہوئے تھے ۔فون اٹھا لیا ۔

گڈ آفٹر نون مسٹر ترمذی!

ارے گڈ آفٹر نون ہو گیا ______ انہوں نے گھڑی دیکھی ۔پھر اس کے سلام کا جواب دیا ۔
میں صبح سے دو مرتبہ آپ کو فون کر چکی ہوں ۔مس کونیگر کہہ رہی تھی ۔

اچھا ______
ایک دس بجے کیا اور دوسرا سوا گیارہ بجے ______؟
اچھا زندگی میں غالباً پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی نے مجھے جگایا نہیں ۔
اس کا مطلب ہے آپ کو خوبصورت نیند آئی ۔
ایک عرصے کے بعد میں آج بارہ بجے اٹھا ہوں ۔اور اب چائے پی رہا ہوں ۔
تم کہاں سے بول رہی ہو ______؟
میں نو بجے گاؤں آ گئی تھی ______
ارے تم سوئی نہیں ۔۔۔۔۔؟ چھ گھنٹے سونے کو بہت ہوتے ہیں ۔ایکسائٹمنٹ بھی بہت تھی ۔اور آ
کر گھر بھی ٹھیک کرنا تھا ۔
اچھا اب تم بتاؤ کیا پروگرام طے کرنا ہے ۔
سر: میرا خیال ہے ۔آپ پانچ بجے تک آنے کے قابل ہو سکیں گے ۔
یقیناً میں تو اب بھی بہت فریش ہوں ۔
سر: میں نے آتے وقت احتیاطاً ہوٹل والوں کو اپنے گھر کا پتہ بتا دیا تھا ۔اور نقشہ بنا کے بھی دے دیا
تھا ۔اور میں نے انہیں کہہ دیا تھا ۔ہمارے معزز مہمان جس وقت آنے کا عندیہ دیں ۔آپ موٹر کیب کو
نقشہ دے کر ان کو میرے ہاں بھجوا دیں ۔اور آپ کو روانہ کر کے مجھے فون کر دیں ۔
بہت اعلیٰ بندوبست ہے ۔
As Ling میرے قصبے کا نام ہے ۔سٹٹ گارٹ سے ایس لنگ تک آدھے گھنٹے کا رستہ ہے ۔
اگر آپ تنہا آنے میں قباحت محسوس کریں تو پھر میں خود آ کر آپ کو لے جاؤں گی ۔اس صورت میں مجھے
چار بجے اپنے گھر سے نکلنا ہو گا ۔
مس کونیگر یہ زیادتی ہے
کیسے سر؟
تم اب میرے ساتھ بچوں والا سلوک کر رہی ہو ۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔ اس کے قہقہے میں بہت کھنک تھی۔

اتنے انتظامات کے باوجود اب اتنا گنوار بھی نہیں ہوں کہ بھٹک جاؤں گا۔

سر مجھے تو اپنا فرض ادا کرنا ہے ______

تمہاری میز بانی تمہارے فرائض سے ماورئی ہے۔ اس کا تمہارے کنٹریکٹ کے ساتھ کوئی تع
نہیں ______ یہ تو تم میری خواہش کا احترام کر رہی ہو۔ اور میں تمہارا بہت شکر گزار ہوں اچھ
بتاؤ تمہارے گھر میں اور کون کون ہے؟

میرے گھر میں اور کون کون؟ اچھا اب وہ سوگواری سے ہنسی دو لوگ اور ہیں۔ مگر بہت بے ضرر
------ گھبرایئے نہیں ------- وہ آپ کو خوش آمدید کہیں گے۔

ٹھیک ہے مس کو نیگر: تم مجھے اپنا فون نمبر لکھواؤ۔ میں نکلنے سے پہلے خود تمہیں فون کر دوں گا۔

تھینک یو سر: مس کو نیگر نے اپنا فون نمبر لکھوا دیا۔ اور فون بند کر دیا۔

ناشتہ سے فارغ ہو کر ترمذی صاحب نے ری سپشن پر بتا دیا۔ کہ وہ کتنے بجے نکلیں گے۔ اور سا
پھولوں کے ایک بکے کا آرڈر بھی دے دیا ______ دوبارہ فون کر کے انہوں نے پوچھا ہوٹل
بیس منٹ میں جو شاپنگ سنٹر ہے۔ کیا وہ کھلا ہے۔ ری سپشن نے بتایا کہ بیس منٹ والا شاپنگ سنٹر
کو بارہ بجے سے لے کر چار بجے تک کھلا رہتا ہے۔ ابھی تو ڈیڑھ بجا تھا۔ ترمذی صاحب نیچے اتر
بیس منٹ میں پہنچے شکر ہے وہ دوکان کھلی تھی۔ جس میں کل رات انہوں نے جدید طرز کے بیش
مردانے سوٹ دیکھے تھے۔ اس وقت سٹور میں ایک پتلی کمر والی خوش شکل لڑکی بیٹھی تھی۔

وہ اندر داخل ہوئے تو کھڑی ہو گئی۔

انہوں نے مسکرا کر پوچھا ______

______ Speak English

ہنس کر بولی ---- تل تل (Little, Little) یعنی تھوڑی تھوڑی ----

او کے وہ لٹکے ہوئے سوٹ دیکھتے رہے۔ پھر اس سے کہنے لگے۔

مجھے گرما کے لئے ایک جدید ترین سوٹ درکار ہے۔

وہ اندر سے ڈھیر نکال کر لے آئی۔ انہوں نے ایک ڈارک براؤن سوٹ پسند کیا۔

ٹرائی روم کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی۔ آپ ٹرائی کر سکتے ہیں۔ وہ اسی قمیض کے ساتھ ٹ

وٹ پہن کر باہر نکل آئے۔

بولی۔ No Sir, ... No

وہ حیران کھڑے تھے۔ کہ ایک مسٹرڈ کلر کی شرٹ لے کر آئی اور بولی۔

With this.....

وہ سمجھ گئے۔ کہ یہ میچنگ شرٹ ہے۔

اندر جانے لگی تو چلائی ______ پلیز ویٹ Please wait

Just a minut--------

پھر ایک ایسی ٹائی اٹھا کے لائی جس میں براؤن رسٹ اور مسٹرڈ کلر کے دائرے بنے ہوئے تھے۔
ی صاحب مسکرائے اور ساری چیزیں لے کر ٹرائی روم میں چلے گئے ______ سب کچھ پہن کر
لگا کر انہوں نے قد آدم آئینے میں دیکھا۔ واقعی ساری چیزیں پھب رہی تھیں۔ انہوں نے جیب کی
ھی سے بال درست کئے۔ گو بال ان کے گھنے تھے۔ مگر بیچ میں سفید لکیریں بھی تھیں ______

وہ باہر نکلے تو رات والا سیلز مین بھی آ چکا تھا۔ اور وہ اسے جرمن زبان میں کچھ بتلا رہی تھی۔

ان کو دیکھا تو ایک دم سانس روک کر اس نے لمبی سانس چھوڑی ______ اور ہاتھ کا اشارہ
کر بولی ______

Dashing ------ بس اس کے آگے اسے لفظ نہیں آئے تھے۔

ترمذی صاحب لجا گئے ---- سیلز مین نے آگے بڑھ کے ان کے کالر درست کئے۔ اور صاف
ن میں بولا۔

Sir, you are looking very smart

10 years younger to your age.

دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی ایک خوبصورت ٹائی پن اٹھا لائی۔ ساتھ میں ایک دستی رومال بھی تھا۔ سیلز مین
ٹائی پن ان کی ٹائی میں جڑ دیا۔

اور سیلز گرل دستی رومال کی تکونی تہہ بنا کے ان کی اوپر والی چھوٹی جیب میں لگانے لگی۔

ترمذی صاحب دل ہی دل میں انہیں سراہنے لگے۔ کہ انہیں سودا بیچنا خوب آتا ہے۔

وہ تو صرف ایک سوٹ لینے آئے تھے۔ مگر ان دونوں نے باقی ضروری چیزوں کا احساس بھی

دلا دیا۔

ترمذی صاحب نے سب چیزوں کی قیمت پوچھی اور کہا کہ بل بناؤ۔

سیلز مین نے پوچھا۔

آپ کے پرانے کپڑے پیک کر دیں۔آپ ایسے ہی جائیں گے۔

ترمذی صاحب نے کہا۔نہیں۔۔۔۔۔میں اپنے کپڑے پہن کر جاؤں گا۔

میں ادائیگی کر دیتا ہوں۔آپ یہ کپڑے اوپر ہوٹل والوں کو بھجوا دیں وہ استری کر کے کمرے میں بھیج دیں گے۔

جیسے آپ کی مرضی سر!

وہ اندر گئے۔اپنے کپڑے پہن کر باہر آ گئے۔

جب انہوں نے بل ادا کر دیا۔تو سیلز مین نے پوچھا۔

شیخ ____؟

وہ سمجھ گئے۔۔۔۔۔بولے۔۔۔۔۔میں عرب نہیں ہوں۔۔۔۔۔پاکستانی ہوں

پاکستان سے ہوں۔پاکستان سمجھتے ہو ____

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔بہت متاثر نظر آ رہا تھا۔ان ملکوں میں عرب شہزادے ا ملبوسات خریدنے آتے ہیں۔ترمذی صاحب کو خوشی ہو رہی تھی۔کہ انہوں نے ایسے کپڑے خرید ملک کے بارے میں اچھا تاثر دیا ____

باہر نکلنے لگے تو سیلز گرلز۔۔۔۔پاؤں کی طرف اشارہ کر کے بولی .... S

-----Shoes

پھر دکان سے باہر اشارہ کیا۔سامنے مردانہ جوتوں کی دوکان تھی۔وہ سمجھ گئے کہ اب خاتو نئے جوتے خریدنے کی ترغیب دے رہی ہے۔وہ اسے کیا بتاتے کہ وہ سفر میں نیا جوتا پہننے کے ق نہیں تھے۔۔۔۔۔نو تھینکس کہہ کر ہوٹل کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔

اوپر لابی میں آ کر انہوں نے ری سپشن کو اپنے سوٹ کے بارے میں ہدایات دیں۔ا میں چلے گئے۔

ٹھیک پانچ بجے وہ تیار ہو کر نیچے آ گئے۔پھولوں کا بقے بھی آیا رکھا تھا اور موٹر کیب بھی تیا

وہ روانہ ہوئے۔ As - Ling قصبے کی حدود جلدی شروع ہو گئیں۔انہوں نے دیکھا کہ وہ یک بہت ہی خوبصورت پہاڑی قصبہ تھا۔اونچے نیچے خوبصورت گھر دور سے یوں نظر آتے جیسے پریوں کے گھر ہوں۔ہر جگہ پھول لٹکتے نظر آتے۔صاف ستھری روشیں۔۔۔۔۔سر سبز کھیتیاں۔۔۔۔صحنوں میں بچے کھیل رہے تھے۔کہیں بدبو دار پانی نہیں کھڑا تھا۔نہ جا بجا کوڑے اور گندگی کے ڈھیر تھے غریب لوگوں کے کپڑے بھی نہایت صاف ستھرے تھے۔

کتنا سکون ہے یہاں۔۔۔۔۔وہ اک اک چیز کو دیکھ کر سوچ رہے تھے۔شاید ماضی میں انہوں نے اتنی تباہی دیکھی ہے ____ اتنا گھناؤنا پن دیکھا ہے کہ انہیں ایک بنی سنوری خوبصورت ندگی جینے کا شعور آ گیا ہے۔بڑے شہروں کے شور شرابے سے نکل کر قصبوں اور دیہاتوں میں آ جاتے ہیں۔موت کی بھیانک انتہا دیکھنے کے بعد ان کو زندہ رہنے کا سلیقہ آ گیا۔عرصہ دراز تک جنگ کی روح رسا باتیں اور بموں کے دھماکے سن سن کر انہیں سکون اور شانتی کا مطلب سمجھنا آ گیا ہے۔جینا چاہتے ہیں۔اس لئے زندگی کے راستے میں اپنی فطرت کو سدھا کر چلتے ہیں۔

نہ جانے وہ اپنی سوچوں میں کہاں تک اتر جاتے کہ ٹیکسی ڈرائیور نے ایک خوبصورت سے چھوٹے سے گھر کے آگے ٹیکسی روک دی ____

وہ چونکے۔ڈرائیور نے اشارے سے بتایا کہ یہی منزل ہے۔کیونکہ ڈرائیور انگریزی بالکل نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔ہوٹل والوں نے انہیں بتا دیا تھا۔اور راستے کا نقشہ بھی اسے دے دیا تھا ____ وہ بوکھلائے ہوئے سے دروازہ کھول کر باہر نکلے ہی تھے۔کہ گھر کا صدر دروازہ کھلا اور مس کونیگر مسکراتی ہوئی باہر نکل آئی ____

ہیلو مسٹر ترمذی ____ ویلکم۔۔۔۔۔

تھینکس مس کونیگر۔۔۔۔۔انہوں نے بھی باقاعدہ ہاتھ ملایا ____ اور پھول بڑھا دیئے۔

وہ انہیں اندر لے گئی۔اور پھول لے جا کر ساتھ والے کمرے میں رکھ آئی۔

اس وقت اس نے ٹائٹ جینز اور تنگ بلاؤز پہنا ہوا تھا۔بالوں کی پونی بنائی ہوئی تھی۔گلے میں سب معمول سکارف تھا۔وہ کچھ فربہ سی لگ رہی تھی۔لیکن بالکل گھریلو عورت لگ رہی تھی۔

جس لباس میں، میں تمہیں دیکھتا ہوں۔تم مختلف نظر آتی ہو۔

وہ ہنسی ____

عورت کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ہر لباس میں ایک جیسا نظر نہیں آنا چاہیے۔

وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔

مگر بڑی اچھی لگ رہی ہو۔ گرہستن جیسی ______

ہاں ہر عورت ایک عمر میں گرہستن لگنے لگتی ہے۔

وہ بھاگ کر گئی۔ فرج میں سے جوس کا گلاس نکال لائی۔

یہ میرے لان میں لگی سٹرابری کا جوس ہے۔ آج تازہ توڑ کے میں نے آپ کے لئے بنایا

میں ضرور پیوں گا۔ ترمذی صاحب نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔

وہ بھی بیٹھ گئی۔

اتنا بڑا لان ہے تمہارا ______

نہیں بس چند گز کا ہی ہے۔ مگر یہاں گاؤں میں رواج ہے۔ اپنے چھوٹے سے لان میں کوئی پھل لگانا گھر کے لئے نیک شگون سمجھا جاتا ہے۔

کتنا اچھا رواج ہے۔ ترمذی صاحب گھونٹ گھونٹ کر کے جوس پینے لگے۔

اور واقعی جوس بہت لذیذ ہے۔

تھینک یو سر: مس کونیگر خوش ہو گئی۔

یہ قصبہ بہت پر فضا ہے۔ میں باہر دیکھتا آیا ہوں۔ اتنا سبزہ ہے۔ اور اتنی خوشبو ______ میرا تو دل چاہ رہا تھا۔ باہر کی سیر کروں۔

انہوں نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا۔

ٹھیک ہے۔ میں ذرا چولہا بند کر دوں۔ پھر آپ کو لے چلتی ہوں۔

وہ بھاگ کر کچن میں چلی گئی۔

ترمذی صاحب کمرے کا جائزہ لینے لگے۔ بالکل چھوٹا سا ڈرائنگ روم تھا۔ ایک ہی صوفہ تھا جس پر چار آدمی ہی بیٹھ سکتے تھے۔ قالین پر فالتو کشنز پڑی تھیں۔ ایک آبنوسی رنگ کی شیشے کی دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی تھی۔ صوفوں سے زیادہ جگہ اس الماری نے لے رکھی تھی۔ اس کے اوپر خانوں میں رنگ برنگے ڈیکوریشن پیس رکھے ہوئے تھے۔ ایک خانے میں خوبصورت فریم جڑی کچھ تصویریں پڑی تھیں۔ ایک تصویر بوڑھے آدمی کی تھی۔ ایک تصویر ادھیڑ عمر کی عورت کی تھی

ای شکل مس کونیگر سے مل رہی تھی۔ ایک بالکل نوخیز نوجوان کی تصویر تھی ______ اور ایک کسی نومولود کی تصویر تھی ______

الماری کے نچلے خانوں میں ڈیک لگا تھا۔ سپیکر بھی تھے۔ ایک طرف ٹی۔ وی اور وی۔ سی۔ آر رکھا تھا۔ آڈیو ڈیو کیسٹس بھی رکھی ہوئی تھیں۔ کتابیں اور رسالے بھی ایک ایک میں لگے ہوئے تھے۔ یہ سب چیزیں اس کے اعلیٰ ذوق کا پتہ دے رہی تھیں۔

وہ جوگرز پہن کر آ گئی۔ چلئے میں آپ کو گاؤں میں گھما لاؤں ______

وہ بھی کھڑے ہو گئے۔

دونوں باہر نکل گئے۔ باہر بہت خوبصورت موسم تھا۔ شام سنہری ہوتی جا رہی تھی۔ سڑک کے موڑ پر ایک بوڑھی عورت نے انہیں وش کیا ______ اور کانپتی آواز میں بولی ______

یہی ہے تمہارا معزز مہمان؟

ہاں یہی ہے میرا معزز مہمان۔ مسٹر ترمذی۔ اس نے آگے بڑھ کر مسٹر ترمذی کا تعارف کرا دیا۔

یہ لولو ہے۔ میری ہمسائی۔

بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔ مسٹر ترمذی نے ہاتھ ملایا۔

یہ تو بڑا خوبصورت جوان ہے۔ میں نے اتنا خوبصورت مرد ایک عرصے کے بعد دیکھا ہے۔ اس نے جرمن زبان میں کہا۔

مس کونیگر ہنس کر آگے بڑھ گئی۔ اور اس کے فقرے کا انگریزی میں ترجمہ کر کے ترمذی صاحب کو سنایا۔۔۔۔

وہ بھی ہنسنے لگے ______ مجھے اس نے جوان کہا ہے۔ معلوم ہے ہمارے ملک میں پچاس سال کے مرد کو بوڑھا کہتے ہیں۔

آج آپ اس سوٹ میں بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں۔ اس نے چلتے ہوئے کہا۔

بہت اچھا انتخاب ہے کپڑوں کے بارے میں آپ کا ______

کل رات تم نے مجھے احساس دلایا تھا۔ کہ میں ایک ابنارمل آدمی ہوں۔ سو آج میں نے یہ شاپنگ کر ڈالی ______

پھرانہوں نے شاپنگ والا سارا قصہ اس کو سنا دیا۔اس نے بہت انجوائے کیا۔راستے میں ہ
تامس کونیگران کا تعارف ضرور کراتی۔اور یہ بھی کہتی کہ معزز مہمان پاکستان سے آئے ہیں۔
وہ پہاڑی پر بھی گئے۔سارے گاؤں کا چکر لگایا۔مس کونیگر نے انہیں بتایا۔
کہ اس گاؤں میں تقریباً 60 ہزار لوگ ہیں۔ان کے لئے ہر قسم کی سہولیات ہیں۔بڑے
ہیں۔ بچوں کے لئے پانچ ہائی سکول ہیں۔ایک کالج ہے ______ ایک ہسپتال ہے۔پانچ
ہیں۔دو پلے گراؤنڈ ہیں ______ ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے۔اور ایک چرچ بھی ہے۔
مگر یہاں لوگ مذہب کے رسیا تو نہیں ہیں۔
ہاں ----- لیکن آپ تو جانتے ہیں۔کہ زندگی میں خدا کی ضرورت تو پڑ ہی جاتی ہے
بولی-----

واپسی پر ترمذی صاحب کہنے لگے۔
بہت پسند آیا ہے تمہارا گاؤں مجھے ______ اگر مجھے چوائس دی جاتی۔تو میں بھی یہیں
سکونت اختیار کرتا۔دنیا بھر کی سہولیات اسی گاؤں میں ہیں۔لوگوں کو شہر جانے کی کیا ضرورت ہے۔
کیا کیجئے کہ گاؤں کے لوگ ہی اتنے Ambitious ہوتے ہیں۔کہ ہمیشہ بڑے شہروں کا
کرتے ہیں۔جیسے میں چلی گئی تھی۔
اور میں بھی تو گیا تھا۔دونوں ہنسنے لگے۔
آپ کو بھوک تو نہیں لگی۔مس کونیگر نے گھر کے نزدیک آ کے پوچھا۔
شکر ہے گھر کے قریب تم نے پوچھا۔اب بھوک لگ گئی ہے۔آج چونکہ ناشتہ دیر سے کیا تھا
لئے دوپہر کا کھانا میں نے کھایا ہی نہیں تھا۔پھر یہ بھی خیال تھا کہ آج رات کی دعوت تمہارے ہاں
پیٹ خالی رکھا جائے۔
خدا کرے آپ کو میرا کھانا پسند آ جائے ______
دونوں پھر ڈرائنگ روم میں آ گئے۔
اندر آتے ہی ترمذی صاحب نے دیکھا کہ ایک بلی صوفے کے ساتھ لگ کے بیٹھی ہے۔
ارے یہ بلی کہاں سے آ گئی؟
یہ میری پالتو بلی ہے۔اسی گھر میں رہتی ہے۔

اچھا سر! مجھے چند منٹ کی اجازت دیجیئے۔میں کھانا گرم کر کے لگا دوں۔
ترمذی صاحب نے کلائی کی گھڑی دیکھی۔تو وہ بولی۔پونے آٹھ ہو رہے ہیں۔
ٹھیک آٹھ بجے کھانا میز پر ہوگا۔
تب تک میں تمہاری بلی سے کھیلتا ہوں ______
ٹھیک ہے ______ وہ کچن میں چلی گئی۔
ٹھیک آٹھ بجے وہ ایپرن باندھے نمودار ہوئی۔اب اس کے پاؤں میں سلیپر تھے۔
آیئے معزز مہمان کھانا لگ گیا ______
میں ہاتھ دھولوں؟
اس نے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔باتھ روم میں بیڈ روم سے ہو کر جانا تھا۔بالکل چھوٹا سا بیڈ روم
______ ایک ڈبل بیڈ پڑا تھا ______
ساتھ میں باتھ روم ______ خوبصورت پھولوں سے بھرا۔ٹب کے پاس ایکسر سائیکل بھی
پڑی تھی۔گویا محترمہ کبھی کبھی ایکسر سائز سے بھی شوق فرماتی ہیں۔
وہ ہاتھ دھو کر ڈائننگ روم میں آ گئے۔یہ کچن کم ڈائننگ روم تھا۔
(Kitchen - Cum-Dinning Room)
ایک پلیٹ فارم پر چولہا اور الماریاں تھیں۔ایک سیڑھی نیچے اتر کے شیشے کی ڈائننگ ٹیبل پڑی
تھی۔جو صرف چار کرسیوں کی تھی۔ترمذی صاحب اپنی کرسی پر بیٹھ گئے ______
بڑی اچھی خوشبو آ رہی ہے۔اس کا مطلب ہے کھانا مزے دار ہوگا۔
وہ سوپ کے دو پیالے اٹھائے آئی۔ایک ان کے آگے رکھ دیا۔اور ایک اپنی کرسی کے آگے رکھ
کے بیٹھ گئی۔بیٹھنے سے پہلے ایپرن اتار کے لٹکا دیا۔
شروع کیجئے ______
گھر میں سے کوئی اور ہمیں جوائن نہیں کرے گا۔گو انہیں گھر کے اندر کوئی بھی نظر نہیں آیا تھا۔پھر
بھی انہوں نے اخلاقاً کہہ دیا ______
پلیز آپ شروع کیجئے ______
دونوں نے کھانا شروع کر دیا۔

یہ پیزا ہے۔ میں نے خود بنایا ہے۔

اچھا تمہیں پیزا بنانا آتا ہے۔

میں نے اپنی ماما سے سیکھا تھا۔

یہ چکن ہے۔ (Roasted chicken Maxcican)

یہ بھی تم نے بنایا ہے۔

نہیں ______ یہ میں نے میکسیکن ریستوران سے آرڈر پر بنوایا ہے۔ یہ مصالحوں کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ میرا خیال آپ پسند کریں گے ______

خوشبو تو اچھی آ رہی ہے ______

یہ خاص جرمن ڈش ہے۔ میں نہیں بتاؤں گی۔ اس میں کیا ہے؟ آپ خود کھا کے بتائیں گے ٹھیک ہے

یہ ابلی ہوئی سبزیاں اور کھمبیاں ہیں ______

پھر میں نے تھوڑے سے چاول بھی ابال لئے تھے۔ سنا تھا کہ پاکستانی چاول بڑے شوق سے کھاتے ہیں ______

بھئی تم نے تو پاکستانی عورتوں کی طرح اتنا تردد کرلیا۔ شاید سارا دن مصروف رہی ہو۔

نہیں Cooking تو میں دو گھنٹے میں کر لیتی ہوں۔

وہ ایک دم کھڑی ہو گئی ______

سر میں نے آپ سے ڈرنک کا تو پوچھا نہیں ______ میرے ہاں ہر قسم کی الکحل بھی ہے اور سافٹ ڈرنکس بھی ______

سیون اپ لے آؤ اور بیٹھ جاؤ۔ تم بار بار اٹھ کر جاؤ گی تو میں کھانا ٹھیک طرح سے کھا نہیں سکوں گا ______

اس نے سیون اپ کی بوتل کھول کے ان کے گلاس میں ڈال دی۔ اور ہلکا ہلکا میوزک لگا دیا۔

انہوں نے دیکھا میز پر وہ پھول لگے تھے۔ جو ابھی وہ لائے تھے۔

دونوں چپ چاپ کھانا کھاتے رہے۔ شاید دونوں کو شدید بھوک لگی تھی۔

کھانا ختم ہوا تو وہ برتن اٹھا کر سنک پر رکھنے لگی۔ ترمذی صاحب بولے۔

مس کونیگر اب مجھے اجازت دو یہ کام میں تمہارے ساتھ مل کر کرنا چاہتا ہوں۔

نہیں سر! اس نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

ایک گھڑی کے مہمان سے میں یہ کام نہیں کروانا چاہتی ______

ایک گھڑی کا مہمان ______ ترمذی صاحب کے دل میں ایک درد کی ہوک سی اٹھی۔ وہ تو جہاں بھی گئے۔ گھڑی بھر کے مہمان کی حیثیت سے ہی گئے ______

میں برتن دھو کر آپ کے لئے کافی بنا کے لاؤں گی سر! آپ یہیں بیٹھیں گے یا ڈرائنگ روم میں جانا پسند کریں گے۔

یہیں بیٹھوں گا ______ انہوں نے کہا۔

وہ جلدی جلدی کام کرتی رہی۔ اس نے پھر ایپرن باندھ لیا۔ وہ اسے کام کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ بچے ہوئے کھانے کو Foil میں لپیٹ کر ریفریجریٹر میں رکھ دیا۔ برتن صاف کر کے ڈش واشر میں رکھ دئے۔ جلدی جلدی سارا سنک صاف کیا ______

پھر چولھے پہ کیتلی رکھ دی ______ کافی بنائی ------

ایپرن اتار دیا ------ اور ٹرے میں کافی کی دو پیالیاں لگا کے آ گئی۔ اور ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

دس بج رہے ہیں۔ ترمذی صاحب نے کہا۔ کیا یہاں سے رات گئے ٹیکسی مل جاتی ہے۔

وہ بولی۔ جس وقت آپ جانا چاہیں گے۔ میں اپنی گاڑی پہ لے جاؤں گی۔

انہوں نے باہر دیکھا تھا گیراج میں اس کی سیاہ مرسیڈیز کھڑی تھی۔

تم نے میوزک بہت اچھا لگایا ہے ------

وہ خاموشی سے کافی پیتی رہی ______ پھر اٹھ کر بڑا بلب بجھا دیا۔ اب میز پر بڑی ہلکی روشنی رہی تھی۔ سامنے کچن کی ٹیوب جل رہی تھی۔

ترمذی صاحب کو اختلاج سا ہونے لگا۔ پتہ نہیں وہ یہاں کیسے اور کس طرح آ گئے تھے۔ کیا انسان کے سارے ارادوں پر اس کا اپنا اختیار ہوتا ہے ______ چلے کس لئے تھے اور کہاں آئے بیٹھے ہیں ______ -----

میرا باپ فوجی تھا ------ وہ ایسے بولنے لگی جیسے خواب میں بول رہی ہو ______ اس نے دوسری جنگ عظیم میں حصہ لیا تھا۔ جب جنگ ختم ہو گئی۔ تو وہ دنیا کی سیاحت کے لئے نکل گیا ----- آوارگی کرتے کرتے ------ ملکوں ملکوں پھرتے وہ اٹلی جا نکلا ______ وہاں اس

کی ملاقات میری ماں سے ہوگئی۔اور یہ ملاقات شادی کی صورت میں ڈھل گئی۔وہ میرے با
ساتھ جرمنی آ گئی ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ میں ہی ان کی انمول محبت کی ایک نشانی ہوں۔میری پیدائش
عرصہ بعد میری ماں مرگئی۔مجھے نہیں معلوم وہ کس طرح مرگئی ______ میری ماں کا نام کر
میرے باپ نے میرا نام کرسٹینا رکھ دیا۔میں کرسٹینا کونیگر کے نام سے پرورش پانے لگی۔میرا ایک
فیلو تھا میشائل ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ہم اکٹھے پڑھتے تھے۔وہ بھی اسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔میں جب
سال کی ہوئی تو مجھے احساس ہوا میں بری طرح میشائل کی محبت میں گرفتار ہوچکی ہوں ______
وہ بھی ______

آپ جانتے ہیں یہ وہ زمانہ ہوتا ہے۔جب آدمی چاند پر کمندیں ڈالتا ہے۔اور زمانے
جوتے کی نوک پر رکھتا ہے۔یہاں والدین سمجھاتے تو ہیں۔مگر اولاد پر جبر نہیں کر سکتے ______
میری نانی اس وقت زندہ تھی۔اور میں کبھی کبھار اسے ملنے جاتی تھی ______ اٹھارویں سا
اپنی نانی سے ملنے کا بہانہ کرکے اٹلی گئی۔بعد میں میں نے میشائل کو بھی وہیں بلا لیا اور ہم نے شادی
ہماری نانی بہت آسودہ حال نہیں تھی۔مگر اپنے چھوٹے سے گھر میں اس نے ہمیں پناہ دی۔ہم
الف لیلوی داستانوں کے کردار بنے۔رومانس کی دنیا میں غرقاب تھے۔کہ ایک عجیب حادثہ ہوا۔
کو کینسر ہوگیا۔ہمیں شاید پتہ نہ چلتا۔اس نے روزگار کے لئے ایک پریس میں ملازمت کرلی تھی۔
سارا دن مشینوں پر کھڑا رہتا تھا۔میں نے ان دنوں ایک فیکٹری میں شیشیاں بھرنے کی ملازمت
تھی۔جب میشائل کی کھانسی حد سے بڑھ گئی۔تو پریس کے مالک نے اس کے ٹیسٹ کروادیے
پتہ اس وقت چلا جب بیماری آخری سٹیج پر تھی۔اس کے دونوں پھیپھڑے متاثر ہو چکے
______ اور قسمت کی بات یہ کہ ______ اسی سال میں حاملہ ہوگئی تھی۔علاج
ہمارے پاس پیسہ نہیں تھا۔باپ نے مجھ سے تعلق توڑ لیا تھا۔نانی بستر مرگ پر پڑی تھی۔ایک
موت کے رستے پر گامزن تھا ______ اور دوسرا انسان میرے پیٹ میں پل رہا تھا۔اس
آنے کو ______

آپ نے محسوس کیا کہ یہ دنیا ـ ـ ـ یہ دنیا جو بندے نے اپنی خواہشوں کے مطابق سہولیا
آسائشوں کی جنت بنالی ہے۔اس دنیا پر اس کا اختیار نہیں ہے اختیار کسی اور کا ہے ______
اور کا ہے ـ ـ ـ ـ ـ

اس کی آواز آنسوؤں کے بوجھ سے بیٹھ گئی۔وہ خاموش ہوگئی۔اس کے آگے پڑی پڑی کافی
ٹھنڈی ہوگئی تھی۔اس کی بند آنکھوں سے آنسو کافی میں گر رہے تھے۔ترمذی صاحب ساکت بیٹھے رہے۔
یہ بولنے کا مقام نہیں تھا۔یہاں آواز کا سایا ______ رابطے کے طلسم کو توڑ سکتا تھا
______ طلسم جو اپنی پوری خودمختاری کے ساتھ اس وقت ماحول پر چھایا ہوا تھا ______ کوئی
بول رہا تھا کوئی بلوا رہا تھا ______

اپنے اوپر قابو پا کر اس نے ٹشو سے اپنا چہرہ صاف کیا ______
سرخ آنکھیں اٹھا کر ترمذی صاحب کو دیکھا۔اور پھر بولنے لگی۔

میشائل بہت بہادر تھا بہت بہادر ______ میں نے اتنا بہادر آدمی زندگی میں پھر نہیں دیکھا
۔فوراً مرنے کے لئے تیار ہوگیا کہتا تھا۔دیکھو کرسٹل! جتنا انسان کی قسمت میں ہوتا ہے۔اس کو ملتا ہے نہ
اس سے زیادہ نہ اس سے کم چونکہ میری عمر تھوڑی تھی اس لئے خدا نے مجھے تمہاری زیادہ بہت زیادہ محبت
دے دی ہے اب تک پھر ہم نے اتنی جلدی شادی کر لی۔یہ عمر شادی کی نہیں ہوتی دو سال ہم نے
رومانس کی انتہا دیکھ لی۔اب تمہارے پیٹ میں میری محبت پل رہی ہے۔میں اپنا بچہ بھی دیکھ لوں گا اس
سے زیادہ میری قسمت میں نہیں ہے۔

اس نے نوکری چھوڑ دی ______

ڈاکٹروں نے اس کے علاج کے لئے ایک کثیر رقم کا تخمینہ لگایا۔میری تو تنخواہ ہی بہت کم تھی۔
ایسے میں میں نے بے غیرتی اختیار کر کے باپ سے مدد مانگی۔جس کا جواب انکار میں آیا
______ میشائل نے سنا تو وہ بہت خفا ہوا۔اس روز ہماری پہلی لڑائی ہوئی ـ ـ ـ ـ ـ ـ

میں چاہتی تھی وہ سرکاری ہسپتال میں داخل ہو جائے۔اور اس کا علاج شروع ہو جائے۔وہ کہتا
تھا۔وہ علاج کے بغیر سکون سے مرنا چاہتا ہے۔اس کو دوائیوں، ٹیکوں اور بجلی کے جھٹکوں سے نفرت تھی۔
وہ کہتا تھا۔جب جانا پڑ جائے تو پھر سکون سے جانا چاہیے ـ ـ ـ ـ میں چیختے چیختے روتے روتے تھک گئی
تھی۔انہی دنوں میری نانی مرگئی۔اور اپنا غریبانہ سا گھر ہمیں دے گئی۔میں کہتی اس گھر کو بیچ کر تمہارا
علاج کرواتے ہیں۔وہ کہتا علاج پر وقت اور پیسہ ضائع نہ کرو ______ جتنے دن باقی ہیں۔
پیار کریں کہ مجھے مرنے کا دکھ نہ ہو۔اور تمہیں زندگی بھر پیار کی حسرت نہ رہے۔
ہے نا عجیب بات ______

اس کو صرف پیار کی ہوس تھی ______

مجھے صرف اس کی زندگی کی تمنا تھی ______

اسی کشمکش میں میرا بیٹا پیدا ہوگیا۔ بہت خوبصورت، بالکل میشائل کی صورت والا ______ لیکن پرورش تو اس کی بھی کرنا تھی۔ میں نے ایک اور ملازمت تلاش کی ______ میشائل سارا دن بچے کا دھیان رکھتا ______ مگر بچہ شاید میشائل سے بھی پہلے جانے کا کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ پھر رونے لگی ______ پھر آنکھیں صاف کرنے لگی۔

اب ترمذی صاحب کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔۔۔

اس کے چھ ماہ بعد میشائل بھی چلا گیا ______

بھلا آپ نے کبھی سنا ہے۔۔۔۔ کہ یوں کوئی جائے۔۔۔۔ میں کام سے گھر آ گئی تھی، رسوئی میں کھانا پکا رہی تھی ______

میشائل نے مجھے آواز دی۔ وہ مجھے ہمیشہ کرسٹل کہہ کر بلاتا تھا۔

بولا۔ کرسٹل میرے پاس آؤ ______ مگر جلدی آؤ ______

میں نے چلا کر کہا ______ تمہارے لئے سوپ بنا رہی ہوں ______

چیخ کر بولا ______ جلدی آؤ۔ ورنہ میں آ کر سارا سوپ گرا دوں گا۔

ان دنوں وہ کچھ چڑچڑا ہوگیا تھا۔ اور مجھے ڈر تھا وہ ایسا ہی کرے گا ______

میں دوڑی آئی ۔ وہ بستر پر لیٹا تھا ۔ اس نے تھوڑی سی جگہ بنائی اور کہنے لگا یہاں جاؤ ______

میں نے ناگواری سے کہا۔ یہ کوئی وقت ہے ______

خوفناک آواز نکال کے بولا ______ لیٹو ______

پتہ نہیں اس کے لہجے میں کیا تھا۔ میں لیٹ گئی۔ مگر تنی تنی سی۔۔۔ خفا خفا سی۔۔۔۔

وہ بھی سیدھا لیٹا تھا۔ اور میں بھی ______ اس نے اپنا بازو میرے سر کے نیچے رکھ دیا، بولا ______ اپنا بازو میرے گلے میں حمائل کرو۔۔۔۔

میں نے بیدلی سے اپنا بازو اس کے اوپر رکھ دیا ______

خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔۔۔

میں نے کہا ______ میشائل۔۔۔ اب کیا کروں۔ بولو ______

بہت مدھم آواز آئی۔۔۔ اپنا جانا آسان کر رہا ہوں۔ چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہ رہا۔ آج کل وہ روزانہ ایسی کوئی بات کہہ دیتا تھا ______ میں نے زیادہ توجہ نہیں دی۔ میرا دھیان چولھے پر رکھے سوپ کی طرف تھا ______ میں تھوڑی دیر چپ رہی۔۔۔ آنکھیں بند کر کے لیٹی رہی۔ پھر مجھے اچانک محسوس ہوا کہ میرے سر کے نیچے صرف لکڑی رہ گئی ہے۔ میں نے اپنا بازو دیکھا جو اس پر رکھا تھا وہ بے جان سا لگ رہا تھا ______ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھی ______

اس کو آوازیں دیں ______

وہ میرا سہارا لے کر مجھے بے سہارا چھوڑ گیا تھا ______

مس کونیگر نے میز پر اپنا سر رکھ لیا۔ اور ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔

پھر سر اٹھایا ______

میں اس کے پہلو میں لیٹی تھی۔ مجھے اس کے جانے کا پتہ نہ چلا ______ میں اسے روک نہ سکی۔ آخری پیار نہ کر سکی۔ اس کی پرواز کو نہ دیکھ سکی میں بدبخت تھک کر آئی تھی۔ اور خفا خفا سی بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔۔ اور اس کو جانے کا حوصلہ نہ ہو رہا تھا۔

دیکھا آپ ______؟ یہ اس کا بندوبست ہے ______ اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔

سب وہی ڈیزائن کرتا ہے۔؟ ہم تو بس مہرے ہیں۔۔۔۔۔ مہرے ۔۔۔۔۔۔۔

پھر کیا ہوا مس کونیگر ______

ترمذی صاحب بالآخر بولے ______

کیا ہونا تھا۔ دنیا میں اس سے بڑا حادثہ تو نہیں ہو سکتا نا؟ یہ تو جنگ عظیم سے بھی بڑا حادثہ تھا۔ میرا میشائل چلا گیا۔ میرے لئے دنیا ختم ہوگئی ______ مرنا چاہتی تھی مر نہ سکتی تھی ______ تب میرے باپ کو پتہ چلا۔ تو اٹلی آ کر مجھے واپس جرمنی لے آیا ______ یہاں اس گھر میں ______ 18 سال کی عمر میں اٹلی گئی تھی۔ اور اکیس سال کی عمر میں بیوہ ہو کر آ گئی۔۔۔۔۔ دوبارہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا چھ سال میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ اور پھر ملازمت کر لی ______ زندگی کا

یہی چلن بنالیا باپ کی وفات کے بعد یہ سجا سجایا گھر میری ملکیت ہوگیا ______
مگر دل کی کتاب کا ایک صفحہ پھٹ گیا تھا۔اس کی جگہ خالی رہی ------- ویسے لوگ تو
ہی رہتے ہیں۔ چاہنے والوں کی کسی دور میں بھی کمی نہیں ہوتی۔ یہاں صاحب حیثیت عورت کو
وقعت دی جاتی ہے ------ مطلقہ اور بیوہ کو بھی ______
آپ تو جانتے ہیں۔محرومیوں کے گرد باد سے نکلنے کے بعد بغاوتوں کا ایک موسم آتا ہے جو
سرکش ہوتا ہے۔آپ اپنی قسمت کے غصے نکالنے کے لئے مختلف وطیرے اختیار کرتے ہیں۔سرکشی
موسم بھی آکر گزر گیا۔کچھ لوگوں کو میں نے قریب آنے کا موقع دیا وہ میرے دل کو سمجھے نہیں یہ زندگی
سودا تھا ------ بس طبیعت ادھر نہیں آئی ______
اور اب ایسی زندگی کی مجھے عادت سی پڑ گئی ہے ------ اتنی دیر بعد وہ پہلی دفعہ مسکرا
زبردستی! ______
اوہ ------ میں مستقل باتیں کر رہی ہوں۔
مجھے اچھا لگ رہا ہے۔تمہیں سننا ______ انہوں نے جلدی سے کہا۔
ترمذی صاحب: کل ہوٹل میں جب آپ نے اپنی داستان سنائی تھی۔تو میں بے اختیار رو رہا
پتہ ہے کیوں ______
مجھے خدا کی اس ادا پر رونا آیا تھا ______ کہ مختلف زمینوں پر بسنے والے، مختلف زبا
بولنے والے اور مختلف مذاہب کے لوگوں کی قسمت میں ایک جیسے واقعات کیوں لکھ دیتا ہے یہ سب تعج
انگیز ہے ----- ہے نا؟
آپ کی اور میری کہانی تقریباً ایک جیسی تھی ______ ؟
میں جانتی ہوں کہ خواہشوں کے راستے میں کون سی چیز حائل ہو جاتی ہے ------
مرنے والے یہ تو نہیں کہہ جاتے کہ تم اپنے آپ کو زندہ درگور کر لینا۔مگر ہماری ذات کا ایک حصہ
اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔کسی دوسرے کے ہو کر اس کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔اور ہم ڈرتے ہی رہتے
----- ہم بھی نارمل زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔چاہنے والے بھی مل جاتے ہیں۔ذات کا وہ حصہ
مل سکتا۔کتاب سے پھٹا ہوا کاغذ کبھی اپنی جگہ پر واپس نہیں آتا۔
تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو ______ اب ترمذی صاحب کی آواز بھی بوجھل ہوگئی تھی۔

کسی دوسرے آدمی سے دھڑکا ہی لگا رہتا ہے۔کہ ہماری یادوں کے پچھواڑے بنی ہوئی محبت کی
قبر کو یہ ادھیڑ کر نہ پھینک دے کوئی مرد، کوئی عورت ایک دوسرے کی پہلی محبت کو معاف نہیں کرتے
بس اس طرح عمر کا پہیہ تیزی سے گھومتا رہتا ہے ------ بالآخر ہم حالات سے
سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔یا اپنی زندگی کے عادی ہو جاتے ہیں ------
میں نے اس گھر کو سجا بنا کے رکھا ہے۔مجھے سجے بنے گھر بہت اچھے لگتے ہیں۔یہ چیزیں میرے
ساتھ باتیں کرتی ہیں۔ابھی آپ میرے گھر والوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔آئیں میں آپ کو
ان سے ملواؤں ______ وہ کھڑی ہوگئی۔
ترمذی صاحب بھی کھڑے ہوگئے۔آئیں وہ بیڈروم کی طرف چلی۔وہ ایسے اس کے پیچھے روانہ
ہوئے جیسے کسی نے مسمرائیز کر دیا ہو۔بیڈروم میں جا کے اس نے ایک الماری کھولی اس میں کسی نوجوان
کی جینز، ٹی شرٹ، سوٹ، بوٹ جرابیں اور دیگر چیزیں رکھی تھیں۔بولی۔یہ میرا ایشائل ہے۔میں نے
اس کی ایک ایک چیز سنبھال کے اپنے بیڈروم میں لگا رکھی ہے۔جانے کو بھی تیار تھا۔اور ہمیشہ کہتا رہتا
تھا۔کچھ ایسا بندوبست رکھنا کہ میں تمہاری زندگی میں ہمیشہ رہوں۔میں نے اپنے نام کے ساتھ ایشائل
لگا رہنے دیا ہے۔
اس نے الماری بند کر دی ______ بلکہ میرے حلقہ احباب میں لوگ مجھے ایشا بلاتے ہیں۔
یہ میں نے ہی ان سے کہا ہے۔آپ نے میرے نام پہ غور کیا ہے ______
میرا نام اسی لئے کرسٹینا ایشائل کونیگر ہے۔
نہ جانے ترمذی صاحب کو کیا ہوا ______ ایک دم بولے ______
''میں بھی آج سے ایشا کہوں گا۔''
کرسٹینا نے دوسری الماری کھول دی۔اس میں ایک ننھے بچے کے کپڑے، برتن کھلونے اور بہت
سی چیزیں پڑی تھیں ______ یہ میرا بیٹا ہے ہولگا ------ HOLGA
ترمذی صاحب اُس ایک چیز کو اٹھا کر دیکھتے رہے۔پھر حیرت سے بولے ______
تم تو کہتی ہو کہ تمہارا بیٹا تیسرے مہینے ہی گزر گیا تھا۔مگر یہ کپڑے بڑے بھی ہیں اور زیادہ بھی اور
اتنے کھلونے ______
ہاں ______ وہ پھر آبدیدہ ہوگئی۔وہ جب پیدا ہوا تھا۔تو اسے کچھ نہیں ملا تھا ______

غربت کے سوا______ یہ دیکھیں اس نے دو چھوٹے چھوٹے فراک اٹھائے۔بس یہ دو فراک ہ
اس کے پاس۔۔۔۔۔۔بس جب میں بازار جاتی ہوں تو اس کے نام کی کوئی چیز لا کر یہاں رکھ
ہوں۔اور ان دونوں کے درمیان میں رہتی ہوں______

اف میرے خدا______ ترمذی صاحب گھبرا کر باہر نکل آئے۔اور آ کر کرسی پر بیٹھ گئے

کرسٹینا نے آ کر انہیں دیکھا۔تو بولی۔

میں نے آپ کو پریشان کیا ہے۔میں آپ کے لئے کافی بنا کر لاتی ہوں______

کچن میں گئی اور دو گرم گرم پیالے کافی بنا کر لے آئی______

ترمذی صاحب چپ چاپ کافی پیتے رہے۔پھر ان کی نظر اپنی کلائی کی گھڑی پر گئی۔حیران ہو
سر اٹھایا۔اور بولے______ ذرا وقت تو دیکھو______

اس نے کلاک کی طرف دیکھا اور بولی______ دو بج گئے۔اور ہمیں پتہ ہی نہیں چلا۔

رات بھی دو بج گئے تھے۔ہم زیادہ باتیں نہیں کر رہے______؟

ترمذی صاحب کافی پیتے رہے۔کرسٹینا بھی سامنے بیٹھی کافی پیتی رہی______

شاید وہ تھک گئی تھی۔ایک دم چپ ہو گئی تھی۔

تم بڑی اچھی تجزیہ نگار ہو۔تم نے حالات کا کتنا اچھا تجزیہ کر رکھا ہے۔میں جزئیات کو بیان نہیں کر
سکتا۔شاید میں جزئیات پر غور ہی نہیں کر سکتا______ میری زندگی میں بھی سرکشی کے دن آئے
تھے۔میں نے بہت کھیل کھیلے تھے۔دو چار عورتیں زندگی میں آئیں۔۔۔۔۔۔ایک تو میرے فلیٹ میں
رہتی تھی۔میری ماں نے مجھے خط لکھا کہ میں کسی بھی غیر ملکی عورت سے شادی کر سکتا ہوں مگر شادی میرے
ایجنڈے میں سے نکل گئی تھی تتلیاں پکڑتے پکڑتے بھی آدمی تھک جاتا ہے۔

کرسٹینا نے کافی پی کر پیالی ایک طرف سرکا دی۔اور کہنیاں میز پر ٹکا کے اپنا چہرہ ہتھیلیوں کے
فریم میں رکھ لیا۔۔۔۔۔۔

ان کے چہرے پر نظریں گاڑ کر بہت آہستہ سے بولی______

''آج ابھی تھکن کا احساس ہوا ہے______''

پھر اس نے بازو میز پر پھیلا دیئے۔۔۔۔۔۔

ترمذی صاحب تھوڑی دیر گم صم بیٹھے رہے______ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہو

لے______ ابھی ابھی میرے دل پر ایک لمحہ اترا ہے۔کرسٹینا۔۔۔۔۔۔اس لمحے نے مجھے روشنی
ائی ہے______ دو اجنبی انسانوں کا______ ایک زمین پر اکٹھے ہو جانا خلاف مصلحت
ں ہو سکتا۔تھک میں بھی گیا ہوں۔اور یہ احساس ابھی ابھی ہوا ہے۔۔۔۔۔۔آؤ باقی کا سفر دونوں مل
طے کریں۔

انہوں نے ہاتھ بڑھا کر۔۔۔۔۔۔اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی دونوں کلائیاں پکڑ
لیں______

اسے قدرت کی طرف سے ایک اشارہ سمجھو______ ہم نے کبھی سوچا تھا۔نہ میں نے______
مگر ہم اتنی دور سے چلتے چلتے ایک موڑ پر ملے ہیں______ اچانک______ ایک
رے کو اتنی اچھی طرح جانتے ہیں۔کہ ایک دوسرے کو زندگی کی خوشیاں دے سکیں گے______

تم مجھ سے شادی کرو گی۔اچانک انہوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا______

شدت جذبات سے وہ رونے لگی۔

انہوں نے اس کی کلائیوں پر گرفت سخت کر دی______

لمحے کو ضائع نہ کرو______ وہ ہمارے اوپر سے بہت تیزی سے گزر رہا ہے۔بولو مجھ سے
ی کرو گی______

ہاں۔۔۔۔۔۔روتے روتے اس نے سر ہلایا۔

ترمذی صاحب نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تاکہ رومال نکال کر اس کے آنسو پونچھ دیں۔ان
اتھ میں وہی ڈبیا آ گئی______

باہر نکالی______ اور ایک دم خوش ہو گئے۔

دیکھو۔۔۔۔۔۔یہ تمہارے لئے ہے۔

تمہارا تحفہ ہے______

میرا تحفہ______؟

ہاں کل میں لایا تھا تمہیں دینے کو______ مگر دینا یاد ہی نہ رہا______ آج پھر جیب
ال کے لایا تھا۔کتنے اچھے وقت میں برآمد ہوا ہے______ لو تم ہی کھولو اسے______

کرسٹینا۔۔۔۔۔۔پیپر اتار کے ڈبیا کھولنے لگی۔اندر سے بریسلیٹ نکل آئی______

او گاڈ!______ کہہ کے اس نے آنکھیں بند کرلیں اور بریسلیٹ کو سینے سے لگالیا

تمہیں پسند آئی ہے______؟

یہ آپ نے ہوٹل کی بیس منٹ میں سے خریدی ہے۔

ہاں______

آتے ہی میں اس شاپنگ سنٹر میں گئی تھی۔ مجھے یہ بریسلیٹ بہت پسند آئی تھی۔

مگر جب تخمینہ لگوایا۔ تو اس کے لئے میری تنخواہ بھی ناکافی تھی______

شکریہ______ شکریہ______

لاؤ میں خود تمہیں پہنا دوں۔ انہوں نے کرسٹینا کی کلائی پکڑ کے اس میں بریسلیٹ

دی______

لگتا ہے تمہاری ہی کلائی کے لئے بنی تھی______

کرسٹینا نے بریسلیٹ کو کس Kiss کیا۔ اور بولی۔

میں نے بہت عرصہ بعد ایک چیز پسند کی اور آپ لے کر آگئے ------ ہاں میں

قدرت نے آپ کو میری تنہا زندگی کا ساتھی بنا کر بھیجا ہے۔

ڈاکٹر ترمذی آپ --- آپ اب اجنبی نہیں رہے میرے لئے میں آپ کا نام لے سکتی

ہاں ہاں______ میرا نام ہے۔ یوسف جبار ترمذی______

یوفو______ ایک دم کرسٹینا نے دوہرایا۔

نہیں کہو یوسف______

وہ پھر بولی______ یوفو______

اچھا دو تین بار کہنے سے تمہیں میرا نام آجائے گا۔ انہوں نے Spelling بتانے شروع

وائے او یو ایس یو ایف YOUSUF

یوسف ----- وہ بولی______ ہاں اب ٹھیک ہے۔

اب تم ایسا کرو مجھے کوئی میٹھی چیز کھلاؤ______

میٹھی______؟ یعنی سویٹ ڈش______

نہیں کچھ میٹھا ------

وہ اٹھ کر گئی اور ریفریجریٹر میں سے چاکلیٹ کا ڈبہ نکال لائی۔

چلے گا______

ضرور چلے گا۔

آؤ میں تمہیں بھی کھلاؤں______

وہ پاس آکر بیٹھ گئی۔

تمہیں پتہ ہے کرسٹل ہمارے ہاں جب شادی کی بات طے کی جاتی ہے۔ تو اس کے فوراً بعد ہم میٹھی چیز کھاتے ہیں۔ اسے منہ میٹھا کرنا کہتے ہیں۔ تم میرا منہ میٹھا کرواؤ اور میں تمہارا______

وہ ہنسنے لگی۔ اور اپنی پسند کی چاکلیٹ تلاش کرنے لگی۔

ترمذی صاحب کھڑے ہوگئے۔

بھئی اب میں ہوٹل جانے کا نہیں______ رات تو ختم ہوگئی یہیں سو رہوں گا۔

وہ پیچھے آئی______

یوفو----- پھر رک گئی----- سوری یوسوفو______

سنو کرسٹل تم مجھے یوفو ہی کہو۔ تمہارے منہ سے یہی اچھا لگتا ہے۔

اوکے ----- وہ بولی۔ آپ میرے بیڈ روم میں سو جائیں آکر______ میں یہاں ڈرائنگ روم میں سو جاؤں گی۔

نہیں______ وہ بولے______ میں ابھی تمہارے بیڈ پر نہیں سو سکتا۔ میں تو یہیں اس صوفے پر سوؤں گا۔ اگر تم نے زبردستی کی تو میں ساری رات جاگتا رہوں گا۔ بس ایسے کرو کہ مجھے ایک بستر کی چادر لادو______

اور کپڑوں کا کیا کرو گے______

بس تم چادر لادو______

وہ چلی گئی ------ بتیاں بجھانے اور بستر بنانے میں اسے کچھ دیر ہوگئی۔ جب وہ بستر کی تہہ کردہ چادر لئے ڈرائنگ روم میں آئی۔ تو اس نے دیکھا ترمذی صاحب گہری نیند سو رہے تھے۔ ان کے ہلکے ہلکے خراٹے سنائی دے رہے تھے۔ کوٹ اتار کر انہوں نے دوسرے صوفے پر رکھ دیا تھا۔ جوتے اتار کر ان کے اوپر جرابیں رکھی ہوئی تھیں۔ ٹائی قالین پر گری ہوئی تھی۔ سر کے نیچے ایک نرم کشن رکھی ہوئی

تھی۔ اور سیدھے ہاتھ کی طرف منہ موڑے بے سدھ سوئے پڑے تھے۔ وہ تھوڑی دیر کھڑی ا
دیکھتی رہی ________

تعجب ہے اتنی جلدی، اتنی گہری نیند سو گئے ________

پھر اس نے چادر کھول کر ان کی ٹانگوں تک اوڑھا دی ________ جوتے اٹھا کے ایک طر
رکھے۔ ٹائی اور کوٹ ٹھیک طرح سے لٹکایا ________ بتی بجھا دی۔ اور دبے پاؤں چلتی ہوئی اپنے
روم میں آ گئی۔ وہ بستر پر دراز ہو گئی۔ پر نیند نہیں آئی۔ عجیب بیکلی تھی ________ عجیب احساسات.

________ کچھ سوچنا چاہتی کچھ سوچا نہ جاتا ________

ایسے جیسے ہزار کوس چلنے کے باوجود۔۔۔۔۔۔۔ منزل تو گھر میں ہی تھی ________

بتی بجھانے سے پہلے ایک دفعہ پھر اس نے دروازہ کھول کے ترمذی صاحب کو دیکھا۔ مبادا
جاگ گئے ہوں۔ مگر اب ان کے خراٹے بتا رہے تھے کہ وہ نیند کی گہری وادیوں میں اتر چکے ہیں۔ ا
نے اپنا دروازہ بند کیا۔ بتی بجھائی۔ اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔

صبح دس بجے کرسٹینا کی آنکھ کھل گئی۔ گھڑی دیکھی اور ایک دم بستر سے نکل آئی۔ دوڑ کر دروازہ
کھولا۔ اور ڈرائنگ روم میں جھانکا ________ مہمان ابھی تک سو رہا تھا۔ اس نے انگڑائی لی ان
سب باتوں کو خواب ہی سمجھتی ________ جو کل رات خواب کی طرح زندگی میں شامل ہو گئی تھیں۔
رات سونے سے پہلے بھی وہ یہی سوچتی۔۔۔۔۔۔۔ کہ صبح اٹھنے پر یہ سپنا موجود ہو گا یا نہیں اس نے سلیپر
پہنے باتھ روم میں گئی۔ جلدی جلدی تیار ہو کر ننگے پاؤں، پنجوں کے بل چلتی ہوئی کچن میں گئی۔ چائے
بنائی۔ ٹرے میں دو پیالیاں رکھیں۔ اور ڈرائنگ روم میں آ گئی مہمان الٹا سویا ہوا تھا۔ اسے غالباً ہوش ہی
نہیں تھا ________ وہ کہاں ہے۔ اور کس عالم میں سویا پڑا ہے۔ کرسٹینا نے چائے کا ٹرے تپائی پر
رکھا گھڑی کو دیکھا۔ گیارہ بج رہے تھے اب ٹھیک ہے اس نے سوچا اب جگا دوں گی۔۔۔۔۔

اس نے مہمان کے بالوں پر ہاتھ پھیرا پھر آہستہ آہستہ انگلیاں چلائیں۔۔۔۔۔۔ مہمان کے جسم
میں حرکت پیدا ہوئی۔۔۔۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہی ________

اس نے بغیر سر اٹھائے خوابیدہ آواز میں پوچھا ________

یہ خواب ہے یا حقیقت۔۔۔۔۔۔۔؟

وہ چپ رہی۔۔۔۔۔۔۔۔ مسکراتی رہی۔۔۔۔۔۔ انگلیاں پھیرتی رہی ________

وہ پھر بولا
____

یہ خواب ہے یا حقیقت ________

حقیقت ________ حقیقت ________ وہ چیخ کو بولی۔

پھر زور سے ہنس پڑی۔

ترمذی صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور اسے بازوؤں سے پکڑ کر وہیں قالین پر بٹھا لیا۔

خوب سوئے آپ تو ________؟

اور تم
____

میں بے یقینی کے عالم میں تھی۔۔۔۔۔۔ایسی صورت میں مجھے گہری نیند نہیں آتی ____ سو

جاگتے ______ وقت گزرا ______

مگر فریش لگ رہی ہو؟

ایک عرصہ بعد خوش ہوئی ______

میں رات سوتے وقت سوچ رہا تھا۔ کہ کتنا اچھا ہو۔ تم صبح مجھے بالوں میں انگلیاں پھیر کر جگاؤ۔

سچ ______؟

ہم تو ایک دوسرے کے اسیر ہوتے جا رہے ہیں۔ چائے لیجئے ______ اس نے ٹرے آ

بڑھایا۔ وہ دوڑ کر کلی کر آئے۔ اور دونوں چائے پینے لگے۔

کرسٹینا کھڑی ہوگئی۔۔۔۔۔ بولی۔۔۔۔۔ آپ ناشتہ کر لیں۔ اور مجھے بتائیں آج کا پروگرام

وہ آ کر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئے۔

کچھ بھی کھلا دو۔ پھر ہوٹل چلتے ہیں۔ میری شیوکٹ اور برش وغیرہ تو وہیں رکھا ہے۔

وہ ناشتہ بنا کر لے آئی ______

اور آگے کا پروگرام ______

اور آگے کا پروگرام یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ آج شام ہم ہائیڈل برگ جائیں گے۔ اور سب

پہلے پاپا ای لیو کو خوشخبری سنائیں گے کہ ہم شادی کر رہے ہیں۔

ہاں وہ بہت خوش ہوں گے۔۔۔۔۔ آپ کو پتہ ہے انہوں نے ابھی تک شادی نہیں

کی ______

اچھا ______

اور یونیورسٹی کی سب خواتین انہیں پاپا ہی بلاتی ہیں۔

وہ سب کے پاپا لگتے ہیں۔

سنو کرسٹل ہمارے ہاں اگست میں عدالتیں بند ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے یہاں آ گیا تھا۔ پندرہ

گزر گئے ہیں۔ اب میرے پاس پندرہ دن ہیں۔ میں شادی کر کے کچھ دن تمہارے ساتھ رہوں گا،

وطن واپس چلا جاؤں گا۔ تم بعد میں گھر بار کا بندوبست کر کے آ جانا بولی۔

نہیں پروگرام میں نے رات کو ہی بنا لیا تھا ______ اب زیادہ سوچنے کی گنجائش نہیں۔

تم بتاؤ۔

اس ہفتے ہم شادی کریں گے۔ اور اگلا سارا ہفتہ ہم ایس لنگ آئیں گے اور اسی گھر میں ہنی مون

کے ہفتے بعد میں بھی تمہارے ساتھ پاکستان چلی چلونگی۔

تمہاری ملازمت ______ یہ گھر وغیرہ وغیرہ۔

تم اس کی فکر نہ کرو۔ لولو میری ہمسائی میرے گھر کا خیال رکھتی ہے۔ میری بلی کو کھانا دیتی ہے۔ اور

یوں کا خیال رکھتی ہے۔

یہ تمہاری چڑیاں بول رہی ہیں۔

ہاں ان کا پنجرہ باہر رکھا ہے۔ آج میں صبح صبح دانہ ڈالنے نہیں گئی تو شور مچا رہی ہیں۔

تمہارے جانے سے یہ اداس ہو جائیں گی ______

بعد میں انہیں پاکستان لے جاؤں گی۔۔۔۔۔۔

ترمذی صاحب کھڑے ہو گئے ______ چلو۔۔۔۔۔۔ ہوٹل چلیں۔

اس نے ایک نظر انہیں دیکھا۔ اور بولی ______

پلیز غسل خانے میں جا کر مجھے اپنی پینٹ اور قمیض دے دیں۔ میں استری کر دوں ______

کوئی بات نہیں۔ وہ بولے۔ ہوٹل چل کے بدل لیں گے ______

یوفو ____ اتنے سلوٹوں کے مارے کپڑے پہن کر جانا معیوب سمجھا جاتا ہے پلیز جلدی

دو ______

وہ برتن دھونے لگی۔ ترمذی صاحب چادر اٹھا کر باتھ روم میں چلے گئے۔۔۔۔۔

اس نے ان کی قمیض اور پینٹ استری کر کے ہینگر پر لٹکائی ہی تھی۔

کہ بستر کی چادر کا تہبند باندھے ہوئے ترمذی صاحب باہر نکل آئے۔

ارے۔۔۔۔۔۔ یہ کیا بن کر آ گئے ہیں۔۔۔۔۔ میں کپڑے آپ کو پکڑانے لگی تھی۔

یہ ہمارے گاؤں کا لباس ہے۔ اسے تہہ بند کہتے ہیں۔ وہاں تم دیکھو گی اندر باہر لوگ یہی لباس

پہنتے ہیں۔

ویسے بڑا Fascinate کر رہا ہے۔ کپڑے لیجئے میں بھی تیار ہو کر باہر نکلتی ہوں۔

وہ تیار ہو کر باہر آ گئے ______

موسم بہت خوش نما تھا۔ تھوڑی دیر بعد کرسٹینا باہر نکلی اس نے گھر کو لاک کیا۔ ریموٹ کنٹرول
گیراج کھولی۔ گاڑی باہر نکال لائی۔ ترمذی صاحب دوسری طرف سے آ کر بیٹھ گئے۔ ترمذی صا
نے دیکھا۔ وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔ اس نے آتش گلابی پھولوں والا فراک پہنا ہوا تھا۔ بال کھلے
دیئے تھے۔ اور آتشی گلابی رنگ کی لپ سٹک لگا رکھی تھی۔ اپنی عمر سے جوان نظر آ رہی تھی ______
موٹر سڑک پر دوڑنے لگی۔ ترمذی صاحب نے کہا۔
آج تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔ اب مجھے معلوم ہوا۔ تمہارے بال اور آنکھیں کالی کیوں
تمہاری ماں اٹلی کی تھی نا؟ اس لئے ______
ہاں ______ وہ بولی ______ میں نے بال اور آنکھیں اپنی ماں سے لی ہیں۔ یوفو ______
رات میں نے عرصہ دراز بعد ڈیڈی اور میشائل کو خواب میں دیکھا ہے ______
واقعی ______؟
ہاں ______ ذرا کی ذرا سوئی تو دیکھا کہ ڈیڈی اور میشائل ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے مسکرا
ہوئے آ رہے ہیں۔ قریب آ کے انہوں نے گلابی پھولوں کا ہار مجھے دیا ______ میں نے
دیکھا پیچھے تم کھڑے تھے۔ میں نے وہ ہار تمہارے گلے میں ڈال دیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔
تم خوابوں پر یقین رکھتی ہو۔
ہاں ______
ہمارے ملک میں بھی عورتیں بہت خواب دیکھتی ہیں۔ پھر خود ہی اس کی تعبیریں نکالتی ہیں۔
میں نے بھی تعبیر نکالی ہے۔ کہ اس شادی سے ڈیڈی اور میشائل دونوں خوش ہیں۔ تم نے
مبارک خواب دیکھا ہے ______
یوفو: تم میرے ساتھ ایک وعدہ کرو ______
کیا ______ کہ تم ہر سال اگست میں مجھے جرمنی لایا کرو گے۔ اور پورا مہینہ ہم اپنے اُ
میں گزارا کریں گے ______ جس گھر میں ہمارا سنگم ہوا ______
ہو گیا وعدہ ______ اور ______
اور مجھے ڈر لگتا ہے۔
کھل کے بات کرو۔

میں نے سنا ہے۔ پاکستانی مرد ------- میرا مطلب ہے۔ ان سے شادی سے پہلے مسلمان
ہونا ضروری ہوتا ہے ______
ترمذی صاحب ہنسنے لگے۔
کرسٹل ______ اس شادی میں ساری مرضیاں تمہاری ہوں گی۔ جو تم چاہو گی وہ ہوگا۔ اور
جیسے تم چاہو گی۔ ویسی شادی ہوگی۔ میری طرف سے نہ کوئی مطالبہ ہے۔ نہ زور اور زبردستی ______
تو پھر میں اپنی مرضی کروں گی ______
ضرور کرنا ______
تم نے پوچھا ہی نہیں کہ میری مرضی کیا ہے؟
جب کہہ دیا کہ اپنی مرضی کرو گی۔ پھر کیا پوچھنا ______ اچھا بتاؤ ______ کیا ہے
تمہاری مرضی ______
میں مسلمانوں کی طرح شادی کروں گی۔
کرسٹل مائی ڈارلنگ ______ کتنی پیاری عورت ہو تم ______
اب ایک بات رہ گئی ہے۔ وہ کیا ہے ______
میں نے سنا ہے کہ پاکستانی مرد ______
پھر وہ چپ کر گئی ------
تم نے ساری باتیں پاکستانی مردوں ہی کے بارے میں سنی ہیں۔
اصل میں یہ ساری باتیں ایشیائی مردوں کے لئے مشہور ہیں ------ اس لئے ------ ہاں تو یہ
کون سی بات ہے؟ ______
میں نے سنا ہے کہ پاکستانی مرد بچوں کے بہت شیدائی ہوتے ہیں۔ شادی بھی بچوں کے لئے ہی
کرتے ہیں۔ اگر بچہ نہ ہو تو بیوی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یا دوسری شادی کر لیتے ہیں۔
ترمذی صاحب پھر قہقہہ لگا کے ہنسے ______
یہ سب پرانی باتیں ہیں کرسٹل ------ ہمیشہ ایسے نہیں ہوتا ------
تمہیں معلوم ہے میں تو چالیس برس کی ہو گئی ہوں۔
فکر نہ کرو ______ پاکستان میں تو پچاس برس تک عورتیں بچے پیدا کرتی رہتی ہیں۔ وہاں جا

SECOND PHASE

کراس اناج کا کچھ تو اثر ہو گا۔

یوفو ________ تم میرا مذاق اڑا رہے ہو ________

نہیں نہیں کرسٹل ________ اب جو ہمیں تھوڑا وقت ملا ہے۔ہم صرف ایک دوسرے کے لئے جئیں گے۔اور ایک دوسرے سے محبت کریں گے بس ______ میرا کوئی مطالبہ نہیں تھا ____ کوئی مطالبہ نہیں ہو گا ____ میں اتنی دور سے تمہیں لے جا رہا ہوں ______ تو کیوں ______ محبت کرنے کے لئے ------ اتنی زندگی گزر گئی کسی سے محبت نہیں کی ________ رائیگاں گزر گئی ساری ______ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تمہیں محبت نہ مل سکے تو تم بھی کسی سے محبت نہ کرو۔

اوہ یوفو کتنی خوبصورت بات کی ہے تم نے ________

ہم تو ہوٹل پہنچ کے ریلوے سٹیشن چلے جائیں گے۔تمہاری گاڑی گاؤں واپس کیسے جائے گی۔

تردد کرنے کی ضرورت نہیں ________ ہمارے جاتے ہی ہوٹل والے میری گاڑی میرے گیراج میں پہنچا دیں گے۔----

تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی ------ وہ شہر میں آ چکے تھے ----- اور ہوٹل کے قریب پہنچنے والے تھے۔

چپ کیوں ہو گئے یوفو!

اتنی باتیں کرنے کے بعد ---- دل چاہ رہا ہے۔تم اسی طرح موٹر چلاتی رہو۔

میں تمہارے ساتھ بیٹھا رہوں۔موٹر پوری دنیا کے گرد چکر لگاتی رہے۔

سب کچھ جلدی جلدی کرنے کو دل چاہ رہا ہے۔

یوفو: کرسٹینا نے رخ موڑ کر ترمذی صاحب کی طرف دیکھا۔اور ہنس کر بولی۔

''زندگی میں تبدیلی کتنی جلدی آ جاتی ہے۔''؟

جتنی جلدی زندگی میں محبت آ جاتی ہے۔ترمذی صاحب نے جواب دیا۔

محبت ________ ؟ کرسٹینا نے معنی خیز نظروں سے ان کو دیکھا ________

وہ ہنس کر بولے ________

عورت کا دوسرا روپ محبت ہے!

لمحۂ ملن کا حاصل
یہ بے اماں جدائی
وہ شب جو ساتھ گزری
پھر کب پلٹ کے آئی!
کس موڑ پر ملے ہو؟

جونہی چندن نگر کی سولنگ والی سڑک پر ترمذی صاحب کی موٹر نمودار ہوئی۔ گاؤں کے اندر ہلچل مچ گئی۔ کرسٹینا کے ساتھ ترمذی صاحب پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ آگے ڈرائیور کے ساتھ ان کا منشی بیٹھا ہوا تھا۔ گاؤں کے لوگوں نے صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور شہر سے آنے والی پگڈنڈی کے دونوں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ گنگا جمنی کپڑے پہنے عورتیں بھی کھڑی تھیں ____ کچھ لوگ ٹولیوں کی صورت درختوں کے نیچے کھڑے تھے۔ کچھ کھیتوں کے اندر کام چھوڑ کر ان کو دیکھ رہے تھے۔ جہاں جہاں سے ترمذی صاحب کی کار گزرتی وہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر سلام کرتے۔ ترمذی صاحب بھی اپنا ہاتھ شیشے سے باہر نکال کر ان کے سلام کا جواب دیتے جاتے۔

گاؤں کے وسط میں پہنچے تو ایک ٹولی نے ڈھول کی تھاپ کے ساتھ رقص کرنا شروع کر دیا ____ عورتیں آواز ملا کر گانا گانے لگیں۔

ترمذی صاحب بے اختیار ہنسنے لگے۔

یہ کیا کر رہے ہیں ____؟ کرسٹینا نے پوچھا۔

ہماری شادی کو Celeberate کر رہے ہیں۔ ان کو بڑا ارمان تھا میری شادی کا؛

Very Fascinating ______ کرسٹینا نے پھر احتیاط سے سر پر سرخ دوپٹہ جمایا۔

کرسٹینا نے ہنی مون کے دوران ہی ترمذی صاحب نے کہہ دیا تھا، کہ وہ جرمنی سے سیدھے ان کے گاؤں جائے گی۔ ترمذی صاحب نے اسے لاکھ سمجھایا کہ وہ ایک پسماندہ گاؤں ہے۔ وہاں شہری سہولیات نہیں ہیں۔ بڑی مشکل ہوگی۔ مگر وہ نہیں مانی ____ بس یہی کہتی رہی ____

"تمہیں شادی کے بعد سب سے پہلے اپنے گاؤں جانا چاہیے۔ تمہارے بزرگوں کی ہی خواہش تھی۔ تمہارے لوگوں کی یہی خواہش تھی۔ ایک مرتبہ تمہاری بارات یہاں سے نامراد لوٹی تھی۔ اب تمہیں وہاں جانا ہوگا۔ اور میری فکر نہ کرو۔ مجھے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ میں اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ جا رہی ہوں اور جنگل بیابان میں بھی رکھو گے تو فرق نہیں پڑے گا۔"

پھر بھی ترمذی صاحب احتیاطاً پہلے لاہور آئے تھے۔ وہاں صرف دو دن رکے ____
اپنے دوست کی بیوی کے ساتھ کرسٹینا کو بازار بھیج کر نئے کپڑے دلوائے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ اگر
با قاعدہ دولہن بن کر نہ گئی۔ تو گاؤں کے لوگ اسے دولہن کی صورت میں قبول ہی نہیں کریں گے
والوں کو اپنے آنے کی اطلاع دے کر وہ گاؤں چل پڑے۔

گاؤں میں اب زیادہ عزیز نہیں تھے۔ ان کی دو بڑی بہنیں فوت ہو چکی تھیں۔ ایک بہن
خاندان سمیت لیبیا میں مقیم تھی۔ اور سب سے چھوٹی بہن ابھی تک سرینگر میں تھی۔ اس کا اس کی
آنا محال تھا۔ البتہ ان کی اطلاع پا کر کچھ بھانجے بھانجیاں ضرور آ گئے تھے ____

حاجن خالہ کا تو ان کے ہاں مستقل قیام تھا۔ اسے انہوں نے تفصیل کے ساتھ ہر بات
سمجھا دی تھی۔ اسی نے غالباً سارے گاؤں کو ان کی شادی کی اطلاع بھی کر دی تھی۔ اور اب سارا
ان کے اور ان کی دولہن کے استقبال کے لئے گھروں سے باہر نکل آیا تھا۔ جو سڑک ان کے گھر
تھی۔ اس پر با قاعدہ چھڑکاؤ کیا ہوا تھا۔

چوکیدار نے گیٹ کھول دیا۔ موٹر حویلی کے اندر داخل ہو گئی۔ سارے عزیز اور ملازم دوڑ دوڑ
سے ملنے لگے۔ انہوں نے جلد سے کرسٹینا کو بازو سے پکڑا اور اندر کو لپکے۔

اندر صدر دروازے میں حاجن خالہ بڑا سا پھولوں کا ہار لئے کھڑی تھیں۔ انہوں نے جھٹ
دولہن کے گلے میں ڈال دیا۔

ترمذی صاحب نے کہا۔

حجن خالہ! اب اپنی بہو کو سنبھالو ـــــــ یہ تمہاری زبان نہیں سمجھتی ـــــــ میں ذرا
کے لوگوں سے مل لوں ____؟

''ٹھیک ہے ____ میں اشاروں سے کام چلا لوں گی ____''
کر حجن خالہ نے کرسٹینا کا بازو پکڑا اور اسے اندر مسند تک لے گئیں۔ وہاں پر گاؤ تکیے کے سہارے
دیا۔ گاؤں کی عورتیں اور لڑکیاں بھاگ بھاگ کر اندر آنے لگیں۔ شور مچ گیا۔

میم صاحب آ گئی۔ میم صاحب آ گئی ____

جو بھی اندر آتی۔ وہ ماتھے پر ہاتھ رکھ کے کہتی۔

میم صاحب سلام!

کرسٹینا بھی ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سر سے اشارہ کر دیتی ____
ہنس ہنس کر سب کی طرف دیکھتی۔ سب حیران ہو ہو کر اس کی طرف دیکھتیں۔

پھر گاؤں کی لڑکیاں ہاتھوں سے کبھی کرسٹینا کو چھو کر دیکھتیں ـــــــ کبھی اس کے کپڑوں اور
گہنوں کو چھو کر دیکھتیں۔ کرسٹینا صورت حال کو بہت Enjoy کر رہی تھی ــــــ

ترمذی صاحب نے یہ اہتمام بطور خاص کیا تھا۔ کہ کرسٹینا لاہور سے ایسے کپڑے اور زیور خرید لے
جو گاؤں میں پہنے جا سکیں۔ اور جنہیں گاؤں کے لوگ پسند بھی کریں۔ پہلے تو کرسٹینا نے شور مچایا تھا۔ کہ
وہ اس عمر میں ایسے کپڑے نہیں پہنے گی۔ مگر اب وہ ترمذی صاحب کی دانشمندی کی قائل ہوتی جا رہی تھی۔
اس نے سرخ زرتار جوڑا پہنا ہوا تھا۔ اور سرخ نگینوں کے زیور پہنے ہوئے تھے۔ کلائیوں میں سونے کی
چوڑیاں تھیں ____

گاؤں کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اس کے قریب آئیں۔ اسے چھو کر دیکھتیں۔ اس کے کپڑوں اور
زیور کو ہاتھ لگا کر دیکھتیں پھر کہتیں ____ میم صاحب سلام ____

اب تک وہ سلام کا مطلب سمجھ چکی تھی۔

حجن خالہ چائے بنا کر لے آئی۔ انہیں اندازہ تھا۔ کہ یہ بدیسی لوگ چائے بہت پیتے ہیں۔

اب تک تمام آداب اشاروں میں ہی طے ہو رہے تھے۔

رات گئے ترمذی صاحب فارغ ہو کر اندر آئے ____ تو حجن خالہ بولیں ____

''اے میاں! دولہن تو بیٹھے بیٹھے اکڑ گئی۔ تم نے پہلی رات ہی اتنی دیر لگا دی۔''

کیا کرتا خالہ ____ تم نے بھی تو گاؤں میں کوئی بھولا بھٹکا نہیں چھوڑا۔ جسے ہماری
شادی کی خبر نہ ہو ____ اب ہر آنے والے سے دو باتیں تو کرنا ہی ہوتی ہیں۔ تم نے کچھ کھلایا
میری دولہن کو ____

بس چائے کے ساتھ بسکٹ دیئے تھے۔ جو غریب نے کھا لئے ہیں۔

پسند آئی تمہیں اپنی بہو ____؟ وہ ہنس کر بولے ____

ہاں ____ دیر سے شادی کی تو آسمان سے چاند توڑ کر لے آئے۔ حجن خالہ کھڑی
ہو گئیں۔ اپنے بٹوے میں سے سو کا نوٹ نکالا۔ اور کرسٹینا کی گود میں رکھ دیا۔

کرسٹینا گھبرا سی گئی۔

ترمذی صاحب نے اسے انگریزی میں سمجھایا۔ کہ یہ خاندان کے بزرگوں کی طرف سے پہلا نذ
ہوتا ہے۔ سلام کرکے لے لیتے ہیں۔ واپس کرنے سے بدشگونی ہوتی ہے۔
کرسٹینا نے مسکرا کر سو کا نوٹ اٹھالیا۔ اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کے سلام کیا۔
جیتی رہو ______ جیتی رہو ______ اللہ چاند سا بیٹا دے۔ یہ کہہ کر جمن خالہ
اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کی پیشانی چوم لی ______ ہاتھ اس طرح پھیرا کہ اس کے سار
بال بکھر گئے۔ مگر وہ ڈر کے مارے بیٹھی رہی۔ اس نے ہاتھ سے اپنے بال ٹھیک نہیں کئے۔ کہ خدا جا
دولہن کے بال بکھرا دینا بھی ان کا سسٹم ہو۔
ترمذی صاحب بولے ______
جمن خالہ ______ آج کھانا ملے گا۔ یا ہم بھی دولہن کا منہ دیکھ کر پیٹ بھر لیں گے۔
اے میاں یوسف۔ تمہاری چھیڑ چھاڑ کی عادت ابھی تک گئی نہیں ______ کھانا تو تیا
رکھا ہے۔ اب تم نے عندیہ دیا ہے۔ میز پر لگا دیتی ہوں۔
اور سن لو ______ وہ جاتے جاتے واپس آ گئیں ______
کل میں نے تمہارے ولیمے کا بہت بڑا بندوبست کیا ہے ______ ابھی سے بتائے دی
ہوں۔
خالہ: کہیں بڑھاپے کی شادی کا بھی ولیمہ ہوتا ہے ______ ولیمے شلیمے تو جوانی میں ہی اچھے
لگتے ہیں ______
واہ واہ میاں اب تم اپنا کوئی نیا دستور بنانا چاہتے ہو ______ اور تم کون سے ایسے بوڑھے ہوگئے
ہو ______ میں تو تمہارا ولیمہ دھوم دھام سے کروں گی۔ یہ کہہ کر باورچی خانے میں چلی گئیں۔
میز پر کھانا لگا کے انہیں بلا لیا۔
وہ دونوں کھانا کھانے لگے۔ تو یہ پاس بیٹھ گئیں۔ اور بولیں۔
جس دن تم نے مجھے اطلاع دی تھی۔ میں تو اس دن سے انتظامات میں لگی ہوئی ہوں۔
مگر خالہ۔ ولیمہ تو ہم شہر میں کریں گے۔ جہاں میرے دوست ہیں۔
کوئی بات نہیں۔ جمن خالہ بولیں۔ گاؤں کے لوگوں کا زیادہ حق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ترس تر
کر یہ دن دکھایا ہے۔ ایک فیشن ایبل سا ولیمہ شہر میں کر لینا۔

خالہ: یہ فیشن ایبل ولیمہ کیا ہوتا ہے۔ ترمذی صاحب نے شرارت سے پوچھا۔
میاں: اب مجھے تنگ نہ کرو۔ میں جانتی ہوں۔ آج کل ہوٹل میں پارٹی کر لیتے ہیں اور اسے ولیمہ
کہتے ہیں۔
ترمذی صاحب زور سے ہنسے۔
کل ساتھ کے گاؤں کے مہمان بھی آئیں گے۔ میں پہلے سے بتا رہی ہوں۔ اپنی دولہن کو گٹ
ٹ کر کے ساری بات سمجھا دو ______
اب تم اس سے بات کرنے کا موقع دو گی۔ تو اسے کچھ سمجھاؤں گا ______
خالہ کھڑی ہو گئیں ______
بس میں برتن اٹھا لوں گی۔ تم دونوں اپنے کمرے میں جاؤ ______ لے جاؤ دولہن کو اپنے
کمرے میں۔ اور آرام سے سو جاؤ۔

کرسٹینا کو چندن نگر میں آئے پورے پندرہ دن ہو گئے تھے۔ وہ جب جرمنی میں تھی تو ہر دم
صاحب سے کہتی رہتی تھی۔ میں تمہارے گاؤں میں رہنا پسند کروں گی۔ وہ سب اونچ نیچ بتا کے اسے
کہ ہمارے ہاں کے دیہات ابھی ترقی یافتہ نہیں ہیں۔ وہاں ماحول بھی صاف نہیں ہے۔ لوگ بھی
نہیں ہیں۔ مگر وہ مانتی ہی نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ کہتی کہ میں بڑے شہروں کے شور سے تنگ آ چکی ہوں۔
کی ہے میں نے زندگی میں۔ اب بقیہ زندگی بڑے آرام سے ایک گھریلو اور دیہات کی سادہ عورت کی
گزارنا چاہتی ہوں۔ کافی تکرار اور اصرار کے بعد ______ یہ طے ہوا۔ کہ ترمذی صاحب اسے
مہینہ کے لئے گاؤں میں چھوڑ جائیں گے۔ اس ایک مہینے کے اندر وہ خود فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائے
آیا وہ اب بھی گاؤں کی زندگی کو ترجیح دیتی ہے یا نہیں ______

اس روز جمن خالہ نے بڑا شاندار ولیمہ کر دیا تھا۔ سارا دن گاؤں میں میلے کا سماں رہا۔ مرد،
بچے رنگ برنگے کپڑے پہن کر آئے تھے۔ ڈھول بج رہے تھے۔ بھنگڑے ہو رہے تھے۔ کہیں
رقص پیش کیا جا رہا تھا۔ کہیں گھوڑوں کو گھنگھرو باندھ کے نچایا جا رہا تھا۔ ترمذی صاحب مردانے میں
مبارکبادیں وصول کرتے رہے۔ اور کرسٹینا دولہن بنی اک اک شے کو غور سے دیکھتی رہی اور
رہی دیگیں اترتی رہیں۔ اور رات تک مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا رہا۔ ایک طویل عرصے کے بعد
نے عبدالجبار کے ڈیرے پر خوشیاں اور شادیانے دیکھے تھے۔ جمن خالہ نے تو مسجد میں بھی
کروا دیا تھا۔

رات کو جب ترمذی صاحب تھک ہار کر زنان خانے میں آئے تھے۔ تو انہوں نے اپنی ہار مان لی
بولے ______

جمن خالہ: جواب نہیں آپ کا ______ آپ نے تو آج کمال ہی کر دیا۔ مجھ میں اتنی
کہاں کہ ایسا ولیمہ شہر میں کرسکوں ______

بس بیٹا: آج تمہاری ماں زندہ ہوتی تو ۔۔۔۔۔۔ یہ کہتے کہتے ان کی آواز بھرا گئی۔

پھر جلدی سے بات بدل کر بولیں۔

ہماری بہو کو بھی یہ انتظام پسند آیا ہے۔

ہاں تو ______ تمہاری بہو نے تمہیں اشاروں سے سمجھایا ہے۔

لو ______ اور سنو ______ کیا میں صورت سے نہیں جان سکتی۔

سلامت رہو تم جمن خالہ ______ تمہارے دم سے ہی یہاں کی رونقیں ہیں ______

کرسٹینا نے بھی ان کو بتایا۔ کہ وہ آج اتنی زیادہ خوش ہے۔ جیسے کوئی اسے سوتے میں اٹھا کر کسی الف لیلوی جزیرے میں چھوڑ گیا ہو۔

اگلے دن پروگرام کے مطابق ترمذی صاحب شہر جانے لگے ______ تو انہوں نے جمن خالہ کو بلا کر سمجھا دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ گاؤں کی کسی پڑھی لکھی لڑکی کو دن میں بلا لیا کرے جو تھوڑی بہت انگریزی سمجھتی ہو۔ وہ تمہاری بہو کو اردو سکھا دے گی ______

اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ جاتے ہی شہر والا خانساماں بھی گاؤں میں بھیج دیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ماہ کے لئے عبدالشکور کو بھی بھیج دیں گے۔ تاکہ وہ ضرورت کے وقت سارا بندوبست کر دیا کرے۔

عبدالشکور جمن خالہ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ جسے پڑھانے کے لئے ترمذی صاحب اپنے ساتھ شہر لے گئے تھے۔ اب اس نے ایل ایل بی میں داخلہ لیا تھا۔ اور وہیں ترمذی صاحب کے گھر میں رہتا تھا۔

عبدالشکور اور گلاب خان کے آ جانے سے سارے مسئلے طے ہو گئے تھے۔ گلاب خان تو خیر تیس سال سے ترمذی خاندان کے ساتھ تھا۔ اسے دیسی اور ولایتی سارے کھانے پکانے آتے تھے۔

اس نے آتے ہی باورچی خانے کو سنبھال لیا۔ کرسٹینا کو یہ جان کر خوشی ہوئی کہ جمن خالہ کا بیٹا عبدالشکور اچھی انگریزی بول لیتا تھا۔

ترمذی صاحب بہت سی ہدایات دے کر لاہور چلے گئے تھے بلکہ کرسٹینا کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج چھوڑ گئے تھے۔ وہ بھی جانتی تھی۔ انہوں نے تو جاتے جاتے کہہ دیا تھا۔ کہ اگر طبیعت زیادہ گھبرائے تو عبدالشکور کو لے کر لاہور چلی آنا ______

اس نے جواب میں کہا تھا۔ تمہاری طبیعت گھبرائے تو ہر ویک اینڈ پر آ جایا کرنا۔

ترمذی صاحب ہنس کر بولے ______ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس کی طبیعت پہلے گھبراتی ہے۔ میں تو ایک ماہ سے پہلے آ نہیں سکتا۔ عدالتوں میں کام بہت جمع ہو گیا ہے ______

کوئی بات نہیں ______ دیکھنا تو یہ ہے کہ کس کی طبیعت پہلے گھبراتی ہے۔

ترمذی صاحب نے قہقہہ لگایا تھا۔

وہ جانتی تھی اس قہقہہ کا مطلب کیا ہے۔

ایک دن کرسٹینا نے عبدالشکور کو بلا کر کہا۔ کہ میں پہلے اس گھر کو ٹھیک کرنا چاہتی ہوں۔تم میری کرو گے۔

ضرور کروں گا میڈم ______ پھر وہ کہتے کہتے رک گیا۔

کیا بات ہے۔اس سے پوچھا۔

میڈم بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں بڑوں کو ان کے رشتوں کے حوالے سے بلانے کا رواج ہے۔

میں آپ کو کیا بلایا کروں ______؟

تم اپنی زبان میں اس رشتے کو کیا کہہ کر بلاتے ہو۔

یوسف صاحب کو میں بھائی جان کہتا ہوں۔اس رشتے سے آپ میری بھابی ہوتی ہیں۔

تو پھر مجھے بھابی بلایا کرو ______

اور سنو شکور، یہاں سب لوگ مجھے ہر وقت میم صاحب کہتے رہتے ہیں۔اب تم آ گئے ہو تو سمجھاؤ، کہ میرا اسلامی نام زلیخا ہے۔

زلیخا ______؟ شکور نے حیران ہو کر پوچھا۔

ہاں ہاں ______ یوفو نے مجھے اپنی منگیتر کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا ______

اب تم ان سب لوگوں کو بتاؤ کہ جرمنی میں ایک مصری عالم دین رہتے ہیں۔وہاں انہوں نے مسلمانوں کے لئے ایک اسلامک سینٹر بنا رکھا ہے۔انہوں نے پہلے مجھے مسلمان کیا ہے۔اور میری خواہش پر نام زلیخا فاطمہ رکھا تھا۔اس کے بعد میرا نکاح اسی مسجد کے اندر ہوا تھا۔میں اپنی خوشی سے مسلمان ہوں۔میرا دل چاہتا ہے۔یہ لوگ مجھے زلیخا کہیں۔میں بھی تو زلیخا بن کے اس گھر میں داخل ہوئی ہوں

ٹھیک ہے بھابی ______ شکور خوش ہوتے بولا ______

میں تو ابھی سے آپ کو زلیخا بھابی کہنا شروع کر دوں گا۔امی جان کو بھی سمجھا دوں گا۔

پھر دیکھئے گا سارا گاؤں ہی آپ کو زلیخا کہنے لگے گا۔

جمن خالہ نے سنا تو آ کر کرسٹینا کی پیشانی چوم لی۔اور بولیں۔اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو زلیخا بی

دی ہے۔مگر دولہن ______ میں تو تمہیں زلیخا دولہن ہی کہوں گی۔مجھے دولہن کہنا اچھا لگتا ہے۔

اس کے بعد زلیخا نے عبدالشکور کو ساتھ ملا کے گھر ٹھیک کرنے کا پلان بنایا۔اور اسے سمجھایا کہ اس گھر میں کیا کیا کرنا ہوگا۔اور کاریگر کہاں سے آئیں گے۔

شکور نے بتایا ______

زلیخا بھابی: اس گاؤں کے لوگ بہت کاریگر ہیں۔ہر قسم کا کام جانتے ہیں۔چونکہ یہاں کام نہیں ہوتا۔اس لئے بڑے شہروں میں چلے جاتے ہیں۔میں تمام مقامی کاریگروں کو بلوا کے کام پر لگا دوں گا۔

مگر یہ سارے کام جلدی جلدی ہونے چاہئیں۔تمہیں معلوم ہے۔تمہارے بھائی نے مجھے چیلنج کیا ہوا ہے۔

بس آپ فکر ہی نہ کریں زلیخا بھابی ______ میں بھی یوسف بھائی کا تربیت یافتہ ہوں۔ان کو بھی چٹکی میں کام کروانے کی عادت ہے۔

اور سنو شکور: دوسری بات یہ کہ دن کے وقت مجھے تھوڑی دیر کے لئے گاؤں کے اندر لے جایا کرو۔ہر گھر میں لے جا کر میرا تعارف کروا دو۔میں ہر گھر کا مسئلہ سننا چاہتی ہوں۔

ونڈر فل بھابی ______ یہ تو اور بھی اچھی بات ہوگی۔

مجھے بتاؤ یہاں لڑکیاں اور لڑکوں کے کتنے سکول ہیں۔کتنے ہیلتھ سنٹر ہیں ______ کتنی فصلیں ہوتی ہیں۔کسانوں کی ضروریات کیا ہیں۔یہ سب باتیں مجھے ان کے قریب جانے کا موقع دیں گی۔میں اب آ گئی ہوں تو ان کے لئے کچھ کرنا چاہتی ہوں۔

زلیخا اور شکور نے مل کر پندرہ دن میں ساری حویلی ٹھیک کر لی۔حویلی اتنی خوبصورت ہوگئی۔یوں لگتا کہ نئی تعمیر ہوئی ہے۔اس کے بعد زلیخا نے باقاعدہ گاؤں کے ہر گھر میں جانا شروع کر دیا۔اور اس کے آگے مسائل کا انبار لگنے لگا۔

نور بی بی کو گاؤں کے سب لوگ ماں جی کہتے تھے۔ عبدالجبار صاحب کی وفات کے بعد
سارے چندن نگر کی ماں بن گئی تھیں۔ ہر ضرورت میں سب کے کام آنا ان کی زندگی کی آخری خو
گئی تھی۔ حویلی کے اندر کئی یتیم و بیسر لڑکے لڑکیاں پال رکھے تھے۔ بعد ازاں ان کی شادیاں بھی
یہی کوئی بیس سال پہلے حلیمہ گجری اپنا پانچ سالہ بیٹا پکڑے ان کی حویلی میں آئی۔ اور پھر رو رو کر
اپنی داستانِ غم سنائی۔ حلیمہ گجری، گوالوں کی بہو تھی۔ یہ لوگ دودھ بیچتے تھے۔ گاؤں میں بڑے
اعتبار گردانے جاتے تھے۔ اس کے شوہر کو زیادہ بھینس خریدنے کا جنون ہو گیا۔ اس نے کمیٹی ڈ
______ کمیٹی میں کئی قسم کے لوگ شامل ہوئے۔ بلکہ اس گاؤں سے باہر کے لوگ بھی شا
گئے۔ ہر مہینے ایک لاکھ روپیہ نکلتا تھا۔ جو بہت بڑی رقم تھی۔ جب کمیٹی آدھے رستے میں پہنچی تو ا
اپنے حصے کی کمیٹی لے کر ملک سے باہر بھاگ گیا۔ لوگوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ سب نے اپنا اپنا حصہ
لیا۔ لوگوں کے قرضے چکانے میں حلیمہ کے شوہر کی ساری بھینسیں بک گئیں۔ گھر میں فاقوں کی
آئی۔ تو ایک رات اس کا شوہر بغیر کسی کو بتائے گھر سے نکل گیا۔ چھ ماہ تک اس کا انتظار کرتے کر
اپلے تھاپتے تھاپتے حلیمہ تنگ آ چکی تھی۔ اوپر سے کڑکڑاتی جوانی زمانے کی نظروں سے بچ کے گ
تنہا رہنا بھی عذاب تھا۔ اس لئے وہ روتی پیٹتی آ کے ماں جی کے قدموں میں گر گئی۔ ماں جی نے
سر کی چادر اتار کے اس کے اوپر ڈال دی۔ اور اسے قدموں سے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ اس دل
اسے اپنی منہ بولی بہن بنا لیا ______ بنا ہی نہیں لیا۔ بلکہ بڑی بہن بن کر دکھایا۔ جب آخر
حج کے لئے گئیں تو اسے بھی ساتھ لے گئیں۔ مولوی صاحب سے اسے کلام پاک پڑھوایا۔ دم دم
ساتھ رکھا۔۔۔۔۔۔ اس کا سراپا ہی بدل گیا۔ کہاں تو اپلے تھاپا کرتی تھی ______ کہاں ن
وضو رہنے لگی۔ سارا باورچی خانہ اس نے سنبھال لیا۔ حویلی کے اندر باہر سب اسے جمن خالہ کہ
لگے۔ حالانکہ اس کی عمر ماں جی کی بڑی بیٹی کے برابر تھی۔ مگر اس کی تمنا تھی کہ وہ ماں جی کی بہن
رہے ______ اور سب لوگ انسے ماں جی کی چھوٹی بہن ہی سمجھیں ______ ماں جی

عبداللہ کو پرائمری سکول میں داخل کرا دیا تھا۔ اور پورا گھر جمن خالہ کے حوالے کر دیا تھا۔ رفتہ رفتہ ماں
جی ضعیفی کی اس حد کو پہنچ گئیں۔ کہ بیمار رہنے لگیں۔ ان کی آخری عمر میں جمن خالہ نے ان کی اتنی خدمت
کی کہ شاید ہی کوئی سگی بہن بھی کر سکے ______

بس ماں جی ایک ہی بات کہتی رہتیں۔

حلیمہ ______ میرے بعد میرے بیٹے یوسف کا اسی طرح خیال رکھنا۔ یوسف کو تنہا نہ
چھوڑنا ______

اس کی سب بہنیں پردیس میں ہیں۔۔۔۔ دیکھنا۔۔۔۔۔۔ میرے یوسف کا ساتھ نہ
چھوڑنا ______

ادھر یوسف سامنے آتا۔ تو اسے تلقین کرتیں۔

بیٹا یوسف ______ میرے بعد جمن خالہ کو ماں کا درجہ دینا ______ اور اس کے
بڑھاپے کا سہارا بنے رہنا۔

اور اب تو یہ عالم تھا۔ کہ گاؤں کے نئے لوگ جانتے ہی نہ تھے۔ جمن خالہ کبھی ایک گجری ہوا کرتی
تھی۔ اس پر ماں جی کی صحبت نے ایسا اثر کیا تھا۔ کہ وہ نماز روزے کی پابند ہو گئی تھیں ______
اپنے رکھ رکھاؤ اور شائستگی میں وہ کسی اعلیٰ خاندان کی بھاری بھرکم خاتون لگتی تھیں۔

عبدالجبار کی اس بڑی حویلی کو بھی انہوں نے ابھی تک آباد کر رکھا تھا ______

جمن خالہ نے جب اپنی داستان ختم کی۔ تو زلیخا دولہن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ گاؤں کی
عورتوں کی طرح دوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کرنے لگی۔ تو جمن خالہ نے کہا۔

اے دولہن: تم کیوں رو رہی ہو؟ ______

بس ایسے ہی ______ جمن خالہ مجھے یہ سوچ کر رونا آ رہا ہے۔ کہ آپ لوگ کتنی خوبصورت
دنیا کے رہنے والے ہو۔ یہاں کتنی عجیب محبتیں ہیں۔ نہ کوئی رشتہ ہے۔ نہ کوئی واسطہ ہے۔ پھر بھی لوگ
ایک دوسرے کا سہارا بنے ہوئے ہیں۔ میں تو سچ مچ آپ کو یوفو کی سگی خالہ ہی سمجھ رہی تھی۔

ہاں بیٹی ______ کہنے کو ہمارا ملک غریب ہے۔ مگر ابھی ہمیں رشتوں کا پاس ہے۔ ہمارے
پاس درد دل ہے۔ ایک دوسرے کو سہارا دینے کے لئے ہمارے پاس محبت ہے۔ وقت ہے۔

اس وقت زلیخا دولہن اور جمن خالہ حویلی کی چھت پر بیٹھی تھیں۔ چھت کے اوپر ایک بارہ دری بنی

ہوئی تھی۔ زلیخا دولہن نے اس بارہ دری کو بھی نیا رنگ دیا تھا۔ وہاں نئی کرسیاں بچھادی تھیں۔ اور
موسم کا نظارہ لینے کے لئے وہ جگن خالہ کو ساتھ لے کر یہاں آ بیٹھی تھی ______ جب ٹھنڈی
ہوا نے نظارے کو جگایا۔ تو نہ جانے کیوں جگن خالہ اس کو اپنی کہانی سنانے لگیں۔

جگن خالہ ______ زلیخا بولی۔ اگر آپ مجھے یہ سب نہ بتاتیں تو مجھے کوئی فرق نہ پڑتا
اور بتا دینے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ آپ کی شخصیت پہلے دن ہی میرے دل گھر کر گئی تھی

دولہن میں جانتی تھی۔ کہ تمہیں فرق نہیں پڑے گا۔ تم بھی کسی نیک ماں کی اولاد ہو ______
مگر میں تو یہ بات بڑے فخر سے اس لئے بتایا کرتی ہوں۔ کہ مجھ پر ماں جی کے بڑے احسانات
اس بہانے سے میں ان کی نیکیوں کا ذکر کرتی ہوں۔ ان کو یاد کرتی ہوں ______ ان کی عظ
بات کرتی ہوں ______ تم ان کی بہو ہو۔ تمہیں یہ سب بتانا تو بہت ضروری تھا۔

میں یوفو سے ذکر نہیں کروں گی۔ زلیخا دولہن نے کہا۔

دولہن میرے تو رؤئیں رؤئیں سے تمہارے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ تو نے میرے بچے کا
دل موہ لیا ہے۔ اتنی دور سے چل کر آئی ہو اور اس حویلی کو آباد کر دیا ہے ______ اللہ تم دو
سلامت رکھے ______ تمہیں پتہ ہے یوسف میاں کو شادی کے نام سے نفرت تھی۔

انہوں نے اس گاؤں میں آنا چھوڑ دیا تھا۔ اپنی ماں کو بھی شہر لے گئے تھے۔ تو نصیبوں والی
اسے گاؤں لے آئی ہے۔

زلیخا دولہن کھڑی ہوگئی ۔۔۔۔ اس نے چھت پر کھڑے ہو کر چاروں طرف نظر
______ اور بولی ______

یہ گاؤں مجھے بہت پسند آیا ہے ______ پتہ ہے جگن خالہ کیوں ______ ؟
پہاڑ نظر آتے ہیں۔

وہ دیکھیں وہ جو سامنے پہاڑوں کی لمبی قطار ہے۔ ایسی ہی پہاڑوں کی قطار میرے گاؤں میں
دولہن یہ جو سامنے پہاڑ نظر آ رہے ہیں۔ ان کے پرلی طرف سرینگر ہے ______

سرینگر۔ وہ جو کشمیر میں ہے ______ ؟

ہاں ہاں ______ یہ کشمیر کے پہاڑ ہیں۔ سردیوں میں جب ان پر برف گرتی ہے تو
اچھے لگتے ہیں۔ مگر جگن خالہ: اس گاؤں کے لوگ بہت غریب ہیں۔ کچے گھر ہیں۔ گلیاں صاف

ہیں۔ بچے سارا دن ننگے پاؤں پھرتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے لوگوں میں زندگی کا شعور کسی نے جگایا ہی نہیں

بس دولہن کیا بتاؤں ______ کافی عرصہ تک تو اس گاؤں کا فیصلہ ہی نہ ہو سکا تھا۔
______
کیونکہ یہ سرحد کے اوپر ہے۔ اس لئے سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ یہ کس سرحد کا حصہ ہے۔ جب کبھی یہاں
فائرنگ ہوتی۔ لوگوں کا جانی و مالی نقصان ہو جاتا۔ کبھی یہاں انڈین آرمی آ جاتی۔ کبھی پاکستان آرمی کا
قبضہ ہو جاتا ______ روز روز کے خوف سے تنگ آ کر یہاں کے لوگ نقل مکانی کرنے لگے۔
کھیتوں اور کھلیانوں کو بھی سیراب نہیں کرتے تھے، کہ نہ جانے کب سے کچھ چھوڑ کر جانا پڑے
______ یہ تو اللہ بھلا کرے عبدالجبار صاحب کا ______ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی اس
متنازعہ گاؤں کا فیصلہ کروادیا تھا۔ اب یہ پاکستان میں شامل ہے۔ پچھلے دس سالوں سے لوگوں کو کچھ حوصلہ
ہوا ہے۔ اور انہوں نے یہاں مستقل رہنا شروع کیا ہے۔ یہ سارے سکول ______ کالج مسجدیں
اور سڑکیں ماں جی نے بنوائی تھیں۔ اگر وہ زندہ رہتیں تو یہاں بہت سا کام ہو جاتا۔

جگن خالہ ______ ماں جی کے چھوڑے ہوئے سارے کام میں کروں گی ______
میں ______

زلیخا دولہن نے جوش میں آ کر کہا ______ اور گھوم کر سارے گاؤں پر نظر ڈالی ____ میں
نے سوچ لیا ہے۔ یہاں کیا کیا کرنا ہے ______ ؟

اللہ تجھے توفیق دے دولہن
______

اتنے میں ڈھول بجنے کی آوازیں آنے لگیں ۔۔۔۔۔۔ دونوں نے گھوم کر اس طرف
دیکھا
______

دور سے چند لوگ ڈھول کی تھاپ پر ناچتے ہوئے آ رہے تھے۔ چار آدمیوں نے چاروں کونوں
سے ایک سبز چادر پکڑی ہوئی تھی۔ مردوں کے پیچھے عورتیں اور بچے بھی تھے۔

زلیخا دولہن دلچسپی سے دیکھنے لگی۔ پھر بولی ______

یہ شادی کرنے جا رہے ہیں۔

نہیں دولہن یہ منت چڑھانے جا رہے ہیں۔

منت کیا ہوتی ہے خالہ ______ ؟

منت ______ جگن خالہ مناسب لفظ ڈھونڈنے لگیں ۔۔۔۔ اسے سمجھانے کے لئے ______

گو وہ تھوڑی تھوڑی اردو سیکھ گئی تھی مگر مشکل لفظ نہیں سمجھ سکتی تھی۔

سامنے پہاڑی پر ایک بہت پہنچے ہوئے بزرگ کا مزار ہے۔ وہاں لوگ ______ اپنی خوا
پوری ہونے کی دعا مانگنے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی نے بیٹے کی دعا مانگی۔ اس کے ہاں بیٹا ہو گیا۔ تو پھر یہ
پوری ہوئی۔ وہ شکرانے کے طور پر جا کر مزار پر چادر چڑھاتے ہیں۔ اور نذر نیاز دیتے ہیں ______

مگر یہ تو شرک ہے جمن خالہ ______ میں آج کل اسلام کے بارے میں جو کتابیں
رہی ہوں۔ ان میں صاف لکھا ہے۔ کہ خدا کے علاوہ کسی سے کچھ مانگنا شرک ہے۔ دینے والی صرف
کی ذات ہے۔

یہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ دولہن ______ یہ لوگ بزرگ سے مانگتے نہیں۔ بزرگ سے
کرواتے ہیں۔

مرا ہوا آدمی کیسے دعا کر سکتا ہے۔

سنو دولہن ۔۔۔۔۔ یہ جو نیک لوگ ہوتے ہیں۔ جو ولی ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔ ولی ۔۔۔۔
سمجھتی ہو۔ جو اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ کے پیارے بندے ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ
زندگی گزار جاتے ہیں۔ وہ مرتے نہیں ______ بس دنیا سے پردہ کر جاتے ہیں۔ وہ جب تک
رہتے ہیں۔ اللہ ہی کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے وہ اللہ کے مقربین میں سے ہوجا
ہیں۔ پھر اللہ ان کی دعائیں اور التجائیں سننے لگتے ہیں زلیخا دولہن آنکھیں چھپک چھپک کر جمن خالہ
طرف دیکھتی رہی ۔۔۔۔۔ جواب میں کچھ بھی نہ کہا ______

دیکھو دولہن میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں ۔۔۔۔۔ تم یوسف میاں کی دولہن ہو
______ یعنی انہیں بہت پیاری ہو نا ______؟ یعنی وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں ۔۔۔
۔۔ اور تمہاری کوئی بات نہیں ٹالتے۔ فرض کرو میرے بیٹے عبدالشکور کو یوسف میاں سے کوئی چیز لینی
اور وہ یوسف میاں سے مانگنے کا اہل نہ ہو۔ تو وہ تمہارے پاس آئے گا۔ اور تمہیں کہے گا۔ آپ ذرا
سفارش کر دیں۔ تمہاری سفارش سے ممکن ہے۔ وہ بات بن جائے ______ تو یہ لوگ اللہ
نیک بندوں کے پاس سفارش کے لئے جاتے ہیں۔

یہاں سب لوگ جاتے ہیں۔

نہیں دولہن ______ یہ اپنے اپنے عقیدے کی بات ہوتی ہے۔ کئی لوگ اس عقیدے

قائل ہیں۔ جو ماننے والے ہیں بس وہی جاتے ہیں۔

مگر اللہ تو ڈائریکٹ دعائیں بھی سنتا ہے۔ بن مانگے بندے کی آرزوئیں پوری کرتا رہتا
ہے۔ بالکل درست ہے۔ بس دولہن ۔۔۔۔۔۔ سارے طریقے ہی اللہ سے مانگنے کے ہیں۔ یوں بھی
اللہ بندوں کو دکھاتا ہے۔ کہ دیکھو: جو نیکوکار ہوتے ہیں۔ مرنے کے بعد بھی ان کے مزاروں پر اجالا ہوتا
ہے۔ اور جو بدکار ہوتے ہیں۔ مرنے کے بعد کوئی ان کی فاتحہ کے لئے بھی نہیں آتا ______

زلیخا دولہن ۔۔۔۔ ایک دم چپ کر گئی ۔۔۔۔ کسی سوچ میں ڈوب گئی۔

جمن خالہ اس کا چہرہ غور سے دیکھتی رہی۔ پھر بولیں۔

کیا سوچ رہی ہو دولہن ۔۔۔۔۔

زلیخا نے سر اٹھایا ______ اس کی صاف ستھری آنکھوں میں نمی تھی۔

کچھ نہیں جمن خالہ ______ ایسے ہی مجھے کوئی خیال سا آ گیا تھا۔

ہاں تو آپ یہ بتائیں۔ آپ نے قاری صاحب سے کہا تھا۔ وہ مجھے یوسف اور زلیخا کی کہانی
سنائیں ہاں میں نے کہا تھا ______ قاری صاحب کہہ رہے تھے۔ زلیخا بی بی سے کہیں وہ مجھ
سے قرآن باترجمہ پڑھنا شروع کر دیں۔ اس کے بعد ہی انہیں یوسف زلیخا کے قصہ کی سمجھ آ سکے گی۔

زلیخا نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ منت والا ٹولہ اب پہاڑی کے اوپر چڑھ رہا تھا ______

ان پر نظریں جما کے وہ بولی ______

ٹھیک ہے۔ میں ذرا گاؤں کے کاموں سے فارغ ہو لوں۔ پھر پڑھنا شروع کروں گی۔

ترمذی صاحب اپنی موٹر خود چلاتے ہوئے اپنے گاؤں میں داخل ہوئے۔ تو انہیں محسوس
سارا گاؤں جیسے مسکرا رہا ہے۔ جدھر بھی دیکھتے ادھر ہی روشنی سی دکھائی دیتی۔ دل ہی دل میں مسکرا
سوچنے لگے۔ یہ دل کی دنیا کی بھی عجیب ہوتی ہے۔ یہ بسی ہوئی ہوتو ہر طرف پیار کا سماں نظر آتا
دل کی دنیا اجڑی ہوئی ہوتو گلستاں کے اندر بھی ویرانہ نظر آتا ہے۔ یہ سوچتے سوچتے وہ اپنی حو
قریب آ گئے۔ سارا راستہ صاف ستھرا تھا۔ گھر بھی چم چم کر رہا تھا۔ ایک صاف سٹول پر چوکیدار بیٹھ
ان کو دیکھتے ہی سیلوٹ کیا اور گیٹ کھول دیا۔ سارے نوکر دوڑے آئے۔ ڈرائیور نے پیچھے سے
دروازہ کھولا۔ وہ باہر آ گئے۔ پوری عمارت پر نظر ڈالی۔ اور پھر لان کی طرف بڑھے۔ لان کا گھاس
ہو رہا تھا۔ کٹے پودے لگے ہوئے تھے۔ باہر باقاعدہ بیٹھنے کو کرسیاں لگی تھیں۔ ستمبر کی شام خنک
تھی۔ چڑیاں چہچہا رہی تھیں ______

"خدا بخش: یہ گھر بہت خوبصورت اور صاف ستھرا لگ رہا ہے ______ کس نے کیا؟"

سرکار: خدا بخش نے ہاتھ باندھ کر کہا ______ "یہ سب تو زلیخا میم صاحب نے کیا۔

اچھا ______ اتنی جلدی ______ ؟

گلاب خان آگے آیا اور بولا۔

"سرکار: آپ یہ گھر دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں۔ میم صاحب نے تو سارے گاؤں کی حالت
دی ہے۔

سرکار: میم صاحب کے ہاتھ میں کوئی جادو ہے۔"

ترمذی صاحب میں اس سے زیادہ سننے کی تاب نہیں تھی۔ مسکراتے ہوئے حویلی کے اندر
۔ دو تین آوازیں دیں۔ اندر شاید کوئی نہیں تھا۔ پھر ہال کمرے میں کھڑے حیرت سے ایک ایک
تکنے لگے۔ یہ حویلی بہت پرانی تھی۔ کبھی کسی نے اس کی مرمت ہی نہ کی تھی۔ مگر اب ہال کمرے
دیواروں پر لکڑی چڑھا دی گئی تھی ______ نئے پردے لگے تھے۔ صوفوں کے کپڑے

ہوئے تھے۔ قالین دھل چکا تھا۔ ------- ہر شے جگمگ کر رہی تھی ______ کھانے والے کمرے
کا بھی یہی حال تھا۔ کچن تو بالکل ماڈرن لگ رہا تھا۔ سب دیکھ کر وہ اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھے۔ اندر جا
کر ان کے قدم رک گئے ______ چھپر کھٹ تو ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے وہ جرمنی سے اٹھا لائی ہو
سارے خواب اس نے اس کمرے میں سجا دیئے تھے ______ اس حویلی میں ملحقہ
غسل خانے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اور وہ اسی خیال سے پریشان بھی رہتے تھے۔ کہ زلیخا کو یہ تکلیف
ہوگی۔ کمرے کی بغل میں ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا۔ انہوں نے بڑھ کر یہ دروازہ کھولا۔ تو حیرت زدہ
رہ گئے۔ یہ تو اٹیچڈ باتھ روم تھا۔ باہر والے برآمدے میں سے تھوڑی سی جگہ لے کر زلیخا نے باتھ روم
بنوالیا تھا۔ بالکل جدید طرز کا ______ انہیں کبھی اس کا خیال نہ آیا تھا۔ انہوں نے اک اک چیز کو
گہرے دیکھا۔ اور سوچا ______ یہ ہوتی ہے عورت ذات ______ خالق کائنات نے کتنی
خوبصورتیاں دے کر اس عورت کو دنیا میں بھیجا ہے۔ کسی کی تباہ حال زندگی کو سنوار دیتی ہے۔ اجڑی ہوئی
بستیاں بسا دیتی ہے۔ اس کی جبلت میں تعمیر ہے۔ اس کے احساس میں جمال ہے۔ وہ جس جگہ بیٹھتی ہے
اس کو خوبصورت بنا کر اٹھتی ہے ______ اور زلیخا نے تو اتنے تھوڑے دنوں میں یہ سب کیسے کر لیا
______ ؟

کیسے کر لیا یہ سب ______ ؟

وہ چکرا کر باہر نکلے ______ تو سامنے نوکرانی کھڑی تھی۔

کہاں ہیں بھئی گھر والے ______ انہوں نے پوچھا ______

سرکار زلیخا میم صاحب گھوڑے کی سواری کو گئی ہیں۔

اچھا ______ اور حجن خالہ ______

جی وہ ہمسایوں کے گھر گئی ہیں۔ میں ابھی بلا لیتی ہوں۔

بلانے کی ضرورت نہیں وہ خود آ جائیں گی۔

ترمذی صاحب آ کر اپنے بستر پر بیٹھ گئے۔ بہت آرام دہ لگ رہا تھا بستر ------ جوتے
اتارے اور لیٹ گئے۔ سیدھے چت ______ سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھ لئے ---
انہیں یاد آیا ان کے اصطبل میں دو چار گھوڑے بھی تھے ------ نوکر ہی ان کی دیکھ بھال کرتے
تھے۔ شاید کرسٹینا کو گھوڑے سواری کا شوق ہو۔ وہ اصطبل تک جا پہنچی ہو۔ ابھی تو اسے یہاں آئے ایک

مہینہ بھی نہیں ہوا تھا۔ تین ہفتے کے بعد وہ آ گئے تھے۔ یہ دیکھنے کہ وہ کس حد تک پریشان ہو چکی
اس نے تو ویرانوں کو گلستانوں میں بدل دیا تھا ____ اتنی جلدی ان کی زندگی بدل کر رکھ دی
جلدی سارے گھر کا نقشہ بدل دیا۔ اللہ نے عورت کو اپنی دنیا کی کتنی توانائی اور رعنائی عطا کی ہے۔
لوگ کبھی سوچتے ہی نہیں۔ کہ دنیا بھر کی ساری خوبصورتی دنیا بھر کے گھروں کے ساتھ وابستہ ہے۔
کے اندر عورت ہوتی ہے۔ عورت کی راجدھانی ہوتی ہے۔ اس کو طعنے دینا اور برا بھلا کہنا ہے
____ اپنی دنیا کو سنوارنے کی عقل تو ہر عورت میں ہوتی ہے۔ وہ مشرق کی ہو یا مغرب کی
پھر انہوں نے خود ہی اعتراف کیا کہ دنیا میں جتنے بھی ہنستے بستے گھر نظر آ رہے ہیں۔ سب عورت
سے ہیں۔ جس گھر کے اندر عورت کے وجود کی نفی کی جاتی ہے۔ اور بار بار اس کی عزت نفس مجروح کی
ہے۔ وہ گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔ وہ گھر اجڑ جاتے ہیں۔ سوچتے سوچتے نہ جانے کس وقت وہ گہری نیند
اتر گئے۔ یوں لگا جنم جنم سے بھاگتے آ رہے تھے۔ گھنا سایہ ملا ہے۔ تو سو گئے ہیں۔۔۔۔۔۔

جانے کتنی دیر تک وہ سوتے رہتے ____ کمرے میں بتی جلی اور کسی کے نرم اور گرم
نے ان کے بال سہلانے شروع کئے۔۔۔۔۔ جیسے کوئی انہیں پھولوں کے ٹوکرے سے نکال کر
رہا ہو۔۔۔۔۔

وہ کسمائے۔۔۔۔۔ ان کے جسم میں جنبش پیدا ہوئی۔۔۔۔۔ انہیں اپنے کندھے
خوشبودار وزن محسوس ہوا ____ پیشتر اس کے کہ وہ کروٹ بدلتے ____ کھنکتے سکے
سی آواز آئی ____

یہ خواب نہیں حقیقت ہے ____ ؟

یہ خواب نہیں حقیقت ہے ____ ؟

ترمذی صاحب نے دونوں آنکھیں کھول کر اپنی بیوی کو دیکھا۔ اور دونوں کھلکھلا کھلکھلا
لگے ____ شام کے جھٹپٹے میں یہ ہنسنا کتنا اچھا لگا ____

ترمذی صاحب نے اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں سمیٹ لیا۔۔۔ اور بولے
کرسٹل: تمہارے پاس الہ دین کا چراغ ہے۔ وہ ہنس کر بولی ____ دل کے اندر
آگ ہے۔ تم نے مجھے چیلنج کیا تھا۔ مگر دیکھ لو۔ تم ایک مہینے سے پہلے آ گئے ہو ____

ترمذی صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے۔

مجھے معلوم ہے۔ تمہارے ساتھ لگائی گئی ہر شرط میں ہاروں گا۔ میں نے تمہارے آگے اپنی پوری
زندگی ہارنے کا تہیہ کر لیا ہے ____ مگر تم بھی اپنے شوق کا رخ میری طرف موڑ دو ____

کیا مطلب ____ ؟

میں تمہیں اپنے لئے لایا ہوں۔ صرف اپنے لئے ____ اپنی توانائیاں دوسرے کاموں
میں مت ضائع کرو۔

توانائی کام کرنے سے ضائع نہیں ہوتی۔ کام کے اندر محفوظ ہو جاتی ہے۔ سنو
یوفو: جب تک عورت کا گھر خوبصورت نہ ہو۔ وہ محبت بھرا ماحول پیدا نہیں کر سکتی۔ تمہیں اچھا نہیں
لگا یہ گھر ____

بہت اچھا لگا ہے۔ بخدا۔۔۔۔۔ اتنا اچھا لگا۔ اتنا اچھا لگا ____ انہوں نے اپنی بیوی
کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگا لئے ____

جیسے میں جنت میں آ گیا ہوں۔ صرف تمہارے آنے سے اس حویلی میں زندگی آ گئی ہے یہ اتنا
خوبصورت بیڈروم اور یہ باتھ روم اتنی جلدی تم نے سب کیسے کر لیا ____ ؟

شکور ہے نا؟ بڑا تیز لڑکا ہے۔ ہم دونوں نے پلان بنایا۔ بہت سے مستری بلا لئے اور دن رات
کام ہونے لگا۔ میں تمہارے آنے سے پہلے سب کچھ ٹھیک کر دینا چاہتی تھی۔ میں جانتی ہوں مردوں کو
گھر میں کنسٹرکشن کی گڑبڑ کبھی پسند نہیں آتی ____

اور مجھے یہ بھی پتہ تھا وہ شرارت سے ہنسی۔

کہ تم تین ہفتے سے زیادہ صبر نہ کر سکو گے ____

ترمذی صاحب نے آنکھیں بند کر کے سر اس کے کندھے پر رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا ____ اور بولے ____

گھر کی حد تک تو ٹھیک ہے۔ مگر گاؤں کا ٹھیکہ مت لو۔ اب میں تمہارے بغیر شہر میں ایک دن بھی
میں رہ سکتا بس اب چلو میرے ساتھ ____

نہیں ____ وہ بولی بس مجھے دو تین ہفتے اور دے دو۔ میں یہاں کچھ لوگوں کو بعض کاموں
ٹریننگ دے رہی ہوں اس کے بعد تو مہینے میں ایک آدھ بار آ کر انہیں دیکھ جایا کروں گی۔ یہ
آنے سے بہت خوش ہیں۔ میں ان کو مایوس کر کے نہیں جانا چاہتی ____

یہ کون سے کام ہیں ________

وہ کام جو تمہاری والدہ نے شروع کئے تھے۔ مگر مکمل نہیں کر سکی تھیں۔ میں ان کو آگے بڑھاؤں گی۔

ترمذی صاحب اس کی آنکھوں میں حیرت سے دیکھنے لگے۔

تو وہ بتانے لگی۔

کچھ نوجوانوں کو میں ٹریکٹر اور دیگر مشینری لے کر دے رہی ہوں۔ تاکہ وہ یہاں بے موسمی سبز
بھی اگائیں۔ پھر ان کو پیک کریں۔ اور دوسرے شہروں میں فروخت کر سکیں۔ لڑکیوں کا ایک ہائی
ہے۔ اس کو ان ڈگری کالج کا درجہ دینا چاہتی ہوں ________ یہاں کوئی زچہ بچہ ہسپتال نہیں
حویلی کا ایک حصہ میں نے "نور بی بی ہیلتھ سینٹر" کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ اور ایک لیڈی ڈاکٹر کے
اشتہار بھی دے دیا ہے۔

تمہیں کس نے بتایا کہ میری ماں کا نام نور بی بی تھا۔

جگن خالہ نے بتایا تھا۔ ابھی تو میں جبار ٹیکنیکل انسی ٹیوٹ بنانے کا بھی سوچ رہی ہوں۔
سے نوجوانوں کا یہ تقاضا ہے۔

تو میں کیا کروں؟ پریکٹس چھوڑ کر یہاں آ جاؤں ________

نہیں نہیں وہ ہنسنے لگی۔

ہمارے پاس بہت وقت ہے یوفو! کچھ وقت لوگوں کی بھلائی کے لئے بھی صرف کرنا چاہئے۔
ساری زندگی اپنے لئے جدو جہد کرتے رہتے ہیں۔ اپنے لئے گھر بناتے ہیں۔ جائیداد بناتے ہیں
بڑھاپے کے لئے پس انداز کرتے ہیں۔ اور پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایک دن مر جاتے ہیں کوئی ا
م کر کے جانا چاہیے۔ مرنے کے بعد لوگ ہمارا نام لیں۔

تم تو بالکل ہماری طرح کی باتیں کرنے لگی ہو۔ اتنی جلدی تم پر گاؤں کی صحبت کا اثر
ہے ________

نہیں ________ ساری دنیا میں ایسی سوچ رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ تمہارے لوگ
سادہ دل اور غریب ہیں۔ کہ مجھے ان سے انس ہو گیا ہے ________ دیکھا نہیں جدھر جاتی ہوں
زلیخا میم صاحب زلیخا میم صاحب کرتے میرے ارد گرد اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

ہاں ڈارلنگ: تم نے واقعی زلیخا کہلوانا شروع کر دیا ہے۔

جب تک میں انہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں انہی میں سے ہوں ان جیسے نام والی ہوں۔
وہ مجھے اپنوں میں سے نہیں سمجھیں گے ________ اب تم بھی مجھے زلیخا ہی کہا
"

نہیں میں تو میشا کہوں گا ________ میشا، کرسٹل، ڈارلنگ ________

جو جی میں آئے کہوں گا ________

اچھا جو جی میں آئے کہو ________ میں ذرا جا کر کھانا لگوا دوں۔ باہر جگن خالہ تمہارا انتظار
رہی ہیں۔

گاؤں کے تمام منصوبے شروع کر کے ان پر لوگوں کی ڈیوٹیاں لگانے کے بعد زلیخا شہر آ
وعدے پر کہ ہر ماہ دو دن کے لئے وہ یہاں آ کر رہا کرے گی۔ ترمذی صاحب بھی بہت
تھے۔ شہر میں آ کر اس نے اپنا گھر ٹھیک کیا۔ اگرچہ یہ ایک سرکاری بنگلہ تھا۔ مگر اس کو بھی نئے
سجانے اور بنانے میں ایک ماہ تو لگ گیا۔ پھر دونوں نے مل کر شہر کے معززین کو ایک بہت
سپشن دی۔ یوں زندگی ایک سبھاؤ سے چلنے لگی۔

اس روز جگن خالہ گاؤں کی رپورٹ دینے آئی ہوئی تھیں۔ صبح اٹھتے ہی بولیں۔ اے دلہن
کے بعد تیار ہو جانا آج میں تمہیں ایک خاص جگہ لے کے جاؤں گی

خاص جگہ_______ زلیخا نے حیران ہو کر پوچھا________ وہ کیا ہوتی ہے؟

یاد ہے تم نے مجھے گاؤں میں کہا تھا۔ کہ تمہیں بھی کسی مزار پر لے کر جاؤں_______

ہاں ہاں کہا تھا_______ زلیخا نے کہا۔

آج جمعرات کا روز ہے۔ میں حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر سلام کرنے
ہوں۔ تم بھی چلو۔۔۔۔۔ تمہیں دکھالاؤں۔ اللہ والے کیسے ہوتے ہیں۔؟

مگر مجھے بتائیں۔۔۔ تو سہی_______ میں کیا پہن کر جاؤں ______ کیسے جاؤں

بس انہی کپڑوں پر ایک چادر اوڑھ لینا۔ اس کی تو تمہیں گاؤں میں عادت پڑ ہی گئی ہے۔

ٹھیک ہے میں ضرور چلوں گی۔

ہاتھوں میں پھولوں کے لفافے پکڑے ہوئے وہ دونوں زنانے دروازے سے اندر
ہوئیں۔ جگن خالہ نے جوتے اتار کر محافظ کے حوالے کئے تو اس نے بھی ایسا کیا۔ وہ ایک ایک
سے دیکھتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ اندر عورتوں کا اتنا ہجوم تھا کہ وہ حیرت زدہ رہ گئی۔ جگن
کھڑکی کے قریب لے گئیں جہاں سے مزار مبارک نظر آ رہا تھا۔ انہوں نے فاتحہ کے لئے ہاتھ
زلیخا نے بھی اٹھا لئے_______ انہوں نے اندر پھول ڈالے تو زلیخا نے بھی ڈال دیئے۔
کے جگن خالہ پچھلی قطاروں میں آ گئیں۔ اور بولیں۔

میں ذرا نفل پڑھ لوں۔ دولہن تم ایک طرف بیٹھ جاؤ۔

زلیخا ایک ستون کا سہارا لے کر ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ جگن خالہ دور مصلے پر جا کر نفل پڑھنے
لگیں۔ اور وہ ایک ایک عورت کا مشاہدہ کرنے لگی۔۔۔۔۔۔ بوڑھی عورتیں۔ جوان عورتیں، تعلیم یافتہ
امیر و غریب بچے بچیاں ایک عجیب سماں تھا کوئی مزار کی کھڑکی کے آگے کھڑی رو رہی تھی
کوئی گڑگڑا رہی تھی۔ کوئی شیرینی تقسیم کر رہی تھی۔ کوئی بچوں کو پکڑ کے مار رہی تھی۔ کوئی
پھیلا کر بھیک مانگ رہی تھی۔

زلیخا نے وہاں بیٹھے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔ آسمان بھی بہت نورانی نظر آیا _______
یہ انوکھی زمین تھی۔ یہ انوکھا آسمان تھا ________

کیا سب لوگ یہاں خدا کو کھوجتے ہوئے آئے ہیں۔۔۔۔۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص
بندے ان عام بندوں کو خدا کا پتہ بتاتے ہیں______ کیا بات ہے یہاں کہ خلقت ٹوٹی پڑتی

____

پھر اس کی نظر کھڑکی سے اندر مزار پر گئی۔ چھت پر ایک عالیشان فانوس روشنی بکھیر رہا تھا۔ پھولوں
کے ڈھیر لگے تھے۔ چادروں کے ڈھیر لگے تھے _______ یہاں تو کوئی خون کے رشتوں کی پروا
نہیں کرتا_______ یہاں تو کوئی زندوں کو نہیں پوچھتا ________

یہ عظیم لوگ کتنا عظیم کام کر کے گئے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی مرنے کے بعد بھی سن
رہا ہے ______ اور یہ لوگ زائرین کے لئے مسلسل دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔

پتہ نہیں زلیخا کے دل پر کیسی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔

اس نے سر دیوار کے ساتھ لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔ اس کے گرم گرم آنسو اس کے
گالوں پر گرنے لگے

____

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو گود میں پھیلا لیا۔۔۔۔۔۔

اور دل ہی دل میں دعا مانگنے لگی۔۔۔۔۔۔

اے داتا۔۔۔۔۔ اے اللہ کے پیارے بندے۔۔۔۔۔۔

میں بہت دور سے آئی ہوں۔ جرمنی سے چل کے یہاں آئی ہوں۔ میرے ماں باپ نہیں ہیں۔
میرے لئے دعا کریں

____

آپ تو سب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ سے میرے لئے دعا کریں۔ وہ اللہ جو مردہ تن میں

جان ڈال دیتا ہے۔ اور جس کے آگے کچھ ناممکن نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اس اللہ سے کہیں
۔۔ میری کوکھ بھی ہری کردے۔۔۔۔۔۔اس عمر میں مجھے بارآور کردے ـــــــ مجھے
والا شوہر دیا ہے۔ مجھے گھر دیا ہے۔۔۔۔۔۔ مجھے سب کچھ دیا ہے۔۔۔۔۔اے داتا۔۔۔
سے یہاں آئی ہوں۔ بچے کی تمنا دل کے اندر تڑپ رہی ہے لوگ کہتے ہیں آپ اللہ سے
ہیں۔ کہ وہ آپ کی سفارش مان لیتا ہے۔

کردیں نا؟ میری سفارش بھی ـــــــ

اے داتا۔۔۔ پیارے داتا ـــــــ

کوئی چیز اس کے چہرے پر آ کر لگی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا ـــــــ

کسی عورت نے پھول پھینکے تھے۔ اور دو بتاشے بھی اس کی گود میں آ گرے تھے۔

اس کے سامنے جگن خالہ کھڑی حیرت سے اس کے روتے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔

آنکھیں کھولتے ہی اس نے اشارے سے جگن خالہ سے پوچھا ـــــــ

یہ کیا ہے ـــــــ؟

وہ آگے آئیں۔ اور بولیں۔

اٹھالو دولہن۔ یہ تبرک ہے۔ یہاں جو لوگ آتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔

اسے تبرک کہتے ہیں۔

مگر میں نے تو ـــــــ

ہاں ۔۔۔۔ یہ بن مانگے ملتا ہے۔ جس کے نصیب میں ہو اسے مل جاتا ہے
اٹھاؤ۔۔۔۔

آگے بڑھ کر انہوں نے اس کی گود میں گرے ہوئے پھول اور بتاشے اٹھا کے اس کی ہتھیلی پر رکھ دیئے

پھر دونوں باہر کی طرف چلیں۔

باہر نکل کر جگن خالہ نے پوچھا ـــــــ

کیسا لگا یہاں آنا ـــــــ؟

زلیخا بولی۔ بہت اچھا لگا۔ ایسے لگتا ہے۔ جیسے میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہے۔

کبھی کبھی سلام کرنے آیا کرو ـــــــ زیادہ آنے والوں پر داتا کی نظر ہوتی ہے۔

مگر میں کیسے آؤں گی۔ آپ ہی تو مجھے لے کر آیا کریں گی۔

ہاں جب میں گاؤں سے آیا کروں گی۔ تمہیں لے کر سلام کرنے جایا کروں گی۔

اگلے دن مزید ہدایات لے کر جگن خالہ گاؤں چلی گئیں۔

دوپہر کے کھانے کے لئے ترمذی صاحب گھر میں داخل ہوئے۔تو دیکھا کہ زلیخا بے
سدھ پڑی سو رہی ہے رسالہ زمین پر گرا ہے ______
انہوں نے دو تین آوازیں دیں۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔
ارے آپ آ گئے ـــــ میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی۔کھانا بالکل تیار ہے۔آپ
کے کمرے میں جلدی جلدی سب کہہ کے زلیخا ان کے ساتھ کھانے کے کمرے میں آ گئی۔ بڑ
لگانے لگا۔

کرسٹل: میں دیکھ رہا ہوں تمہارے اوپر ہمارے ماحول کا رنگ چڑھ رہا ہے۔
کیسا رنگ ______؟
دیکھو نا ایک سال کے اندر تم کتنی سست ہو گئی ہو۔ جب آئی تھیں تو ایک پل چین سے نہ
تھیں۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی منصوبہ تمہارے ذہن پر سوار ہوتا تھا۔ اب جب بھی گھر آتا ہوں
سوتے ہوئے دیکھتا ہوں۔صبح جاتا ہوں تو تم سو رہی ہوتی ہو ______ کیا بات ہے؟
یوفو: میں نے بھی محسوس کیا ہے۔ کہ میں اب بہت سونے لگی ہوں۔کیا کروں ہر وقت نیند آ
ہے۔کتاب لے کر بیٹھوں یا کوئی بھی کام شروع کروں ______ پتہ نہیں کیسے میں سو جاتی
میں خود بھی حیران ہوں۔ایسی سستی مجھ پر کبھی طاری نہ ہوئی تھی۔
ترمذی صاحب نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا ______ اس کا رنگ بھی زرد نظر آیا کہنے
تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ تمہارا رنگ مجھے کچھ زردی مائل لگ رہا ہے۔بھوک ٹھیک لگتی
بھوک ______؟ وہ مسکرائی، بھوک تو اتنی لگتی ہے۔ کہ میں خوفزدہ ہو جاتی ہوں اد
ادھر ہضم بھی ہو گیا۔ آج کل دو ہی کام ہیں مجھے کھا لینا اور سو جانا ______
تم فکر نہ کرو ایسی تبدیلیاں زندگی میں آتی رہتی ہیں۔
میری مانو تو ڈاکٹر کو دکھا لو۔ چیک اپ بھی ہو جائے گا۔

نہیں نہیں وہ سختی سے بولی میں ڈاکٹر کو کبھی نہیں دکھاؤں گی مجھے ڈاکٹروں کے پاس جانا
پسند نہیں۔
کرسٹل: ایک سال ہو گیا تمہیں اس نئے ماحول میں آئے۔ ڈاکٹر کو دکھا لینے میں کیا حرج ہے۔
میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ میں ڈاکٹروں کو پسند نہیں کرتی ______
کرسٹل: وہ اور بات تھی تم اپنا چہرہ دیکھو زرد لگ رہا ہے۔
لگنے دو۔ وہ بولی میں خود اپنے آپ کو ٹھیک کر لوں گی۔ زیادہ نیند کوئی بیماری کی علامت نہیں ہوتی۔
پھر تم جاگنگ شروع کر دو ______
ہاں میں سوچ رہی ہوں۔علی الصبح جاگنگ شروع کر دوں یوفو! اب تم بات کا بتنگڑ مت بنا لینا۔ میں
نے دیکھا ہے۔ یہاں پر لوگ ہر بات کو مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ اور ساری زندگی اسے حل کرنے میں ضائع
کر دیتے ہیں۔
اچھا اچھا خفا ہونے کی ضرورت نہیں ______
ترمذی صاحب کھانا کھا کر چلے گئے۔ زلیخا نے جا کر اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا۔ اسے تو بالکل ٹھیک
ٹھاک نظر آیا۔ مگر اس نے سوچ لیا۔ وہ طبیعت میں رچی یہ سستی ضرور دور کر لے گی۔
دوسرے دن صبح ہی صبح ترمذی صاحب کا دفتر سے فون آ گیا۔ بولے۔
کرسٹل: میں نے آج شام 6 بجے تمہارے لئے ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ لی ہے۔
میرے لئے کیوں ______؟ وہ چیخ کر بولی۔
چیخو نہیں کرسٹل ـــــ اصل میں لیڈی ڈاکٹر صبوحی صمدانی میرے عزیز دوست کی بیگم ہے۔
آج ابھی صمدانی صاحب تمہیں اور مجھے کھانے پر مدعو کرنے آئے تھے۔ میں نے تمہاری طبیعت کا ذکر
کر دیا وہ میرے پیچھے ہی پڑ گئے کہ تمہیں ان کی بیگم کے پاس بھیجوں۔ میں زیادہ انکار نہیں کر سکا
______ پلیز اب تم بھی ضد نہ کرنا۔ میں شکور کو گاڑی دے کر بھیج دوں گا۔ تم چلی جانا ______
علاج بے شک نہ کرنا۔ مل لینے میں کیا حرج ہے۔؟
ٹھیک ہے۔ زلیخا نے مری ہوئی آواز میں کہا۔
شام کو گاڑی آ گئی۔ وہ چلی گئی۔ ______
رات کو جب ترمذی صاحب آئے۔ تو پھٹ پڑی ______

یوفو: تم ہمیشہ اپنی ضد پوری کرتے ہو ______ مجھے اس کے کلینک میں بھیج دیا اور
میرے سارے ٹیسٹ کرادیئے ______ یہ کیا مذاق ہے؟

اچھا تو اس میں برا کیا ہے ______ ؟

بس میں نے کہہ دیا ہے۔ اب میں رپورٹیں لینے ہرگز نہیں جاؤں گی۔

اوہو: نہ جانا ______ مگر یہ تو بتاؤ۔ اس نے کیا کہا ہے۔

کیا کہنا تھا۔ کہہ رہی تھی۔ آپ بالکل ٹھیک ہیں۔ رپورٹیں آنے پر مزید بتاؤں گی۔

خبردار مجھے مت بتانا ______ رپورٹ میں کیا آیا ہے۔ میں اپنی زندگی اطمینان سے
چاہتی ہوں۔ چار دن زندگی کے جو بچ گئے ہیں۔ وہ میں ڈاکٹروں کے ہاں چکر لگانے اور دوا
کھانے میں ضائع نہیں کر سکتی ______

کرسٹل۔۔۔۔۔ترمذی صاحب نے ہنس کر کہا ______ ابھی تک ڈاکٹروں سے خفا رہتی
پتہ ہے زندگی ہمیشہ ڈاکٹروں کی محتاج رہتی ہے۔

اسی لئے مجھے موت پسند ہے۔ جو ڈاکٹروں کی محتاج نہیں ہوتی ______

کرسٹل۔۔۔۔۔کرسٹل۔۔۔۔۔چڑ چڑی بھی ہو رہی ہو۔۔۔۔۔ ______

اور یہ کیا تم کبھی مجھے کرسٹل کہتے ہو۔ کبھی مجھے میشا کہتے ہو ______ بھول جاؤ کرسٹل
میشا کو بس اب مجھے زلیخا کہا کرو۔ اب میں زلیخا ہوں۔

ٹھیک ہے میری زلیخا۔۔۔۔۔ حالانکہ میں نے تمہیں پہلے دن ہی کہہ دیا تھا۔ کہ جس نام
چاہوں بلاؤں گا ______ مگر تم کچھ چڑ چڑی بھی ہو ہی ہو ______ اس کا مطلب
کچھ گڑبڑ ہے کہیں پر۔۔۔۔۔

زلیخا نے گھور کر دیکھا۔ تو وہ بولے ______

یوں کرو' گاؤں کا ایک چکر لگا آؤ۔ دو مہینے سے تم گئی نہیں۔ جا کے دیکھو تمہارے اداروں
حال ہے۔ کیسے چل رہے ہیں۔؟

جگن خالہ ہر مہینے مجھے رپورٹ دے جاتی ہیں۔ سب لوگ بڑی دلجمعی سے کام کر رہے ہیں۔

پھر بھی اس ویک اینڈ پہ تم دو چار دن کے لئے چلی جانا۔

ٹھیک ہے!

یوں تو ترمذی صاحب گھر آتے ہی اس کو پکارا کرتے تھے مگر آج شام کو موٹر سے باہر نکلتے ہی جب
انہوں نے ______
زلیخا۔۔۔۔۔زلیخا کا شور مچا دیا۔ تو زلیخا نے ان کی آواز میں ایک خاص بات بہت محسوس کی۔
دوڑ کر پیشوائی کو آئی۔ ان کے ہاتھ میں ایک بڑا سا خاکی لفافہ تھا۔

اس کی طرف لہرا کو بولے ______

بوجھو تو یہ کیا ہے ______ ؟

زلیخا کا منہ لٹک گیا۔

مجھے کیا معلوم ہو سکتا ہے ______ یہ کیا ہے؟

ترمذی صاحب کا چہرہ انتہائی سنجیدہ ہو گیا۔ بولے ______

اس میں تمہاری میڈیکل رپورٹیں ہیں ______

زلیخا کا دل دھک سے ہوا۔ خوفزدہ صورت بنا کر اس نے ترمذی صاحب کی آنکھوں میں دیکھا۔
وہ بدستور سنجیدہ تھے۔ اس نے دل میں سوچا ______ کتنا ظالم ہے یہ شخص میں نے اسے کہا بھی تھا
کہ مجھے میری رپورٹیں نہ بتانا ______ مگر پھر ایک ہفتے بعد یہ قضیہ لے کر آ گیا۔ پچھلا ایک ہفتہ
اس نے گاؤں میں گزارا تھا۔ وہاں جا کے اسے بہت فرق محسوس ہوا تھا۔ بلکہ کھلی فضا نے اس کی صحت پر
بہت اچھا اثر کیا تھا۔ پرسوں جب وہ گاؤں سے آئی تھی تو یہی بات خود ترمذی صاحب بھی کہہ رہے تھے۔

کیا سوچ رہی ہو ______ لو دیکھ لو اپنی رپورٹیں ______

یوفو: اس نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میری رپورٹیں مجھے ہرگز نہ بتانا۔
تم اتنے سنگدل کیسے ہو سکتے ہو ______

ہو تو سکتا ہوں اگر کہو تو میں پڑھ کر سنا دوں وہ اندر سے کاغذ نکالنے لگے۔

نہیں پلیز نہیں ______ زلیخا نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ وہیں روک دیئے ______

اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی ۔۔۔۔۔۔

ترمذی صاحب تھوڑی دیر تک اس کی بے بس آنکھوں میں دیکھتے رہے ______

پھر مسکرا کر بولے ______

میشا: تمہیں پتہ ہے تمہیں کیا ہوا ہے ______ ؟

زلیخا نے آنکھیں بند کر لیں ۔ اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی نمی دو قطروں کی صو
میں رخساروں پر ڈھلک آئی ۔۔۔۔۔ اس نے اپنے آپ کو بری سے بری خبر سننے کے
تیار کر لیا ______

ترمذی صاحب نے بڑے پراسرار انداز میں اس کے کان کے ساتھ منہ لگا کر سرگوش
کہا ______

Crystal : You are Pregnant ?

کیا ______ ؟

You are Pregnant ?

پھر سے کہو ______

Crystal You are Pregnant ?

انہوں نے تیسری بار کہا ______

تو وہ جھٹکے سے الگ ہوئی ۔ اور بولی ۔

I can not believe you ?

اسی لئے تو میں تمہیں یہ رپورٹس پڑھ کر سنانا چاہتا تھا ۔

سناؤ ۔۔۔۔ سناؤ ۔۔۔۔۔ اس نے لفافہ ان کے ہاتھ سے چھین لیا ۔۔۔

تمہیں پتہ ہے ۔ ڈاکٹر صبوحی نے ڈنر کی رات یہ شک ظاہر کیا تھا ۔ مگر میں نے اسے منع کر دیا
کہ جب تک تمام رپورٹیں نہ آ جائیں ۔ تمہیں نہ بتایا جائے ۔ پھر تم گاؤں چلی گئیں ۔ اب میں ان
مل کر آ رہا ہوں ______

او مائی گاڈ ______ کہہ کر زلیخا صوفے پر بیٹھ گئی ۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے
انہیں کتنا ارمان تھا ۔ بچے کا دل ہی دل میں کتنی دعائیں مانگا کرتی تھی ۔ ترمذی صاحب مصلّٰی اپنے کمر

میں چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد زلیخا نے اپنی کیفیت کو سنبھالا ۔ اور ان کے پیچھے ان کے کمرے میں گئی ۔
وہ کپڑے بدل چکے تھے ۔

یوفو: تم سچ کہہ رہے ہو یا ______ یا مذاق کر رہے ہو ۔

ارے میرا تمہارا کوئی مذاق کا رشتہ ہے ۔

مجھے کبھی یقین نہ آتا اگر ______

ہمیں دیکھو ______ ہم نے تمہاری "صورت حال" دیکھ کر پہچان لیا ۔ کہ ضرور کوئی گڑ بڑ
ہے کہیں ______

صبح میں خود جا کے ڈاکٹر صبوحی سے ملوں گی ______

اچھا تو اب یہ عالم ہے ______ ترمذی صاحب نے قہقہہ لگایا ۔

ضرور جانا ______ وہ بھی کہہ رہی تھیں اس عمر میں Pregnancy ہو جائے ۔ تو بعض
احتیاطیں لازم ہو جاتی ہیں ۔

بہت احتیاط کروں گی ۔ جو بھی وہ کہے گی میں کروں گی ۔

شاباش ______ ترمذی صاحب نے ہنس کر اسے بازوؤں سے پکڑ لیا ۔۔۔ اور
بولے ______

اللہ تم پر مہربان ہے ۔ میشا ۔۔۔۔ اللہ مجھ پر بھی مہربان ہے زلیخا ______ ہم دونوں کو اس
عمر میں اولاد کی خوشی دے رہا ہے تم نے جتنی نیکیاں گاؤں میں کی تھیں نا؟ اللہ نے تمہیں ان کا اجر دیا ہے
اب خوش رہا کرو خوب کھاؤ پیو آرام کرو اور کچھ ایسا کرو کہ یہ چند مہینوں کا انتظار دوبھر نہ ہو جائے ۔

لیڈی ڈاکٹر نے باہر آ کر ترمذی صاحب سے کہا۔

ابھی بہت دیر ہے صاحب: آپ گھر جا کر آرام کریں۔ ہم صبح تک آپ کو خوشخبری سنائیں گے۔

ڈاکٹر ــــــ زلیخا بالکل ٹھیک ہے نا؟

بالکل ٹھیک ــــــ ڈاکٹر نے ہنس کر کہا۔

پھر دیر کیوں ہو رہی ہے؟ ــــــ

جج صاحب، اس کے آرڈر اللہ میاں کے ہاں سے آتے ہیں۔ ایک نیچرل پروسیس ہے۔ اس کا انتظار نیچر کے مطابق کرتے ہیں۔

ذرا خیال رکھیئے گا۔ میرے لئے تو ــــــ میرے لئے تو زچہ و بچہ دونوں بہت قیمتی ہیں۔

ترمذی صاحب نے ہکلاتے ہوئے کہا ــــــ

فکر نہ کیجئے ــــــ اس لیبر روم میں آنے والی ہر زچہ اور ہر بچہ ہمارے لئے بہت قیمتی ہوتے ہیں۔

بس اب آپ جائیں، جا کر دعا کریں۔ انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

میں زلیخا کو اندر جا کر دیکھ سکتا ہوں؟

نہیں ڈاکٹر نے ہنس کر کہا ــــــ

آپ انہیں اپنا پریشان چہرہ دکھانا چاہتے ہیں۔ وہ آپ سے بھی زیادہ Excited ہو رہی ہیں۔

بادل نخواستہ ترمذی صاحب گھر آ گئے۔ کبھی زلیخا کے خالی بستر کو دیکھتے ــــــ گھڑی کو دیکھتے۔ ایک عجیب اضطراب تھا۔ بے چینی سی بے چینی تھی ــــــ

اف ماں پر کیا گزرتی ہوگی۔ جو اپنے جسم و جان سے گزر کر بچہ پیدا کرتی ہے۔ یہاں باپ کی سانس اٹکی ہوئی تھی۔

وہ سارے دن شمار کرنے لگے جو کرسٹل نے ان کے ساتھ گزارے تھے۔ اس کے آنے کے

زندگی کتنی بدل گئی تھی۔ دل تو ان کا بھی بہت چاہا کرتا تھا۔ کہ اب کوئی ابو کہہ کر پکارنے والا ہو۔ اور جب انہیں بچے کی آمد کی نوید ملی تھی۔ تو ایسا لگا تھا جیسے انہوں نے نئے سرے سے جنم لیا ہو۔ پتہ نہیں جوانی میں بچے کی نوید کیا اثر کرتی ہوگی۔ اب تو یوں لگا کہ جیسے ان کے دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہو گیا۔ انہیں اس کی فکر نہیں تھی۔ بیٹا ہو گا یا بیٹی ــــــ البتہ زلیخا اکثر یہ قصہ لے بیٹھتی۔ کیونکہ اس نے پاکستان آتے ہی مختلف لوگوں سے سن لیا تھا۔ کہ یہاں لڑکے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ بعض دفعہ لڑکا نہ پیدا کر سکنے کی بیوی کو سزا ملتی ہے۔

لیکن ترمذی صاحب تو کہتے تھے۔

نیک بخت: یہ بچہ یا بچی تو ہمیں بونس کے طور پر مل رہا ہے۔ ہم اپنی اصل عمر گزار چکے ہیں۔ شائد اللہ کو ہمارا ملاپ پسند آ گیا ہے ــــــ

وہ پوچھتی ــــــ یوفو: اگر بیٹا ہوا تو تم کیا نام رکھو گے ــــــ؟

وہ کہتے، جاناں: یہ پاکستان ہے۔ یہاں کئی گھرانوں میں سالہا سال بچے بغیر نام کے پلتے رہتے ہیں۔ کوئی اسے کاکا کہہ چھوڑتا ہے۔ اور کوئی گڈو ــــــ

مگر وہ ضد کرتی۔

یوفو: ہمیشہ بچے کا نام پہلے سوچ کر رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو بچے کے پیدا ہوتے ہی نام رجسٹر کرانا پڑتا ہے۔

اور تمہارے ہاں تو بچہ ماں کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ہے نا؟ ــــــ

وہ کہتی ــــــ ہاں

اس لئے یہاں پیدا ہوتے ہی بچے کے باپ کا نام پوچھا جاتا ہے۔

چھوٹی سی بات ہے اور تم بحث کئے جاتے ہو۔ وہ چڑ جاتی۔

اصل میں تم آج کل اپنی طبیعت سے بےزار ہو گئی ہو۔ اس لئے بہانے بہانے سے بچے کا ذکر کر کے وقت گزارنا چاہتی ہو ــــــ

اور تم اس وقت گزاری میں میرا ساتھ نہیں دے سکتے؟

ہاں ساتھ دے تو رہا ہوں۔ سنو کرسٹل، میں نے بیٹی کا نام سوچ رکھا ہے ــــــ

اچھا ــــــ کتنے چالاک ہو؟ ــــــ

تو یوں کرتے ہیں۔تم بیٹے کا نام سوچ لو______ بیٹا ہوا تو تم نام رکھ دینا۔ بیٹی ہوئی تو
رکھ دوں گا______

میں نے سوچ رکھا ہے۔ بیٹا ہوا تو اس کا نام عبدالجبار یوسف رکھیں گے۔

یعنی جبار______ تم جبار نام رکھو گی______ پتہ ہے۔میرا باپ بہت سخت طبیعت
کھردرا آدمی تھا۔اور کسی کی بات نہیں سنتا تھا۔ ہمیشہ اپنی من مانی کرتا تھا۔اس کا نام رکھو گی تو ویسا ہی
پیدا ہوگا۔ پھر اس کو تم بھگتتی رہنا۔

ٹھیک ہے میں ہی بھگتوں گی نا؟ تمہیں کیا______

روز کی یہ بحث آخری دنوں میں ایک موڑ پر آ کر رک گئی۔ جب ڈاکٹر نے اچانک بتایا کہ جڑواں
بچے ہیں۔

ترمذی صاحب گھبرا سے گئے۔مگر زلیخا پر سکون رہی______

تم بالکل ٹھیک محسوس کرتی ہو نا زلیخا______ ایک دن انہوں نے پوچھ ہی لیا۔

ہاں بالکل ٹھیک نارمل بس وزن کچھ زیادہ ہو گیا ہے۔اس لئے سانس پھولنے لگی ہے۔

مجھے تو فکر رہنے لگا ہے۔

کیوں______ کیا زچگی سے تم گزرو گے______؟

ترمذی صاحب مسکرائے______

سمجھ گیا۔تمہاری حس مزاح بتا رہی ہے کہ تم نارمل ہو۔

سنو یوفو: تم ایشیائی لوگ ہر بات کو ایک قضیہ بنا لیتے ہو۔اگر یہ قدرت کا کام ہے۔تو وہی پار لگائے
گی۔ مجھے تو بہت خوشی ہے۔ایک دم سے دو بچے ہو جائیں گے۔لیٹ پوری ہو جائے گی۔

دو بچوں کو بیک وقت پالنا بہت مشکل ہوتا ہے زلیخا______!

یہاں تو ملازم مل جاتے ہیں۔یہاں کوئی مشکل نہ ہوگی______ یوفو: تم مجھے ڈرایا نہ کرو۔
لوگوں کی یاسیت مجھے ذرا پسند نہیں آتی۔ یہاں میں نے دو کیفیتیں دیکھی ہیں۔یاسیت یا پھر نرگسیت ادھ
ادھر تو کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

کتنی جلدی تم نتیجے پہ پہنچ جاتی ہو۔ترمذی صاحب، سوچتے ہوئے بولے۔

آج میں تمہیں ایک اور بات بتا دوں یوفو۔ میں ایک بھائی کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھی۔

واقعی______؟ ترمذی صاحب نے حیرت سے کہا۔

ہاں______ میرے پاپا نے مجھے بتا دیا تھا۔میرا بھائی پیدا ہوتے ہی مر گیا تھا۔کچھ دنوں
بعد ماں بھی مر گئی۔پاپا نے مجھے پالا تھا۔

ترمذی صاحب خاموش ہو گئے۔ان کا فکر مند چہرہ دیکھ کر بولی______

تم فکر نہ کرو۔میرے دونوں بچے زندہ رہیں گے اور میں ہی ان کو پالوں گی______

ترمذی صاحب نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔اس کے چہرے پر یقین کا اجالا تھا۔

ایک عزم تھا اس کی آنکھوں میں______

ترمذی صاحب نے دل ہی دل میں آمین کہا______

وہ اسے ہمیشہ زندہ سلامت دیکھنا چاہتے تھے۔اس کے بے پناہ یقین کے ساتھ ہنستا مسکراتا دیکھنا
چاہتے تھے۔

ساری رات سوچتے وسوسوں سے کھیلتے اور دعائیں مانگتے گزر گئی______ کبھی پلک لگ
جاتی کبھی آنکھ کھل جاتی۔فجر کی اذان ہوئی تو وہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔جن خشوع وخضوع سے دعا مانگ
کر وہ فارغ ہوئے تو اچانک فون کی گھنٹی بجی۔وہ چونک گئے۔پھر ان کا دل دھڑکنے لگا۔۔۔۔۔۔دوڑ
کر فون کے پاس آئے اور ہزار اندیشوں کے ساتھ ریسیور اٹھا لیا۔

مبارک ہو یوسف میاں______ ادھر جن خالہ کی آواز تھی۔اللہ نے رحمتیں بھیجی ہیں۔

دو بیٹیاں آئی ہیں۔

اور زلیخا کیسی ہے______؟ انہوں نے فوراً پوچھا۔

اے میاں مبارک تو لو______

خیر مبارک جن خالہ۔بتاؤ نا زلیخا کیسی ہے؟

اللہ کا شکر۔ بالکل ٹھیک ہے۔ بچیاں بھی بالکل صحت مند ہیں۔ مجھے زلیخا نے کہا میں پہلے تمہیں
اطلاع کر دوں۔ کہہ رہی تھی وہ تو ساری رات سوئے نہیں ہوں گے______

(ایسے میں بھی زلیخا کو ان کا ہی خیال تھا)

انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

یوسف میاں: زلیخا کہہ رہی تھی۔اب تم آرام سے سو جاؤ۔نیند پوری کر کے تسلی سے ہسپتال آنا۔

کیونکہ اب زچہ کو بھی آرام کرنا ہوگا۔صرف خانساماں کو کہہ دو۔ہمیں چائے اور ناشتہ دے جائے
طرح میں سمجھا کے آئی تھی۔

ترمذی صاحب اپنی نیند پوری کر کے، نہا دھو کے، خوب بن سج کے شام کو ہسپتال پہنچے تو
بچیاں کمرے میں آ چکی تھیں۔جمن خالہ بیٹھی تسبیح پھیر رہی تھیں۔اور زلیخا کی ابھی آنکھ لگی تھی۔جمن
کھڑی ہو گئیں۔انہیں لے کر بچیوں کے پاس آ گئیں۔دونوں بچیاں فرشتوں کی صورت بے
میں سو رہی تھیں۔ترمذی صاحب دونوں کو بار بار دیکھتے ۔۔۔۔۔ مسکراتے ۔۔۔۔۔۔ان کا دل
اللہ کی قدرت پر نثار ہو جائیں۔وہ جمن خالہ سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔تاکہ زلیخا کی آ
کھل جائے۔مگر زلیخا کی آنکھ تو ان کی چاپ سے ہی کھل گئی تھی۔خاموشی سے اپنے شوہر کی محویت کا
کر رہی تھی۔ان کے چہرے کے تاثرات پڑھ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ بالآخر رہ نہ سکی ۔۔۔۔۔ بولی۔

یوفو: بتاؤ تو کس پہ ہیں یہ بچیاں ______

ترمذی صاحب نے پلٹ کر دیکھا۔اور جلدی سے اس کے پاس آ گئے۔اس کی پیشانی کو ہا
اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔اور بولے۔

شکر ہے تم بخیریت ہو زلیخا، خوش ہو نا؟ ______

بہت خوش ہوں ۔۔۔۔۔ میری دلی تمنا تھی میری بیٹی ہو ______ مگر مجھے تو دو بیٹیاں مل گئیں

ہاں میں بھی بہت خوش ہوں زلیخا!

اب بتاؤ کیا نام رکھا ہے تم نے ______

ترمذی صاحب ۔۔۔۔۔ پھر اٹھ کر بچیوں کے پاس آ گئے ۔۔۔۔۔ ان کو جھ
بولے ______

کرسٹل میں نے سوچا تھا۔بیٹی ہوگی تو میں اسے اپنا توشہ آخرت سمجھوں گا۔

چنانچہ میں نے توشہ نام سوچا تھا ______ اب دوسرا نام تم رکھ لو ______

نہیں یوفو: مجھے جب پتہ لگا تھا کہ دو بچے ہیں۔تو میں نے سوچا تھا۔اگر دو لڑکے ہوئے تو
نام عبدالجبار، اور دوسرے کا نام عبدالغفار رکھوں گی۔

واہ واہ ______ ترمذی صاحب قہقہہ لگا کر ہنسے۔گویا تم نے جبار کا توڑ غفار

______ بھئی واہ ______

دونوں تھوڑی دیر ہنستے رہے۔

پھر جمن خالہ بولی۔

اے میاں: تم ہی رکھ دو نا؟ کوئی بھلے سے نام ______

انہوں نے کہا۔

اچھا بتاؤ خالہ پہلے کون پیدا ہوئی تھی۔؟

جمن خالہ نے گوری والی کے رخسار پر انگلی رکھی۔یہ جو چٹی میم ہے نا۔یہ پندرہ منٹ بعد پیدا ہوئی
اور یہ جو سانولی سلونی ہے۔یہ پندرہ منٹ پہلے پیدا ہوئی ہے۔

دیکھو: زلیخا ______ ترمذی صاحب بولے۔قدرت کا انصاف دیکھو۔ایک بچی ہو بہو تم
پہ۔اور دوسری مجھ پر ہے، ہے نا؟ کالی کلوٹی ۔۔۔۔۔۔

ہاں یہ میں نے بھی نوٹ کیا تھا۔کالی کلوٹی مت کہو، مجھے غصہ لگے لگا۔تم لوگ ایسی باتیں کرنا کب
ڑو گے بڑی پرکشش ہے، تمہاری طرح ۔۔۔۔۔

اچھا بھئی تم برا نہ مانو میں تو مذاق کر رہا تھا پہلے بڑی کا نام رکھتے ہیں۔

میاں تم بسم اللہ کر کے نام تو رکھو ______

ہاں خالہ جو بعد میں پیدا ہوئی ہے ۔۔۔۔۔ یہ ۔۔۔۔۔ یہ انہوں نے بچی پر ہاتھ رکھا ہے
______ ہو بہو کرسٹل جیسی اس کا نام ہوگا توشہ ______

اور دوسری ______ زلیخا جلدی سے بولی۔

دوسری ۔۔۔۔ وہ سوچنے لگے ______ میری سانولی سلونی کا نام ہوگا لیلیٰ ۔۔۔

لیلیٰ ۔۔۔۔ لیلیٰ ۔۔۔۔ زلیخا نے دو تین مرتبہ کہا۔پھر بولی۔Sounds Well

میرے نام سے ملتا جلتا ہے ______ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔

چلو شکر ہے ناموں کا مرحلہ تو طے ہوا ______ کیوں جمن خالہ پسند آئے۔

بہت پسند آئے۔لو میاں اسی خوشی میں منہ تو میٹھا کر لو۔انہوں نے مٹھائی کا ڈبہ کھول کر ان کے آگے کر دیا۔

گھر میں ایک زندگی بخش چہکار تھی۔ دونوں بچیاں انڈونیشی آیا کی نگرانی میں کھیل کو
شور مچا رہی تھیں۔ زلیخا نے سامنے بیٹھی سلائیاں بن رہی تھی۔ شام کا وقت تھ
صاحب ابھی گھر نہیں آئے تھے۔ زلیخا کبھی کبھی نظر اٹھا کر سامنے لگے کلاک کو دیکھ لیتی تھی
اتنے میں عبدالشکور اندر آیا۔ زلیخا کو سلام کیا۔ جا کر بچیوں سے کھیلتا رہا ______
زلیخا کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

کیوں بھئی شکور کیسے ہو ______؟ زلیخا نے پوچھا۔ تمہارے بھائی ابھی تک نہیں آ

وہاں سے چل پڑے تھے، بس آتے ہوں گے۔

تھوڑی دیر بیٹھا۔۔۔ کچھ کہنا چاہا ______ پھر اٹھ کر جانے لگا۔

کچھ کہنے آئے تھے ______ زلیخا نے اس کا چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

جی ______ بھابی ______

پھر کہے بنا جا رہے ہو؟

بس یونہی ______ وہ شرمانے لگا۔ پھر کبھی۔۔۔۔۔

ارے ______ بیٹھو میاں ______ انہوں نے اشارہ کیا۔ میں کئی دنوں

ہوں تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو۔ پھر رک جاتے ہو۔

زلیخا بھابی: آپ سے بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

شرم ______؟ کیا بے شرمی کی بات ہے۔

نہیں نہیں ______ وہ بولا ______ بس جھجک آتی ہے۔

تم پاکستانی لوگوں کی یہ بے جا اور بے وقت جھجک کب جائے گی۔ جو کہنا چاہتے ہو۔ کہہ

سکتے ______

بس بھابی۔۔۔۔۔ وہ ذرا ہماری تربیت اس قسم کی ہوتی ہے۔ کہ کبھی بھی کھل کر دل کی

ہہ سکتے۔

میں جانتی ہوں۔ تم اپنی شادی کی بات کرنا چاہتے ہو۔

بھابی وہ حیرت سے چیخا ______ آپ کو کیسے اندازہ ہو گیا۔

کیسے اندازہ نہ ہو۔ میں پانچ سال سے پاکستان میں ہوں۔ اور اب تک لوگوں کی
رات واطوار سے واقف ہو چکی ہوں۔ یہ اپنے آپ کچھ نہیں کہتے۔ ان سے سب اگلوانا پڑتا
ہے۔ اچھا بتاؤ کون ہے وہ ______

عبدالشکور نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔

زلیخا ہنسی ______ یہاں کوئی خطرہ نہیں۔

وہ بولا ______ زلیخا بھابی ______ ہے ایک لڑکی۔۔۔۔۔

Are you in love? زلیخا نے فوراً پوچھا۔

جی بھابی آپ تو دل کی بات جان لیتی ہیں۔ ایک سیشن جج ہیں۔ یوسف بھائی کے دوست بھی
ہیں۔ روزینہ ان کی لڑکی ہے۔

لڑکی کو پتہ ہے ______؟

ہاں۔۔۔۔ وہ شرمایا ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو یعنی بڑی پرانی انڈرسٹینڈنگ ہے۔

اچھا تو یہ بات ہے۔ شکل سے تو بڑے معصوم دکھائی دیتے ہو۔

بس بھابی میں اسی لئے آپ کو بتاتا نہیں تھا ______

ہاں تو اڑچن کیا ہے ______؟

اماں نہیں مانتیں ______؟

کیوں ______؟

کہتی ہیں۔ میں تمہاری شادی شہر کی لڑکی سے نہیں کروں گی۔ گاؤں میں انہوں نے میرے لئے
رشتہ ڈھونڈ رکھا ہے۔ کہتی ہیں۔ گاؤں کی لڑکیاں ہی گاؤں میں رہنا پسند کرتی ہیں۔

تمہارے بھائی کو معلوم ہے ______؟

نہیں ______ ان ہی سے تو ڈر لگتا ہے۔ پتہ نہیں کیا کہیں گے؟

اگر تو شادی کرنی ہے۔ پھر سب سے سب کچھ سننا پڑے گا، جانتے ہو نا؟

جانتا ہوں۔

تو سننے کے لئے تیار رہو۔ اور اپنے مؤقف پر ڈٹے رہو!

بھابی آپ ہی یہ مسئلہ حل کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔پلیز زلیخا بھابی ______

اچھا چاپلوسی نہ کرو۔۔۔۔۔۔ اگر لڑکی بھی راضی ہے۔ تو پھر میں یوفو سے بات کروں گی ______

مگر اماں ______ اماں سے کون سے بات کرے گا ______

یوفو کو منانے کے بعد میں جگن خالہ کو بھی منالوں گی۔۔۔۔ پہلے تم مجھے وہ لڑکی دکھادو ______

ٹھیک ہے بھابی ______ عبدالشکور کا چہرہ کھل گیا۔۔۔۔

اب میں جاؤں بھابی ______

اطمینان سے جاؤ ______ وہ بچیوں کو پیار کر کے باہر نکل گیا۔

اسی وقت ترمذی صاحب نمودار ہوئے وہ دفتر سے آ رہے تھے۔

بولے۔

آج شکور کو بڑی ترنگ میں دیکھا ہے۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا کیا خوشخبر

تم نے اسے۔۔۔۔۔۔ ایک خوشخبری تمہارے لئے ہمارے پاس بھی ہے۔

ہاں ______ زلیخا ہنس کر بولی آج آپ کا چہرہ بھی بڑا کھلا کھلا لگ رہا ہے۔

نہیں پہلے تم بتاؤ۔۔۔۔۔۔

زلیخا نے ساری بات بتادی؟ تو بولے۔

اچھا ______ میں تو سمجھتا تھا یہ اتنا سیدھا سا لڑکا ہے۔ اسے شادی بیاہ کا ہوش کہاں؟

یوفو ______ شاید تم سمجھتے تھے کہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ کم از کم پچاس سال کی

شادی پر آمادہ ہوگا۔

ترمذی صاحب نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا ______ ہنستے ہنستے ان کی آنکھوں میں آنسو

زلیخا ان کی ہنسی کو انجوائے کرتی رہی۔

جب ذرا سکون میں آئے، تو بولے ______

اتنے عرصے بعد تم نے آج ایک بہت اچھی بات کہی ہے۔ تم عورتیں بڑی "گھنی" ہوتی ہو

بھولتی نہیں ہو۔ میں باندھ کر پلو میں رکھ لیتی ہو۔ موقع ملا اور نکا دی ______

اچھا ٹالو نہیں اپنی خوشخبری سناؤ ______

ویسے مجھے تمہاری بات کا بہت مزہ آیا ہے ______ لو انعام کے طور پر سنائے دیتا ہوں ______

پہلے بتادوں ______ تمہاری یہ دونوں بچیاں بہت مبارک قدم ثابت ہوئی ہیں ______

زلیخا نے حیرت سے شوہر کو دیکھا ______

آتے ہی باپ کو چیف جسٹس بنوادیا ______

سچ۔۔۔۔ سچ یوفو ______

شدت جذبات سے زلیخا کھڑی ہوگئی۔ اس کی آنکھیں نم ہوگئیں ______ پھر کچھ سوچتے

ئے بیٹھ گئی۔

اور بولی ______

یوفو ______ پلیز جلدی سے جگن خالہ کو بلوادو ______ کل صبح ہی ______

ادو گے نا؟

بھئی سن لیا ہے۔ بلوادوں گا ______ مگر پہلے ہمارا منہ تو میٹھا کراؤ ______

وہ اپنے آنسو چھپاتے ہوئے کچن میں چلی گئی۔

صبح ہی صبح جگن خالہ ہانپتی کانپتی ہوئی اندر داخل ہوئیں ________

اے دولہن ________ اے دولہن کہاں ہوں بھئی ۔۔۔۔۔

زلیخا باہر نکل آئی ۔ آیئے جگن خالہ میں کل سے آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں۔

ہاں یہی تو پوچھ رہی ہوں ۔ خیر تو ہے ۔۔۔۔۔ پھر جگن خالہ نے زلیخا کے سارے سراپے کو
دیکھا اور سرگوشی میں پوچھا ۔۔۔۔ کوئی اور ''معاملہ'' ہو گیا ہے۔

نہیں جگن خالہ ______ زلیخا زور سے ہنسی آپ کو تو ہمیشہ دوسرے ''معاملے'' کے خواب آتے
اے آئیں کیوں نا؟ دونوں لڑکیاں بھاگتی پھرتی ہیں ۔ اب اس گھر میں ایک وارث آنا چا
جگن خالہ ۔۔۔ بیٹھ جائیں میری بات سنیں یاد ہے آپ کو جب میں نئی نئی لاہور آئی تھی
مجھے داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر لے گئی تھیں ________

ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے ________ جگن خالہ اطمینان سے بیٹھ گئیں۔

وہاں میں نے بھی دل ہی دل میں منت مان لی تھی ________

اچھا ________ ؟ مجھے بھی نہیں بتایا۔

بس ایسے ہی ۔۔۔۔۔ کیونکہ میری تو عمر کافی گزر چکی تھی ۔ اور ناممکن لگ رہا تھا کہ میرا آنگن
ہو گا پھر جب میرا پاؤں بھاری ہوا تو مجھے یقین آ گیا کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی دعائیں ضرور سنتا
اتنے سال گزر گئے ۔ مجھے جا کر شکریہ ادا کرنے کا خیال ہی نہیں آیا کل جب یوفو نے مجھے بتایا کہ
جسٹس ہو گئے ہیں ۔ تو یکایک مجھے خیال آیا ۔ اللہ اپنے ناشکرے بندوں کو پسند نہیں کرتا۔
خوشیوں پہ خوشیوں دیئے چلا جا رہا ہے۔

اور ہم شکر بھی ادا نہیں کرتے ________

یہ تو بڑی خوشی کی خبر سنائی تم نے دولہن اللہ مبارک کرے ۔ سدا سہاگن رہو بچیوں کی خو
دیکھو۔

چلیئے پہلے شکرانے کے نفل پڑھ آئیں ۔ اب تو مجھے اچھی طرح نماز آ گئی ہے ۔ اور مجھے بتائیں یہ
کیسے کرنا ہے؟

کیا تم منت اتارنا چاہتی ہو دولہن ۔

ہاں ہاں جگن خالہ ________

اس میں کیا کرنا ہے ۔ شکرانے کے نفل پڑھتے ہیں ۔ وہاں پکی پکائی دیگیں ملتی ہیں ۔ خرید کے
وہیں میں تقسیم کر دیں گے ۔

ٹھیک ہے جگن خالہ میں آپ کو چائے بھیج کر تیار ہو جاتی ہوں۔

مزار پہ پہنچ کے دونوں نے منت اتار دی ۔ جگن خالہ نے جب نوافل پڑھ لئے ۔ تو دور بیٹھ کر زلیخا کو
دیکھنے لگیں ۔ اور سوچنے لگیں ________ واہ اللہ تیری کیا شان ہے ۔ تیری رحمت چاہے تو پل
میں کو بدل کر رکھ دے ۔ پچھلی مرتبہ زلیخا اک اک عورت کو حیرت سے تکتی تھی ۔ اب ساری عورتیں مڑ
کر ایک میم کو دیکھ رہی تھیں ۔ جو بڑے قرینے سے سفید دوپٹے کی بکل مارے اپنے اللہ سے لو لگائے
بیٹھی تھی۔

جب زلیخا نے نماز ختم کر لی ۔ تو جگن خالہ کھڑی ہو گئیں ۔

چلو دولہن ________

نہیں خالہ ______ وہ خالہ کا ہاتھ پکڑ کر دوسری طرف لے گئی ۔ میں نے آپ سے ایک اور ضروری
بات کرنی ہے ۔ اور اس بات کے لئے مجھے اس جگہ سے بہتر کوئی جگہ دکھائی نہیں دے رہی ۔۔۔۔۔۔

جگن خالہ ذرا پریشان سی ہوئیں ۔

دونوں دور ایک کونے میں بیٹھ گئیں ۔ تو زلیخا بڑے سکون سے اور بڑے سلیقے سے عبدالشکور کی پسند
کو چھیڑ دیا ۔

جگن خالہ ایک دم سیخ پا ہوئیں ۔۔۔۔۔ پھر اپنے اوپر قابو پا لیا ۔ اور بولیں ۔

دیکھ دولہن تو ایسی جگہ پر بیٹھ کر مجھ سے وعدہ لے رہی ہے مگر میں تجھے صاف کہہ دیتی ہوں وہ لڑکی
بالکل پسند نہیں ________

خالہ شادی تو شکور کی ہو رہی ہے ۔

جب ماں کہتی ہے وہ لڑکی مجھے بالکل پسند نہیں ۔ تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے ۔ کہ اسے اپنے بیٹے

کے لئے وہ لڑکی مناسب اور موزوں نہیں لگ رہی ۔ ماں اپنے بیٹے کو پال پوس کر جوان کرتی ہے
کی زندگی کے ڈھب کو سمجھتی ہے ۔

چھوڑو خالہ یہ سب پرانی باتیں ہیں ۔ آج کل لڑکا اور لڑکی زیادہ جانتے ہیں ۔

کوئی بات پرانی نہیں ہوتی دولہن انسان کا بچہ تو ازل سے پیدا ہو رہا ہے ۔ کہیں انسان
ہے ۔ اگر انسان پرانا نہیں ہے ۔ تو اس کی جبلتیں بھی وہی ہیں ۔

خالہ زندگی تو شکور نے گزارنی ہے ۔ میں نے لڑکی کو دیکھا ہے ، مجھے تو وہ بڑی مہذب ا
دکھائی دی ہے ۔

بعض چیزیں جیسی دکھائی دیتی ہیں ۔ ویسی نہیں ہوتیں ۔

خالہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خالہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں اس سے وعدہ کر بیٹھی ہوں ۔ میرے وعدے کی لاج تو

یوسف میاں کیا کہتے ہیں ________ ؟

وہ کہتے ہیں ۔ میں اس معاملے میں دخل نہیں دوں گا ۔ میں نے تو خود فیصلہ کرنے میں آ
دی ۔ اگر تم ذمہ داری لیتی ہو تو کر دو شادی ________

شادی کھیل نہیں ہوتی دولہن ہم گاؤں کے لوگ ہیں ۔ ہماری عادات شہریوں سے
ہوتی ہیں ۔

نہیں خالہ شکور تو تمام عمر شہر میں رہا ہے ۔ وہ جب بھی شادی کرے گا شہری لڑکی میں سے کر
تو کیوں نہ اس کی پسند سے کر دو ________

ٹھیک ہے دولہن ________ جمن خالہ سوگواری سے کھڑی ہو گئیں ۔

اس نے گھر بھر کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے ۔ میں اکیلی کہاں تک انکار کر سکوں گی ۔ اور پھر
گاؤں کی کسی لڑکی سے شادی کرنا نہیں چاہتا تو اپنی مرضی کر لے ۔

تھینک یو ________ تھینک یو ________ جمن خالہ ________

واپسی پر وہ دونوں داتا دربار سے مٹھائی کا ڈبہ بھی لیتی آئیں ۔

پھر آنے جانے کا سلسلہ شروع ہوا ۔ ہاں ہو گئی ۔ شادی کی تاریخ ٹھہر گئی ۔ گھر میں ایک خوب
سی ہلچل شروع ہو گئی ۔ ننھی بچیوں کے کپڑے بننے لگے ۔ بازاروں کو چکر لگنے لگے ۔ زلیخا نے ہر کام
ہاتھ سے کیا ۔ ساری مدد اپنی سہیلیوں سے لی ۔ اور پاکستان کے رسم و رواج کے مطابق دولہن کو بیاہ کر

گھر لے آئی ۔

اس گھر کی چھت پر دو کمرے بنے ہوئے تھے ۔ زلیخا نے ان کو ٹھیک کروا کے دولہن کا سامان وہاں
رکھوا دیا تھا ۔

ایک نئی نویلی دولہن گھر میں آ گئی ۔ اب جب ترمذی صاحب ، شام کو گھر آتے تو انہیں بہت اچھا
لگتا سب ایک ساتھ بڑے کمرے میں بیٹھے ہوتے ۔ بچیاں چھم چھم کرتی ۔ بھاگتی دوڑتی نظر آتیں ۔ نوکر
خوش خوش کام کرتے نظر آتے ۔ رات کے کھانے پر میز بھری بھری لگتی ۔ اب تو شکور بھی وقت پر گھر آنے
لگا تھا ۔

ترمذی صاحب بھی کافی دیر تک سب کے ساتھ گپیں لگایا کرتے ۔ البتہ جمن خالہ اب زیادہ تر
گاؤں میں ہی رہتی تھیں ۔ زلیخا دولہن بھی مہینے بعد گاؤں کا ایک چکر ضرور لگا آتیں ۔ انہوں نے جو منصوبے
وہاں شروع کئے تھے ۔ وہ بڑی خوبصورتی سے چل رہے تھے ۔ ویسے بھی وہ سارے لوگ راہنمائی حاصل
کرنے شہر میں آئے رہتے تھے ۔

ایک دن ترمذی صاحب گھر آئے۔ تو بڑی خاموشی تھی۔ حیران ہو کر بولے۔

کیا بات ہے اتنا سناٹا کیوں ہے ______؟

سناٹا کہاں ہے یوفو ______؟ توشہ اور لیلیٰ سو گئی ہیں۔ روزینہ اپنے میکے گئی ہوئی ہے۔

شام کو شکور بھی وہاں چلا جاتا ہے ______

کیوں ______ میکے کیوں گئی ہے، وہ فکر مندی سے بولے ______ کیا لڑائی ہو گئی ہے؟

افوہ، یوفو ______! تم سمجھتے کیوں نہیں۔؟ اس کا پہلا بچہ ہونے والا ہے ______ اس لئے آخری دنوں میں ماں کے پاس چلی گئی ہے ______

اتنی جلدی ______؟ ترمذی صاحب کے منہ سے نکلا۔

کیا کہہ رہے ہو یوفو ______! سال ہو گیا ہے اس کی شادی کو۔

ارے سال گزر گیا۔۔۔۔ پتہ بھی نہیں چلا ______

تم تو اتنے مصروف لگتے ہو یوفو! اب تمہیں کسی بات کا پتہ نہیں چلتا۔ اور نہ کبھی گھر کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہو ______

ہاں کرسٹل ______ مصروف تو بہت ہو گیا ہوں۔ مگر یہ نہ کہو کہ گھر کی باتوں میں دلچسپی نہیں لیتا۔ اصل میں تم نے اتنی خوبصورتی سے سارے خاندان کو سنبھال رکھا ہے۔ کہ میں کچھ بھی کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ نہ دخل اندازی کرتا ہوں۔ اس کا برا نہ مانا کرو۔

زلیخا چپ رہی ______

گھر کیا ہوتا ہے۔ زلیخا یہ تو میں نے تم سے سیکھا ہے۔ یہ سب تم نے بنایا ہے۔

میری زندگی میں جو کچھ ہے۔ تمہارے ہی دم سے ہے۔ تمہارے بھروسے پر باہر کے کام خوش اسلوبی سے کرتا رہتا ہوں تم نے کتنے پیار سے عبدالشکور کی شادی کی ہے۔

اچھا ______ اب لایعنی باتیں نہ کرو۔ زلیخا بولی۔ اگر میں یہ سب نہ کروں تو کیا

کروں ______؟

کیا شکور بھی اب سسرال میں رہتا ہے۔ انہوں نے پوچھا۔

کبھی آ جاتا ہے۔ کبھی وہیں رہ جاتا ہے ______

ٹھیک تو چل رہی ہے ان کی ______

بظاہر تو یہی لگتا ہے۔

بہو کا رویہ جگن خالہ کے ساتھ کیسا ہے؟

لگتا ہے۔ جگن خالہ جو برابر اس شادی سے انکار کرتی آ رہی تھیں۔ اس نے ابھی تک اپنے دل سے یہ بات نکالی نہیں ______

تمہاری تربیت کس روز کام آئے گی زلیخا!

تربیت صرف اپنی ماں کی کام آتی ہے۔ جج صاحب!

زلیخا نے چڑ کر کہا۔

بھئی تم چاہو تو پچاس برس کے بندے کو بھی توڑ سکتی ہو ______

شاباش ______ اب زلیخا اتنے زور سے ہنسی ______ کہ مسلسل ہنستی ہی گئی۔

ہاں تو معلوم یہ ہوا کہ مرد بھی، یعنی شوہر بھی بدلہ لینے سے چوکتے نہیں۔ بڑے "گھنے" ہوتے ہیں۔

دونوں پرانی باتیں یاد کر کے کافی دیر تک ہنستے رہے۔

رات سونے سے پہلے ۔۔۔۔ ترمذی صاحب بہت سنجیدہ تھے۔ جب زلیخا نے پوچھا کہ یکایک انہیں کیا ہو گیا ہے۔ تو کہنے لگے۔

زلیخا: کبھی کبھی میں سنجیدگی سے سوچتا ہوں۔ ہماری بچیوں کیا ہوگا؟

کیا مطلب ______؟ زلیخا بولی۔

دیکھو نا؟ ہمارا تو بڑھاپا شروع ہے نا؟ کل کو یہ بچیاں جوان ہوں گی۔ تعلیم حاصل کریں گی ایک زمانہ لگے گا ۔۔۔۔۔۔ پھر ان کی شادیاں ہوں گی معلوم نہیں ہم سب اپنے ہاتھوں سے کر سکیں گے یا نہیں خوش تو بہت ہو گئے کہ اولاد ہو گئی یہ اولاد کے حق میں اچھا ہے یا نہیں ______ یہ بھی نہیں سوچا ______

یہ اولاد خدا نے دی ہے یوفو ______! اور خدا ہی ان کو پالنے اور سنبھالنے والا ہے۔ تمہارا

اعتقاد ایسا کیوں نہیں ______ ؟

ایسا ہی ہے زلیخا! مگر تم انسانی فطرت کو سمجھتی ہونا؟ جب سے ہم نے عبدالشکور کی شادی کی تب سے میرے دل کے اندر ایک شدید خواہش مچلنے لگی ہے۔ کہ ہم خود اپنی لڑکیوں کی شادی کر نہیں دوسروں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ جائیں۔

یوفو: میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے۔ کہ تم یاسیت بھری باتیں نہ کیا کرو۔ شاید اس زمین لوگوں کو قنوطیت میں رہنا بہت اچھا لگتا ہے۔ زندگی گزارنے کا سلیقہ یہ ہے۔ کہ جو موجود ہے اس کے زندہ رہو۔ یعنی آج میں زندہ رہو۔ کل کا فکر نہ کرو۔ آج ایک حقیقت ہے باقی اللہ پر چھوڑ دو۔ کر کتنی دیر تک زندہ رہنا ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ لیکن خوبصورت امیدیں رکھنے سے کیا جاتا ہے مجھے ہے۔ ان کی شادیوں تک ہم دونوں میں سے ایک ضرور زندہ رہے گا۔

میری دعا ہے کہ تم یہ کام اپنے ہاتھ سے کرو۔ ترمذی صاحب نے کہا تم ہی اتنے سلیقے سے یہ کر سکتی ہو ______

زلیخا نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ پھر لیٹ گئی۔ بولی ______

اب میری نیند خراب نہ کرو۔ میں سب اللہ پر چھوڑتی ہوں ______ دعا مانگ کر سو جاؤ۔

ترمذی صاحب گھر میں داخل ہوئے۔ تو کچھ کاغذات انہوں نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔
زلیخا سامنے آئی۔ اس کے پوچھنے سے پہلے بول اٹھے ______
لو جانِ تمنا: یہ کاغذات پکڑ لو۔ میں آج تمہارے لئے ایک نیا پروجیکٹ لے کر آیا ہوں ______

پروجیکٹ ______ ؟ کاغذات پکڑ کر وہ بولی۔

ہاں جاناں تمہیں فارغ بیٹھنے کی عادت نہیں ہے نا؟ بچیاں اب باقاعدہ سکول جانے لگی ہیں۔ تمہارے گاؤں کے منصوبے بھی خوب چل رہے ہیں۔ سارا دن مکھیاں مارا کرتی ہو اب اپنا گھر بناؤ ______

یوفو: یہ صلہ ہے۔ میں تمہیں مکھیاں مارتی نظر آتی ہوں۔

ارے میں تو مذاق کر رہا تھا۔ یہاں بیٹھو اور میری بات سنو، اور سمجھ لو ______ مجھے کبھی گھر بنانے کا خیال نہیں آیا تھا۔ جب سے بچیاں پیدا ہوئی ہیں۔ میں اور طرح سوچنے لگا ہوں۔ میری ریٹائرمنٹ بھی قریب آ رہی ہے۔ اس لئے سوچا ہے۔ ریٹائرمنٹ سے پہلے اپنا گھر بنا لوں۔ جوان دونوں بچیوں کا ذاتی گھر ہو کئی دنوں سے بات چل رہی تھی۔ یہاں نہر کنارے ایک دوست کی زمین تھی میں نے اس سے چار کنال زمین خرید لی ہے۔ جب تک ساری پے منٹ کی نہیں۔ تمہیں بتایا نہیں۔ اب رجسٹریشن کے یہ مکمل کاغذات لایا ہوں ______ لو پکڑ لو ______ میری طرف سے تحفہ محبت قبول کرو ______ انہوں نے کاغذات بڑھا دئے۔

یوفو: یہ بات تم سادگی سے بھی کہہ سکتے تھے۔۔۔۔۔۔ اتنا سسپنس کیوں پیدا کرتے ہو ______
لو اور سنو: جان تمنا: محبت کو زندہ رکھنے کے لئے سسپنس کا سہارا لینا پڑتا ہے۔
میں ان کاغذات کا کیا کروں ______ ؟
کل میں نے آرکیٹیکٹ کو بلوایا ہے۔ اپنی پسند کا نقشہ بنواؤ ______ اور تعمیر میں جت جاؤ ______

مجھ سے یہ کام نہیں ہوگا۔

کیوں نہیں ہوگا۔ ہمارے ہاں بیگمات ہی کوٹھیاں اور بنگلے بنواتی ہیں۔

یوفو: میں تو گاؤں جا کر نئے ہسپتال کا کام شروع کرنے والی تھی۔

وہ بھی کرتی رہو۔ تم سب کر سکتی ہو؟

تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے یوفو!

تم ایک غیر معمولی ذہانت اور طاقت والی عورت ہو ________

یوفو ________ گھر بنانے کے لئے سرمایا کہاں سے آئے گا ________؟

دیکھا نا؟ میں نے کہا تھا نا؟ کہ تم ایک غیر معمولی ذہانت کی عورت ہو۔ سب سے اہم بات لی چی بات تو یہ ہے۔ میرے پاس اتنا سرمایا نہیں اگر زمینوں کی آمدنی نہ ہوتی، تو تنخواہ میں اتنے سے کیسے گزر ہوتی؟

کیا بینک سے قرضہ لو گے ________؟

نہیں زلیخا میں نے سوچا ہے۔ گاؤں والی ابا جان کی حویلی بیچ دیں گے۔

نہیں زلیخا چیخی وہ حویلی میں تمہیں نہیں بیچنے دوں گی۔

کیا کریں گے زلیخا اس قدیم حویلی میں ہم کبھی کبھی تو جاتے ہیں۔ اور پھر ہماری بچیاں تو شہر رہنا پسند کریں گی ________

ٹھیک ہے۔ مگر ابا جان کی حویلی میں۔ میں عنقریب عورتوں کا ہسپتال بنوا رہی ہوں۔ میں تمہیں حویلی بیچنے نہیں دوں گی۔

جاناں ________ تو یہ گھر کیسے بنے گا؟ یہ گھر جو میری آخری تمنا ہے؟

ہاں سوچتے ہیں ــــــ۔ زلیخا بولی وہاں ایس لنگ میں میرا گھر بھی تو ہے وہ بیچ دیتے ہیں۔

یہ کیا کہہ رہی ہو۔ وہ گھر تو تمہارے والد کی نشانی ہے تمہاری بچیوں کو بہت پسند ہے۔

اللہ ان کی قسمت کا انہیں اور دے دے گا۔

نہیں ترمذی صاحب بولے ________ میری زرعی زمین بھی ہے۔ اس کا کچھ حصہ بیچ دوں گا

مگر ایک بات غور سے سن لو۔ تم نے مجھے اور میری بچیوں کو ایک خوبصورت گھر بنا کے دینا ہے؟

اس سال کے آخر تک ________

یوفو: کیا بات ہے تم شیخ چلی کی طرح سوچنے لگے ہو۔

دراصل مجھے اپنے بڑھاپے کا شدت سے احساس ہونے لگا ہے۔

عبدالشکور کی بیوی نظر نہیں آ رہی ________ وہ ادھر ادھر دیکھ کر بولے۔

یوفو: یہ معاملہ کچھ گھمبیر ہو گیا ہے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا ________

کیوں کیا ہوا ہے ________؟

پچھلے سال شکور کی بیٹی پیدا ہوئی تھی۔ روزینہ ہر دوسرے دن میکے چلی جاتی تھی۔ کہتی تھی بچی مجھ سے سنبھلتی نہیں۔ میں اپنی ماں کے پاس جاؤں گی اب بچی ایک سال کی ہو گئی ہے۔ اور دوسرا بچہ ہونے والا ہے اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ مجھے الگ گھر لے کر دیں میں یہ بات آپ سے کہنے والی تھی۔

جمن خالہ کیا کہتی ہیں ________؟

وہ تو لڑ جھگڑ کر گاؤں چلی گئی ہیں۔ کہہ رہی تھیں۔ عبدالشکور جو چاہے کرے۔

اور شکور کیا کہتا ہے ________؟

بہت پریشان رہتا ہے، زلیخا بولی۔ مجھ سے تو کچھ نہیں کہتا۔ مگر ظاہر ہے۔ بیوی کے بغیر تو نہیں رہ سکتا، اس لئے کبھی یہاں آ جاتا ہے۔ کبھی اس کے پاس رہ جاتا ہے۔

اس لڑکی کو یہاں تکلیف کیا ہے؟

یوفو ایسا نہ کہو ________ لڑکیوں کی خواہش ہوتی ہے۔ ان کا گھر علیحدہ ہو۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔

ہاں میں اسے علیحدہ گھر لے کر دینے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔ اگر وہ جمن خالہ کو زندگی بھر اپنے ساتھ رکھے تو ________

یہ ناممکن ہے یوفو ________

کیوں ________؟

اس نے مجھ سے بھی یہی کہا ہے کہ مجھے جمن خالہ کی صورت سے نفرت ہے۔ جس دن میں اس بڑھیا کی مکروہ صورت دیکھ لیتی ہوں۔ سارا دن برا گزرتا ہے۔ میں وہاں رہنا چاہتی ہوں جہاں یہ عورت نظر نہ آئے ________

عجیب فلسفہ ہے ________ ترمذی صاحب بولے ________ اس مکروہ بڑھیا کا جز
ہوا لڑکا اسے بہت پسند آیا۔ اور لڑکے کو بڑی پلاننگ کے ساتھ اس نے پھانس لیا۔ مگر اس کو پیدا کرنے
والی ماں کی صورت پسند نہیں آتی۔ زلیخا: تم ذرا احتیاط سے اپنی بچیوں کی تربیت کرنا۔ زندگی بھر
کے اندر سے ماں کی تربیت بولتی رہتی ہے۔

ترمذی صاحب اپنی سٹڈی میں بیٹھے کچھ ضروری نوٹس دیکھ رہے تھے۔ زلیخا اندر آئی اور پاس بیٹھ
کر انتظار کرنے لگی۔ اس کی یہی عادت تھی۔ اگر وہ کام کر رہے ہوتے تو کبھی مداخلت نہ کرتی۔ جب تک
وہ خود نظر اٹھا کر پوچھ نہ لیتے ________
اب بھی اسے بیٹھے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو انہوں نے صفحات سمیٹ کر اس کی طرف دیکھا ________
ہاں تو۔۔۔۔۔ جان تمنا آج کا مسئلہ کیا ہے ________؟
مجھے ڈانٹو گے تو نہیں۔۔۔۔۔ زلیخا نے آہستہ سے کہا۔
ترمذی صاحب دیکھ رہے تھے۔ کہ وہ گھر کی تعمیر میں مگن ہو گئی تھی۔ پچھلے دو سالوں سے اسے کسی
چیز کا ہوش نہیں تھا۔ دھوپ میں کھڑے رہنے کی وجہ سے اس کی رنگت سنولا ہو گئی تھی ________ بالوں
کا رنگ میلا ہو گیا تھا۔ بال الجھے الجھے رہتے تھے ________ بچیوں کو سکول بھیج کر وہ سائیٹ پر چلی
جاتی تھی۔ سارا دن وہاں رہتی۔ جس دن گھر پر ہوتی اس دن بھی مختلف دکانوں پر فون کرتی رہتی۔
حسابات میں جتی رہتی۔ کئی بار ترمذی صاحب اسے کہہ چکے تھے ________
زلیخا: ہر چیز کو اتنا سیریس (Serious) نہ لیا کرو گھر ایک سال میں نہیں بنتا نہ بنے آہستہ
آہستہ بنا لو۔ اپنا حال خراب نہ کرو۔
مگر وہ کہتی تم نے مجھے چیلنج کیا ہے۔ جب میں نے اپنا حال خراب کر لیا ہے۔ تو اب کہہ رہے ہو۔
آہستہ آہستہ کام کرو میں ان بکھیڑوں میں کب تک الجھی رہوں گی۔ میں بھی چاہتی ہوں یہ کام ختم کر کے
[illegible]وں۔

دیکھنا اس میں اپنی صحت نہ برباد کر لینا۔ ترمذی صاحب۔
اب کچھ تو برباد کرنے کا مجھے بھی حق دو ________ وہ کہتی۔
نہیں تم اس دنیا میں ہر دل آباد کرنے کو بھیجی گئی ہو۔
یونو: یہاں ٹھیکیدار بہت تنگ کرتا ہے۔ میٹریل بیچنے والوں کا رویہ درست نہیں ________ ایک

ہفتے کے کام میں ایک ماہ لگا دیتے ہیں۔اور مجھے عورت جانتے ہوئے طرح طرح کی تاویلیں پڑ...
ہیں۔بس اس بات سے میں چڑ جاتی ہوں۔

کیا میں مداخلت کروں ____ ؟وہ پوچھتے۔

نہیں میں تمہیں یہ کام خود کر کے دکھاؤں گی۔

شاباش بہادر عورت ____ وہ ہنس کر کہتے۔"

ان کو معلوم تھا۔مکان کی تعمیر کوئی آسان کام نہیں ہے۔مگر وہ زلیخا کو اس کی مرضی کا گھر...
چاہتے تھے۔اسی لئے سارا کام اس کی صوابدید پر چھوڑ دیا تھا۔

زلیخا نے پہلے تو آرکیٹیکٹ کو اپنا آئیڈیا دیا تھا۔کہ چار کنال زمین میں دو ٹون ہاؤ...
جائیں۔دونوں کا اندرونی و بیرونی نقشہ بالکل ایک سا ہوگا۔دونوں کے باہر والے پورشن میں...
سے لدی بالکونیاں لٹکتی نظر آئیں گی۔دونوں گھروں کے درمیان ایک بڑا لان ہوگا۔جس کے
کنارے پر سوئمنگ پول ہوگا ____ اس کے ساتھ "باربی کیو" کے لئے جگہ مختص ہوگی...
میں پھولوں بھری راہداری چلے گی ____ جو دونوں گھروں کے مکینوں کو آنے جانے...
دے گی۔

یہ نقشہ ترمذی صاحب کو بھی پسند آیا تھا۔مگر انہوں نے پوچھا تھا ____

دو گھر کیوں ____ ؟دونوں بہنیں ایک ہی گھر میں بھی تو رہ سکتی ہیں؟

نہیں یوفو ____ معلوم نہیں کل کو انہیں کس قسم کے شوہر ملیں۔اگر وہ ایک ساتھ...
دیں پھر ____ اس لئے میں نے سوچا میں دو پورشن ہی بنواؤں گی۔فی الحال ایک پور...
کرائے پر دے دیں گے۔اور دوسرے میں ہم چاروں رہیں گے۔

کرائے پر کیوں ____ ؟

لو اور سنو: جب تم ریٹائر ہو جاؤ گے۔پھر اس کرائے پر عیش کریں گے۔

ترمذی صاحب کھلکھلا کر ہنس دیئے ____

زلیخا: تم اتنی مکمل پلاننگ کیسے کر لیتی ہو۔مجھے بھی تو سکھاؤ ____

"تم جو کام کر رہے ہو۔وہ میں نہیں کر سکتی ____ اچھا ____ تم اپنا کام...
اپنا کام کرتی ہوں۔"

ترمذی صاحب محسوس کر رہے تھے۔کہ رفتہ رفتہ زلیخا کے مزاج میں تلخی آ گئی تھی۔گھر کی تعمیر نے
اسے کچھ کچھ چڑچڑا بنا دیا تھا۔مگر وہ ہمیشہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے۔ان کا اندازہ غلط تھا۔گھر کی
تعمیر کے لئے ایک سال ناکافی تھا۔اب دو سال ہونے کو آئے تھے۔دو چار مرتبہ انہوں نے سائیٹ پر جا
کر دیکھا بھی تھا۔۔۔۔اس کے نقشے کی اور کام کی بہت تعریف بھی کی تھی ____ بہرحال دونوں
کو بڑے تحمل کے ساتھ اس مرحلے سے گزرنا تھا۔اس لئے گاہے بگاہے وہ آکر اپنی الجھنیں بیان کرتی
رہتی ____ اور ترمذی صاحب اس کا حوصلہ بڑھاتے رہتے ____

کچھ ماہ پہلے اس نے اسی طرح ڈرتے ڈرتے ترمذی صاحب کو آکر بتایا تھا کہ گھر کے اندر بجلی کی
فٹنگ اور سوئچ وغیرہ کی تمام چیزیں اس نے جرمنی کی ایک فرم سے منگوالی ہیں۔کیونکہ اسے جرمنی کے
سوئچ بورڈ ہی پسند تھے۔تو انہوں نے بڑی خوشی سے اس کی تجویز کو سراہا تھا۔وہ جانتے تھے۔وہ اس گھر
میں بھی اپنے بچپن کا ماحول پیدا کرنا چاہتی ہے ____

آج جب ترمذی صاحب کے پاس بیٹھ کر اس نے بڑی معصومیت سے کہا ____

مجھے ڈانٹو گے تو نہیں ____ تو وہ سمجھ گئے۔پھر کوئی شوق راستے میں آن پڑا ہے۔

ہنس کر بولے ____

میری جرات کہ تمہیں ڈانٹوں؟ ____ جاناں! میرے ڈانٹنے کی ہمت تو تم نے بعوض حق
مہر لکھوالی تھی۔

نہیں یوفو: تم پہلے وعدہ کرو۔پھر میں اصل بات بتاؤں گی۔

اچھا وعدہ کرتا ہوں۔بالکل نہیں ڈانٹوں گا۔بالکل اعتراض نہیں کروں گا۔جو کچھ تم کرنا چاہتی ہو
اس کی اجازت بھی دے دوں گا۔

تھینک یو یوفو۔۔۔۔۔! تھینک یو ویری مچ۔۔۔۔۔اب میں تمہیں بتا سکتی ہوں۔

بتاؤ نا؟ ____ وہ اس کی تھکی تھکی صورت دیکھنے لگے۔

گھر کا نیا پورشن جو بالکل مکمل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔میں نے اسے کرائے پر چڑھا دیا ہے ____

کیا ____ ؟وہ اتنی زور سے چیخے کہ زلیخا سہم گئی۔

ابھی تم نے وعدہ کیا تھا یوفو ____ کہ تم ____

مگر سوچو تو زلیخا تم نے کیا کیا ہے ____ ؟

کچھ بھی نہیں کیا ______ یہاں دوائیوں کی ایک جرمن فرم آ گئی ہے ۔اس کا
مینیجنگ ڈائریکٹر کے لئے گھر ڈھونڈتا پھرتا تھا۔وہ کئی بار میرے پاس بھی آیا۔پہلے تو میں نے گھر
پر دینے سے انکار کر دیا۔پھر ایک دن مینیجنگ ڈائریکٹر خود آ گیا۔وہ گھر دیکھ کر بہت خوش ہوا اس
بہت بڑی آفر دی اور یہ بھی کہا کہ وہ دو سال کا کرایہ ایڈوانس دے دے گا یہ کہہ کر اس نے ترمذی
دیکھا۔

ترمذی صاحب خفگی سے چپ بیٹھے رہے۔

میں کافی دن تک سوچتی رہی ۔وہ دوبارہ بولنے لگی ۔اصل میں مجھے اپنا دوسرا پورشن مکمل کرا
لئے اتنے ہی پیسوں کی ضرورت تھی ۔ مجھے معلوم تھا تمہارے پاس پیسے نہیں ہیں ۔اور تم کوئی اور
دوگے وہ رکی پھر یہ کہ اب میں کام میں جتی ہوئی تھی ۔۔۔۔ دوبارہ شاید تعمیر کرنے کی ہمت بھی
۔آدمی ایک پورشن میں منتقل ہو جائے ۔تو سست ہو جاتا ہے۔

میں دونوں گھر مکمل کر کے ہی شفٹ ہونا چاہتی تھی۔

وہ خاموش ہی رہے۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم سے نہیں پوچھا اس لئے نہیں پوچھا ۔کہ تم نے اس کام کی اجازت ہی نہ دینا تھی۔
تمہیں جانتی ہوں مجھے ایک گھر میں بیٹھ کر دوسرا گھر بنوانا پسند نہیں اس طرح میں مستقل تھکتی رہتی ہوں
یہ اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔

یوفو۔۔۔۔وہ روہانسی آواز میں بولی ۔میں نے ایک ہی کام تو تمہاری اجازت کے بغیر کیا
اور تم وہ بھی معاف نہیں کر رہے۔۔۔۔آخر اتنا حق تو مجھے دو ______

اپنا چہرہ دیکھو ______ کیا حال کر لیا ہے تم نے اپنا ______ میں خود سوچتا رہتا ہوں
یہ گھر ٹھیکے پہ بنوایا دیتا۔یہ تمہارے کرنے کا کام نہیں تھا۔

خیر اب میں نے کر کے دکھا دیا ہے نا؟ اب بتاؤ تم ناراض تو نہیں ہو میں چاہتی ہوں اگلے
دوسرا پورشن مکمل کر کے اس کو فرنش کر لوں ۔پھر ہم وہاں منتقل ہوں ۔اس کے بعد کوئی دردسر نہیں ہوگا
خوشی رہیں گے میٹریل تو وہاں اتنا پڑا ہے۔تعمیر روک دی تو وہ ضائع ہو جائے گا۔

اب میں کیا کہہ سکتا ہوں تم کرایہ وصول کر چکی ہو۔

ہاں ______ کرایہ وصول کر کے کنٹریکٹ پر سائن کر کے ہی تو میں نے تمہیں اطلاع

ہے۔ ورنہ تم یہ سب کبھی نہ کرنے دیتے ۔اور ابھی تم نے وعدہ کیا تھا ۔کہ اعتراض بھی نہیں کرو گے ۔اور
اجازت بھی دو گے۔

مگر تم نے تو اجازت طلب کرنے سے پہلے یہ کام کر لیا ہے۔

وجہ بھی تو بتا دی ہے ۔میری مجبوری بھی تو سمجھنے کی کوشش کرو ۔میں تمہاری ریٹائرمنٹ سے پہلے گھر
مکمل کروا کے وہاں شفٹ ہونا چاہتی ہوں۔

زلیخا: تمہاری بہت سی باتیں سمجھنے کا اہل نہیں ہوں ۔ایک ہی بات تسلی کو کافی ہے کہ میں کبھی تمہاری
نیت پر شک نہیں کر سکتا ۔تم نے آج تک کوئی غلط بات نہیں سوچی ______ اس لئے میں اس
معاملے میں خاموش ہو جاؤں گا۔

''تھینک یو ______ یوفو ______ تھینک یو ویری مچ''

نہر کنارے دو انتہائی خوشنما اور نو تعمیر شدہ بنگلے اردگرد کے ماحول کو ایک طرفہ حسن عطا کر رہے
دونوں بنگلوں کے اردگرد بالکونیوں میں خوشنما پھول اس طرح لٹک رہے تھے۔ جیسے شوخ و چنچل بچے
پر لٹک رہے ہوں۔ اگر کوئی شخص جرمنی سے ہو کر آئے تو اسے فوراً احساس ہو گا۔ پاکستان کی زمین پر جر
گھر بنے ہوئے ہیں۔ ہر راہ گیر ایک بار تو سر اٹھا کر ان بنگلوں کو ضرور دیکھتا تھا۔ لوگ انہیں جڑواں بنگ
لگ گئے تھے۔ دونوں کے گیٹ بھی ساتھ ساتھ تھے۔ ایک کے گیٹ پر درج تھا۔ توشہ لیلیٰ۔

اور دوسرے بنگلے کے گیٹ پر لکھا تھا، یوسف زلیخا ______ اپنی ساخت کی طرح ان
بھی انوکھے نرالے تھے۔

مگر آج تو سماں ہی کچھ اور تھا۔ اندر ایک جشن منایا جا رہا تھا۔ سوئمنگ پول کے کنارے
روشنیوں کے آبشار گر رہے تھے۔ ''باربی کیو'' کے لان سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ کر اس رنگین فضا کو
رومانٹک بنا رہا تھا۔ یوسف ترمذی اور زلیخا ترمذی نے شہر کی ایلیٹ کلاس کو اپنے ہاں مدعو کیا تھا۔ آج
کے ہاں ہاؤس وارمنگ ڈنر تھا۔ قہقہے تھے، شور تھا ______

توشہ اور لیلیٰ نے بھی اپنی سہیلیوں کو بلایا ہوا تھا۔ وہ اپنے جھولے والے لان میں دوڑتی پھ
پھر رہی تھیں ______ گھر کے اندر سے ہلکی ہلکی موسیقی کا شور آ رہا تھا ______

ترمذی صاحب اور زلیخا لوگوں کی مبارکبادیں وصول کر کر کے پھولے نہیں سماتے تھے۔ ہر کوئی
کے گھر کی خوبصورتی، فن تعمیر اور اندرونی و بیرونی آرائش میں رطب اللسان تھا۔ ترمذی صاحب
دیانت داری سے سب زلیخا کے کھاتے میں ڈالتے جا رہے تھے ______ آج تو مردوں کے
عورتیں بھی زلیخا کے ذوقِ جمال اور محنت شاقہ کی قائل ہو گئی تھیں۔ زلیخا بہت خوش تھی۔ اس کی ایک
تمنا پوری ہوئی تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کا مستقبل محفوظ کر دیا ہے ______

رات گئے جب کھانا کھا کے مہمانوں رخصت ہو گئے۔ تو وہ سٹڈی میں آ گئے۔ وہاں دوستوں کی طر
سے دیئے گئے تحفوں اور پھولوں کا ایک ڈھیر پڑا تھا ______

رات کافی گزر گئی تھی۔ زلیخا نے پوچھا ______

یوفو ______ یہ گفٹ ابھی کھول کر دیکھیں۔ یا صبح کو دیکھ لیں ______

ارے ابھی تو صرف بارہ بجے ہیں۔ خوشی کا موقع ہے۔ ہم تو ابھی دیکھیں گے۔

وہ بولی۔

میں ذرا توشہ اور لیلیٰ کو دیکھ آؤں ______ میں نے ان کی آیا کو سمجھایا دیا تھا کہ کپڑے بدل
کر سلا دے۔ مگر ذرا ایک نظر دیکھ تو لوں ______؟

ہاں تب تک میں بھی کپڑے بدل کر ذرا ریلیکس ہو جاؤں گا۔

جب تک زلیخا رات کا گاؤن پہنے سٹڈی میں داخل ہوئی۔ ترمذی صاحب کئی پیکٹ کھول کر دیکھ
چکے تھے ______

دونوں کافی دیر تک تحفوں کے بارے میں تبصرہ کرنے لگے ______

پھر اپنے بیڈروم کی طرف چلے ______

تو ترمذی صاحب نے کہا ______

زلیخا: اس بات پہ مجھے بڑی حیرت ہے۔ کہ تم نے توشہ اور لیلیٰ کو ایک بیڈ روم دیا ہے۔ حالانکہ تم
نے چار بیڈروم بنائے ہیں۔ ان کو علیحدہ علیحدہ کمرہ کیوں نہیں دیا ______

وہ اپنے بیڈروم میں پہنچ گئے، زلیخا بستر پر بیٹھ گئی۔ اور رسان سے بولی مجھے معلوم تھا تم یہ سوال ضرور
کرو گے۔

سنو یوفو: میں نے ہمیشہ بچوں کی نفسیات پر غور کیا ہے۔ خصوصیت سے جب سے یہاں آئی
ہوں۔ غریب بچوں اور امیر بچوں کے Attitude میں نمایاں فرق دیکھا ہے۔ اس سے میں نے اندازہ
لگایا ہے کہ ہم جیسے صاحب حیثیت لوگ پیدا ہوتے ہی بچوں کو ہر قسم کی نعمتیں اور مراعات دینے لگتے
ہیں۔ مثلاً گھر میں ہر بچے کا کمرہ علیحدہ ہوتا ہے۔ غسل خانہ علیحدہ اک اک چیز علیحدہ۔ اس طرح وہ خود
غرض ہو جاتا ہے۔ جب وہ آپس میں لڑتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ خبردار میرے کمرے میں قدم نہ رکھنا۔ تم
نے میری چیز کیوں اٹھائی ______ میں تمہارے کمرے میں نہیں سوؤں گا ______ میرے
تر پہ کوئی نہ بیٹھے۔۔۔۔۔ اس طرح اسے میرا میرا کہنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ شروع ہی سے میرا تیرا
کرنے کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ غریب لوگ چونکہ سب کے سب ایک ہی کمرے میں سوتے ہیں۔

اس لئے وہ فاقوں میں بھی روٹی بانٹ کے کھاتے ہیں۔ ہر چیز میں ایک دوسرے کا حصہ رکھتے ہی
نے توشہ اور لیلیٰ کا بیڈروم جان بوجھ کر ایک ہی بنایا ہے۔ انہیں چیزیں اور خوشیاں Share ک
عادت پڑ جائے گی۔ ایک غسل خانہ ہونے کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو باری دیں گی۔ اور ان
پیدا ہوگا۔ ہر روز لڑیں گی۔ ہر روز قربت بڑھے گی۔ ایک کے بغیر دوسری کو نیند نہیں آئے گ
ہیں۔ کل کلاں کو انہیں دوسرے گھر جانا ہے ____ وہاں انہیں سب کے ساتھ مل کر
عادت پڑ جائے گی۔

ترمذی صاحب حیرت سے زلیخا کا تھکا ہوا چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

پتہ ہے یوفو مجھے یہ خیال کیوں آیا شکور کی بیوی ہے نا روزینہ میں نے اسے بہت قریب
ہے۔ اس کی ماں نے بچپن میں ہی ہر بچے کی ہر چیز علیحدہ کر دی تھی۔ روزینہ بڑی ossessive
گئی ہے۔ چیزیں تو کیا وہ تو شکور کے منہ سے ماں کا لفظ بھی نہیں سننا چاہتی اس نے شکور کی
Miserable کر دی ہے ____

میں اپنی بچیوں میں انسانیت کی بہترین عادتیں ڈالنا چاہتی ہوں ____ ورنہ تم جا
یہ ساری جائیداد ہی ان کی ہے ____

کرسٹل: بہت دیر بعد ترمذی صاحب بولے ____ دنیا مجھے ایک بہت بڑا جج سمجھتی ہے ____
مگر میرا خیال ہے۔ سوچ اور عمل میں، میں کبھی تم سے نہیں جیت سکتا۔ بعض اوقات تم ا
کہتی ہو۔ میں سکتے میں آ جاتا ہوں۔

یوفو: یہ میری دنیا ہے۔ گھر کے اندر کی دنیا عورت کی ہوتی ہے۔ مجھے اس کا زیادہ پتہ ہے۔ گ
باہر کی دنیا تمہاری دنیا ہے۔ تم اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔

نہیں کرسٹل ____ تمہارے پاس کوئی ماورائی قوت ہے ____ تم ہر بات
تک پہنچ جاتی ہو۔

وہ زور زور سے ہنسنے لگی۔ پھر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

کرسٹل: تم نے آج شکور اور اس کی بیوی کو نہیں بلایا تھا۔

بلایا تھا۔ خود فون کیا تھا۔ مگر کہنے لگی چھوٹی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ میں نہیں آؤں گی۔ تم
شکور کو بھیج دینا۔ بولی۔ میں نے اس کیا باندھ کے رکھا ہوا ہے۔ جانا چاہے تو چلا جائے۔

کتنے بچے ہو گئے اب شکور کے ____؟

انہوں نے پوچھا ____

تین لڑکیاں ____؟

چار سال میں تین بچے ____ زیادتی ہے۔ خود اس کا حال بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ جن
خالہ ٹھیک کہتی تھیں۔ یہ لڑکی میرے بیٹے کو تباہ کر دے گی۔

یوفو: یہ سب اس کی ماں کی تربیت ہے۔ وہ اسے کبھی نہ کہتی کہ اپنے شوہر کے گھر جاؤ۔ یا اپنے
سسرالی رشتہ داروں سے ملو وہ اس کے شوہر کو اپنا غلام بنا کے اپنے گھر رکھنا چاہتی ہے۔

میں نے تو اسے الگ پریکٹس کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اور علیحدہ دفتر بھی لے کر دے دیا
ہے۔ اگر چاہتا تو اس گھر میں میرے ساتھ آ کر رہ سکتا تھا۔

شکور کی ایک نہیں چلتی رہنے دو ____

واہ جی ____ اتنی اچھی دعوت کے بعد ہم کیا فضول قصہ لے بیٹھے ____ چھوڑو ____

ہاں کافی رات ہوگئی ہے۔

زلیخا نے بٹن دبا کے بتی بجھا دی۔ اور ہلکا نیلا بلب روشن کر دیا۔

شام ڈھل رہی تھی۔ کافی کی پیالیاں پکڑے جب زلیخا سٹڈی میں داخل ہوئی تو ترمذی صاحب
ابھی تک کاغذوں پر جھکے ہوئے تھے۔ اس نے گرم کافی میز پر رکھی۔ اور آگے بڑھ کر پردے ہٹادیئے
ترمذی صاحب نے سر اٹھایا باہر دیکھا ______
ارے اتنی دیر ہوگئی۔ اور ہاتھ بڑھا کر کافی کی پیالی اٹھالی۔
زلیخا ان کے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔
انہوں نے دیکھا، زلیخا کا چہرہ تھکا تھکا اور زرد لگ رہا تھا۔ اور وہ سوچنے کے انداز میں کافی پی رہی تھی
کوئی خاص بات ہے، زلیخا ______
ہاں۔ وہ آہستہ سے بولی۔ میری طبیعت کچھ دنوں سے ٹھیک نہیں ہے ______
یہ میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔ اب تو خیر سے گھر مکمل ہوگیا ہے۔ تم نے زبردستی مجھے شفٹ
کرادیا ہے۔ اب تم آرام کرو۔
میں چاہتی تھی تمہاری ریٹائرمنٹ سے پہلے تم اپنے پورے کروفر کے ساتھ اس گھر میں آجاؤ۔ اس
لئے سب جلدی جلدی کیا ______
مگر تم جانتی ہو مجھے بوجوہ ایکسٹینشن مل گئی ہے ______
ہاں میں جانتی ہوں۔ اسی لئے تو تمہیں بتانے آئی ہوں کہ مجھے یوں لگتا ہے میں کچھ ٹھیک نہ
ہوں یہاں آرام نہ کرسکوں گی۔ کچھ دنوں کے لئے ایس لنگ جانا چاہتی ہوں ______
ہاں بھئی ____ یہ زیادتی ہوئی۔ پچھلے چار سال تم گھر بنوانے میں مگن رہیں۔ جرمنی نہ جا سکیں
بس میری عادت ہے، جب ایک کام شروع کرلیتی ہوں۔ تو اس کی لگن لگ جاتی ہے۔ وہاں جا
بھی مجھے چین نہیں آتا تھا ______ میں خود ہی نہیں گئی۔ تم نے تو منع کیا تھا۔ تم یوں کرو۔ ترمذی
صاحب بولے۔ پہلے کسی اچھے ڈاکٹر کو تو دکھالو۔ ڈاکٹروں سے تمہیں ویسے الرجی ہے۔
نہیں وہ اداسی سے مسکرائی ______ آج کل ڈاکٹر سیلٹزر (Seltzer) جرمنی سے آئے

آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو دکھایا تھا۔
کیا کہتے ہیں۔
کہتے تھے شاید معدے میں السر ہوگیا ہے۔ انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا تھا کہ میں جرمنی جا کر
سارے ٹیسٹ کرواؤں۔
جاناں: چار سال تم نے یہاں کی مٹی اور ریت پھانکی ہے۔ اگر تمہیں السر نہ ہوتا تو مجھے
تعجب ہوتا ______
میں چاہتی ہوں۔ زلیخا بولی۔ ایک دو ماہ کے لئے ایس لنگ چلی جاؤں۔ وہاں آرام کروں پھر
اپنے سارے ٹیسٹ کروالوں۔ ویسے مجھے یقین ہے میں وہاں جاتے ہی ٹھیک ہو جاؤں گی۔ یہاں میری
طبیعت گری گری رہتی ہے۔
تمہیں معلوم ہے زلیخا: ہماری مذہبی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ اگر آدمی بیمار ہو جائے اور تشخیص بھی نہ ہو سکے۔
تو اسے اس مقام پر چلے جانا چاہیے۔ جہاں وہ پیدا ہوا تھا اپنی آبائی آب و ہوا میں جاتے ہی وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔
یہی تو میں تمہیں کہنا چاہ رہی ہوں ______
مگر جاناں ____ کچھ دن ٹھہر جاؤ اکٹھے چلے گے۔ اتنے خوبصورت گھر میں مجھے تنہا چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔
نہیں تو شہ اور لیلیٰ تمہارے پاس ہوں گی۔
ہاں ان کے بھی سکول کھلنے والے ہیں ______
یوفو: میں نے تم سے کہا تھا نا؟ جب کبھی میرا جرمنی جانے کو دل چاہے مجھے نہ روکنا ____ اور تم نے
وعدہ کیا تھا ______
ہاں میں نے وعدہ کیا تھا۔ اور میں وعدے پر قائم ہوں۔ میں تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔
میری مجبوری بھی سمجھو ______ تمہیں پتہ ہے نا پچھلے انتخابات میں اتنی دھاندلیاں ہوئی تھیں کہ
ساری سیاسی پارٹیوں نے انہیں مسترد کر دیا تھا۔ اب انہوں نے مجھے ایکس ٹینشن دی ہے۔ کہ میں اکتوبر
میں نئے سرے سے صاف اور شفاف انتخاب کرا کے جاؤں۔ اور میں نے حامی بھرلی ہے۔
کوئی بات نہیں یوفو: تم انتخابات کروا کے آجانا۔ بچیوں کو بھی ساتھ لے آنا۔ تب تک میں بھی ٹھیک
ہو جاؤں گی۔ مگر اب میں ذہنی طور پر تیار ہوگئی ہوں۔ مجھے روکنا مت ______
تم آج مجھے ہمیشہ سے زیادہ کمزور لگ رہی ہو ______ تمہاری آنکھیں بھی دھنس گئی

ہیں۔۔۔۔

میں تو فکر مند ہو رہا ہوں ______

فکر مت کرو۔ بس مجھے اسی مہینے جانے کی اجازت دو۔

اسی مہینے ______

ہاں یہ ستمبر کا مہینہ ہے۔ یاد ہے میں ستمبر میں پاکستان آئی تھی۔

اس وقت یاد دلانے کا کونسا مقصد ہے جاناں ______

ویسے ہی۔ تمہیں پتہ ہے نا؟ میں دنوں اور مہینوں کا حساب رکھا کرتی ہوں ______ اگست میں میری شادی ہوئی تھی۔ اسی لئے اگست میں میں نئے گھر میں آ گئی۔ اور ستمبر کا مہینہ اس لئے اچھا لگتا ہے کہ اس مہینے میں پہلی مرتبہ پاکستان آئی تھی۔

اسی مہینے جانا چاہتی ہوں۔

یہ کیا کہہ رہی ہو ______ کرسٹل ______

بس میرا دل چاہ رہا ہے جانے کو ______ وہ روہانسی ہو گئی۔

رونا مت میں انتظام کر دیتا ہوں۔ تم نے بچیوں سے بات کر لی ہے۔

ہاں میں انہیں پچھلے ایک مہینے سے ذہنی طور پر تیار کر رہی ہوں۔

اور مجھے آج اچانک بتایا ______

یو نو ______ یہاں آتے ہی الیکشن کے بکھیڑے شروع ہو گئے۔ اور روزانہ تمہارے اتنے لوگ آتے ہیں۔ کہ تم بس سونے کے لئے ہی اندر آتے ہو ______

جانتی ہو جتنے لوگ آتے ہی اس سٹڈی کی کتنی تعریف کرتے ہیں۔ یہ اتنی خوبصورت اور ہے۔ کہ مجھے جنت کا تختہ معلوم ہوتی ہے۔ بڑے مزے سے میں سارا دن یہاں بیٹھا رہتا ہوں دفتری کام بھی یہاں کرتا ہوں۔ تم نے میری زندگی میں کتنی خوبصورتیاں بھر دی ہیں۔ دل ہی دل میں کا شکر ادا کرتا ہوں۔ پھر ڈر بھی جاتا ہوں۔ میں نے تو دنیا میں کوئی ایسی نیکی نہیں کی۔ جس کا صلہ تمہاری جیسی بیوی کی صورت میں مجھے ملتا ______

اچھا اب جذباتی باتیں نہ کرو ______ تم نے مجھے اجازت دے دی ہے۔ میں کل تک سیٹ کنفرم کرواؤں گی۔

پندرہ دن میں زلیخا نے تین بار ٹیلی فون کیا تھا۔ ترمذی صاحب نے اسے اپنا مکمل پروگرام بتا بھی دیا تھا۔ مگر وہ ہر بار ان کا کنفرمڈ پروگرام ضرور پوچھتی ______ جیسے اسے کوئی بے یقینی ہو۔ کوئی بے چینی ہو ______

توشہ اور لیلیٰ کے امتحان دسمبر کے پہلے ہفتے میں ختم ہو گئے تھے۔ لڑکیاں بڑی زور و شور سے جرمنی جانے کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ 15 دسمبر ان کے جانے کی تاریخ مقرر ہوئی تھی۔ اور یکم سے لے کر 15 تک زلیخا نے تین بار ان کا پروگرام پوچھنے کے لئے فون کیا تھا ______ جیسے کہ اسے ان کے آنے کا یقین نہ ہو ______ بار بار جن خالہ کو ہدایات دیتی۔ لڑکیوں کو کورین آیا روما کو ساتھ لانے کا کہتی گھر کی اک اک چیز کے بارے میں پوچھتی۔

زلیخا کو جرمنی گئے تین ماہ ہو چکے تھے۔ وہاں جا کر وہ ایک ہسپتال میں داخل ہو گئی تھی۔ ہر ہفتے ترمذی صاحب فون کر کے اس کا حال معلوم کر لیتے۔ اکتوبر میں انتخابات بخیر و عافیت ہو گئے تھے۔ نئی حکومتیں نومبر میں تشکیل پا گئی تھیں۔ یکم دسمبر کو ترمذی صاحب باقاعدہ ریٹائر ہو گئے تھے۔ تب انہوں نے زلیخا کو فون کیا تھا کہ بچیوں کے دسمبر ٹیسٹ ختم ہوتے ہی وہ جرمنی آ جائیں گے۔ خود انہیں بھی جرمنی جانے کی جلدی تھی۔ دل کے اندر ایک وسوسہ سا بیٹھ گیا تھا۔ کہ زلیخا ان سے اپنی بیماری چھپا رہی ہے۔ بارہ سال پہلے وہ ان کی زندگی میں داخل ہوئی تھی۔ ان بارہ سالوں میں ان کی زندگی ہر طرح سے مکمل اور خوبصورت ہو گئی تھی۔ وہ اپنی گزری زندگی کی ہر محرومی بھول گئے تھے ______ اس کے آنے کے ساتھ ہی زندگی کی خوشیاں اور کامرانیاں دامن میں آ بیٹھی تھیں۔ اس کے بغیر وہ جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ بمشکل انہوں نے یہ تین مہینے گزارے تھے۔ گو سارا گھر زلیخا جن خالہ کے سپرد کر گئی تھی۔ اور اپنی سلجھی ہوئی طبیعت کے مطابق چھ مہینے تک کا بندوبست کر گئی تھی۔ ہر بات لکھ کر رکھ گئی تھی۔ حتیٰ کہ باورچی خانے کا سارا سودا بھی چھ ماہ کے حساب سے لے کر رکھ گئی تھی۔ اس بات سے ترمذی صاحب کو بڑی وحشت ہوئی تھی۔ ادھر ان کے آنے کے دن جس قدر قریب آ رہے تھے۔ زلیخا اتنی ہی بے تابی سے

فون کر رہی تھی ۔ جیسے کہ اسے ان کے آنے کا یقین نہ ہو۔ اس نے پہلے سے کہہ دیا تھا۔ کہ ان کے
سے پہلے وہ ایک ماہ کی چھٹی لے کر ہسپتال سے گھر آ جائے گی۔ اور ان سب کا استقبال ایس لنگ
گھر میں کرے گی۔

جس روز ترمذی صاحب اور بچیاں ایس لنگ پہنچیں دوپہر ڈھل چکی تھی ۔ زلیخا اپنے گھر کے
دروازے میں کھڑی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ لیلیٰ اور توشہ دوڑ کر اپنی ماں سے لپٹ گئیں ۔۔۔۔ ترمذی
صاحب دور کھڑے ماں بیٹیوں کے والہانہ پن کو دیکھتے رہے۔

اس سے پہلے بیٹیوں کو پیار کرنے میں زلیخا نے ایسا جذباتی پن کبھی نہیں دکھایا تھا۔ بیٹیوں کو
طرح پیار کر کے جب وہ ترمذی صاحب کی طرف مڑی تو انہوں نے بھی بے تابی سے اسے گلے لگا لیا۔
لگاتے ہی ترمذی صاحب کو محسوس ہوا ____ کہ زلیخا پہلے سے بہت زیادہ کمزور ہوگئی ہے۔ انہوں
نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر سامنے کھڑا کر لیا۔ اس نے سفید براق کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مگر چہرہ
گلابی ہو رہا تھا۔ گلابی رنگ کی لپسٹک لگا رکھی تھی۔ بال بھی قرینے سے بنے ہوئے تھے ____

جاناں: تم بڑی سمارٹ ہوگئی ہو ____ دیکھو تو کتنی پتلی کمر نکل آئی ہے۔ تمہاری؟
انہوں نے اس کی کمر میں بازو ڈال کر کہا۔

یوفو: میں تمہیں کہتی تھی نا کہ میں ایس لنگ جا کر بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی۔

مگر مجھے کیا پتہ تھا۔ کہ تم جوان بھی ہو جاؤ گی۔ اور پہلے کی طرح خوبصورت بھی ہو جاؤ گی
____

ہے نا؟ ____ وہ ہنس کر بولی۔۔۔۔ اب تمہیں یقین آیا نا میں بالکل ٹھیک ہوں ___

لیکن وزن اتنا کم ____

زلیخا نے ترمذی صاحب کی بات کاٹی۔ پچھلے چار سالوں میں میرا وزن بہت بڑھ گیا تھا۔
بھدی لگتی تھی میں ____ میں نے خود تیس پاؤنڈ کم کیا ہے۔

تیس پاؤنڈ ____ ترمذی صاحب حیران رہ گئے۔

اچھا چھوڑو یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی، کافی پیو گے ____

ہاں وہی۔۔۔۔ انہوں نے ایک آنکھ بند کر کے کہا۔ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

وہ باورچی خانے کو چلی تو ترمذی صاحب نے کہا۔ تمہاری مدد کو ہم روما کو ساتھ لائے ہیں۔

آؤ روما ____ میں تمہیں چولہے کا سسٹم سمجھا دوں۔

وہ روما کو لے کر کچن میں چلی گئی، بچیاں ڈائننگ روم میں اپنا سامان کھولنے لگیں ترمذی صاحب
نے گھر میں گھوم پھر کر دیکھا ____ سارے گھر کی سیٹنگ نئی ہو رہی تھی۔ اک اک چیز منہ سے بو
ل رہی تھی۔ لگتا نہیں تھا کہ یہ گھر چار سال بند رہا ہے۔ باہر پنجرے میں چڑیاں بھی چہچہا رہی تھیں۔
۔۔۔۔ صوفے کے پاس ایک معصوم سی بلی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ اک اک چیز کو گھوم پھر کر دیکھ رہے تھے۔

زلیخا کافی کی پیالیاں پکڑے آ گئی ۔۔۔۔ تمہارے لئے میں نے اسی Italian ریستوران
سے رات کا کھانا منگوایا ہے ____

کرسٹل ____ تم کبھی نہیں بدل سکتیں۔ تم خوبصورت روایات کر برقرار رکھنے کے لئے
اپنے آپ پر بوجھ ڈالتی رہتی ہو ____

تم اسے بوجھ سمجھو یوفو: میں تو اسے اپنی زندگی کا تسلسل کہتی ہوں۔ اب مجھے زیادہ نصیحتیں نہ کرنا میں
تم سب کے لئے بہت اداس ہو گئی تھی ____

ٹھیک ہے ____ آؤ بچو ____ سامان کھولو ____ اور ماما کو اس کے
تحفے دو ____

رات گئے تک وہ چاروں ڈائننگ روم کے قالین پر بیٹھے رہے۔ ایک طویل عرصے بعد ان کے
آنگن میں خوشیوں بھری رات اتری تھی۔ بیچ بیچ میں ترمذی صاحب اسے پاکستان کے حالات بھی
بتاتے جاتے۔ توشہ اور لیلیٰ بھی اپنی اپنی باتیں بتانے لگیں ____ ہوٹل سے کھانا آ گیا
____ انہوں نے وہیں رومال بچھا کر قالین پر کھانا کھایا۔ روما نے برتن اٹھا لئے۔ اور کچن کا سارا
چارج سنبھال لیا ____ ہنستے کھیلتے رات کے بارہ بج گئے۔ توشہ اور لیلیٰ نیند سے بے دم ہو گئیں۔
زلیخا نے تین میٹریس منگوا چھوڑے تھے۔ ڈائننگ روم میں تین بستر لگا دیئے ____ روما بھی
وہیں بچیوں کے ساتھ سو گئی۔ زلیخا اور ترمذی صاحب اپنے بیڈ روم میں آ گئے ترمذی صاحب بیڈ روم میں آ
نے کے لئے بہت بے تاب تھے۔ جوں جوں وقت گزر رہا تھا، زلیخا کے چہرے کا گلابی میک اپ اتر رہا
تھا۔ اندر سے اس کے چہرے کی زرد رنگت اور ابھری ہوئی ہڈیاں نمایاں ہو رہی تھیں۔ بیٹیوں کے سامنے
انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں پوچھی تھی۔

جب زلیخا اپنی نائٹی بدل کر آئی۔ تو انہیں محسوس ہوا وہ ہر انداز ے سے زیادہ دبلی ہو

ہے ________

کرسٹل: تم نے اپنے آپ کو تھکایا ہے۔ یہ گھر بھی نئے سرے سے ٹھیک کیا ہے۔

ارے نہیں ________ وہ ہنسی ۔۔۔۔۔ یہ میں نے نہیں کیا۔ میں تو آتے ہی ہسپتال
ایڈمٹ ہوگئی تھی۔ جب سارے ٹیسٹ مکمل ہوگئے۔ ذرا طبیعت سنبھلی تو میں نے وہیں سے متعلقہ کمپنی
کو فون کر کے بلایا۔ اور کہا کہ اس گھر کو نیا پینٹ کر دیں۔ صوفوں کے کپڑے بدل دیں پردے
دیں۔ نئے سرے سے ڈیکوریٹ کر دیں ________ سو تم لوگوں کے آنے سے پہلے انہوں نے اس گھ
سجادیا، اچھا لگ رہا ہے نا؟

ہاں بہت اچھا لگ رہا ہے۔ سب کچھ بہت خوبصورت لگ رہا ہے۔ یہ گھر تو ویسے بھی مجھے اچھا
ہے۔ کیونکہ یہاں سے میری نئی زندگی کی ابتدا ہوئی تھی، مگر مجھے یوں لگ رہا ہے۔ تم اپنی بیماری مجھ
چھپا رہی ہو۔ السر کے علاوہ بھی تمہیں کوئی تکلیف ہے۔

کیوں چھپاؤں گی یوفو ________ بلکہ تمہیں ڈاکٹر سے ملواؤں گی، بیماری کو چھپانا اچھی با
نہیں ہوتی۔ وہ تو اچھا ہوا میں بروقت یہاں چلی آئی اور تم نے کتنا پیار جتایا کہ اتنی ڈھیر رقم دے کر
یہاں بھیج دیا۔

اچھا بتاؤ نا ________ ترمذی صاحب بستر پر بیٹھ گئے۔ وہ بھی بیٹھ گئی۔

میں بہت تھک گئی ہوں یوفو اور تم بھی تو تھکے ہوئے لگ رہے ہو آج سو جائیں اچھے بچوں کی طر
صبح سب بتاؤں گی۔

ترمذی صاحب مسکرا دیئے ________ گھڑی دیکھی رات کے دو بج رہے تھے۔ بولے ________

کرسٹل ________ ذرا گھڑی دیکھو ________

اس نے نظر اٹھا کے دیکھا۔ پھر ترمذی صاحب کو دیکھا۔ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیئے دونوں
چہروں پر وصل کی راتوں کا اجالا چھا گیا۔

آج صبح زلیخا نے اپنی ایک ہمسائی کو آمادہ کیا تھا۔ کہ توشہ اور لیلیٰ کو سٹٹ گارٹ لے جائے۔
رو وہاں کا مشہور زمانہ چڑیا گھر دکھالائے۔ یوں بھی سارا ہفتہ گھومتے دیکھتے شور مچاتے اور خرید و فروخت
رتے گزرا تھا۔ زلیخا ہر روز توشہ اور لیلیٰ کی فرمائش پر انہیں باہر لے جاتی۔ وہ لڑکیوں کو فضول چیزیں
فالتو کپڑے دلوانے کے خلاف تھی۔ مگر اب وہ جس چیز پر ہاتھ رکھ دیتیں۔ خرید کر لے دیتی۔ ڈھیروں
ھلونے، بے شمار کپڑے ________ یوں لگتا کہ وہ اپنی اک اک سانس ان پر وار دینا چاہتی ہے۔
ذی صاحب سمجھ رہے تھے کہ بیماری کی وجہ سے رقیق القلب ہوگئی ہے۔ اور پھر تین ماہ کی دوری نے
ے ایسا بنا دیا ہے ________ اب جب وہ بچیوں کو تیار کرنے اور کھانا اور کھلانے میں بہت مصروف
فون کی گھنٹی بجی ________ تو زلیخا نے زور سے کہا ________

یوفو پلیز ذرا فون دیکھ لینا ________ مگر بیڈ روم سے ________

وہ دوڑ کر بیڈ روم میں گئے، فون اٹھایا۔ ادھر سے آواز آئی ________

مسز ترمذی ہیں۔

جی، آپ کون ________

میں ان کا ڈاکٹر ہوں۔ ہسپتال سے بول رہا ہوں۔

ہیلو ڈاکٹر ________ میں ان کا شوہر بول رہا ہوں۔ یوسف ترمذی:

ہیلو ________ آپ کب آئے؟ میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا۔

اور میں بھی آپ سے ملنے کو بے تاب تھا ________

تو پہلے میں آپ کو بتا دوں، ڈاکٹر بولا ________

مسز ترمذی کی بیماری خطرناک حد تک سیرئیس ہے۔ شاید انہوں نے آپ کو اس طرح نہ بتایا ہو۔
کہ وہ اپنی بیماری کے متعلق بہت لاپرواہیں ________ (ترمذی صاحب سانس روکے مزید سننے کو
ہ) آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ انہیں جگر کا کینسر ہے۔ انہوں نے تشخیص میں دیر کر دی۔ جگر سارا ختم

ہو چکا ہے۔ بلکہ معاملہ بڑی آنت تک پہنچ گیا ہے۔اب آپریشن بھی نہیں ہوسکتا________

ترمذی صاحب کو یوں لگا پورا آسمان ان کے سر پر آن گرا ہے________

ڈاکٹر پھر کیا ہوگا________؟انہوں نے مری ہوئی آواز میں پوچھا۔

ان کو مسلسل ہسپتال میں رکھنا ہوگا۔ دوائیوں کے سہارے کچھ عمر بڑھائی جا سکتی ہے بیماری کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہیں۔اب یہی دیکھئے مجھ سے منت کر کے انہوں نے ایک ہفتہ مانگی تھی۔ وہ کہہ رہی تھیں۔ایک ہفتہ اپنے شوہر اور بیٹیوں کے ساتھ رہ کر واپس آ جائیں با قاعدہ کھاتی رہیں گی۔کوئی مسئلہ ہوگا تو مجھ سے رابطہ کریں گی۔اصولاً انہیں کل واپس آنا ہے یاددہانی کے طور پر فون کیا ہے۔

کیسی ہیں وہ________؟

مگر ترمذی صاحب اپنے وجود میں کہاں تھے؟________ریزہ ریزہ ہو رہے تھے۔

بڑی مشکل سے جواب دے پائے۔

شکریہ ڈاکٹر آپ نے یاددہانی کرا دی اب تک کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔

وہ بظاہر ٹھیک جا رہی ہیں۔مگر میں کل انہیں ہسپتال لے کر آ جاؤں گا۔ پھر ہم آئندہ تفصیلی بات کریں گے۔

ٹھیک ہے۔کہہ کر ڈاکٹر نے فون بند کر دیا۔

ترمذی صاحب کی شریانوں میں دوڑتا ہوا خون سر کی طرف جمع ہونا شروع ہو گیا۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور شور کرتے ہوئے اپنے خون کی آوازیں سننے لگے۔

یوں بھی ہوسکتا ہے خوبیِ قسمت بدنصیبی میں بھی بدل سکتی ہے۔

انہیں سب کچھ یاد آنے لگا کیوں وہ جلدی سے پاکستان چھوڑ آئی کیوں اپنی بیماری کا نہ بچیوں کو ساتھ لانے کا اصرار اب بچیوں کے ساتھ بے تحاشا پیار، ۔۔۔۔۔ یہ لگن یہ وا ۔۔۔۔۔ بار بار کے تقاضے کے باوجود اپنی بیماری کو صرف السر کہہ کر ٹالتے جانا________

دوسرے کمرے میں سناٹا ہو گیا تھا۔شاید وہ بچیوں کو چھوڑنے باہر چلی گئی تھی________

دھواں دھار آندھی سی ذہن میں اٹھ رہی تھی۔ پھر اس کے بعد آنسوؤں کا مینہ برسنا شروع ہوا بسی کے ساتھ، بڑی بے چارگی کے ساتھ ترمذی صاحب چلا چلا کر رونے لگے اپنے آپ پر

ایک طغیانی سی آ گئی اور اپنی اس کیفیت کو زلیخا کے آنے سے پہلے ٹھیک بھی کرنا تھا ہچکیاں کم ہوئیں مگر آنسو تھے کہ بندھے چلے آتے تھے۔

پتہ نہیں کس وقت وہ دبے پاؤں کمرے میں آ گئی تھی۔ترمذی صاحب کو پتہ ہی نہ چلا کھڑی حیرت سے انہیں دیکھتی رہی۔پھر پلنگ کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ترمذی صاحب کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کے ان کا سر اونچا کیا۔اور لرزتی ہوئی آواز میں بولی________

یوفو________کس کا فون تھا________؟

ترمذی صاحب نے اپنی سرخ آنکھوں سے اس کا زرد ہوتا ہوا چہرہ دیکھا اور آنسوؤں کی قطار میں دیکھتے ہی رہے________پھر آواز کھینچ کر بولے________

کرسٹل: میں کبھی بھی اتنا بہادر نہیں تھا میں بہت ہی کمزور سا انسان ہوں۔

یہ تم نے کیا کیا________؟

فون کس کا تھا یوفو________وہ پھر بولی۔

تمہارے ڈاکٹر کا تھا________یہ کہہ کر ترمذی صاحب نے زلیخا کو گلے سے لگا لیا۔ پھر اس قدر روئے جس طرح کوئی کسی بچھڑ جانے والے کے گلے لگ کر روتا ہے________

اس صورت حال نے زلیخا کے صبر کا بندھ بھی توڑ دیا دونوں روتے رہے پھر زلیخا نے بڑے سلیقے سے اپنے آنسو صاف کئے۔۔۔۔۔اور گلے سے لگے لگے، آواز خوشگوار بنا کے بولی۔

یوفو: کتنا اچھا لگ رہا ہے۔تمہیں روتا ہوا دیکھنا بڑی خوش قسمتی ہے۔اپنی زندگی میں اپنی موت پر کسی کو روتا ہوا دیکھنا۔ ورنہ مجھے حسرت ہی رہتی کہ پتہ نہیں میرے جانے کے بعد تم کیسے روؤ گے________؟

کرسٹل: ترمذی صاحب نے اسے اپنے کندھے سے الگ کیا۔

تم اتنی ظالم بھی ہوسکتی ہو مجھے اندازہ نہیں تھا تم نے اپنی بیماری کا مجھے بھی نہیں بتایا۔

"جب میں جرمنی میں آئی تو بیماری حد سے گزر چکی تھی، ڈاکٹروں کا کیا ہے۔ وہ تو آخر دم تک علاج کرتے ہیں۔ اور امید دلاتے ہیں۔مگر مجھے اندر سے خبر مل گئی ہے اب دنیا میں میرا کام ختم ہو گیا ہے________

ایسا نہ کہو کرسٹل میں کیسے جیئوں گا۔بچیوں کو کون سنبھالے گا________

میں نے تم سے کہا تھا نا؟ کہ ہم دونوں میں سے ایک کو اس کام کے لئے جینا ہوگا۔ اب ب
کرو گے ______

نہیں نہیں۔۔۔۔ نہیں کرسٹل ______

یوفو: میں سمجھتی تھی تم بہت ہی بردبار اور دانا و بینا شخص ہو زندگی اور موت کو سمجھتے ہو۔

دیکھونا؟ ہم نے اس تھوڑی سی رفاقت میں کتنا زیادہ پالیا ہے۔ جو عام جوڑے برسوں کی رفا
میں نہیں پاسکتے۔ بے وقت ہم نے شادی کی بے وقت ہمیں اولاد نصیب ہوئی۔ تم نے اپنے کیریئر
دیکھ لی میں نے اپنے گھر کی خوبصورتیاں دیکھ لیں۔ جب تم یہ سوچو گے کہ میں نے بارہ سال میں
اچھے کام کئے ہیں۔ تمہیں بڑا سکون ملے گا ______

نہیں میں کچھ نہیں سنوں گا۔ تمہیں ہسپتال جانا ہوگا۔ تمہیں علاج مستقل کرنا ہوگا۔ میں مست
تمہارے ساتھ رہوں گا۔ بچیاں بھی یہاں داخل ہوجائیں گی ______

وہاں میرا کون ہے ______ میں کس کے پاس جاؤں۔ ہم سب آج سے جرمنی میں ہی رہے گ

اچھا ______ زلیخا کھڑی ہوگئی۔ میں تمہاری ہر بات مانوں گی۔ اب ماتمی چہرہ ٹھیک کر
دھو کر کپڑے بدلو ______ اور شام کو جب بچیاں واپس آئیں تو تمہاری کسی بات سے میری بیمار
ظاہر نہ ہو ______

مگر ترمذی صاحب شام تک اپنا چہرہ اور موڈ ٹھیک نہ کرسکے وہ جس وقت زلیخا کی طرف دیکھتے
کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھوڑی دیر کے لئے وہ گھر سے باہر بھی نکل گئے جب اندر آئے تو ز
کپڑے بدل کر بڑی سکون کی نیند سو رہی تھی ______

وہ ڈائننگ روم میں بیٹھ کر اس کے اٹھنے کا انتظار کرنے لگے ______

وہ اٹھ کر سیدھا ان کے پاس آئی کھانا تیار کیا۔ انہیں میز پر بلایا ______ پھر آہستہ آ
بولنے لگی ______

یوفو: میں نے تمہاری بات مان لی ہے۔ میں کل ہوسپٹل چلی جاؤں گی۔ تم بچیوں کے ساتھ یہیں رہو گے
میں اپنا باقاعدہ علاج کرواؤں گی مگر تم بھی میری ایک بات مانو۔

ایک بات ______؟ ترمذی صاحب نے بھاری گلے سے کہا ______

سانس رک جائے اگر تم سے محبت نہ کروں!

زلیخا ہنسنے لگی۔ شکر ہے اب مجھے شعروں کا مطلب سمجھنا آگیا ہے ______

یوفو: زندگی کی قدر اس وقت آتی ہے ______ جب وہ قریب الاختتام ہوتی ہے، اس سے
پہلے تو ہم اسے کرایے کا مکان سمجھتے ہیں۔ اور بہت Misuse کرتے ہیں۔

میری سنو: ضد نہ کرو ______ مجھے گھر میں رہنے دو۔ اور جتنا وقت باقی بچا ہے۔ آؤ پیار
کرنے میں گزار دیں ______ ہم دونوں ایک ساتھ اپنی بیٹیوں کے پاس رہیں ______
ان کو اپنی محبت کی خوبصورتیاں دیں۔ اگر میں ہوسپٹل چلی گئی۔ تو ہر شے پر اداسیوں کی نحوست چھا جائے
گی ______

میں تمہارا فلسفہ نہیں مانتا ______ مجھے تمہاری زندگی کی ضرورت ہے۔ اور تمہیں میرے لئے
ہسپتال جانا ہوگا۔ میں خدا سے تمہاری زندگی مانگوں گا۔ اس کے عوض خواہ مجھے اپنا جیون دینا پڑے۔

زلیخا بے اختیار ہنسنے لگی ______

تمہارا خیال ہے اس معاملے میں خدا سودا کرتا ہے؟ سب محبت کرنے والے پاگل ہوتے ہیں۔
ہاں اور محبتیں بھی ظالم ہوتی ہیں۔ سکون سے مرنے نہیں دیتیں۔"

خبردار جو مرنے کا نام لیا ترمذی صاحب گرجے مرنے کی میری عمر ہے۔

تمہاری نہیں ______

اچھا دیکھ لیتے ہیں خدا کس کی مانتا ہے۔

"چلو کھانا کھانے کے بعد تم ہسپتال کے لئے اپنا سامان پیک کرو۔"

دونوں نے کھانا ختم کرلیا۔ تو ترمذی صاحب اس کی چیزیں اکٹھی کرنے لگے۔ اور ساتھ ساتھ اس
باتیں بھی کرتے جاتے کہ اگر علاج کی سہولتیں بھی موجود ہوں اور آدمی علاج نہ کرے تو خدا پر اس کا
بھروسہ کامل نہیں ہوتا۔ اگر ایمان کامل ہو۔ تو معجزے رونما ہو جاتے ہیں۔ الماریاں کھولتے اور بند کرتے
ہوئے ان کی نظر ان الماریوں پر چلی گئی۔ جن میں کسی زمانے میں زلیخا نے میشائل اور ہولگا کے کپڑے
بنا کر رکھے تھے۔

انہوں نے الماریوں کے کنڈے باری باری کھینچ کر دیکھے۔ اور پھر بولے۔

کرسٹل: میشائل اور ہولگا کی الماریاں اسی طرح بند رکھی ہیں۔

تم نے انہیں اچھی طرح سے صاف کرکے بند کیا تھا، جس روز میں ہوسپٹل سے آئی تھی۔ اس

روز بھی دیکھی تھیں، چیزیں تو بالکل ویسی رکھی ہیں۔

اب فرق صرف اتنا پڑا ہے۔ کہ اس نے بیشائل اور ہولگا کی تصویریں بھی ان کی الماریوں میں
کردی تھیں۔ ڈائننگ روم اور بیڈ روم میں ترمذی صاحب تو شہ لیلیٰ اور اپنی بے شمار تصویریں لگادی تھیں

شام کو بچیاں بہت تھک کر آئی تھیں۔ اور انہوں نے آتے ہی بتانا شروع کیا کہ آج انہوں نے
بہت انجوائے کیا۔ چونکہ محکمہ موسمیات نے دوپہر کو اطلاع دی تھی کہ آج سرِ شام برفباری ہوگی۔
لئے انہیں پروگرام ختم کر کے جلد آنا پڑا۔

رات کے کھانے کے بعد ______ ترمذی صاحب نے زلیخا سے اجازت لے کر
بیٹیوں کو ماں کی بیماری کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ اور یہ بھی بتادیا کہ صبح دس بجے زلیخا ہسپتال داخل
ہوجائے گی۔ اور اس کے ٹھیک ہونے تک وہ سب یہیں رہیں گے۔ حتیٰ کہ انہوں نے آیا روما کو بھی
دیا کہ بیٹیوں کا کس طرح خیال رکھنا ہے۔ اور گھر کو کس طرح چلانا ہے ______ جس وقت ترمذی
صاحب اپنا فرض ادا کر کے چلے گئے۔ تو پھر زلیخا ______ اپنی بیٹیوں کو شب بخیر کہنے
______ کافی دیر انہیں نصیحتیں کرتی رہی۔ پھر لپٹا لپٹا کر پیار کرتی رہی۔ بچیاں اس قدر تھک کر
آئی تھیں۔ اور نیند سے بے حال ہو رہی تھیں۔ اس لئے باپ اور ماں کی اس کیفیت کو سمجھ نہیں پا رہی
تھیں۔ جب تک دونوں سو نہیں گئیں۔ زلیخا بار بار ان کو گلے لگاتی رہی، ماتھا چومتی رہی ______
اور ساتھ لپٹا کر تھپکتی رہی۔

علی الصبح زلیخا کراہی۔ تو ترمذی صاحب تڑپ کر اٹھ گئے۔

کیا بات ہے؟ ______ کرسٹل وہ اس پر جھکے ______

تم نے کتنے دنوں بعد مجھے کرسٹل کہا ہے ______

یوفو: ذرا یہ سامنے والے پردے ہٹا دو۔

ترمذی صاحب نے اٹھ کر پردے ہٹا دیئے۔۔۔۔۔ باہر صاف برف باری ہو رہی تھی ______
روئی کا ایک قافلہ تھا۔ جو آسمان سے زمین پر اتر رہا تھا۔ زمین کے اوپر جیسے جھانجھنیں سی بجھتی جا
رہی تھیں ______

ترمذی صاحب باہر کا منظر حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

آؤ یوفو: یہاں میرے پاس بیٹھو ______ دیکھو گرتی ہوئی برف کتنی اچھی لگتی ہے۔

زلیخا اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ترمذی صاحب اس کے پاس آ کر بیٹھے گئے۔۔۔۔۔

یوفو: تھوڑے سے عرصے میں تم نے مجھے بہت سے ناموں سے پکارا ہے۔ کبھی کرسٹل کبھی بیشا
______ کبھی زلیخا ______ کبھی جاناں ______ اس سے مجھے اندازہ ہوتا رہا کہ
تمہارے دل میں میرے لئے کتنی محبت ہے اور اس محبت کو تم ہر انداز سے مجھ تک پہنچانے میں کوشاں
ہے۔

کرسٹل اس کا کریڈٹ بھی تمہیں جاتا ہے تم محبت کے خمیر سے گوندھ کر بنائی گئی ہو۔۔۔۔۔
تمہارے وجود میں اتنی خوبصورتیاں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئیں ہیں۔ کہ جو تمہارے قریب میں رہے گا تم
سے محبت کرنے پر مجبور ہوجائے گا اس میں میری کوئی خوبی نہیں۔

زلیخا نے اپنا سر ترمذی صاحب کے کندھے پر ٹکا دیا۔ اور بولی ______

میں تمہارے کندھے پر سر رکھ کر برفباری دیکھنا چاہتی ہوں۔

ترمذی صاحب نے دوسرے بازو سے اسے قریب سمیٹ لیا۔ وہ بولی۔

یوفو: مجھے علاج معالجے سے، انجکشنوں سے، بجلی کے جھٹکوں سے اور ہوسپٹل کی بدبوء نفرت ہے ______

ترمذی صاحب خاموش رہے، ان کو معلوم تھا، وہ ہوسپٹل سے فرار کے راستے تلاش کر رہی ہے ______

اور پھر ------ اس کی آواز اور بھی نحیف ہو گئی۔

اگر مرنے کے لئے چوائس ملے۔ تو آدمی اپنے گھر میں ----- اپنے بستر پر ----- محبوب کے کندھوں پر سر رکھ کر مرنا چاہیے ______

کرسٹل: ترمذی صاحب کو جیسے کرنٹ لگا۔ انہوں نے کندھے سے اس کا سر پرے کیا۔ اس دیکھ کر بولے ______

میشا ----- کرسٹل ----- میرے ساتھ وہ نہ کرنا جو میشائل نے تمہارے ساتھ ______ پلیز، پلیز ______

کرسٹل کے ہونٹ خشک ہونے لگے ______ بولی

''وہ نہ کہو جس پر پچھتانا پڑے ______''

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے کرسٹل ______ تمہارے ہونٹ خشک ہو رہے ہیں۔ جوس ______ نہیں ______ جوس نہیں ______ مجھے کافی پلاؤ ______ تم خود بنا کے لاؤ ______ کھڑے ہو گئے ______

ویسی جیسی میں نے تمہیں اس گھر میں بنانی سکھائی تھی ______

ویسی ہی بنا کے لاؤں گا ______ مگر تم ذرا ٹھیک ہو کر بیٹھ جاؤ ______ میرے آنے تک بیٹھی

انہوں نے کپڑے کے ساتھ دو تین تکیے لگا کر اسے بٹھا دیا ______

دروازے میں پہنچ کر پھر مڑ کر دیکھا ______ میرے آنے تک ایسی ہی بیٹھی رہنا پٹ اور پٹ آیا انہوں نے چٹکی بجائی۔

زلیخا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا ______ اور پھر شیشے کے باہر برف باری کو دیکھنے لگی

ترمذی صاحب اپنی دانست میں چار منٹ کے اندر کافی بنا کے لے آئے۔ اس بار خلاف معمول انہوں نے ایک پیالی ہی بنائی تھی۔ کمرے میں داخل ہوئے تو میشائل کی الماری کا ایک پٹ کھلا تھا۔

ارے اسے کس نے کھولا ______ وہ حیران ہوئے۔ کافی کی پیالی میز پر رکھی زلیخا کی طرف

دیکھا زلیخا ویسے ہی بیٹھی تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی ______ مگر ______

کرسٹل ---- کرسٹل ------ میشا ______ انہوں نے پاس بیٹھ کر رخسار تھپتھپایا۔ اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا ______

کرسٹل ----- ترمذی صاحب نے اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔ جس کے پنجرے میں چہچہانے والا پنچھی ابھی ابھی رہا ہوا تھا ______ پنجرے کی گرمی سلاخوں میں تھی۔ ابھی ابھی یہ تن سے خالی ہوا تھا ______ ابھی یہ محبت کے گہر لٹانے والی زبان خاموش ہوئی تھی۔ ابھی ______ جذبوں کے شہر سے چلنے والے آنکھوں کے دو دیپ اپنے پٹ موندنے بے جان ہو گئے تھے -----

گرم پانی میں سے دھواں اٹھ رہا تھا ______

باہر برف باری ہو رہی تھی ______

اور ترمذی صاحب آنسوؤں کے طوفان میں ڈوبے ہوئے تھے ______

یوں نہیں کرتے کرسٹل ______ یوں نہیں کرتے کرسٹل ______

میں نے تو صرف ہوسپٹل لے جانے کی ضد کی تھی ------ تم دنیا سے کیوں چلی گئیں ______

اور پھر جس طرح جانا چاہیے تھا۔ اس طرح تو جاؤ ______

اپنی مرضی کے مطابق جاؤ ______ میں جبر نہیں کروں گا۔ بس ایک بار اٹھو۔ میرے کندھے پر سر ٹکاؤ ______ میرے کندھے کو سرخرو کرو ______ بس ایک بار میشا ______

بس ایک بار کرسٹل ______

بس ایک بار میری دوست ______ میری چارہ گر ______ میری ہمسفر ______

بس ایک بار ______

ایک گھنٹہ وہ اسے چھو چھو کر روتے رہے ______ پھر نظر الماری کے کھلے پٹ پر گئی کھڑے ہو گئے ______

یار: میشائل تم اسے اتنی جلدی لے گئے ---- انہوں نے آگے بڑھ کر پٹ بند کر دیا۔ اور پھر بند الماری کے پٹ پر سر ٹکا کر روتے رہے ______

میشائل: اس کا دھیان رکھنا ______ وہ ساری دنیا کا دھیان رکھتی تھی۔ اپنی ذات سے بے پرواہ تھی۔ اپنی ذات سے کسی کو دکھ نہیں دیا ______ ایک تنکے جتنا بوجھ بھی کسی پر نہیں !!!

_____ اپنی بیماری کا کرب اپنی ذات میں اٹھایا _____ دور چلی گئی _____

میشائل ان اس کا دھیان رکھنا _____

روتے روتے ترمذی صاحب کو خیال آیا۔ ڈاکٹر کو فون کر دیں۔ رات ہی انہوں نے زلیخا کے
ڈاکٹر کا فون نمبر لے کر ٹیلی فون کے قریب رکھا تھا۔ وہ چٹ اٹھانے کو جھکے تو وہاں ایک نیلے رنگ کا پرچہ
بھی پڑا تھا۔ یہ اس سے پہلے یہاں نہیں تھا۔ یقیناً ان کے کچن میں جانے کے بعد اس نے رکھا ہوگا۔
انہوں نے اٹھا کر پڑھا _____ لکھا تھا _____ یوفو!

میں نے تم سے کل رات وعدہ لیا تھا۔

برا نہ ماننا

میں نے بھی اللہ سے وعدہ لیا تھا کہ مجھے تمہارے کندھے پر سر رکھ کے مرنے کی مہلت دے
یہ مہلت مل گئی۔

اب تم یوں کرنا کہ مجھے یہیں ایس لنگ میں پاپا کے پہلو میں دفن کر دینا۔

پاکستان لے جانے کی زحمت نہ کرنا _____

میں نے اپنی وصیت لکھ کر اسلامک سینٹر کے مولانا کو دے دی ہے _____

اور ادائیگی بھی کر دی ہے _____

وہ میری تجہیز و تکفین کا اہتمام خود کریں گے۔

بس ان کو فون پر اطلاع کر دینا۔

ترمذی صاحب نے اس پرچے کو آنکھوں سے لگایا اور ڈائننگ روم آ گئے۔

جو عورت اتنی پلاننگ کے ساتھ مر سکتی ہے۔ اس سے کون جیت سکتا ہے۔

انہوں نے آ کر توشہ اور لیلیٰ کو جگایا۔ ان کا منہ دھلایا۔ ایک ایک کپ چائے کا پلایا۔ اور پھر انہیں
بڑے رسان سے ان کی ماں کی موت کی خبر سنائی اور کہا _____

''جاؤ اندر جا کر اپنی ماں سے مل لو _____''

سہمی ہوئی دونوں بیٹیاں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے بیڈروم میں داخل ہوئیں _____
اور پلنگ کے قریب آ کر کھڑی ہو گئیں _____

سفید نائٹی میں ملبوس ایک خاموش پیکر اور سوئے ہوئے نورانی چہرے کو دیکھتی رہیں _____

لیلیٰ ہاتھ چھڑا کر دوسری طرف آ گئی _____

دونوں ایک ساتھ پلنگ پر بیٹھیں _____ اور دونوں نے ایک ساتھ چلا کر کہا _____

ماما _____ ماما _____

اور دونوں ایک ساتھ اس کے پہلوؤں سے چمٹ کر رونے لگیں _____

چیخ چیخ کر روئیں ----- چلا چلا کے روئیں ----- ماں کو بلا بلا کے روئیں _____

دوسرے کمرے میں ترمذی صاحب ان کی چیخ پکار سن رہے تھے _____ روما کچن کے ٹھنڈے
فرش پر دوزانو بیٹھی تھی ------

بچیاں بلکتے بلکتے تھک گئیں _____ پھر اٹھ کر بیٹھ گئیں _____

ماں کے ماتھے کو چھو کر دیکھا _____ اس کے کپڑے درست کئے _____ اور ایک ہفتے سے جو
انہیں چپکے چپکے ---- باتوں باتوں میں اس سانحہ کے لئے تیار کر رہی تھی _____ وہ سب یاد آنے لگا۔

دونوں نے ماں کی پیشانی کو باری باری بوسہ دیا۔

لیلیٰ نے ماں کے ہاتھ کو چوما۔ پلنگ سے اتر کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اور بولی۔

ماما: میں وعدہ کرتی ہوں۔ اچھی بچی بن کر رہوں گی۔ خوب تعلیم حاصل کروں گی۔

پاپا کو تنگ نہیں کروں گی۔ اور کبھی نہیں روؤں گی _____ یہ کہتے کہتے وہ رو دی۔

توشہ بھی لیلیٰ کی تقلید میں بستر سے اتر گئی۔ ماں کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور سیدھی کھڑی ہو کر بولی _____

ماما _____ میں ضد نہیں کروں گی۔ پاپا کو تنگ نہیں کروں گی، خوب تعلیم حاصل کروں گی
_____ لیلیٰ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھوں گی _____ مگر ماما _____ میں کبھی کبھی تمہیں
کر کے رولوں گی ----

دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا _____

دونوں کی آنکھوں میں بے بسی کی انتہا تھی _____

دونوں دوڑ کر ایک دوسرے سے لپٹ گئیں ------ ان کے لبوں سے صرف ماما -- ماما کی
آواز نکل رہی تھی _____ شیشے کے اس پار گرتی برف نے یہ منظر دیکھا اور سن ہو گئی۔

THIRD PHASE

کیا نام ہے تمہارا
کس نام سے پکاروں
کس طرح تجھ کو جیتوں
کس دل سے تجھ کو ہاروں
کس موڑ پر ملے ہو؟

ترمذی صاحب اپنی پر فضا اور ماحول انگیز سٹڈی میں بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے۔ یہ ان کی زندگی کا ٹائل بن گیا تھا۔ جب سے ریٹائر ہوئے تھے۔ زیادہ وقت سٹڈی میں ہی گزارتے تھے۔ مگر سٹڈی تھی بھی اتنی دلکش ______ تین دیواروں پر کتابوں کے ریک لگے تھے۔ جو سنہری اور سیاہ حروف والی کتابوں سے بھرے ہوئے تھے۔ چوتھی دیوار پورے شیشے کی تھی۔ باہر کی طرف ایک چھوٹی سی آبشار گرتی تھی۔ جس کے اردگرد سرسبز اور رنگا رنگ پھولوں کے موسم ہمہ وقت کھڑے رہتے تھے، زلیخا نے چن چن کروہ پودے اور پھول لگائے تھے۔ جو سارا سال ہرے بھرے رہنے والے تھے۔ ان کے درمیان پانی ایک عجیب وغریب نغمہ گنگناتا گزرتا رہتا ______ اگر ترمذی صاحب بازو والی کھڑکی کھول دیتے۔ تو پانی کی یہ مدھ بھری آواز اندر بھی آنے لگتی ______ اس کے قطرے شیشوں پر موتی بناتے گزرتے ______ نیلا آسمان بھی اس کھڑکی کی زد میں آتا تھا۔ اور بیرونی گیٹ سے لے کر سرسبز لان کے آخری کنارے تک اندر بیٹھے سب کچھ نظر آتا تھا۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں یہ اتنا جانفزا نظارہ اس نے کس طرح آرکیٹیکٹ کو تباہ کر کنکریٹ میں ڈیزائن کروالیا تھا۔ خود اس کو یہاں بیٹھ کر سارے موسموں سے لطف اندوز ہونے کا موقع نہیں ملا تھا۔ مگر ترمذی صاحب کو یہاں بیٹھ کر اس زمین اور اس ماحول سے باتیں کرتے بیس سال ہو گئے تھے۔ بیس طویل سال ______ جو انہوں نے زلیخا کے بغیر اس گھر میں گزار دیئے تھے۔ بس انہوں نے ایک اضافہ کیا تھا۔ نماز کی ایک چوکی بھی ایک کونے میں رکھوالی تھی ______ زلیخا کی دور اندیشی نے ایک دیوان تو پہلے ہی رکھوا دیا تھا ______ جب وہ کہتے یہ دو صوفے کافی ہیں۔ دیوان کو اٹھواؤ یہاں سے خواہ مخواہ اسے دیکھ کر بیڈ روم کا تصور ذہن میں آجاتا ہے۔ تو وہ ہنس کر کہتی ______۔

یوفو: جب تمہارا بڑھاپا آئے گا نا؟ تب تم مجھے یاد کرو گے ______ کیونکہ تب تم نیم دراز ہو کر اتنی ضخیم کتابیں پڑھ سکو گے ______

اب وہ اسے یاد کرتے تھے۔ نیم دراز ہوتے وقت نہیں پل پل گھڑی گھڑی۔۔۔۔۔۔ سارا گھر

اور ساری باتیں گویا اس نے سو سال کے لئے پلان کر دی تھیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے تجربات
اور مشاہدات پر مشتمل کتابیں لکھی تھیں۔ قانون کے طلباء کے لئے بہت سی نئی کتابیں بھی لکھیں
______ اور آج کل قانون شریعت کی تشریحات لکھ رہے تھے۔ یہ سب کتابیں انہوں نے
انگریزی میں لکھی تھیں۔ علی الصبح اپنے بیڈروم سے اٹھ کر یہاں آ جاتے۔ توشہ اور لیلیٰ ان کا ناشتہ یہاں
بھیج دیتیں۔ لیلیٰ جانے سے پہلے باقاعدہ انہیں دوائی دینے کے لئے آتی۔ یہیں دونوں بیٹیاں انہیں خدا
حافظ کہہ کر پڑھنے چلی جاتیں ______ وہ جب تھک جاتے تو اٹھ کر باہر لان میں ٹہلنے لگتے۔ فون
بھی یہیں اٹینڈ کرتے ______ کوئی دوست ملنے آ جاتا۔ تو یہیں گپ شپ ہوتی رہتی۔ زلیخا ٹھیک
کہتی تھی ______ ان کی زندگی سٹڈی تک ہی محدود ہو گئی تھی ______ اس کمرے میں انہیں
ہمیشہ زلیخا کے ہونے کا احساس ہوتا ______ اس نے سامنے کی دیوار پر اپنی اور ترمذی صاحب کی
قد آدم تصویریں لگا رکھی تھیں۔ اپنی وہ تصویر لگائی تھی۔ جس روز پہلے پہل وہ گاؤں آئی تھی۔ اور اس نے
رنگ برنگا دولہن کا لباس پہنا تھا۔ اپنی یہ تصویر اسے بہت پسند تھی۔

ترمذی صاحب اس تصویر کے سامنے آ کے بیٹھ جاتے۔ پہلے زلیخا سے دو چار باتیں کرتے
______ اور پھر کام شروع کر دیتے ______ دوپہر کا کھانا وہ برائے نام ہی کھاتے تھے۔
کیونکہ لڑکیاں تو یونیورسٹی میں ہوتی تھیں۔ البتہ رات کے کھانے پر خوب اہتمام ہوتا ______
سب مل کر کھانا کھاتے۔ کبھی کبھی کوئی دوست یا عزیز بھی کھانے میں شریک ہو جاتا۔۔۔۔ زندگی کو انہوں نے
جس طرح پٹڑی پر ڈال گئی تھی۔ زندگی اسی طرح سرپٹ بھاگی جا رہی تھی ______ خود زندگی میں
یہ جرات نہیں پیدا ہو رہی تھی کہ وہ اپنی پٹڑی بدل دے ______

لکھتے لکھتے ترمذی صاحب تھک گئے ______ تو ٹانگیں لمبی کر کے کرسی پر ہی دراز ہوئے
______ اسی وقت انہوں نے دیکھا۔ لیلیٰ اکیلی گھر میں داخل ہوئی۔ اور تیز تیز ڈگ بھرتی سٹڈی
کے آگے سے گزر گئی ______

ترمذی صاحب حیران ہوئے۔ پھر کلاک کی طرف دیکھا۔ ساڑھے تین بج رہے تھے۔ ایسا کبھی
نہیں ہوا تھا۔ کہ لیلیٰ یا توشہ دونوں میں سے کوئی اکیلی آ جائے۔ جب سے یونیورسٹی جا رہی تھیں
______ اکٹھے جاتیں ______ اکٹھے آتیں ______ موٹر تو دونوں ہی چلا لیتی تھیں۔
اگر ایک کو دیر ہوتی۔ تو دوسری وہیں رک کر انتظار کر لیتی ______ یہ ترمذی صاحب کو پتہ تھا۔ اور وہ

پہلے سٹڈی میں آ کر باپ سے گپ شپ کرتیں ______ یا سلام کر کے پھر اپنے کمروں
جاتیں۔ آج لیلیٰ نہ صرف یہ کہ اکیلی آئی تھی۔ بلکہ انہیں سلام کئے بغیر باہر ہی باہر سے اپنے کمرے
طرف چلی گئی تھی ______
حیرت کی بات تھی کچھ انہونی سی ہوئی لگتی تھی۔ چہرہ بھی اس کا پھولا ہوا تھا۔ ترمذی صاحب
سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور زلیخا کی تصویر کو دیکھ کر بولے۔
کرسٹل: اولاد کو پروان چڑھانا بڑا مشکل کام ہے۔ اور یہ مشکل ترین کام تم میرے سپرد کر کے چلی
گئیں میں اس قابل نہیں تھا۔ کوشش کرتا کرتا تھک گیا ہوں اور یہ دونوں لڑکیاں ہیں ڈرتا ہوں میں کوئی
غلطی ہی نہ کر بیٹھوں تم میری مدد کرنا؟
وہ چاہتے تھے پاس پڑا انٹرکام اٹھا کر لیلیٰ سے تنہا آنے اور انہیں ملے بغیر آگے سے گزر جانے کی
وجہ پوچھیں ______
کہ لیلیٰ سٹڈی کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی ہے۔ سلام کیا۔
کیا بات ہے لیلیٰ آج توشہ تمہارے ساتھ نہیں ہے ______
آپ کی لاڈلی آئے گی تو اس سے پوچھ لیجئے گا۔
تنی تنی لیلیٰ نے جواب دیا۔
جونسی لاڈلی آ چکی ہے اس سے تو پوچھ لوں ______
نہیں پاپا ______ اس کا جواب تو وہی دے گی۔ میں معذرت کرنے آئی تھی۔ خلاف
معمول آپ کو ملے بغیر کمرے میں چلی گئی۔ موڈ بہت خراب تھا۔
موڈ تو اب بھی خراب لگتا ہے گڑیا ______
جی پاپا ______ بس جلدی سے آ گئی کہ آپ اپنی طبیعت پر بوجھ نہ ڈالیں۔
بوجھ ڈالنے والا تھا۔ اچھا ہوا تم آ گئیں اب جاؤ ٹھنڈے پانی سے غسل لو۔ موڈ ٹھیک کرو۔ پھر آ کر
میرے ساتھ چائے پیو تب تک دوسری لاڈلی بھی آ جائے گی۔
ٹھیک ہے پاپا تھینک یو پاپا۔
لیلیٰ باہر نکل گئی ترمذی صاحب نے انٹرکام پر خانسامے کو پندرہ منٹ بعد چائے لانے کا کہہ دیا۔
اتنے میں سامنے پورچ میں ایک موٹر آ کر رکی ______ ہاں وہ توشہ ہی تھی۔ اس کے ساتھ

ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔توشہ باہر نکلی وہ نوجوان دوسری طرف سے باہر نکلا دونوں میں تھوڑی
ہوئی۔نوجوان جھجک رہا تھا۔اورتوشہ اسے قائل کر رہی تھی۔

وہ کہہ رہی تھی پاپا نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔اب ان سے مل کر جاؤ۔

اوروہ کہہ رہا تھا۔ذہنی طور پر تیار ہو کر نہیں آیا۔

تاہم توشہ نے اسے جلدی قائل کرلیا تھا۔

وہ دونوں دروازے پر آئے۔توشہ نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر پوچھا۔

پاپا ہم اندر آجائیں ______

آجاؤ بیٹا ______ ترمذی صاحب نے شفقت سے کہا۔

وہ دونوں اندر آگئے۔۔۔۔

پاپا یہ مستعان احمد ہیں۔میں نے آپ کو بتایا تھا نا؟ کہ الیکٹرانک میڈیا کے شعبے میں یہ
کلاس فیلو بھی ہیں۔اور بہت کچھ کر رہے ہیں۔جو یہ خود بتائیں گے۔

ترمذی صاحب نے کھڑے ہوکر نوجوان سے ہاتھ ملایا ______

پھر کرسی کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھو ______

توشہ بولی ______

پاپا آج لیلیٰ خفا ہوکر جلدی آگئی ______ ملی ہے آپ سے ______ میں
بتاؤں کیا ہوا ______

مجھے نہ بتاؤ پہلے جاکر اسے مناؤ۔جاؤ اسے ساتھ لے کر آؤ پھر آکر وجہ بتانا ______

توشہ باہر نکل گئی ______

ہاں تو مستعان احمد ______ کیا مشاغل ہیں تمہارے بیٹا،

سر: پہلے میں نے انگریزی میں ایم اے کیا ہے۔اور اب الیکٹرانک میڈیا میں ڈپلوما کر رہا
اور ساتھ ساتھ اپنی ایک پرائیویٹ پروڈکشن کی کمپنی بھی بنا رہا ہوں۔کیونکہ اب جو دور آ
ہے ______ وہ محض الیکٹرانک میڈیا کا ہوگا۔

یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔

اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی ایڈورٹائزنگ کی کمپنی بھی چلا رہا ہوں ______ بہر

یرا ایک دوست پارٹنر ہے۔

یہ تو بہت اچھا ہے ______ ترمذی صاحب بولے۔تعلیم کے ساتھ کام بھی کرتے ہو ______
غالباً اسی کمپنی میں کام کرنے کے لئے توشہ مجھ سے اجازت طلب کر رہی تھی۔

جی ______ اسی خاطر مجھے آپ سے ملوانے بھی لائی ہے۔مستعان نے کہا آپ کے والد
ابی کیا کرتے ہیں؟ ترمذی صاحب نے پوچھا۔

جی ______ کسی زمانے میں پنجاب کے چیف سیکریٹری تھے۔اب تو ریٹائر ہو چکے ہیں۔

کیا نام ہے؟ ______

فیضان احمد۔۔۔۔

ارے وہی جو تھوڑی بہت شاعری بھی کرتے ہیں۔

جی ہاں جی ہاں ______

اور غالباً فیضی تخلص کرتے ہیں۔

جی ہاں سر: اب تو ان کی ایک کتاب بھی آچکی ہے۔

بھئی ان سے تو بڑی خوبصورت ملاقاتیں رہی ہیں۔

وہ بھی آپ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔

کسی دن لاؤ بھئی ان کو ذرا گپ شپ ہو جائے۔

ضرور لاؤں گا جی۔

ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ توشہ لیلیٰ کا ہاتھ تھامے ہوئے اندر آگئی ______

ہاں جی ہوگئی صلح ______

ترمذی صاحب بولے آج کیا بات ہوگئی دونوں الگ الگ آئیں۔

پاپا ______ اس کی وجہ یہ حضرت ہیں۔توشہ نے مستعان کی طرف اشارہ کیا۔میں ان سے
یہ کہہ رہی تھی کہ لیلیٰ ہوسٹل سے نکل کر میری راہ دیکھ رہی ہوگی مگر یہ اپنا سٹوڈیو دکھانے میں دیر لگاتے
ئے ______

ہاں یہ میرا قصور ہے۔مستعان شرمندگی سے بولا ______ میں لیلیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

جب سے توشہ نے مستعان صاحب کے ساتھ کام کرنا شروع کیا ہے میری پرواہ نہیں کرتی، ہر روز

مجھے لینے میں دیر کر دیتی ہے۔ میں گھنٹوں انتظار کرتی ہوں۔ صرف اس لئے کہ اگر اکیلی گئی تو ..
تشویش ہوگی۔ مگر آج میں نے انہیں سبق سکھانے کی ٹھانی۔

ہاں توشہ جی اپنی صفائی میں کچھ کہیئے ترمذی صاحب نے ہنستے ہوئے توشہ کی طرف رخ کیا۔

پاپا جی ---- جی جی بات یہ ہے کہ کچھ بے پروائی میری طرف سے بھی ہوئی ہے۔ وقت پر لیلیٰ کو پک کرنا چاہیے تھا۔ مگر میں نے آپ کو بتایا تھا نا؟ کہ میں مستعان کے ساتھ کام کر رہی ہوں۔ ان کا سٹوڈیو بہت دور ہے وہاں سے آنے جانے میں ہمیشہ تاخیر ہوتی رہی آئندہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا توشہ نے کان پکڑ لئے۔

یہ بات نہیں پاپا ______ توشہ آپا کو میری کمپنی کی ضرورت نہیں رہی اور دلچسپیاں ______

ارے ______ توشہ نے ایک دم اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

گدھی ______ ---۔ پھر زور زور سے ہنسنے لگی۔ ترمذی صاحب کی طرف دیکھ کر بولی۔

پاپا جی اب کے معافی ______ میری توبہ آئندہ اسے ہمیشہ ساتھ رکھوں گی۔

ٹھیک ہے۔ میں آج رات تم دونوں کا کیس پھر اوپن کروں گا۔

سب ہنسنے لگے۔

مستعان نے کھڑے ہوکر اجازت مانگی۔ اور باہر نکل گیا۔

تھیں تو وہ جڑواں بہنیں مگر ان کی طبیعتوں میں بڑا بُعد تھا۔ توشہ کی شکل وشباحت جسم اور قامت بالکل اپنی ماں پر تھا۔ وہی گوری چیٹی رنگت کھلتا ہوا سا چہرہ سیاہ ہرنی جیسی آنکھیں سیاہ بال اس لئے ترمذی صاحب اس پر غصہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی طرف دیکھتے تو اپنی مرحومہ بیوی یاد آ جاتی لیلیٰ کے نقش ونگار اپنے باپ پر تھے۔ رنگ بھی سنہرا سانولہ تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ چہرے پر بڑا وقار تھا۔ عجیب بات یہ تھی کہ سانولی رنگت پر اس کے بال اور آنکھیں براؤن رنگ کے تھے۔ سانولے رنگ اور بھوری آنکھوں کا امتزاج اسے بہت ہی پرکشش بنا دیتا تھا۔ پھر اس کے ہلکے براؤن بال کمر تک لمبے تھے۔ کھول دیتی تو اور بھی اچھی لگتی۔ ایسے لگتا جیسے شام کے چہرے پر سورج چمک رہا ہے۔ ہاتھ پاؤں لیلیٰ نے اپنی ماں کے لئے تھے۔ جب کہ توشہ کے ہاتھ اور پاؤں اپنے باپ کی طرح تھے ______

شکل وصورت میں دونوں بہنوں نے ماں اور باپ سے حصہ لیا تھا۔ لیکن طبیعتوں جدا جدا تھیں توشہ کی عادتیں اپنے باپ پر تھیں۔ وہی طبیعت میں بے پروائی اور لاابالی پن مگر لیلیٰ تو بنی بنائی ماں تھی۔ ہر ایک کا خیال رکھتی وقت سے پہلے ہر چیز تیار رکھتی۔ ذہن میں باقاعدہ پروگرام بنائے رکھتی۔ گھر بھر کی دیکھ بھال کرتی مہینے کا سودا سلف لاتی۔

کبھی کبھی ترمذی صاحب زلیخا کی تصویر کو دیکھ کر کہا کرتے ______

کرسٹل: تم سے شکوہ بھی نہیں کر سکتا۔----- اپنے وجود کی دو صورتیں مجھے دے گئی ہو اب ایک کی جگہ دو کرسٹل نظر آتی ہیں۔

بچپن میں دونوں بہنیں کہا کرتی تھیں۔ کہ وہ ڈاکٹر بنیں گی سوئے اتفاق کہ ایف ایس سی میں توشہ کے نمبر بہت کم آئے۔ لیلیٰ کو تو میڈیکل کالج میں فوراً داخلہ مل گیا مگر توشہ سے ترمذی صاحب نے کہا۔ وہ دوبارہ ایف ایس سی کا امتحان دے لے۔ کافی دن سوچنے کے بعد توشہ نے آکر باپ سے صاف کہہ دیا کہ

پاپا مجھے میڈیکل سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تو لیلیٰ کی دیکھا دیکھی ڈاکٹری کا شور مچا

رہی تھی۔

سوچ لو بیٹی ______ اور سوچ لو ______

نہیں پاپا اگر میں نے ایف ایس سی اچھے نمبر لے کر داخلہ بھی لیا۔ تو اگلی کلاس میں بیٹھی رہ جاؤں
میں نے اپنے دل کو خوب ٹٹولا ہے۔ میں ڈاکٹر نہیں بن سکتی۔

پھر تم کیا کرو گی ______؟

میں فائن آرٹ کروں گی ابھی ابھی مجھے اندازہ ہوا ہے۔ مجھے فائن آرٹ سے بہت دلچسپی ہے

ترمذی صاحب ہنسنے لگے۔

بیٹا اس دلچسپی کو قائم رکھنا ______

توشہ نے فوراً فائن آرٹس میں داخلہ لیا۔

البتہ لیلیٰ بڑے اعلیٰ طریقے سے میڈیکل کے سارے امتحان پاس کر کے ڈاکٹر بن گئی تھی۔ اور آ
کل ہاؤس جاب کر رہی تھی۔

توشہ نے فائن آرٹس میں ایم اے کیا۔ اس کے بعد ڈیزائننگ کا شعبہ جائن کر لیا۔ انہی دنوں
اسے معلوم ہوا کہ یونیورسٹی میں ماس کمیونی کیشن اور الیکٹرانک میڈیا کی کلاسوں کا اجراء ہوا
ڈیزائننگ کو چھوڑ کے اس کو جائن کر لیا۔ اس کی طبیعت سیمابی تھی۔ وہیں ماس میڈیا کی کلاس میں اس
ملاقات مستعان احمد سے ہوگئی۔ اصل میں اس کلاس کی خوبی یہ تھی کہ اس میں اس میں زیادہ تر وہ لڑکے
ئے تھے۔ جو کہیں نہ کہیں جاب کرتے تھے۔ کوئی ریڈیو میں تھا۔ کوئی ٹی۔ وی میں کام کرتا۔ کوئی
پرائیویٹ کمپنی میں ملازم تھا۔ کچھ لڑکے ایسے بھی تھے۔ جو اپنا ذاتی کاروبار کرتے تھے۔ ایک دن کلا
میں مستعان احمد سب کو بتا رہا تھا کہ اس نے قدرت اللہ سے مل کر ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی بنائی ہے
کلاس کے جو لڑکے اور لڑکیاں اس کام میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ وہ انہیں جاب دینے کے لئے تیار ہے
توشہ نے فوراً پاپا سے اجازت لی۔ اور مستعان احمد کو کام کرنے کا عندیہ دے دیا۔ اب کلاسز ختم ہو
کے بعد وہ اس کے ساتھ اس کے دفتر میں چلی جاتی تھی۔ جہاں اشتہاری فلمیں بنانے کے لئے ا
سٹوڈیو بھی تھا ______ سٹوڈیو کے ضمن میں توشہ نے مستعان احمد کو اتنے اچھے مشورے دیئے
اس کا قائل ہو گیا۔ پھر یونیورسٹی میں وہ اکٹھے نظر آنے لگے۔

لیلیٰ نے ہاؤس جاب تو شروع کر دیا تھا۔ مگر ہسپتال سے فارغ ہو کر وہ تھوڑی دیر کے لئے ایک

چلی جاتی تھی۔ جو یونیورسٹی کے قریب تھی۔ وہاں دو چار ڈاکٹروں نے مل کر ملازمین کے لئے
آبادی کے مکینوں کے لئے ایک میڈیکل سنٹر کھولا تھا۔ یہ سب ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز رضا کارانہ
وہاں تھوڑا وقت لگاتے تھے ______
وہاں سے فارغ ہو کر لیلیٰ، توشہ کے ڈیپارٹمنٹ میں آ جاتی تھی۔ یہاں اکثر توشہ اس کا انتظار کرتی
مل جاتی ______

ایک بار توشہ کے ساتھ مستعان احمد بھی تھا۔ توشہ نے اس کا تعارف بھی کرا دیا تھا۔ مگر لیلیٰ کو یہ دیکھ
حیرت ہوئی کہ پچھلے چھ ماہ سے وہ دونوں اکٹھے نظر آتے۔ کبھی تو کیفے ٹیریا میں بیٹھے ہوتے۔ کبھی لان
میں ٹہلتے نظر آتے، سب سے زیادہ کوفت لیلیٰ کو اس روز ہوئی جب مستعان احمد کی موجودگی میں توشہ نے
اس کو بالکل نظر انداز کرنا شروع کر دیا ______

ہمیشہ سے دونوں اکٹھی آتیں۔ اکٹھی جاتیں۔ گو ان کے کالجز مختلف ہو گئے تھے مگر وہ دونوں ہر
جگہ ترمذی سسٹرز کے نام سے مشہور تھیں ان دونوں کا آنا اور جانا ایک ساتھ ہی رہا بازار بھی اکٹھے ہی
جاتیں، حقیقت میں ان کا آپس میں مثالی پیار تھا۔ اس بات سے ترمذی صاحب بہت مطمئن تھے۔ جس
وقت توشہ نے مستعان احمد سے ملنا جلنا شروع کر دیا۔ تو لیلیٰ کو دل ہی دل میں بہت حسد محسوس ہوا حسد
نہیں اسے مستعان احمد ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ بات بات میں وہ لڑ پڑتی۔ اس کا موڈ چڑ چڑا ہو جاتا۔
اس روز بھی لیلیٰ میڈیکل سنٹر سے آ کر توشہ کا انتظار کرتی رہی۔ ایک گھنٹے تک لیلیٰ نہ آئی تو اسے
ڈیپارٹمنٹ کے کلرک نے بتایا کہ وہ تو ڈیپارٹمنٹ میں آ کر دوبارہ مستعان احمد کے ساتھ چلی گئی تھی
لیلیٰ کو اس کی اس حرکت پر بہت غصہ آیا تھا۔ اسی لئے وہ ٹیکسی لے کر گھر آ گئی تھی۔

پاپا نے توشہ کو سمجھایا تھا۔ کہ آئندہ وہ ایسی حرکت نہ کرے ______ توشہ نے اس کا تعارف
مستعان احمد سے کرا دیا تھا۔ اور اسے دعوت بھی دے دی تھی کہ وہ چل کر اس کا سٹوڈیو دیکھے۔ مگر لیلیٰ
ہمیشہ انکار کر دیتی۔ وہ کہتی اسے بس اپنے پیشے ہی سے دلچسپی ہے۔ وہ اسی میں مگن رہنا چاہتی ہے۔ لیکن
فطری سمجھداری کے باعث لیلیٰ ان دونوں کی دوستی پر غور ضرور کرنے لگی تھی۔

ایک روز جب دونوں ایک کمرے میں بیٹھی تھیں ______ لیلیٰ نے اچانک پوچھا ______
توشہ تم مستعان احمد کو پسند کرتی ہو۔

ہاں، اس کے ساتھ کام کرنا اچھا لگتا ہے۔ وہ بڑی دلچسپ باتیں کرتا ہے۔ پتہ ہے اس کے پاس

ہمیشہ بڑے خوبصورت آئیڈیاز ہوتے ہیں۔توشہ نے جواب دیا۔

کیا تمہیں اس کے ساتھ گھومنا پھرنا اچھا لگتا ہے۔؟

اچھا تو لگتا ہے۔توشہ نے کہا۔

خیر وہ تو میں بھی جانتی ہوں۔لیلیٰ نے تلخی سے کہا۔اگر بیک وقت تمہیں انتخاب کرنا پڑے
اور مستعان میں ______ تو تم گھومنے پھرنے کے لئے اسے ہی ترجیح دو گی۔

ہیں ______ توشہ چونکی لیلیٰ یہ تم نے کیا کہہ دیا کیا میں نے کوئی ایسا موقع دیا ہے۔

سن میری آپا: لیلیٰ بولی جب تو مستعان احمد کا ذکر کرتی ہے نا؟ تو تیری آنکھوں کی چمک بڑھ
ہے۔اور چہرہ گلاب بن جاتا ہے۔

اچھا ______ ؟ توشہ نے حیران ہو کر کہا۔

ذرا سوچو: کیا تم اس کے ساتھ شادی کر سکتی ہو؟

شادی ______ ؟

کیا تمہیں اس کے ساتھ محبت ہو گئی ہے۔

محبت ______ ؟

ہاں ہاں ______ لیلیٰ بولی ______ ذرا سوچ کے دیکھو۔محسوس کر کے دیکھو۔ا
سال سے تم لوگ اکٹھے کام کر رہے ہو۔اکٹھے گھوم رہے ہو سچی بات تو یہ ہے کہ لیلیٰ ذرا سا رکی۔تم دونوں
ایک ساتھ آتے جاتے ہوئے اچھے بھی لگتے ہو۔۔۔۔۔یعنی۔۔۔۔یعنی۔۔۔۔بظاہر۔۔۔۔۔

ارے یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔توشہ کی آنکھیں ابھی تک حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ا
ہو جاتی ہے محبت ______ ؟

تو اور کیسے ہوتی ہو گی، دنیا و مافیہا سے بے پروا ہو گئی ہو۔بس سارا دن مستعان کی با
______ مستعان کا سٹوڈیو ______ مستعان کے لطیفے ______ تو یہ میرے تو کان
پک گئے ہے۔فیصلہ کرو۔اور چلتی بنو ______ میں کب تک تمہاری ڈھال بنی رہوں گی۔

لیلیٰ ______ توشہ نے لہجہ بدل کے کہا ______ تو کتنی جلدی کسی نتیجے پر پہنچ جاتی ہے

یہ جلدی ہے کیا ______ ؟ ایک سال کا مشاہدہ ہے۔

یار۔۔۔۔ میں نے تو کبھی اپنی شادی کے بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔تو نے کیسے سوچ لیا مجھے

ابھی آگے بڑھنا ہے۔تم جلدی اپنا گھر بسا لو پاپا کا بوجھ ہلکا کرو۔

مگر۔۔۔۔مگر۔۔۔۔۔۔ مجھے ذرا ان خطوط پر سوچنے دو ایسے تو میں نے مستعان کے لئے
سوچا ہی نہیں۔۔۔۔۔میں تو ______

ایک دم ترمذی صاحب کمرے کے اندر آ گئے۔شاید انہوں نے دروازے کے باہر دونوں بہنوں
کی گفتگو سن لی تھی ان کو دیکھ کر دونوں کھڑی ہو گئیں ______

آئیے پاپا ______ !

کب آئے آپ ______ ؟

بس ابھی ابھی آیا ہوں۔آپ لوگوں کی زیادہ باتیں نہیں سنیں۔صرف آخری فقرے سنے ہیں۔

دونوں نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسری کی طرف دیکھا۔

ہاں توشہ بیٹی ______ جب تم سوچ لو تو مجھے بھی بتا دینا۔

پاپا ______ توشہ کا منہ کھلا رہ گیا۔

ابھی ابھی جو لیلیٰ پوچھ رہی تھی نا؟ فیصلہ کر لو تو مجھے بھی بتا دینا آج بیٹی لیلیٰ نے ایک بار پھر ماں والا
کردار ادا کیا ہے۔

پاپا ______ یہ تو پاگل ہے۔اپنے پاس سے اندازے لگاتی رہتی ہے۔

نہیں بیٹی: یہ پاگل نہیں ہے ______ دن رات تمہارے ساتھ رہتی ہے۔تمہاری دوست
ہے تمہیں بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تم مستعان احمد کے ساتھ کام کرتی ہو۔اس کے ساتھ آنا جانا ہوتا ہے۔وہ
اچھے خاندان کا لڑکا ہے۔میں اس کے والد کو جانتا ہوں۔اگر تم کوئی فیصلہ کر لو۔تو میں تمہاری بات
چلاؤں ورنہ اور بھی کئی رشتے آئے ہیں۔میں کہیں اور تمہاری بات پکی کر دوں۔بیٹا یہ پاکستان ہے
تم تو جانتی ہو یہاں کچھ روایات ہیں۔وغیرہ وغیرہ ویسے تو مجھے اپنی دونوں بیٹیوں پر فخر ہے۔مگر شادی تو
بہر حال تم لوگوں کی مرضی سے ہو گی نا؟ ______

یہ کہہ کر ترمذی صاحب باہر کو مڑے ______ پھر رک گئے۔

جلدی نہیں ہے۔مگر جب بھی فیصلہ کرو۔لیلیٰ کو بتا دینا لیلیٰ مجھے بتا دے گی۔

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے۔

ایک ہفتہ ہوا مستعان احمد کے والد فیضان احمد، ترمذی صاحب سے مل کر گئے تھے۔ وہ دونوں اپنی ملازمت کے دوران ہونیوالے واقعات یاد کر کر کے بہت ہنستے رہے بلکہ دونوں نے طے کیا کہ الصبح اکٹھے نہر کنارے سیر کو جایا کریں گے۔

اس روز مستعان گھر آیا تو فیضان احمد نے پوچھا۔

مستی کیسا چل رہا ہے تمہارا کام۔

ابو جی بہت اچھا چل رہا ہے کئی نئے لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔

اور ترمذی صاحب کی بیٹی بھی تمہارے ساتھ کام کر رہی ہے۔

جی ابو جی اس کی وجہ سے دو اور لڑکیاں بھی کمپنی میں آ گئی ہیں۔ توشہ ہماری سکرپٹ رائٹر ہے۔ ابو جی وہ کمال کا سکرپٹ لکھتی ہے۔

فیضان احمد نے دیکھا۔ توشہ کا ذکر کرتے ہوئے۔ مستعان کا لہجہ اور چہرہ بدل گیا تھا۔

فیضان احمد قریب آئے اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور بولے۔

کیسی لگتی ہے تمہیں توشہ۔

بہت اچھی بے اختیار کہنے کے بعد وہ کچھ گھبرایا۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں ابو ______

میں نہیں پوچھنا چاہتا تمہارا چہرہ کچھ بتانا چاہتا ہے۔

مستعان احمد نے فوراً اپنے رخساروں کو چھوا۔

اندر سے اس کی امی آ گئیں۔

کیوں میرے بیٹے کو پریشان کر رہے ہو۔ اسے سیدھی طرح بتا کیوں نہیں دیتے۔ کہ جب سے آپ ترمذی صاحب سے مل کر آئے ہیں۔ انہی کے گن گا رہے ہیں۔ اور دنیا جہان کی خوبیاں آپ کو ان کی بیٹی میں نظر آنے لگیں ہیں۔

لو اور سنو یہ خالص زنانہ واردات ہے۔ میں کچھ پوچھ رہا ہوں وہ کچھ کہہ رہی ہے۔

مستعان گھبرا گیا۔

بیٹا: میں تمہاری پریشانی دور کرتی ہوں تمہارے والد تمہاری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ جب سے بیٹی کو دیکھا ہے۔ یہ شوق اور بھی بھڑک اٹھا ہے۔ تم سے پوچھنا چاہتے ہیں۔

کیا ______ ؟ مستعان ابھی تک حیران کھڑا تھا۔

کیا تم توشہ کو پسند کرتے ہو ______ ؟

پسند تو میں کرتا ہوں امی! ______ مگر میں نے شادی کے بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں۔

تو اب سوچ کر دیکھ لو۔۔۔۔ فیضان احمد بولے سوچنے میں کتنی دیر لگتی ہے ______

ابو ______ ابھی تو میں نے کام شروع کیا ہے میں تو ابھی شادی نہیں کر سکتا۔

میں نے یہ نہیں پوچھا۔ کہ تم کب شادی کر سکتے ہو۔ میں نے صرف اتنا پوچھا ہے۔ کہ توشہ کو شادی کے لئے پسند کرتے ہو ______ ؟

مستعان گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔

فیضان احمد بولے ______ بیٹا جی، وہ ایک بھلے گھر کی لڑکی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کی ماں یورپین تھی۔ مگر ان کا ماحول مشرقی ہے۔ ترمذی صاحب نے اسے تمہارے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے دی ہے لیکن۔۔۔۔۔ پھر بھی تمہیں اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ تمہارا اس کے ساتھ آنا جانا، گھومنا پھرنا کس نظر سے دیکھا جائے گا اور کب تک دیکھا جائے گا یا تو تمہاری ملاقات صرف دفتری اور تک محدود رہے۔ مگر تم لوگ بہت سی جگہوں پر ایک ساتھ نظر بھی آتے ہو۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہ خاندانی لوگ ہیں اور پھر لڑکیوں کے سر پر ماں بھی نہیں ہے ______

اچھا اچھا ______ بات کو لمبا نہ کرو۔ اس کی امی بولیں ______ میرا بیٹا سمجھ گیا ہے۔

بیٹا دراصل ہمیں توشہ بہت پسند آئی ہے۔۔۔۔۔ اگر تم اسے شادی کی نظر سے دیکھتے ہو تو بیٹا۔ کم از کم ہم تم دونوں کی منگنی کر دیں پھر تم لوگ جب تک چاہے کام کرتے رہنا۔

ماں ماں مستعان بولا اف اف۔

مجھے سوچنے دیں پلیز ______

توبہ آج کل کے والدین کتنے ہوشیار ہوتے ہیں، جس بات کا میرے ذہن میں وہم و گمان نہیں تھا انہوں نے کتنی جلدی سوچ لی۔

کمرے کے اندر جا کر اس نے دروازہ بند کر لیا۔

رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تھی۔اور توشہ ابھی تک کروٹیں بدل رہی تھی۔۔۔۔۔۔ لیلیٰ
بجے تک سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی پڑھتی رہی تھی۔ پھر وہ بھی سوگئی۔ کئی بار توشہ کا دل چاہا۔اٹھ کر لیلیٰ کو بتا
کہ اسے بے چینی سی ہو رہی ہے۔نیند بھی نہیں آ رہی ______ دل بھی دھڑک رہا ہے۔یہ
کیا ہے______

جب گجر نے باہر دو بجائے۔تو توشہ چپکے سے اٹھی اور دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ باہر پچھلی رات
کا تھکا ہوا چاند آسمان پر نمایاں نظر آ رہا تھا۔ وہ لان میں نکل آئی۔اور پھر تالاب کے کنارے آ
۔۔۔۔۔آج کل سوئمنگ پول میں پانی تھا۔کیونکہ وہ سب تیراکی کرتے تھے ______

وہ تھوڑی دیر تالاب کے اندر چاند کا عکس دیکھتی رہی، عجیب منظر تھا۔ ایک چاند پانی میں ا
آسمان کے اوپر ______ دور تک سناٹا۔۔۔۔۔صرف کبھی کبھی مینڈکوں کے ٹرانے کی آواز
رہی تھیں۔ وہ سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھ گئی۔اور پھر اس نے اپنے پاؤں تالاب کے ٹھنڈے پانی
اندر لٹکا دیئے۔

بہت اچھا لگا پانی ______ نرم نرم ٹھنڈا ٹھنڈا۔۔۔۔۔

اس نے اپنی حالت کا تجزیہ کیا۔تو اسے احساس ہوا کہ وہ تو مستعان احمد کی محبت میں بری
گرفتار ہو چکی ہے۔ اچھا اسے محبت کہتے ہیں۔ جب وہ کلاس میں داخل ہوئی تھی۔تو سب سے
مستعان احمد نے اسے متاثر کیا تھا۔ وہ بہت ہی مہذب اور شائستہ لڑکا تھا۔اس کے ہر انداز میں
تھا۔ بڑا خوش لباس تھا۔اور ساری کلاس میں سب سے زیادہ خوش شکل تھا۔ چھ فٹ کا قد، گندمی
خوبصورت نقش و نگار______

وہ جب اسے دیکھتی وہ اسے اچھا لگتا۔ پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کرنے لگی۔تو اس کی
ورانہ صلاحیتوں کی قائل ہوگئی۔ وہ اسے فنکارانہ مشورے دینے لگی۔اور مستعان اس کے مشوروں
کرنے لگ گیا۔ کام شروع ہوا تو وہ اسے بہتر سے بہتر بنانے پر تل گئے۔اب شاید اسے اس کی

ثبت پر غور کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔کیونکہ کلاس سے نکل کے وہ اس کے سٹوڈیو میں چلی جاتی۔۔
دونوں گھنٹوں کسی نکتے پر بحث کرتے۔سکرپٹ زیر غور آتا ______ اکٹھے چائے بھی
پیتے مگر وہ ساری کاروباری باتیں تھیں۔ نہ تو مستعان نے کبھی اشارۃً عندیہ دیا۔ نہ اس کے دل میں
خیال جاگے۔ لیلیٰ کا مشاہدہ کتنا عمیق تھا۔اس نے اس کے دل کی چوری پکڑ لی تھی ______
اب وہ سوچ رہی تھی۔ اگر لیلیٰ احساس نہ دلاتی۔تو غالباً اس پر ابھی اپنی ذات کا عرفان نہ ہوتا۔"
وہاں بیٹھ کر اس نے اپنی گذشتہ ایک سالہ زندگی کا ورق ورق اکٹھا کیا ______
ہر اس وقت اور لمحے کو یاد کیا۔ جو اس نے مستعان کے ساتھ گزارا تھا ______
ہر لمحے اور ہر ملاقات میں ایک سرخوشی اور سرشاری چھپی ہوئی ملی ______ .
بے قراری سے ایک دوسرے کا انتظار کرنا۔ دیر سے آنے پر معذرت کرنا ______
نہ مل سکنے پر بے قرار ہونا؟
محبت نہیں تو کیا ہے ______ ؟
وہ کتنی پگلی تھی۔ آنکھیں بند کر کے سرپٹ بھاگی چلی جا رہی تھی۔کوئی آنکھیں بند کر کے کبھی
بھاگتا ہے؟ اگر اندھیرے میں گر پڑے تو کیا ہو؟
اور مستعان اس کے آئیڈیاز کو کتنا سراہتا رہا۔ وہ اس کے فقروں اور اس کی تحریروں میں نقص نکالتی
تھی۔ مستعان نے تو کبھی کوئی نقص نہیں نکالا تھا۔ ہمیشہ اس کے نئے آئیڈیاز پر کام شروع کر دیتا تھا۔
توشہ کو ایسے محسوس ہوا جیسے مستعان کا نام لیتے ہی اس کے جسم میں ننھے ننھے جگنو چمکنے لگے ہیں۔
ایک پیاری پیاری کیفیت سی دل میں اٹھ رہی ہے ______
چہرہ اس کیفیت میں جل سا رہا ہے ______ آنکھوں میں ایک کیف سا آ رہا ہے۔اس کے
متعلق سوچنا اچھا لگ رہا ہے ______
اس کے آگے بھی خواب دیکھنے کو جی چاہ رہا ہے ______
خواب جو قافلے کی طرح گھنٹیاں بجاتے تخیل کی وادی سے گزر رہے تھے۔۔۔۔
اب چاند بھی تھک گیا تھا۔ اور رفتہ رفتہ اپنی منزل کی طرف رواں ہو گیا تھا ______
ہوا کے جھونکے نئی خوشبو کے ساتھ آ رہے تھے ______
سارا منظر اس نے آنکھوں میں جذب کیا ______

اور پانی سے پاؤں نکال کر گھاس پر کھڑی ہوگئی ________

پھر اس نے دونوں جوتے ہاتھ میں پکڑ لئے ________ اور دھیمے دھیمے قدم اٹھاتی ہ

چل کر اندر آ گئی۔

صبح دیر سے آنکھ کھلی ________ لیلیٰ ناشتہ کر چکی تھی۔ اسے بھی آج دیر سے جانا تھا۔

توشہ جب منہ ہاتھ دھو کر اس کے پاس آئی۔ تو اس نے اس کا چہرہ دیکھ کر کہا۔

تمہاری آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں توشہ ________؟

ہاں ________ میں رات بھر نہیں سو سکی۔

کوئی پریشانی تھی ________؟

نہیں ________ حیرانی تھی ________؟

کس بات کی ________؟

کہ جو بات میں نہیں جان سکی۔ وہ تمہاری سمجھ میں کیسے آ گئی؟

لیلیٰ نے غور سے توشہ کا چہرہ دیکھا۔ پھر اس کی بات سمجھ کر زور زور سے ہنسنے لگی۔

اب تو سمجھ گئی ہو نا؟ ــــ اب تو وہ بات تمہارے چہرے پر لکھی ہے۔

واقعی لیلیٰ میں رات بھر جاگی ہوں۔ اور مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ میں تو مستعان کی مح

مبتلا ہو چکی ہوں۔ خوف زدہ بھی ہوتی رہی؟

خوفزدہ کیوں ________؟

اگر مستعان مجھ سے محبت نہ کرتا ہو۔ تو کیا ہوگا ________؟

پگلی، یہ جذبے دونوں طرف سے شروع ہوتے ہیں ________

پھر بھی ________

پھر بھی کیا آج جا کر اس سے پوچھ لو۔

اچھا ________ مجھے ایسا گرا ہوا سمجھا ہے۔ جا کر پوچھوں کہ حضرت مجھ سے محبت کر

نہیں۔

نہیں نہیں ________ پوچھنے کے یا اگلوانے کے ہزاروں طریقے ہیں۔

مجھے نہیں سوجھ رہا کوئی طریقہ لیلیٰ اور سنو۔ آج میں دفتر بھی نہیں جاؤں گی ــــ

کیوں ________؟

میں ابھی اس کا سامنا نہیں کر سکتی ابھی ذرا ڈرتی ہوں ــــ بس شرم بھی آتی ہے۔ کہ وہ میرا چہرہ

پڑھ لے۔

جانی: اب کچھ نہیں ہو سکتا،

لیلیٰ: میری اچھی بہن، تو ذرا مستعان کو فون کر کے کہہ دینا، آج میں دفتر نہیں آ سکوں گی۔ میری

پیٹ خراب ہے۔

لیلیٰ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ توشہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کے کہا۔

تمہیں میری قسم ________''

مستعان کمرے کے اندر چلا تو گیا۔ اور کپڑے بدل کے لیٹ بھی گیا۔ مگر اسے یوں محسوس
جیسے یکا یک پہلو کی طرف کوئی کھڑکی کھل گئی ہے ______ وہ جس طرف کروٹ بدلتا اسے وہا
توشہ کھڑی نظر آتی ______ توشہ سے ملتے ہوئے اسے ایک سال ہو گیا تھا۔ وہ ایک دوسرے
متاثر کر چکے تھے۔ ایک دوسرے کی صلاحیتوں کی تعریف کر چکے تھے۔ گھنٹوں تنہائی میں بیٹھ کر کام کیا
موٹر میں بھی اکٹھے گھوما کرتے تھے۔ مگر ہر وقت کوئی نہ کوئی پروجیکٹ ان کے پیش نظر ہوتا تھا۔

مگر یہ آج کیسے ہوا کہ ______

ابو نے اس کا ذکر چھیڑ دیا ______ اور جیسے دل کے جلترنگ کے سارے تار بج اٹھے۔

وہ شروع سے ہر بات یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا ______

ہاں جس روز پہلی مرتبہ توشہ کلاس میں داخل ہوئی تھی۔ تو وہ اس کا چہرہ دیکھ کر چونک گیا تھا۔ بہ
روشن بہت معصوم چہرہ تھا اس کا ______ اور ایک موہوم سی مسکراہٹ ہمہ وقت اس کے چہرے
ہالہ کئے رہتی ______

وہ ایسا چہرہ تھا، جسے کبھی کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ اس میں ایک خاص تمکنت تھی۔ کلاس میں
بھی بہت سے دل پھینک قسم کے لڑکے تھے ۔ وہ ان جیسا نہیں تھا۔ بلکہ اگر کوئی اس کے سامنے توشہ
کسی لڑکی کی بات کرتا تو اسے جھڑک دیا کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ اپنی کلاس فیلو لڑکیوں کی عزت کرنی چاہ
وہ ہم پر اعتماد کر کے ہمارے ساتھ پڑھنے کے لئے آتی ہیں۔ ہمارے ساتھ اٹھتی بیٹھتی ہیں۔ کلاس ایک
فیملی کی طرح ہوتی ہے۔

یہ نہیں کہ وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ کلاس کے اندر خوب بحث مباحثہ بھی ہوتا تھا۔

وہ توشہ سے بحث مباحثہ بھی کر لیتا تھا۔ مگر نہ جانے کیوں یہ لڑکی ہمیشہ کسی نہ کسی وجہ سے اسے متا
کر لیتی تھی۔

پھر ایک دن جب اس نے بتایا کہ وہ اپنے پاپا سے اجازت لے آئی ہے۔ اس کے ساتھ کا

نے کی تو وہ بہت خوش ہوا تھا ______
اے میاں: وہ اپنے آپ سے کہنے لگا۔ اس کے آنے سے تمہیں ایسے نہیں لگا کہ تمہارے سٹوڈیو
بہاریں اتر آئی ہیں۔ تم اس کی ہر تجویز بلا کم و کاست مان لیتے ہو۔ جب تک وہ تمہارے ساتھ رہتی
تمہیں وقت کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ اور محبت کسے کہتے ہیں؟

یہ تو اس کی شانِ بے نیازی ہے کہ تمہیں ایسا محسوس کرنے کی جرات نہیں ہو سکی۔

اگر وہ ایک عام سی لڑکی ہوتی۔ تو از خود تمہیں احساس دلا چکی ہوتی۔

یا پھر روایتی دوری بیچ میں حائل ہو جاتی تو تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت پڑتی۔

وہ لڑکی تمہارے احساس میں شامل ہو چکی ہے بہت خاموشی سے۔

بہت غیر محسوس طریقے سے تمہاری زندگی میں شامل ہو چکی ہے۔

ذرا سوچو: وہ تمہاری زندگی سے نکل جائے تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔

مستعان کو کسی پہلو چین نہیں آ رہا تھا۔ کبھی اس کا دل چاہتا۔ ابھی اسی وقت توشہ کو فون کر دے اور
بتا دے کہ اس پر کیا بیت رہی ہے ______

پھر خود ہی اپنی نفی کر دیتا۔ کہ یہ بھی کوئی وقت ہے فون کرنے کا آدھی سے زیادہ رات بیت چکی
ہے۔ وہ کیا سوچے گی؟

کبھی وہ میوزک لگا کے بیٹھ جاتا۔ اور سو طرح سے سوچتا کہ صبح جاتے ہی وہ اظہار محبت کر دے گا۔

مگر یہ سوچ کر گھبرا جاتا کہ اگر اس کے دل میں یہ جذبات نہ ہوئے تو کیا ہوگا؟

جب تک دل میں خیال نہیں جاگے تھے۔ سب ٹھیک لگ رہا تھا ______

اور اب سو طرح کے وہم اور وسوسے پیدا ہو رہے تھے ______ دل دھڑک رہا تھا امید بھی
تھی بے چینی بھی تھی ______ اضطراب بھی تھا۔

ساری رات سوتے جاگتے گزر گئی ______

صبح ایک نئے جذبے کے ساتھ وہ دفتر پہنچا۔ ۔ ۔ ۔ دل میں ہزاروں ارمان تھے۔ فوراً توشہ کو ملنے
کو جی چاہ رہا تھا ______

کہ اچانک لیلیٰ کا فون آ گیا ______

توشہ کی طبیعت خراب ہے۔ وہ آج دفتر نہ آ سکے گی۔

کیوں خراب ہوئی اس کی طبیعت کیا اسے اس کی نیت کا علم ہو گیا ہے۔ کیا اس نے جان بوجھ کر
بنایا ہے وہ کیوں نہیں آئی وہ کیوں نہیں آئی ________

دل چاہتا کہ فوراً اس کے گھر جائے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے۔ وہ بیمار ہے یا محض ا
کترا رہی ہے ________

پتہ نہیں ایسا کیوں ہوا۔ جس روز اسے آنا چاہیے تھا۔ اس روز اس نے آنے سے انکار کر
توہمات کا اک گرداب تھا۔ جس میں مستعان پھنس گیا تھا۔ اس نے کئی بار سوچا کہ وہ توشہ کو فون کر
اس کا حال پوچھے لیکن اسے اپنی آواز پہ اختیار نہیں تھا۔ پتہ نہیں یہ آواز کیا گل کھلائے کہنا کچھ ہو کہ
دے کہیں کچھ قبل از وقت نہ ہو جائے ________ شدت جذبات میں کچھ غلط نہ ہو جائے۔

وہ تو ایسا نہیں تھا۔ اسے تو ہر بات کہنے کا سلیقہ آتا تھا۔ وہ تو بہت ہی متوازن طبیعت کا آدمی تھا
مگر آج اسے خود اپنی طبیعت سے ڈر لگ رہا تھا۔

آج کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔

آج سارا دفتر پھیکا پھیکا اور سوگوار لگ رہا تھا۔

رنگ اور خوشبو کا کہیں امتزاج نظر نہیں آ رہا تھا ________

موٹر لے کر وہ دفتر سے باہر نکل گیا۔ سڑکوں پر گھومتا رہا۔ اور خود اپنے آپ پر حیران
رہا ________

کہ آج اسے ساری دنیا بدلی بدلی نظر آ رہی تھی۔ آج توشہ نظر نہیں آئی تھی۔ تو ساری دنیا
اور بے کیف لگ رہی تھی۔

دوسرے دن وہ دفتر پہنچا سامنے فون رکھا کہ آج میں بھی توشہ آئے گی یا نہیں۔ اس کا دل چاہ رہا
تھا توشہ کا حال پوچھنے کے بہانے اسے فون کر دے لیکن ابھی تو صرف نو بجے تھے۔ کیا خبر وہ دفتر آنے
کے لئے تیار ہو رہی ہو۔ کبھی ریسیور اٹھاتا۔ کبھی رکھ دیتا۔ دفتر سے باہر جاتا پھر دوڑ کر اندر آ جاتا۔ ایسا نہ
ہو گھنٹی بجے اور وہ موجود نہ ہو۔ فون کے پاس آنے میں دیر کر دے۔ پھر اس نے خود ہی فیصلہ کیا۔ کہ اگر وہ
آج بھی نہ آئی۔ یا لیلیٰ کا فون آ گیا۔ تو وہ خود اسے پوچھنے آ جائے گا اس کے گھر جائے گا اور وہاں سلیقے
سے بات چھیڑ دے گا۔ خواب بنتے اور خیال دھنتے اسے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔ پورا ایک گھنٹہ وہ محض
فون کرنے کے لئے ہمت مجتمع نہیں کر سکا تھا۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی گھنٹی تھی یا بھونچال ________ اس کو جھٹکا سا لگا۔ پھر اس نے ریسیور
اٹھایا ________

ہیلو مستعان کیسے ہو ________؟

وہ واقعی توشی تھی ________

توشہ ـــــ توشہ ـــــ واقعی تم ہو۔ وہ ہکلانے لگا۔

کیوں مستعان کیا ہوا ہے؟

کچھ نہیں ـــــ کچھ ـــــ میں تو تمہارا انتظار کر رہا تھا ________

کیوں؟ توشہ نے کہا پھر جلدی سے بولی۔

مستعان مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنا ہے ________

مجھے بھی ________ مستعان نے جواب دیا ________ میں کل سے تمہارا انتظار کر رہا
تھا۔ تم آئیں نہیں ________

اچھا تو بتاؤ کیا بات ہے توشہ نے کہا۔

نہیں پہلے تم بتاؤ۔

میں تو آ کر بتاؤں گی ______

تو جلدی سے آ جاؤ نا؟ ______

دفتر میں نہیں ______

تو کہاں ______؟

کہیں اور بیٹھ کر بات کرنا چاہتی ہوں۔

تم تجویز کرو۔

وہ ائیر پورٹ کی بغل میں ایک کافی ہاؤس ہے نا؟ وہاں آ سکتے ہو۔

وہ ''Lover's Inn'' جس کے نام پر اکثر ہم ہنسا کرتے ہیں۔

ہاں وہی ______

وہاں آ جاؤ ______

کب ______؟

ابھی ______ جیسے توشہ کو اپنے آپ پر اعتبار نہ ہو۔

ٹائم بتاؤ ---- ٹائم ______ مستعان نے گڑبڑا کر کہا۔

گیارہ بجے ---- ٹھیک گیارہ بجے میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔

ٹھیک گیارہ بجے مستعان وہاں بیٹھا تھا۔ اسی کونے والی ٹیبل پر ------ جس جگہ بیٹھ کر
جہازوں کے آنے اور جانے کا نظارہ کرتے تھے۔ اور نئے آئیڈیاز ڈسکس کرتے تھے۔

پتہ نہیں توشہ نے کیوں بلایا ہے ______

وہ بیٹھتے ہی سوچنے لگا۔ اسے کوئی نیا آئیڈیا سوجھا ہے۔

مگر صاف کہہ دیتی کہ ایسا ہے۔

اس کے پاپا نے ایک ساتھ کام کرنے سے منع کر دیا ہے۔

وہ میری کمپنی چھوڑنا چاہتی ہے۔ یا ______

اس کی بات کہیں طے ہو گئی ہے۔ نہیں نہیں اتنی جلدی نہیں ______

اتنی جلدی کیسے ہو سکتی ہے ______

احمق تم نے سوچنے میں دیر لگا دی تو یہ تمہارا قصور ہے ______ نہیں میں اسے قائل کروں گا

ہم ذوق ساتھی ہی زندگی کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

مستعان کے ہونٹ بار بار خشک ہو رہے تھے۔

اس نے بیرے سے ٹھنڈا پانی منگوایا ______ پیا ______ کچھ اوسان بجا ہوئے تو
نے فیصلہ کیا کہ وہ بغیر توقف کے اپنا مدعا بیان کر دے گا۔ وہ توشہ کو معذرت کرنے کی مہلت ہی نہیں
گا اس کی سنے گا ہی نہیں خود بولنے لگے گا۔ اب یہی ایک طریقہ چلے گا۔ اگر اس نے آ کر اپنی
مجبوریوں کی داستان بیان کرنا شروع کر دی تو اس کی زندگی کے سارے جذبے ان کہے رہ جائیں گے۔

یہ سوچ کر اس نے بیرے سے دو افراد کی چائے منگوائی ______

وہ جب چائے لے آیا۔ تو اسے ہدایات دی کہ جب تک وہ نہ بلائے اس میز کے قریب نہ آئے
ڑھے گیارہ ہو گئے تھے اب صبر نہیں ہو سکتا تھا۔ گھبراہٹ بڑھ رہی تھی۔ اس نے اپنے لئے چائے کی
الی بنائی ابھی ہونٹوں تک نہیں لے گیا تھا۔ کہ سامنے سے توشہ آتی نظر آئی اس نے سفید لباس پہنا ہوا
شکل سے پریشان نظر آ رہی تھی۔

اس نے ہال کے اندر چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ اس وقت مستعان کے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا
وہ اس کی میز کی طرف بڑھی ______ آ کر اس نے سامنے بیٹھ گئی۔

آج پل پر کوئی ایکسی ڈنٹ ہو گیا تھا۔ بڑا رش تھا۔ مجھے تھوڑی سی دیر ہو گئی۔

کوئی بات نہیں مستعان بولا۔ میں تو گیارہ بجے سے تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔

اچھا ______ توشہ نے اپنے آپ کو ریلیکس کیا۔ اور بولی ______

تم کیا کہنا چاہتے تھے ______؟

(یہی موقع ہے --- یہی ---- یہی ---- یہی ----)

مستعان کا دل دھک دھک بولنے لگا ______

پتہ ہے توشہ، پرسوں رات کیا ہوا مجھے اچانک احساس ہوا کہ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں۔

توشہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر اپنی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لئے۔

توشہ اس کو مذاق نہ سمجھو ______

مستعان نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر آنکھوں سے ہٹا دیئے ______

پرسوں شام جب میں گھر گیا۔ تو مجھے ابو سے ڈانٹ پڑی ______ اس کے بعد اس نے

اپنے والدین کے ساتھ ہونے والی ساری گفتگو توشہ کو بتائی ________

توشہ جب تک انہوں نے تمہارا نام نہیں لیا تھا۔ مجھے کچھ اندازہ ہی نہیں تھا
جب میں اپنے کمرے میں تنہا ہوا ________ تو تم نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔۔۔۔
ایک پل نہ سو سکا۔۔۔۔۔۔ایک پل مجھے قرار نہ آیا۔۔۔۔۔۔ میں حیران تھا۔ کیا محبت اس طرح
ہے۔ راتوں رات بدل کے رکھ دیتی ہے ________ دبے پاؤں سانسوں میں شامل ہو جاتی
________ پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔۔۔۔ اچانک۔۔۔۔۔ ایک دن۔۔۔۔۔۔ ہلچل مچا کے رکھ دیتی
ہے۔۔۔۔۔

توشہ نے زور زور سے ہنسنا شروع کر دیا۔

ابھی تک توشہ کے ہاتھ مستعان کے ہاتھوں میں تھے۔

مستعان نے سب کچھ جلدی جلدی اس لئے کہہ دیا تھا۔ کہ توشہ کو عذر تراشنے کا موقع نہ مل سکے
اور اس کے دل میں کوئی پچھتاوا نہ رہ جائے ________

کیوں ہنس رہی ہو ________ اس نے توشہ کے ہاتھوں پر دباؤ ڈال کے پوچھا۔ توشہ
اپنے ہاتھ چھڑائے نہیں بارش کی پہلی پھوار کی طرح اس کی ہنسی پھیلتی رہی۔

بولو نا؟ ________ بولو نا؟ ________

مستعان نے اس کے ہاتھوں کو پھر جھٹکا دیا۔

توشہ نے ہنستے ہنستے آنکھیں بند کر لیں۔

کتنی پریشان تھی وہ ________ کہ کیونکر اظہار محبت کا آغاز کرے گی ________ اس۔
دل کا حال کیسے جانے گی ________؟ کتنے سوالوں میں اس ایک سوال کا جواب حاصل کرے گی
جو اس کی حاصل زندگی بن گیا ہے ________

عورت ہوتے ہوئے شروعات کہاں سے کرے گی ________؟

اسی لئے تو اس نے اس دور دراز ریستوران کا انتخاب کیا تھا۔ اس نیم تاریک ہال میں ہجوم بھی نہیں
ہوتا۔۔۔۔ یا تو دل شکستہ لوگ یہاں آتے ہیں یا دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔

توشہ؟ اب مستعان کو الجھن ہو رہی تھی یہ الجھن نہ صرف اس کے لہجے میں تھی۔ اس کے ہاتھوں کی
گرفت میں بھی تھی اور اس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ میں بھی ________

توشہ نے آنکھیں کھول دیں ________

دھیرے سے ہاتھ چھڑائے ________

میز پر کہنیاں ٹکا کر بولی ________

مستعان احمد ________ یہی تو میں تمہیں بتانا چاہتی تھی ________

کیا۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔۔

کہ پرسوں یکا یک ________ میرے دل کے اندر جیسے ایک کھڑکی سی کھل گئی۔ اور مجھے پہلی بار
احساس ہوا۔ میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔ یعنی ________ چاہنے لگی ہوں۔ وغیرہ وغیرہ ________

دھت ________

مستعان نے میز پر زور سے مکا مارا۔ پیالی میں اس کی چائے چھلک گئی۔ بیرا دوڑا آیا۔
اس وقت بیرے کا آنا مستعان کو بہت برا لگا۔
یس سر: وہ آ کر کھڑا ہو گیا۔
میز صاف کرو۔ وہ غصے سے بولا ________
کچھ کھاؤ گی ________ اس نے توشہ سے پوچھا۔۔۔۔۔۔
کل سے کچھ نہیں کھایا۔ ابھی ابھی سخت بھوک کا احساس ہوا ہے ________
ناشتہ مل سکتا ہے۔ اس نے بیرے سے پوچھا ________
جی سر:
تو فرسٹ کلاس ناشتہ بنا کر لاؤ ________
بیرا چلا گیا۔ توشہ اسے لیلیٰ اور پاپا کے مکالمے سنانے لگی۔ دونوں کے ساتھ ایک ہی اتفاق ہوا تھا۔
ناشتے کے دوران انہوں نے دنیا جہان کی باتیں کر لیں ________
صرف ایک جست صرف ایک جست ہی تو تھی۔
جب لگائی تو فاصلے سمٹ گئے بادل چھٹ گئے روشنی کے روزن کھل گئے۔ دونوں کو یوں لگ رہا تھا
جنم جنم سے ایک ساتھ چل رہے ہیں۔ من و تو کا کبھی فرق رہا نہیں وہ بے خودی میں بیٹھے اپنی آئندہ
لائحہ عمل بناتے رہے۔
ایک بج گیا ________ لوگ لنچ کے لئے آنا شروع ہو گئے۔

اٹھنے سے پہلے، توشہ نے کہا________

مستعان میں تم سے ایک اور بات بھی کہنا چاہتی ہوں________

جاناں: اب اتنی خوشیاں دے کر کوئی اداس کرنے والی بات نہ کر دینا۔

ایسی کوئی بات نہیں________ تم لیلیٰ کو اچھی طرح سے نہیں جانتے۔ لیلیٰ بہت پیاری لڑکی ہے۔ اس کی خوبیاں آہستہ آہستہ کھلتی ہیں۔ اور اس کو اپنا آپ ظاہر کرنے کی عادت بھی نہیں ہے۔ جب میں نے تمہارے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ تو اسے نظر انداز کرنے لگی تھی۔ یہ بات اسے اچھی نہ لگی تھی۔ اور وہ تمہارے نام سے چڑنے لگی تھی مگر اس کی ذہانت کی داد دو کہ میری زندگی میں اس نے تمہیں دریافت کیا۔ اگر وہ یہ قصہ نہ چھیڑتی تو ہم یونہی احمقوں کی طرح ملتے رہتے۔

دونوں نے قہقہہ لگایا۔

یہ درست ہے۔ مستعان نے کہا۔

اب تمہیں ایک بہت اہم رول ادا کرنا ہے________ لیلیٰ ہم سے دور جانے کی بجائے ہمارے قریب آ جائے کیونکہ ہم دونوں کا ساتھ ہمیشہ رہا اب اسے اکیلے پن کا احساس نہیں ہونا چاہیے۔

تم فکر نہ کرو۔ توشہ مستعان نے کہا کچھ دنوں میں تو وہ سالی آدھے گھر والی بن ہی جائے گی۔

دونوں ہنسنے لگے۔

وہ مجھ سے زیادہ ذہین ہے۔ وہ معاملات کو بڑی خوبصورتی سے سمجھتی ہے۔ اس کو ٹرخایا نہیں جا سکتا۔

تم نے بتا دیا________ باقی مجھ پر چھوڑ دو۔

دونوں کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔

سبحان اللہ۔ مستعان کی امی نے کہا۔ کل تک تو کہہ رہا تھا کہ ابھی مجھے شادی کی ضرورت نہیں ابھی بہت کام ہیں۔ کاروبار کو بڑھانا ہے۔ اور اب ہم نے بات چلائی تو شادی کی تاریخ مانگنے لگا________

ماں۔۔۔ماں________ تم سمجھو نا؟ مستعان نے مچلتے ہوئے کہا یہ بات تو میں نے پچھلے دنوں کہی تھی۔ اس وقت میری منگنی بھی نہیں ہوئی تھی۔ اب ہاں ہو گئی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں۔ جلدی سے شادی کر لوں۔

جاؤ اپنے باپ سے بات کرو۔ جو کہہ آیا ہے۔ ہم اگلے سال شادی کریں گے۔

نہیں ماں میں باپ سے بات نہیں کروں گا۔ تم سے بات کروں گا تم سے تم جاؤ اور ترمذی انکل سے مل کر شادی کی تاریخ لے آؤ۔

ابھی وہ ماں سے جھگڑا کر رہا تھا کہ باہر سے فیضان صاحب آ گئے۔

آئیں جی________ اس کا فیصلہ کریں۔ ماں نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔

ماں________ تم بات کرو گی۔ میں تو چلا________

باپ کو دیکھتے ہی مستعان باہر نکل آیا۔

دونوں میاں بیوی اس کی باتیں کر کے ہنسنے لگے________

فیضان صاحب بولے۔ کوئی حرج نہیں۔ ہم چل کر ترمذی صاحب سے بات کر لیتے ہیں۔ اگر وہ دونوں راضی ہیں تو ہماری کون سی مجبوریاں ہیں۔ سادگی سے شادی کر لیں گے۔

ٹھیک ہے کل چلیں گے۔

مستعان سیدھا دفتر پہنچا اور وہاں سے اس نے لیلیٰ کو فون کیا________

ہاں بھئی: وہ سست خاتون کہاں ہے۔

وہ تو جی ابھی تک باتھ روم میں گنگنا رہی ہے________

تمہیں معلوم ہے لیلیٰ آج میں تھیٹر کے ٹکٹ لایا ہوں۔ پہلے ڈرامہ دیکھیں گے۔ پھر کھانا کھائیں گے۔
مستعان بھائی مجھے تھوڑا سا کام کرنا ہے۔
کرلینا تب تک میں لینے آجاؤں گا۔
بھیا: آج آپ دونوں چلے جاؤ۔
یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ تم ہمارے ساتھ جاؤ گی۔ یا پھر ہم سب نہیں جائیں گے۔
اوہو: مستعان بھائی یہ بھی کوئی ضد ہے۔ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔
مستعان جب بار بار لیلیٰ سے ملا_______ تو اسے لیلیٰ کی طبیعت بہت اچھی لگی۔ وہ ایک سلجھی ہوئی لڑکی تھی۔ زیادہ باتیں نہیں کرتی تھی۔ زیادہ سنتی تھی۔ کبھی کبھی مشورہ دیتی۔ جو بہت کارآمد ہوتا۔
ایک دن مستعان نے کہا_______
لیلیٰ: ہم دونوں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتے اس لئے ہم نے سوچا ہے۔ ہم تمہیں شادی سے پہلے (Adopt) کرلیں گے۔
مگر کیوں_______؟ میں کوئی بچی ہوں۔
نہیں تم ہماری بچی بن کر ہمارے ساتھ رہو گی۔
لیلیٰ زور زور سے ہنسنے لگی۔
توشہ انہیں سمجھاؤ، کہ ماں بیٹی کی ایک عمر نہیں ہوتی۔
بھئی ایڈاپٹ تو میں کر رہا ہوں۔ یہ تو تمہاری بہن ہی رہے گی۔
گویا آپ کو سالی کا رشتہ پسند نہیں_______
سالی بن کر تم زور آور ہو جاؤ گی۔ تمہاری ہر بات ماننی پڑے گی۔ جب میری بیٹی بن جاؤ گی تو میں حکم چلا سکوں گا۔ اور تم ہمیشہ میرے حق میں بولا کرو گی_______
واہ کیا فلسفہ ہے_______ اور میں آپ کو کیا بلاؤں گی_______
پاپا۔۔۔ نہیں پاپا نہیں_______ تم صرف مجھے ''پوپ'' (pop) بلایا کرو۔ یہ پاپا کا مخفف ہوتا ہے۔
میں پاپا کو بتاؤں گی۔
بتا دینا۔۔۔ وہ بھی بڑے خوش ہوں گے_______ کہ میں نے دو دو ذمہ داریاں اٹھالی ہیں۔

وہ تینوں جب بھی ملتے خوب ہنسی مذاق کیا کرتے۔ رفتہ رفتہ لیلیٰ مستعان سے بہت مانوس ہوگئی۔ بھی وہ اپنی بہن کی خوشی پر بہت خوش تھی۔ اس کو آہستہ آہستہ محسوس ہونے لگا تھا۔ کہ مستعان واقعی اچھا انسان ہے۔ اور توشہ کے لئے انتہائی موزوں بھی_______ تبھی وہ مذاق مذاق میں اسے کہہ دیا کرتی تھی۔
مستعان نے اپنے والدین سے تو کہہ دیا تھا۔ کہ شادی کی تاریخ مانگ لیں۔ اس ضمن میں بھی اس نے لیلیٰ ہی کا سہارا لیا_______ اور اس کو اپنے حق میں ہموار کرلیا۔ تاکہ وہ ترمذی صاحب کو قائل کر کے آنے والے چند مہینوں میں وہ توشہ کی شادی کر دیں۔
ترمذی صاحب کو بظاہر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ تو دل سے چاہتے تھے کہ دونوں بچیوں کے بیاہ ہو جائیں۔ جب جانبین سے دباؤ بڑھا۔ تو انہوں نے تاریخ دے دی_______ اس شادی پر صرف ایک شخص ناخوش تھا۔ اور وہ مستعان کا جگری دوست قدرت اللہ تھا۔ قدرت اللہ گاؤں سے آکر یونیورسٹی تک مستعان کا کلاس فیلو رہا تھا ہوسٹل کے ایک کمرے میں رہتے تھے قدرت اللہ بہت پیچیدہ لڑکا تھا۔
ایڈورٹائزنگ کمپنی بنانے کا آئیڈیا بھی قدرت اللہ کا تھا۔ دونوں نے مل کر کمپنی بنائی۔ اور کام شروع کر دیا۔ بعد میں توشہ اور چند کلاس فیلوز بھی ان کے ساتھ آ گئے۔ اب تک انہوں نے اخبارات اور ٹی وی کے لئے چھوٹے چھوٹے اشتہار بنائے تھے۔ جو بہت پسند کئے گئے تھے_______
قدرت اللہ کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ عورت ذات سے نفرت کرتا ہے۔ کلاس میں بھی لڑکیوں کے ساتھ اس کا رویہ بڑا ہتک آمیز ہوتا تھا۔
شروع شروع میں جب قدرت اللہ نے توشہ اور مستعان کو ایک ساتھ گھومتے پھرتے دیکھا تو مخالفت شروع کر دی۔ اور ہمیشہ کہتا_______
یار: کیا اس گنگا جمنی لڑکی کو لٹکائے پھرتے ہو۔ جلدی فارغ کرو اس کو_______
کیا مطلب ہے تمہارا_______؟ مستعان حیران ہو کر پوچھتا۔
تو وہ کہتا_______ یہ لڑکیاں عذاب ہوتی ہیں۔ لڑکوں کو خراب کرتی ہیں، زندگی بھر کون ان کو برداشت کرتا ہے۔ جو تمہارا مقصد ہے تم بھی پورا کرلو۔
قدرت: ہر وقت بکواس نہ کیا کرو۔ مستعان کہتا۔ تم گھوڑے اور خچر میں فرق کرنا سیکھو۔ وہ بڑی

خاندانی لڑکی ہے ________ مجھ پہ اعتماد کرتی ہے۔خبردار جو تم نے اس کے بارے میں کچھ
بیہودہ بات کہی ________

میں جانتا ہوں بہت سی خاندانی لڑکیوں کو گھر سے ایم اے کرنے آتی ہیں۔اور رئیس
زادوں کی موٹروں میں جلوے دکھاتی پھرتی ہیں۔

اپنا فلسفہ اپنے پاس رکھو مگر خبردار جو توشہ جیسی لڑکی کے بارے میں کوئی بے ہودہ بات کی ہو۔

اچھا اتنا جاننے لگے ہو اسے۔

میں اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔

''اللہ خیر کرے ایسا لب ولہجہ پہلے تو نہ تھا تمہارا ________''

اس طرح ان کی کئی بار پہلے بھی جھڑپ ہو چکی تھی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ توشہ کے آنے سے
مستعان قدرت کے آئیڈیاز بہت پسند کرتا تھا۔حقیقت میں قدرت کے پاس ہمیشہ بے شمار
انوکھے آئیڈیاز ہوتے تھے۔ بڑی دور کی کوڑی لاتا تھا ________ مشکل مشکل
________ انوکھی انوکھی تجاویز ہوتی تھیں۔لیکن مستعان کی جب سے توشہ سے ملاقات ہوئی تھی
توشہ کے خیالات کا مداح ہو گیا تھا۔ اور قدرت اللہ کو یہ بات بالکل اچھی نہیں لگتی تھی۔

پہلے بھی کئی بار وہ توشہ کی مخالفت میں فضول باتیں کر چکا تھا۔مگر اب جو یک بیک شادی کا
پے سے باہر ہو گیا۔اور مستعان کو سمجھانے لگا کہ وہ اتنی جلدی شادی نہ کرے۔اس لڑکی کے بارے
اتنی جلدی سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔مستعان نے بھی اسے دوٹوک کہہ دیا تھا۔کہ یہ اس
کا فیصلہ ہے۔اگر اس نے مزید کچھ کہا تو ان کی دوستی میں دراڑ آ جائے گی۔

قدرت اللہ ایک پسماندہ گاؤں سے تعلق رکھتا تھا۔اس کا باپ کوئی معمولی سا کام کرتا تھا۔
اس کے گھر میں کوئی بھی تعلیم یافتہ نہیں تھا۔اس لئے وہ مستقل شہر میں رہتا تھا۔اور شہر کے اندر
مستعان جیسے ایک دوست کی ضرورت رہتی تھی۔اس لئے وہ مستعان کو مشورہ تو دے سکتا تھا۔مگر
نہیں کر سکتا تھا۔

جن خالہ ہانپتی کانپتی گھڑی بنی اندر آئیں تو بہت نڈھال لگ رہی تھیں لیلیٰ نے آگے ہو کر ان کو
بازوؤں سے تھام لیا۔

ارے جن خالہ: خود ہی آ گئیں۔ہم تو آپ کو ڈرائیور بھیجنے والے تھے۔

تم لوگ میرا مردہ خراب کرو گے۔

وہ صوفے پر بیٹھ گئیں دم لینے لگیں لیلیٰ نے نوکر کو آواز دی کہ پہلے ان کے لئے پانی لے آئے۔

یوسف میری کب سنتا ہے۔وہ پانی پی کر پھر بولنے لگیں۔

اتنے میں ترمذی صاحب بھی آ گئے ________

آہا میری خالہ آ گئیں آ گئیں نا؟

آ کر ان کے قدموں میں بیٹھے سر پر ہاتھ پھروایا۔پھر صوفے پر بیٹھ گئے۔

بچی مبارک ہو یوسف میاں ________ بیٹی کی شادی مبارک ہو۔نصیبوں والی ہو۔اللہ تمہیں
کی اولاد دکھائے۔ماشا اللہ کب رشتہ طے ہوا۔

بس رشتہ تو خالہ اللہ کی طرف سے ہی فوری طے ہو گیا۔

لیکن میری عمر پر رحم کھاؤ۔میری عمر کے تو درخت بھی سوکھ گئے ہیں۔بس دعا کرو۔اب اللہ مجھے
____

ہاہا خالہ جی ترمذی صاحب ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے ________ اب میں اس عمر
کہ اللہ میری خالہ کو اٹھا لے اللہ تو کہے گا۔میاں میرے کام میں دخل اندازی کرنے لگے
دنیا میں کوئی کام نہیں رہا۔تو تم خود ہی آ جاؤ۔

توبہ توبہ اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے تمہارے منہ میں خاک میاں میرے سامنے ایسی باتیں نہ کرو
سننے کی بھی تاب نہیں اللہ تمہیں اور تمہاری بچیوں کو ہزاری عمر دے بخت اور بلند کرے۔

اچھا اب گھر کو سنبھالو، اور بچی کو رخصت کرو یہ کہہ کر ترمذی صاحب باہر چلے گئے۔

لیلیٰ پاس آ کر بیٹھ گئی۔ کہاں طے ہوئی ہے، شادی بیٹا________

لیلیٰ ان کو ساری تفصیل بتانے لگی ------ اک اک بات سن کر جمن خالہ دعائیں دیتی
تھیں۔ اور ساتھ ساتھ روتی بھی جاتیں________ یہ کہہ کر________ کہ کاش آج ...
زندہ ہوتی؟

دیکھو بیٹا اللہ کتنا بے نیاز ہے۔ میرے جیسوں کی عمر دراز کرتا چلا جاتا ہے۔ جن کی دنیا کو ...
نہیں جو محض زمین کا بوجھ ہیں۔ مگر تمہاری ماں کو بے وقت بلا لیا۔

کیسے کیسے نہ ارمان تھے اس کے دل میں________

لفافوں سے لدی ہوئی توشہ دروازے میں نمودار ہوئی۔

آپا جمن خالہ آ گئیں کہہ کر لفافے اس نے قالین پر پھینکے اور آ کر ان سے لپٹ گئیں۔

ماں کے مرنے کے بعد جس طرح جمن خالہ نے دونوں بچیوں کو سنبھالا تھا۔ دونوں ان پر
چھڑکتی تھیں۔ ترمذی صاحب نے انہیں ایک اور حج کروایا تھا________

اب کچھ عرصہ سے جمن خالہ گاؤں میں چلی گئیں تھیں ------ کہتی تھیں ------ شہر میں
کا دم گھٹتا ہے۔

توشہ نے محسوس کیا کہ جمن خالہ صرف ہڈیوں کا پنجرہ رہ گئی ہیں۔

جمن خالہ توشہ کو لپٹا کر دعائیں دینے لگیں۔

جگ جگ جیو، سدا سہاگن رہو گھر آنگن کا بخت دیکھو بچوں کا پیار دیکھو ٹھنڈی چھاؤں میں ...

بس بس جمن خالہ ذرا دعائیں مختصر کر دیں۔ مجھے آپ سے بہت باتیں کرنا ہیں۔

جمن خالہ ہنسنے لگیں________

اس کی وہی عادت رہی اری تیرا دولہا بھی ہنس مکھ ہے کہ نہیں۔

بڑا ہنس مکھ ہے جمن خالہ لیلیٰ بولی آپ دیکھیں گی آپ کو بہت پسند آئے گا۔

مجھے کب دکھتا ہے بچی________ بس آواز سے پہچانتی ہوں۔

اور وہ جو عینک بنوا کے دی تھی لیلیٰ بولی۔

عینک سے میرا جی گھبراتا ہے۔

لیلیٰ اب خالہ کو لینز نہ لگوا دیں۔

نہیں مارچ میں خالہ کا آپریشن کروا دیں گے۔ اب ان کا موتیا پک گیا ہے۔

اری بچیو: بس دعا کرو میں ------

چپ کرو خالہ ابھی تم نے لیلیٰ کی شادی بھی دیکھنی ہے۔

میرے اللہ میرے اللہ۔

توشہ بولی۔

جمن خالہ: سنا ہے پچھلے دنوں آپ کی بہو آئی ہوئی تھیں۔ آپ کو ملیں۔

یہ سنتے ہی جمن خالہ خاموش ہو گئیں بلکہ ان کی آنکھوں سے بے رنگ سے آنسو گرنے لگے۔

جمن خالہ کی بہو نے انہیں کبھی دل سے قبول نہیں کیا تھا۔ وہ کہتی تھی میں ایک اعلیٰ خاندان کی لڑکی
ہوں اور اس عورت کے چہرے پر لکھا ہے کہ یہ گجری ہے۔ یہ کم ذات ہے۔

عبدالشکور بیوی کے ہاتھوں میں کھلونا بن چکا تھا۔ اوپر تلے تین بیٹیاں ہو گئیں۔ تو اور بھی مجبور ہو
گیا۔ جب ترمذی صاحب نے بھی اسے سمجھانا شروع کر دیا۔ تو اس کی بیوی کو بہت برا لگا۔ وہ اپنے باپ
کا اثر ورسوخ استعمال کر کے اسے لیبیا لے گئی تھی۔ وہ عرصہ دراز سے پاکستان نہیں آیا تھا۔ نہ ماں سے
اس کا کوئی رابطہ تھا۔ جمن خالہ اس کی اور اس کے بچوں کی صورت دیکھنے کو ترستی رہتی تھیں پچھلے دنوں وہ
پاکستان آئی ہوئی تھی۔ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا۔ جمن خالہ بے حد خوش ہوئیں۔ پوتے کی صورت
دیکھنے اس کے ماں باپ کے گھر پہنچ گئیں انہوں نے بہو اور پوتے کو چھپا لیا۔ اور ان سے کہہ دیا کہ وہ
واپس چلے گئے ہیں ------ بہو کہتی تھی۔ میں اپنے بیٹے پر اس عورت کی پرچھائیں نہیں ڈالنا چاہتی۔
... لگتی ہے، مجھے یہ عورت۔

جب جمن خالہ نے یہ ساری باتیں لیلیٰ اور توشہ کو بتائیں تو دونوں آزردہ ہو گئیں________

پھر توشہ بولی۔

چھوڑو خالہ: ہم جو آپ کی بیٹیاں ہیں۔

ہاں تم تو ہو مگر اپنے کوکھ کے جنے کو کیسے بھول جاؤں؟

کتنی عجیب بات ہے جمن خالہ لیلیٰ بولی آپ سے وہ شدید نفرت کرتی ہے۔ آپ کو وہ کم ذات کہتی
ہے۔ آپ کے بیٹے پر کس حساب میں قبضہ کیا ہوا ہے۔؟ اسے کس کھاتے میں اپنی جاگیر بنا رکھا ہے؟

بس مٹی رہنے دو کیا پڑا ہے ان باتوں میں جتنی بار کریں گے۔ اتنی بار دکھ ہوگا۔

پھر بات بدل کر بولیں۔

ارے کیا لائی ہو بازار سے بتاؤ تو سہی دکھاؤ تو سہی۔

جگن خالہ زیورات لائی ہوں۔ آئیں آپ کو دکھادوں۔

توشہ ڈبے کھول کھول کر جگن خالہ کو دکھانے لگی۔

جگن خالہ کو ٹھیک طرح سے نظر نہیں آتا تھا اس لئے وہ ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھتیں جاتیں اور دعا دیتی جاتیں۔

لیلیٰ اٹھ کے کھانا لگوانے چلی گئی ______

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ تو کام کرتی لیلیٰ نے لپک کر اٹھالیا۔

ارے مستعان بھائی ______ سنایئے خیریت ہے ______

ذرا توشہ کو فون پر بلاؤ۔ مستعان بولا۔

شادی میں ایک ہفتہ باقی ہے۔ اب ذرا صبر سے کام لے کر دیکھیں۔

لیلیٰ ایک بہت ضروری بات کہنا ہے اس سے ______

کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔اب شادی کے بعد بات کریں۔

لیلیٰ میری پتری بات کروادے نا؟

مستعان خوشامد کرنے لگا۔ قسم سے اشد ضروری ______ اشد ضروری بات ہے ______

نو ہوپ ______ لیلیٰ بولی۔ آج بات نہیں ہوسکتی۔

لیلیٰ۔۔۔۔۔وہ خوشامد سے بولا۔ صرف ایک منٹ بات کروں گا۔ پیاری بہن بلادے نا؟

توشہ غسل خانے سے باہر نکل آئی ______ اسے دیکھتے ہی لیلیٰ ہنسنے لگی۔

کس کا فون ہے ______؟ توشہ نے پوچھا۔

لیجئے آگئی ہے آپ کی محبوبہ ______؟ یہ کہہ کر لیلیٰ نے توشہ کو فون دے دیا۔

ہیلو ______ ہاں ______ مستی کیا بات ہے۔؟

توشہ تم سے ملنا بہت ضروری ہے۔

کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ اب میں نہیں مل سکتی۔

ایک بہت ضروری بات رہ گئی ہے۔

پھر بتا لینا۔

نہیں شادی سے پہلے بتانا ضروری تھی۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔شادی کی رات بتادینا۔

اچھا ______ اس رات کو میں ایسی باتوں میں ضائع کروں گا ______ ؟

کیسی بات ہے بھئی؟ توشہ حیران ہوئی۔

سنو میں کچھ ضروری باتیں اپنے بارے میں بتانا چاہتا ہوں اپنے دل کے بارے میں؟

دل کے بارے میں؟

یہ کیا کہہ رہے ہو ______

دیکھو توشہ، تم سے ملنے کے بعد مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ بچپن میں میں
ہو گیا تھا۔

پھر کیا ہوا۔ بچپن میں اکثر لوگ بیمار ہو جاتے ہیں۔

یہ اس طرح سے نہیں ہے توشہ، تبھی تو میں مل کر تمہیں تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں۔ اپنے
بارے میں ______ ؟

مجھے تمہاری صحت کے بارے میں کوئی تشویش نہیں ہے۔ مجھے تو تم بالکل چاق وچوبند لگے

پلیز توشہ: اگر تمہیں نہیں بتاؤں گا تو دل پر بوجھ رہ جائے گا۔

اچھا فون پر بتا دو ______

نہیں میں مل کر بتانا چاہتا ہوں۔

نہیں اب میں تمہیں ملنے نہیں آ سکتی۔ گھر والے کیا کہیں گے کہ چند دن صبر بھی نہیں ہو سکا

پتہ ہے توشہ مجھے دل کی ایک تکلیف ہے۔ جو پیدائشی ہے۔ میں تمہیں اس کے بارے
چاہتا ہوں۔

کوئی بات نہیں جیسا بھی ہے تمہارا دل بیمار یا صحت مند میں اسے قبول کر چکی ہوں۔

نہیں توشہ یہ بات بتانا بہت ضروری ہے۔

ایسی کوئی فضول بات میں نہیں سنوں گی اور ایسی باتوں کو بھول جانا چاہیے۔ سنو مستی مجھے
بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ______ بس ______ پاپا ادھر آ رہے ہیں۔ میں بند کرتی ہوں۔
ریسیور رکھ دیا۔

جس رات توشہ کی رسم مہندی تھی۔ خوب رونق تھی۔ سارا گھر روشنیوں اور رنگوں میں نہایا
جب رسم مہندی ہو چکی اور مہمان کھانا کھانے چلے گئے۔ تو مسز فیضان اپنے کپڑے سمیٹتی ہوئی

کمرے میں آ گئیں۔ لیلیٰ ان کے پیچھے بھاگ آئی۔

خالہ جان کھانا کھالیں نا پہلے ______ ؟

وہ بولیں، مجھے توشہ بیٹی سے کچھ ضروری باتیں کرنا ہے۔ میرا کھانا اس کمرے میں ہی بھیج دو۔

توشہ دل ہی دل میں کچھ پریشان سی ہوئی۔

مسز فیضان اس کے قریب بیٹھ گئیں ______ ادھر ادھر کی باتیں کر کے بولیں۔

بیٹی توشہ: مجھے آج مستعان نے قسم دے کر بھیجا ہے کہ میں تمہیں بتاؤں۔ اس کے دل میں ایک
پیدائشی نقص ہے۔

اس سے کیا ہوتا ہے امی ______ توشہ بولی۔

کچھ نہیں ہوتا۔ مگر وہ پگلا ہے۔ مجھے کئی بار کہہ چکا ہے کہ شادی سے پہلے میں اسے نہیں بتا سکا۔ مگر
اس کا تقاضا ہے۔ میں یہ سارا قصہ تمہیں سناؤں۔

مجھے بھی وہ بتانا چاہتے تھے۔ مگر میں نے تو سننے سے انکار کر دیا۔

سنو بیٹی ______ سننے میں کوئی حرج نہیں ______

توشہ نے احتراماً سر جھکا لیا۔ اور ساری بات سنتی رہی ______

مستعان میرے پیٹ میں تھا۔ جب مجھے بجلی کا زبردست کرنٹ لگا ______ اور میں چوبیس
گھنٹے بے ہوش رہی۔ اللہ کے کرم سے بچہ ٹھیک ٹھاک پیدا ہو گیا مگر جب سکول داخل کرایا تو حیرت انگیز
انکشافات ہونے لگے۔ کھیل کے میدان میں دوڑتے دوڑتے بے ہوش ہو جاتا۔ یا یونہی گھر میں باتیں
کرتے یا کام کرتے بے ہوش ہو جاتا۔ ہم لوگ فکرمند رہتے تھے ______ ہر وقت ڈاکٹروں کے پیچھے
بھاگا کرتے۔ ایک ہی بیٹا تھا۔ آنکھوں کا تارا تھا ذرا بڑا ہوا تو ہم نے اس کے لئے ایک ہیلتھ انشورنس
پالیسی خریدنا چاہی۔ اس کمپنی نے اس کے سارے بدنی ٹیسٹ کرائے۔ تو اس کے دل کے نقص کا پتہ چلا
اس وقت تک اس کی بے ہوش ہونے والی کیفیت ختم ہو چکی تھی، پھر ہم اسے امریکہ لے گئے
______ ہارٹ سپیشلسٹ کو دکھایا اس نے بتایا۔ اس کے دل میں ایک پیدائشی نقص ہے
______ مگر جب تک یہ نارمل زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا آپریشن ممکن نہیں۔ یوں بھی آج سے
ئیس سال پہلے سرجری اتنی ایڈوانس نہیں ہوئی تھی۔ تاہم دو چار سال کے بعد اسے باہر لے جاتے
رہے۔ کالج جانے کے بعد اسے کسی قسم کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا ______ ڈاکٹر بھی یہی کہتے ہیں۔

کہ جب تک مسئلہ پیدا نہ ہو اس کے دل کو چھیڑا نہ جائے۔

پھر ــــــ۔ توشہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا اس میں عجیب بات کیا تھی۔ جس میں
بتانے کے لئے بے تاب ہو رہا تھا۔

بس بیٹی یہ اس کی اپنی سوچ ہے۔ اس کا خیال تھا تمہیں یہ کیفیت بتائی جائے۔

پاگل ہے وہ تو امی جان میں ڈر گئی میں نے سمجھا پتہ نہیں کیا بات ہے؟

وہ تو میری جان کھا گیا تھا۔ نہ بتاتی تو گھر میں گھسنے نہیں دینا تھا۔ اچھا بیٹی اب میں چلتی ہوں۔
لوگ میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔

وہ کھڑی ہو گئیں۔ توشہ بھی دوپٹہ ٹھیک کر کے کھڑی ہو گئی۔ انہوں نے توشہ کی پیشانی چومی
سر پر نکایا اور بولیں۔

سدا سہاگن رہو۔ سدا خوش رہو بچوں کی خوشیاں دیکھو اور باہر نکل گئیں۔ توشہ نے اسی وقت نمبر
ڈائل کیا۔ دوسری طرف سے مستعان نے اٹھا لیا۔

میرا اندازہ تھا یہ تمہارا فون ہوگا۔ انتظار کر رہا تھا۔

ہاں جی: میں نے وہ ضروری بات سن لی ہے۔ اس میں ایمرجنسی کہاں تھی؟

یار: میں نے تو تمہیں For Sympathy Sake اطلاع دی کہ میرا دل بے چارا ادھورا
ہے۔ اس کا خیال رکھنا۔

اچھا اچھا توشہ اچھا کو لمبا کرتے ہوئے بولی تو یہ ڈرامہ ہمدردیاں وصول کرنے کے لئے رچایا جا رہا
ہے۔

مستعان قہقہے لگانے لگا ـــــ

مستی: توشہ نے ذرا سنجیدہ لہجہ بنا کر کہا ـــــ

یہ ادھورا دل میں اپنے قبضے میں کر چکی ہوں۔ اب اس کو درست رکھنا میرا کام ہے تم فکر ہی نہ کرو
مجھے تو بس اس بات سے خوشی ہو رہی ہے کہ تمہاری زندگی میں کسی اور کو دل دینے کی گنجائش ہی نہیں رہی
اتنا سا دل ہے۔ اس میں تو بس ایک عورت ہی رہ سکتی ہے ـــــ

Thats it مستعان نے زور سے نعرہ لگایا۔

اتنے میں لڑکیوں کا ایک غول اندر داخل ہوا ـــــ

مستی: میری فرینڈز آ رہی ہیں ـــــ۔ بند کرتی ہوں ـــــ۔ یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ

بنو جی: یہ ایک رات پہلے ہی بے تابی کا اظہار کیا جا رہا ہے ـــــ
سب مل کر اسے تنگ کرنے لگیں۔

توشہ گھر سے رخصت ہوگئی۔ تو دو دن گھر میں سناٹا سا رہا۔ ترمذی صاحب بہت اداس تھے
کہتے نہ تھے۔ لیلیٰ بہت دل گرفتہ تھی۔ وہ تو جب سے پیدا ہوئی تھیں۔ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو
تھیں۔ اسی لئے ترمذی صاحب نے جّن خالہ کو روک لیا تھا۔ صاف کہہ دیا تھا، کہ وہ شہر میں ان کے پا
رہا کریں۔ وہ بہتیرا کہتی رہیں کہ

میاں: میں تو اب کاغذ کا ایک لفافہ ہوں۔ تیز ہوا کی منتظر رہتی ہوں۔ تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا
میں اڑ جاؤں گی۔

مگر ترمذی صاحب نے ان کی ایک نہ سنی وہ کہتے تھے گھر کی نفری پوری ہونی چاہیے۔

شام کو سب لان میں آ بیٹھے۔۔۔۔۔ تو ترمذی صاحب نے اپنے گھر پر نظر ڈال کے کہا۔

جّن خالہ: جب سے توشہ اس گھر سے گئی ہے۔ میرا یہاں دل نہیں لگتا۔ بیٹیاں اتنی پیاری کیوں
ہوتی ہیں؟

بس میاں روز یہی قصہ لے بیٹھتے ہو۔ اللہ کا شکر ادا کرو۔ فرض ادا ہوا۔ اب دوسری کے لئے
میں تو کہتی ہوں۔ بھلا سا رشتہ دیکھ کر لیلیٰ کو بھی رخصت کرو۔

لیلیٰ ہنسنے لگی۔ پھر بولی ______

جّن خالہ: مجھے ابھی آگے پڑھنا ہے۔

اے کتنا پڑھے گی تو ڈاکٹرنی تو بن گئی۔

اچھی ڈاکٹرنی بننے کے لئے ابھی اور پڑھنا پڑے گا جّن خالہ۔

چھوڑ اس پڑھائی کو ______

پاپا ______ جیسے لیلیٰ کو کوئی بات یاد آ گئی۔

شادی کے ہنگاموں میں مجھے آپ کو بتانا یاد ہی نہیں رہا۔ پچھلے ہفتے ڈاکٹر فلپ آئے تھے۔

''اچھا اچھا ______''

ڈاکٹر فلپ کینسر کے سپیشلسٹ تھے۔ ہر تیسرے ماہ پاکستان آتے۔ اور مختلف ہسپتالوں کے سنجیدہ
کیسوں کے آپریشن کرتے تھے۔ ہمیشہ لیلیٰ ان کو اسسٹ کرتی تھی۔ لیلیٰ بھی کینسر سرجری میں سپیشلائز
کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے آج کل ایک کینسر ہسپتال میں جاب کر رہی تھی۔

ہاں پاپا ______ میں نے ان کی معرفت اپنے داخلے کے فارم بھیج دیئے ہیں۔ وہ کہہ رہے
تھے ایک سال سے پہلے داخلہ ملنا مشکل ہے۔ اتنی دیر تک میں اسی ہسپتال میں کام کرتی رہوں۔

یہ تو بہت اچھی بات ہوئی۔

اگر میں یہ دو سالہ کورس امریکہ میں کرلوں۔ تو مجھے بہت اچھی ملازمت مل جائے گی۔

ملازمت کی بات ابھی نہ کرو ______ ابھی صرف امتحان پاس کرنے کا سوچو ______

جی پاپا ______ میں یہ کورس کرنے ضرور جاؤں گی۔

ضرور جاؤ بیٹی ______ مگر میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ یہاں اکیلے گھر میں میرا دل
نہیں لگے گا ______

یہ تو اور بھی اچھا ہے پاپا ______ آپ میرے ساتھ ہوں گے۔ تو میں بھی وہاں خوش رہوں
گی۔ چھٹی کے دن ہم خوب سیریں کیا کریں گے۔

لو اور سنو: میاں تم تو خود بچہ بن گئے ______ تم بھی چلے جاؤ گے تو یہ گھر کون سنبھالے گا۔

میری جّن خالہ جو ہے ______

اوئی اللہ ______ کیا میں قیامت کی نشانی بنی رہ جاؤں گی۔۔۔۔۔۔ بس اب
اللہ مجھے اٹھا لے۔

توبہ توبہ ______

چھ ماہ ہو گئے تھے۔ توشہ کی شادی کو ______ روز رات کو میاں بیوی ترمذی صاحب [کے پاس]
آتے تھے۔ تھوڑی دیر سٹڈی میں بیٹھتے گپ شپ لگاتے اور چلے جاتے اگر کسی روز توشہ نہیں آتی
ترمذی صاحب کئی بار لیلیٰ سے کہتے ،فون کر کے بہن کا پتہ لو۔

پچھلے ہفتے جب توشہ آئی تھی۔ تو بڑی کمزور لگ رہی تھی۔ مگر خوش بہت تھی۔ لیلیٰ نے پوچھا تو
نے بتایا کہ اس کا بچہ ہونے والا ہے۔ اس کا جی اچھا نہیں رہتا اور ڈاکٹر نے زیادہ تر آرام کرنے کا
دیا ہے لیلیٰ نے بھی اسے یہی کہا تھا۔

رات جب لیلیٰ معمول کے مطابق ترمذی صاحب کا بی پی چیک کرنے گئی تو ترمذی صاحب
ہمیشہ سے زیادہ کمزور اور مضمحل نظر آئے۔ بی پی بہت لو تھا۔

کیا بات ہے پاپا ______ ؟ لیلیٰ بولی ______ کس بات کا فکر کر رہے
آپ؟ ______

نہیں تو ---- وہ ---- توشہ بیٹی نہ جانے کیوں نہیں آ رہی۔

اوہو --- پاپا ---- میں تو آپ کو بتانا ہی بھول گئی ڈاکٹر نے اسے کچھ دن آرام کرنے
کے لئے کہا ہے۔

کیوں کیوں ترمذی صاحب گھبرا گئے۔

پاپا ---- ایسی فکر کی بات نہیں ______ پھر وہ سوچنے لگی۔ کہ ایسے موقعوں پر ماں کی
ضرورت ہوتی ہے ------ ایسی بڑی بڑی باتیں ماں کتنی رسان سے باپ کو بتا دیتی ہے۔ اب
کیسے بتائے بولو نا؟ میری توشہ کو کیا ہوا ہے ______

پاپا اب آپ بچوں کی طرح ہو گئے ہیں۔ لیلیٰ بولی۔ ذرا بھی حوصلہ نہیں آپ میں۔
فکر کی بات تو نہیں بلکہ خوشی کی بات ہے ______

ترمذی صاحب بے بس سا چہرہ اٹھا کر لیلیٰ کو دیکھنے لگے۔

لیلیٰ سوچ میں پڑ گئی ______ ہاں ایسے موقعوں پر انگریزی زبان کام آتی ہے۔ اس زبان
میں کوئی بھی بات بلا جھجک کہی جا سکتی ہے۔

پاپا ______ She is Pregnant

اوہ ---- اچھا ---- اچھا ---- ترمذی صاحب کچھ شرمندہ اور کچھ خوش دکھائی دیئے۔

ویسے وہ بالکل ٹھیک تو ہے نا؟ ______

ہاں ہاں میں نے خود اس کو دیکھا ہے۔ ٹھیک بھی ہے۔ اور خوش بھی ہے۔

ترمذی صاحب کا ذہن پھلانگتا ہوا سالوں پیچھے چلا گیا ---- اچانک بالکل اچانک، جب انہوں
نے کرسٹل کو یہی مژدہ سنایا تھا۔ ان کے چہرے پر عجیب سے سائے ابھرنے ڈوبنے لگے ایسے میں لیلیٰ
شب بخیر کہہ کر باہر نکل گئی ______

لیلیٰ کا یہ معمول تھا۔ پہلے جگن خالہ کے کمرے میں جاتی۔ ان کو دوا کھلاتی اور بی پی چیک کرتی
______ وہ وہائی مچاتی رہتیں کہ مجھے ٹونٹیاں نہ لگاؤ۔ میں جاتے وقت بتا کر جاؤں گی۔ مگر وہ کہاں سنتی
تھی۔ جگن خالہ کو سلا کے وہ پاپا کے کمرے میں جاتی۔ ان کا بی پی چیک کرتی ______ انہیں دوا کی
ضرورت ہوتی ---- تو کھلا دیتی ______ تھوڑی سی گپ شپ لگاتی۔ پھر اپنے کمرے میں آ جاتی۔

لیلیٰ اپنے کمرے میں آئی تو بہت بے چین تھی۔ پاپا کا چہرہ عجیب ہو رہا تھا۔ کئی دنوں سے وہ دیکھ رہی تھی
کہ پاپا کا چہرہ بجھتا جا رہا تھا۔ ان کی کمر جھکتی جا رہی تھی ______ وہ ایک طرف دیکھتے تو پھر اسی مرکز پر
ان کی نظر مرکوز ہو جاتی۔ وہ نظر کی ڈوری پکڑ کر کس دریائے بے خودی میں ڈوب جاتے۔ کئی بار لیلیٰ انہیں اس
استغراق سے نکال کر ان کی طبیعت پوچھ چکی تھی۔ پتہ نہیں پاپا ایسے گم صم کیوں ہوتے جا رہے ہیں ----

رات سوتے میں اس نے ایک مرتبہ انہیں جا کر دیکھا بھی تھا ______

صبح اٹھ کر اس نے معمول کے کام کئے، جگن خالہ تہجد گذار تھیں۔ اس لئے بہت صبح اٹھ جاتی
تھیں۔ ان کے کمرے سے ہو کر وہ ہمیشہ ترمذی صاحب کے کمرے میں جاتی تھی، ان کو وہیں ناشتہ کھلاتی
دو چار باتیں کر کے پھر اپنے ہسپتال چلی جاتی تھی ______

وہ ترمذی صاحب کے کمرے میں گئی۔

وہ جاگ رہے تھے۔ بلکہ صبح کا اخبار پڑھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر لیلیٰ کو بہت تسلی ہوئی۔

اس نے بی پی دیکھا ______ رات سے بھی زیادہ گر چکا تھا۔

لیلیٰ بہت حیران ہوئی۔

کیابات ہے پاپا______ آپ کچھ زیادہ سوچ رہے ہیں؟ بی پی ٹھیک نہیں آرہا۔

بیٹی______ یہ عمر کا تقاضا ہے۔ اس عمر میں سارے قویٰ مضمحل ہوجاتے ہیں۔

نہیں پاپا______ اچھا آپ اخبار پڑھیئے میں آپ کے لئے ابلا ہوا انڈہ اور گرم گرم چا
لاتی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد جب لیلیٰ ابلا ہوا انڈہ اور گرم گرم چائے لے کر آئی۔ تو وہ اپنے کمرے میں نہ
تھے۔ آوازیں دیتی نکلی______ وہ سٹڈی میں آچکے تھے۔ اور اپنی پسندیدہ ایزی چیئر پر بیٹھے تھے۔

پاپا آپ یہاں آگئے۔ ابھی آپ کو آرام کرنا تھا۔

آرام ہی کرنا ہے بیٹا اب______ انہوں نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا______

لیلیٰ نے ان کے آگے چائے رکھی اور انڈہ چھیلنے لگی۔

وہ کرسٹل کی تصویر کو دیکھتے ہوئے بولے______ رات بھر تمہاری ماں نے مجھے سونے نہیں دیا______

کیوں______؟ لیلیٰ نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا______

بس یہی کہتی رہی______ اپنا دھیان رکھو______ اپنا دھیان رکھو______

اچھا دھیان رکھ رہے ہیں آپ______ بی پی اتنا لو کرلیا۔

یہی پوچھنے تو میں یہاں آبیٹھا ہوں۔ یہی تو میں اسے کہنے آیا ہوں کہ بیس برس ہوگئے مجھے ا
اور سب کا دھیان رکھتے ہوئے اب میں تھک گیا ہوں______

اب اپنی ذمہ داری تم سنبھالو کرسٹل______ انہوں نے یہ کہہ کر آنکھیں بند کرلیں۔

پاپا: انڈہ لیجئے______

نمک______ انہوں نے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں______

لاتی ہوں______ لیلیٰ دوڑ کر باہر نکل گئی۔

نمک لے کر بھاگی آئی______ وہ آنکھیں موندے کرسی کی پشت پر سر ٹکائے سکون سے بیٹھے
تھے۔ لیلیٰ نے آوازیں دیں______ ہلایا جلایا______ نبض پر ہاتھ رکھا______

پھر زمین پر بیٹھ کر اپنا سر ان گھٹنوں پر رکھ دیا۔

پاپا: آپ کو ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مجھے نمک لینے بھیج دیا۔ اور خود ماما کے ساتھ چلے گئے______

جتنا رو سکتی تھی روئی______

پھر فون اٹھایا۔ توشہ کا نمبر ملایا۔-----

آپی______ اس کی آواز سن کر اس نے ہمت کی______ جب کبھی وہ ٹوٹ
پھوٹ جاتی تھی توشہ کو آپاپا آپی کہتی تھی جس سے توشہ اس کے دل کی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش
کرتی تھی______

آپی______

لیل---بولونا؟

رات ماما آئی تھیں۔ پاپا کو ساتھ لے گئیں-----

کیا______؟

توشہ چیخی______

پاپا ماما کے ساتھ چلے گئے______ لیلیٰ نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا۔

لیلیٰ----لیلیٰ----تو جو کہہ رہی ہے______ اس کا وہی مطلب ہے______

ہاں توشہ: پاپا بھی ہمیں چھوڑ گئے ہیں۔ یہی کہہ رہی ہوں-----ابھی----ابھی دس منٹ
ئے______ یہاں سٹڈی میں، میں ان کے پاس کھڑی ہوں کہ شاید انہیں کوئی ضروری بات یاد
جائے۔ اور وہ مجھے پکاریں-----

یہ کہتے ہی وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ ریسیور اس کے ہاتھ سے گر گیا______ نوکر چاکر
گرآئے______ ایک قیامت بپا ہوگئی-----

توشہ بستر میں سو رہی تھی----- اور مستعان غسل خانے میں تھا۔ جب لیلیٰ کا فون آگیا
______ پہلے تو توشہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا______ پھر جب اس نے لیلیٰ کی چیخیں سنیں
______ تو ساری بات اس کی سمجھ میں آئی______ ایک جھٹکے سے اٹھی______ زور سے
ماپڑ گری______ دوبارہ اٹھی______ دوبارہ گری______

پاپا کا جنازہ اٹھنے کے بعد اسے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔

اس کا اسقاط ہوگیا تھا۔

ترمذی ہاؤس میں عجیب سوگواری اتری تھی۔ ایک ہفتہ ہسپتال میں رہ کر توشہ پاپا کے گھر آ گئی
ابھی تک افسوس کرنے والے لوگ آ رہے تھے۔ اسے لیلیٰ کی تنہائی کا بہت احساس تھا۔ یوں بھی
صاحب اور مسز فیضان نے خود توشہ کو سمجھایا تھا ____ کہ ابھی وہ لیلیٰ کے ساتھ ہی رہے۔ خود
طبیعت اچھی طرح نہیں سنبھلی تھی۔ بہت کمزور ہو گئی ____ ایک تو جسمانی اذیت اٹھائی۔ اس پر
صدمے اٹھائے ____ پہلا بچہ ضائع ہو گیا۔ مسز فیضان اسے بہت تسلی دیتی تھیں۔ اسی لئے تو
نے اسے پاپا کے گھر میں رہنے کی اجازت دے دی تھی۔ کبھی کبھی وہ دونوں بھی شام کو آ جاتے۔
سب لوگ پاپا کی سٹڈی میں بیٹھ کے پاپا کی باتیں کرتے رہتے، ان باتوں میں ماما کا ذکر بہت کم
کیونکہ ماما کے بارے میں تو سب کچھ پاپا ہی جانتے تھے۔ وہی بتایا کرتے تھے۔ اب کبھی کبھی۔۔۔
ہانپتی کانپتی جن خالہ اگر پاس آ بیٹھتیں تو وہ ماما کی ایسی باتیں بتانے لگتیں۔ جن کا پاپا کو بھی علم نہ تھا۔

دنیا ایک کہانی ہے ____
جس کو بیان کرنے کے لئے لوگ آتے ہیں۔
بیان کر کے چلے جاتے ہیں۔
توشہ لیٹی لیٹی سوچا کرتی ____

اس کے دفتر کے لوگ بھی اس کی مزاج پرسی کو آ جاتے تھے۔
ایک بات معمول سے ہٹ کر ہونے لگی۔ قدرت اللہ کئی بار اس کی مزاج پرسی کو آیا تھا۔ گھنٹوں
بیٹھا رہتا۔ اور بہت اچھی اچھی باتیں کرتا۔ کبھی کبھی لیلیٰ بھی آ کر ان کے ساتھ شامل ہو جاتی۔
توشہ کو معلوم تھا کہ اس نے اس کی شادی کی مخالفت کی تھی۔ وہ دل میں سمجھتی تھی کہ شاید وہ
پسند نہیں کرتا۔ اب جو وہ مسلسل آنے لگا۔ تو توشہ کی غلط فہمی دور ہو گئی۔ بلکہ اس کا دل بالکل صاف
رفتہ رفتہ اسے محسوس ہونے لگا کہ قدرت اللہ بہت خوبصورت باتیں کرتا ہے۔ اس کی باتوں میں
بھی ہوتی اور مزاح بھی ____ اس کی صحبت میں ذرا بھی بوریت نہ ہوتی۔ جب بھی وہ

لگتا۔ وہ ہمیشہ کہتی ____
قدرت بھائی تھوڑی دیر اور بیٹھیں نا؟
کبھی وہ مستعان کے ساتھ آتا تھا۔ کبھی کبھی اس کی عدم موجودگی میں بھی آ جاتا تھا۔
لیلیٰ صبح کو دو ہسپتالوں میں ڈیوٹی دیتی تھی۔ مگر شام کو گھر آ جاتی تھی۔ اسے معلوم تھا ابھی تک لوگ
کے لئے آ رہے ہیں۔ اور توشہ کی صحت ایسی نہیں کہ سب سے مل سکے ____ ایک روز
قدرت اللہ گلاب کے بہت خوبصورت پھول اٹھائے گھر میں داخل ہوا۔ تو لیلیٰ اور توشہ لان میں کرسیاں
چائے پی رہی تھیں۔

آیئے قدرت بھائی: کیسے ہیں توشہ بولی ____ دو دن کہاں غائب رہے۔
ذرا گاؤں چلا گیا تھا۔ اس نے پھول توشہ کو پکڑا دیئے۔
یہ گاؤں کے پھول ہیں ____ ؟ کتنے خوبصورت اور خوش رنگ ہیں۔
نہیں یہ شہر کے پھول ہیں۔ تبھی اتنے خوش رنگ اور خوبصورت ہیں۔ یہ بات اس نے لیلیٰ کی
دیکھ کر کہی۔
توشہ ہنسنے لگی ____ آپ کہاں سے لے آئے ہیں ایسے پھول ____
ایک دوست کے گھر گیا۔ لگے ہوئے تھے ____ بے اختیار مانگ لئے۔۔۔
لیلیٰ کھڑی ہو گئی، چائے پئیں گے۔
ضرور پیوں گا۔
لیلیٰ صاف پیالی لینے چلی گئی۔
توشہ نے پہلی مرتبہ محسوس کیا کہ قدرت اللہ لیلیٰ کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اور جب وہ پیالی
ئی۔ تب بھی اس کے ایک ایک انداز کو دیکھ رہا تھا۔
لیلیٰ نے چائے بنا کر قدرت کو پکڑائی ____
آپ کو پھول پسند نہیں ہیں ____ قدرت نے ہچکچاتے ہوئے لیلیٰ سے پوچھا ____
پھول تو ایسی چیز ہیں۔ جو سب کو پسند ہوتے ہیں۔ مگر میں ان کی دیوانی نہیں ہوں۔ بس شاخ پہ
لگتے ہیں۔ لیلیٰ نے جواب دیا۔
معاملے میں لیلیٰ بور ہے۔ قدرت بھائی توشہ نے کہا۔

اسے بوریت نہ کہئے۔ یہ پھولوں کی ہم سب سے زیادہ قدر دان ہیں۔ کیونکہ یہ انہیں شاخوں پر
دیکھنا چاہتی ہیں۔

شاخ پر سے بھی تو پھول نے مرجھا کر گرنا ہوتا ہے۔ پہلے کیوں نہ توڑ لیا جائے، توشہ بولی۔

لیکن اس کا جیون اگر اپنی شاخ پر ہی تمام ہو۔۔۔۔قدرت نے کہا۔

لو بھئی میں نے یوں ہی ایک بات کہہ دی۔ اور آپ لوگوں کو موضوع سخن مل گیا۔

لیلیٰ ہنسنے لگی۔ ہماری بوٹنی کی کلاس میں ایسی بہت بحثیں ہوا کرتی تھیں، بحث برائے بحث کا
فائدہ نہیں ہوتا۔

اتنے میں مستعان سامنے نمودار ہوا ______

ارے قدرت ______ اس نے آگے آ کر قدرت سے ہاتھ ملایا ______

بھئی گاؤں چلا گیا تھا ______ اسی لئے تو سیدھا گھر آ گیا ہوں۔ تاکہ تمہیں بتا سکوں کہ
اچانک جانا پڑا۔

یار: تو ہمیشہ گاؤں۔۔۔۔ اچانک کیوں جاتا ہے ______ وہاں کچھ "اچانک"
نہیں ______

مستعان نے ایک آنکھ بند کر کے کہا ______

سب ہنسنے لگے۔

اصل میں وہاں سے کوئی پیغام آئے تو میں ٹالتا رہتا ہوں۔ اس حد تک کہ پھر ایک دن اٹھ کے
پڑتا ہے ______

آپ مستی کی بات ٹال رہے ہیں قدرت بھائی ______ "اچانک" کا جواب ہی نہیں دیا
قدرت نے بے اختیار لیلیٰ کی طرف دیکھا ______ جو مستعان کے لئے چائے بنا رہی
"اچانک" تو شہر میں بھی ہو سکتا ہے ______ اس کے لئے گاؤں جانے کی کیا ضرورت ہے
قدرت نے جھینپ کر کہا۔

مستعان چائے پیتے ہوئے بولا ______

توشی: یہ اپنا قدرت کچھ کچھ مہذب نہیں ہو گیا ______

کیا مطلب توشہ بولی ______

کچھ دھیما دھیما۔۔۔۔ کچھ آہستہ آہستہ۔۔۔۔ کچھ۔۔۔۔ کچھ۔۔۔۔

اچھا بھئی اب میں چلتا ہوں۔ کیونکہ اب میرے بخیے ادھیڑے جائیں گے۔ یہ کہہ کر قدرت کھڑا
ہو گیا۔

بیٹھیں نہ قدرت بھائی: توشہ نے اصرار کیا۔ اتنا مزہ آ رہا تھا آپ کی کمپنی میں، مستی ہمیشہ گڑبڑ کر
جاتا ہے۔

لیلیٰ برتن اٹھا کر اندر کو چل دی، بولی ______

مجھے کچھ تھوڑا سا کام کرنا ہے ______

وہ چلی گئی۔ تو مستعان بھی قدرت کو روکتا رہا ______ قدرت رکا ہی نہیں ______ چلا گیا

مستی اب وہ سیدھا ہو گیا ہے۔ تو تم اسے تنگ کرنے لگے ہو۔ بیچارا میرا بہت خیال کرتا ہے کئی بار
بچا ہے۔

یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ غور کرو۔ وہ کیوں مسلسل آ رہا ہے وہ ایسا بندہ نہیں ہے۔ جانے بھی دو مستی

ہاں پہلے میں بھی یہی سمجھ رہا تھا۔۔۔۔ کہ وہ تمہاری ہمدردی میں آ رہا ہے مگر۔

مگر کیا ______؟ توشہ جلدی سے بولی۔

سنو ______ کل صبح مجھے ایک کاغذ کی ضرورت تھی۔ میں قدرت کی میز کی درازیں دیکھنے
لگا۔ اس کی ایک دراز میں سے پتہ ہے مجھے کیا ملا ______؟

کیا ملا ______؟ توشہ نے پوری آنکھیں کھول کر پوچھا۔

لیلیٰ کی تصویریں ______؟

لیلیٰ کی تصویریں۔۔۔۔ یعنی اپنی لیلیٰ کی تصویریں۔۔۔۔۔ یعنی لیلیٰ کی تصویریں۔

ہاں ہاں ______ لیلیٰ ترمذی کی تصویریں۔۔۔۔ ہر پوز میں، ہر سائز میں ______

مگر اس نے وہ تصویریں اتاریں کیسے؟

اب یہ تم اپنی بہن سے پوچھو یا قدرت سے پوچھو ______

اپنی بہن کو تو میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ کل قدرت آیا تو اس سے خود ہی پوچھ لوں گی۔

اری او نادان________تصویریں میری اور تمہاری شادی پر بنائی گئی ہیں________

او ہو مجھے خواہ مخواہ فکر مند کر دیا۔ پھر کیا ہوا________

پھر یہ ہوا کہ________صرف لیلیٰ کی تقریباً دو سو تصویریں تھیں۔ گویا ہر فنکشن میں قدرت میاں صرف لیلیٰ ہی کو دیکھتے رہے ہیں۔ اس کی طرف متوجہ رہے ہیں۔ آتے ہوئے جاتے ہوئے مسکراتے ہوئے، مہانوں سے ملتے ہوئے وغیرہ وغیرہ وغیرہ________

یہ بڑے بڑے پورٹریٹ۔۔۔۔۔۔مستعان نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا۔

بڑی پیاری ہوں گی، ہے نا؟ مجھے بھی دکھاؤ نا؟________

لو اور سنو________خداوندا: وہ سر پکڑ کر بولا میں کچھ کہہ رہا ہوں۔ بیگم صاحبہ کچھ اور سمجھ رہی ہیں۔ سوال گندم جواب چنا۔۔۔ بھئی تم خود ہی بتا دو مستی، کیوں بات کو الجھا رہے ہو۔

مجھے تو کچھ دال میں کالا کالا دکھائی دیتا ہے________

کس کی طرف سے________؟

قدرت اللہ صاحب کی طرف سے________

ہیں________

ح جب مستعان دفتر میں داخل ہوا۔ تو قدرت اللہ بڑا سراسیمہ سا بیٹھا تھا، آگے بے شمار کاغذ ے تھے۔ کبھی ایک دراز کھول کر اسے اچھی طرح دیکھتا پھر دوسری دراز کھول کر خوب جھاڑ پونچھ کر س نے مستعان کے آنے کا نوٹس بھی نہ لیا۔۔۔۔۔ پہلے تو مستعان اسے دزدیدہ نظروں سے ا۔ تھوڑی دیر بعد گلا کھنکار کر بولا________

اے میاں: کیا پریشانی ہے۔ نادانی میں کچھ کھو بیٹھے ہو________؟

قدرت نے کوئی جواب نہیں دیا۔ درازیں دیکھتا رہا________

کچھ توقف کے بعد مستعان بولا۔

کوئی شے گم ہوگئی ہے۔

ہاں________قدرت جلدی سے بولا۔ دو دن باہر رہا ہوں۔ پتہ نہیں کون میری درازوں کی ہارہا ہے۔

چیز کا نام بتاؤ۔ ابھی سب دفتر والوں سے پوچھ لیتے ہیں۔

نام بتانے کی ضرورت نہیں میں خود تلاش کر لوں گا________

گھنٹہ بھر ساری الماریاں اور درازیں دیکھنے کے بعد قدرت اللہ اپنا چھوڑا ہوا کام کرنے لگا۔

مستعان نے ایک بڑا سا خالی لفافہ اٹھایا۔ اور اس کے آگے رکھ کر پوچھا________

تم یہ لفافہ تو نہیں ڈھونڈھ رہے تھے________؟

قدرت نے لپک کر وہ لفافہ پکڑا۔ اندر جھانک کر دیکھا________اور خفگی سے بولا، یہ تمہیں ________؟

کل میں اپنا مسودہ ڈھونڈھ رہا تھا۔ تمہاری دراز سے مل گیا۔

قدرت نے لفافہ پکڑ کے اندر رکھنا چاہا۔ مستعان نے اس کے ہاتھ سے چھین کر میز پر الٹ دیا۔

ہوے لیلیٰ کی ساری تصویریں نکل کر میز پر بکھر گئیں________

قدرت انہیں سمیٹنے لگا________

یہ کیا ہے قدرت ______؟

تصویریں ہیں دیکھ نہیں رہے ______

مگر ساری لیلیٰ کی ______

ہاں قدرت غصے سے بولا، میں نے اتاری ہیں تمہاری شادی کے موقع پر۔

مگر کیوں ______؟

اس کا فیس فوٹو جینک ہے، اس لئے ______

بس ______

ہاں اور کیا ______

پھر اس کو دی کیوں نہیں، میں نے تو لفافے میں اس لئے ڈال لی تھیں، کہ تم سے پوچھ کر اُسے دے دوں گا۔

تم کیوں دو گے۔ کیا میں خود نہیں دے سکتا ______

یہ کہتے وقت قدرت کا لہجہ بھی اور تھا۔ اور صورت بھی بہت مختلف لگ رہی تھی۔

قدرت میاں اگر تو کہیں کوئی ضرب آ گئی ہے تو میں مدد کر سکتا ہوں۔

فضول انداز سے نہ لگاؤ مستعان یہ تو یونہی تصویریں بن گئیں۔

اتنے شاندار پرنٹ ______ یہ پوسٹر سائز کی تصویریں یونہی بن جاتی ہیں۔

تم جانتے ہو فوٹو گرافی میرا مشغلہ بھی ہے اور پیشہ بھی ______

تو کسی نمائش میں رکھو گے ان کو ______

کیا ضروری ہے کہ تمہاری ہر بات کا جواب دیا جائے۔ قدرت اللہ نے چڑ کر کہا ______

جی نہیں ______ میری کسی بھی بات کا جواب دینا قطعاً ضروری نہیں اور وہ مسئلہ تو پہلے مرحلے میں حل کرا سکتا ہوں۔ اس کے لئے میری مدد لینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ______ میں جانتا ہوں تم ہر معاملے میں خود کفیل ہو۔

یہ کہہ کر مستعان کھڑا ہوا۔ اور سٹوڈیو کی طرف چلا گیا۔ آج ایک اشتہاری فلم کا سیٹ لگا ہوا تھا اور پوری کاسٹ اس کا انتظار کر رہی تھی ــــــ تین گھنٹوں میں سارا کام خوش اسلوبی سے ہو گیا۔ مستعان نے کاسٹ کو چائے پلا کر رخصت کر دیا تو اسی وقت قدرت اللہ سٹوڈیو میں داخل ہوا۔

کچھ سراسیمہ ______ کچھ خجل سا ______ اور ڈرتا ہوا ______

"کام ہو گیا ______"

ہاں مستعان نے کہا کافی دنوں سے اٹکا ہوا تھا۔ آج کے شارٹ بہت عمدہ ہوئے دکھاؤں تمہیں۔

نہیں قدرت بولا ______ میں کسی اور غرض سے تمہارے پاس آیا ہوں۔

غرض کے بندے ______ جلد بتا!

یار: تو ہی تو ایک میرا دوست ہے۔ قدرت اللہ بولا۔ تو میرا انداق نہ اڑانا،

اگر مذاق اڑانے والی بات ہوئی تو ضرور اڑاؤں گا کیونکہ تو نے مجھے کبھی نہیں بخشا۔

ہاں تو پھوٹ ______

قدرت اللہ کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولا ______

مستعان تو نے ٹھیک کہا تھا۔ اس معاملے میں مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے؟

کس معاملے میں ______ صاف صاف بتاؤ۔ پہیلیاں بوجھنے کا میرے پاس وقت نہیں

مستعان نے جان بوجھ کر سنجیدہ چہرہ بنا کے کہا۔

یار: وہ جو تصویروں والی بات تم نے کہی تھی ______

تو ٹے نہیں چلیں گے ______ بات کھول کر بیان کی جائے گی۔ میری سمجھ میں نہ آئی تو کوئی مدد نہیں کر سکوں گا ______

قدرت نے اسے ایک دھپ مارا ______ بدلہ لے رہا ہے یار، میں نے بھی تمہیں بہت ستایا تھا۔

ہاں بدلے تو میں گن گن کے لوں گا۔ مگر اعتراف کھلم کھلا اور واضح ہونا چاہیے۔

شادی کے دنوں میں تو شہ بھابی کی بہن لیلیٰ کو میں نے قریب سے دیکھا ــــــ قدرت اللہ نے رک رک کے بتانا شروع کیا ______ مستعان درمیان میں نہیں بولا ______

وہ ــــــ تو ایک انوکھی لڑکی ہے ______ یار: میں اس کے آگے دل ہار گیا ہوں لا ہاتھ ______ ہاتھ پہ ہاتھ مار کے مستعان نے قہقہہ لگایا۔

میں نے جس دن دراز میں لیلیٰ کی تصویریں دیکھی تھیں۔ میرا ماتھا ٹھنکا تھا۔ اس زاویے سے، اتنی دلربا تصویریں تو کوئی عاشق ہی کھینچ سکتا ہے۔ ہم تو کیمرے کے لوگ ہیں۔ جانتے ہیں لینز کے اندر کون بولتا ہے۔

یار: میں تمہیں ناحق سمجھایا کرتا تھا۔ اب اپنا حال ناقابل بیان ہے۔
میری سالی ذرا مختلف خاتون ہے، مستعان نے کہا۔
جانتا ہوں۔ اسی لئے تو پریشان ہوں۔
عشق و محبت سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس کو پٹانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کوشش کر
دیکھو لو مستعان نے بے نیازی سے کہا۔
یار: تو کس دن کام آئے گا۔
جتنا تو نے میرا ساتھ دیا تھا۔ میں اتنا ہی ساتھ دے سکتا ہوں۔
مستی مستی یار: تیرے منہ سے ایسی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔
اور دیکھ قدرت: تیرے منہ سے بھی پیار محبت کا تذکرہ اچھا نہیں لگتا تو تو محبت کرنے والوں کو
کے احمق ترین بندے کہا کرتا تھا۔
کہا کرتا تھا مگر اب یہی جذبہ دنیا کا خوبصورت ترین جذبہ لگنے لگا ہے۔ وہ لڑکی اپنی تمام
انفرادیت اور اپنی شخصیت کی خوبصورتیوں کے ساتھ میرے وجود میں سما گئی ہے میں نے بہت کوشش کی
کہ اس کے خیال کو جھٹک دوں مگر جتنی کوشش کی یہ اتنا وبال جان ہوا نصیحت نہ کرنا یار: نصیحت نہ کرنا
جھک میں نے ماری تھی۔ اب میری سمجھ میں آیا ہے کہ محبت میں نصیحت کا اثر الٹا ہوتا ہے ______
ہماری بات اور تھی مستعان بولا آگ دونوں طرف تھی۔ اور ظالم سماج تمہارے علاوہ کوئی نہ تھا
تمہاری بات اور ہے۔ یک طرفہ آگ ہے۔ اور دوسری پارٹی لاعلم ہے۔
یہی غم مجھے کھائے جا رہا ہے ______
خیر کوشش تو کر کے دیکھ، مستعان نے کہا۔
مستی: میں زندگی بھر تیرا احسان نہیں بھولوں گا۔ کوئی وسیلہ بنا دے ______ کوئی سب
ڈھونڈھ ______
سوچوں گا۔ وہ کھڑا ہو گیا۔
یار پاؤں کو ہاتھ لگوا لے ______ ناک رگڑوا لے ______
دیکھ: مستعان بولا ______ وہاں آنا جانا جاری رکھو۔۔۔۔ میں ذرا توشہ سے مشورہ کر
لوں پھر آگے کوئی ترکیب بتائیں گے۔

سنی ہو جان تمنا: مستعان نے آتے ہی شور مچا دیا ______ اس شہر میں ایک حادثہ ہو گیا ہے۔
اف اللہ کیا ہوا ہے؟ توشہ بال سمیٹتی دوڑی آئی۔۔۔۔۔
حادثہ ______ دھماکا ______
دھماکا ______ کیا بم پھٹا ہے، وہ گھبرا گئی۔
یار اتنی جلدی سنجیدہ نہ ہو جایا کر مزاح اور خوف میں تمیز کیا کر فرق سمجھتی ہے۔
مستی ______ کسی دن تم مجھے مار ڈالو گے۔ مذاق کرنے کا بھی کوئی انداز ہونا چاہیے۔
اور کیسے تمہیں بتاؤں کہ ایک بڑا ہی سنگین واقعہ ہو گیا ہے ______
نہ بتاؤ اب میں چپ رہوں گی۔ توشہ منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔
ایک شخص۔۔۔۔ تمہاری بہن کے عشق میں مبتلا ہو کر جان سے جا رہا ہے؟
مستی ______؟ توشہ اتنے زور سے چیخی کہ مستعان ہنسنے لگا۔
لگا ہے نا؟ حادثہ اور کلیجے میں لگا ہے۔
مستی تم کیا کہہ رہے ہو۔ یعنی لیلیٰ کا ذکر کر رہے ہو۔
ہاں ابھی ابھی دفتر سے آ رہا ہوں۔ دشت سے نہیں آ رہا۔ وہ کوئی صحرائی باشندہ نہیں شہر کا رہنے والا
ہے۔ کہانیوں والا قیس نہیں۔۔۔۔ عام سا ہیرو ہے۔
کوئی لیلیٰ کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہے۔
ہاں ______
آہستہ بولو۔ لیلیٰ سن لے گی تو ہم پر بگڑے گی۔
اب بگڑنے سے بگڑی نہیں بنے گی۔
مگر وہ ہے کون ______؟
اصل بات پوچھنے کا اب خیال آیا ہے۔ اچھا پہلے چائے پلاؤ پھر بتاؤں گا۔

مستی تمہاری یہ عادت بری لگتی ہے۔زہر لگتی ہے ______ وہ تم نے اپنے دل کی من گھڑ
تکلیف کا نہ بتایا ہوتا۔تو میں بھی تمہیں خوب ستایا کرتی ______

توشہ نے یہ سب اس انداز میں کہا۔کہ مستعان کو بے اختیار اس پر پیار آ گیا۔آگے بڑھ کر
نے روٹھی روٹھی توشہ کو بانہوں میں لے لیا ______

یار تو اتنی معصوم ہے کہ تجھے زیادہ دیر ستایا بھی نہیں جا سکتا۔

پتہ ہے قدرت اللہ تمہاری بہن کے عشق میں گرفتار ہو گیا ہے گھٹنے گھٹنے ڈوب گیا ہے۔

سچ ______ سچ ______ توشہ نے فرطِ حیرت سے اپنے آپ کو چھڑایا۔اور کر
بیٹھ گئی۔

مُستعان اس کے قریب بیٹھ گیا اور تصویروں سے لے کر سٹوڈیو کی گفتگو تک سب کچھ توشہ کو بتا دیا۔

مگر لیلیٰ تو ان باتوں سے بے خبر ہے، بلکہ بے زار ہے ______ ؟

ہاں یہی تو مسئلہ ہے، اور اس کو حل کرنا ہے۔

تبھی مستی ______ میں بہت حیران ہوتی رہی ہوں۔جب سے پاپا گزرے ہیں اور
میں بیمار پڑی ہوں قدرت بھائی باقاعدہ آتے رہے ہیں۔تمہاری عدم موجودگی میں بھی آتے رہے ہیں
پورے تین مہینے انہوں نے عندیہ نہیں دیا۔

عندیہ مجھے نہیں دیا اس ''گھنے'' نے۔۔۔وہ تو میں تو تصویروں تک جا پہنچا تھا۔تب یہ بھید
کھلا۔

اب کیا ہوگا مستی ______ ؟

اب ہوگا کہ تم اپنے سلیقہ محبت سے رفتہ رفتہ لیلیٰ کو قدرت کی طرف مائل کرو گی۔

میں ______ نہیں نہیں مجھ سے یہ نہ ہوگا۔لیلیٰ کے سامنے میں بہت کمزور ہوں اس کے
پاس قائل کرنے کی حیرت انگیز قوت ہے۔وہ تو منٹوں میں ہر ایک کو قائل کر لیتی ہے۔اسے کوئی نہیں
قائل کر سکتا۔

بھئی میں بھی تمہارا ساتھ دوں گا۔

مگر یہ بتاؤ مستی قدرت کیسا آدمی ہے۔اس کے اہل ہے یا نہیں توش ______ میں اس کا
شجرہ نسب نہیں جانتا۔اتنا جانتا ہوں۔وہ ایک غریب کسان کا بیٹا ہے۔اس کے آدرش بہت اونچے ہیں

پیٹ کاٹ کاٹ کر پڑھا پڑھا کر اس نے ایم اے تک تعلیم حاصل کی ہے۔بہت ذہین و فطین ہے۔اور پچھلے دس
برس سے میرے ساتھ ہے۔غریب ہونا تو کوئی جرم نہیں ______

نہیں ______ توشہ نے کہا۔اس کے پاس تو ٹیلنٹ بھی ہے۔

اس شہر میں دو چار ہی اس جتنے ذہین لوگ ہوں گے۔جس دن اسے کوئی چانس مل گیا۔وہ سب
سے اونچی پوزیشن پر آ جائے گا۔

ہاں ______ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں۔لیکن لیلیٰ کے ایجنڈے میں شادی تو ہے نہیں تم بھی
جانتی ہو پاپا ہر وقت کہتے رہتے تھے۔کہ اس کی شادی کرنا ہمارا فرض ہے۔

ہاں مجھے یاد ہے مستی ______ ہم نے تو ابھی یہ کام بھی کرنا ہے۔

یاد ہے ایک دن پاپا نے کیا کہا تھا انہوں نے کہا تھا، کوشش کرنا اس کے امریکہ جانے سے پہلے اس
کی شادی ہو جائے۔

ہاں ہاں مستی مگر ہم زبردستی نہیں کر سکتے۔شرط یہ ہے کہ وہ بھی قدرت کو پسند کرے۔

اس کا موقع تم اسے دو۔

وہ کیسے؟

میں قدرت کی تربیت کرتا ہوں۔اور تم لیلیٰ کو تنہائی میں قدرت سے ملنے کا موقع دو۔ویسے
قدرت بڑا کاریگر ہے۔وہ خود لیلیٰ کو منا لے گا۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔توشہ خوش ہو گئی۔لیکن مستی او مستو اگر اسے اس سازش کا پتہ چل گیا، میرا تو قیمہ
کر دے گی۔

نہیں پتہ چلے گا آؤ میں تمہیں پروگرام سمجھاؤں۔

دونوں بیٹھ کے آئندہ آنے والے دنوں کا پروگرام بنانے لگے۔

موسم میں بڑی خوشگوار تبدیلی آ رہی تھی۔ ہوا میں ہلکی ہلکی بہاروں کی خوشبو تھی۔ لیلیٰ نے آج باہر
میں کرسیاں لگا دی تھیں۔۔۔۔۔ چائے بنوا رہی تھی کہ توشہ اور مستعان تیار ہو کر باہر آ گئے کدھر جا رہے
آپ لوگ میں تو چائے بنوانے لگی تھی۔ لیلیٰ نے کہا۔

بس دس منٹ کے لئے ایک دوست کو دیکھنے جا رہے ہیں۔ ہم چائے آ کر پئیں گے توشہ نے
ہاں لیلیٰ وہ آئے گا قدرت اس کو ذرا بیٹھا لینا۔ میں نے اسے کچھ ضروری کاغذات دینے ہیں۔ یہ کہہ کر
لوگ باہر نکل گئے۔

لیلیٰ نے کرسی پر ٹیک لگا کر آنکھیں موندلیں آج بھی وہ ہسپتال سے تھک کر آئی تھی۔ باہر بیل ہوئی
۔اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ نوکر بھاگا جا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں پھر موندلیں۔ تھوڑی دیر بعد
قریب آہٹ ہوئی، آنکھیں کھول کر دیکھا تو قدرت اللہ چلا آ رہا تھا۔ اس نے آنکھیں پھر موندلیں
۔ایک ہاتھ میں بڑا سا خاکی لفافہ تھا، اور دوسرے ہاتھ میں بریف کیس تھا۔

آیئے آیئے ________

لیلیٰ سیدھی ہو کر بیٹھ ہو گئی۔

توشہ اور مستعان بھائی بس دس منٹ کے لئے گئے ہیں۔ ابھی آ جائیں گے۔

قدرت سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔

ان کو معلوم تھا آپ نے آنا ہے، بس وہ بھی آتے ہوں گے۔

میرے یہاں بیٹھنے سے آپ کو زحمت تو نہیں ہو گی۔

نہیں نہیں۔۔۔۔۔ میں بھی تو ان کا انتظار کر رہی تھی۔

لیلیٰ نے نوکر کو آواز دے کر چائے لانے کا کہہ دیا۔

قدرت اللہ جھجکتے ہوئے اور رکتے ہوئے بولا ________

آپ کی امانتیں تھیں یہ ___ پاس ________ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو دے دوں

میری امانتیں ________؟

لیلیٰ حیران ہوئی ________

جی یہ کہہ کر قدرت اللہ نے بریف کیس کھولا۔ اور ایک البم نکال کر لیلیٰ کی طرف بڑھایا۔

حیرت زدہ لیلیٰ نے البم پکڑ لیا، اور صفحے الٹنے لگی۔

ارے یہ سب تو میری تصویریں ہیں۔ کیسے آئیں آپ کے پاس؟

جی یہ میں نے شادی کے دنوں میں اتاری تھیں آپ کی اجازت کے بغیر۔

اتنی زیادہ تصویریں؟ لیلیٰ ایک ایک صفحہ الٹ کے تصویروں کو غور سے دیکھتی جاتی اور بولتی جاتی۔

بس جی ساری تقریب کو میں کور کر رہا تھا تو آپ کی یہ تصویریں بن گئیں۔

ہاں مجھے توشہ نے بتایا تھا کہ آپ بڑے اچھے فوٹو گرافر ہیں۔

بس جی شوق ہے، ہابی سی ہے۔ کبھی کبھی اچھے منظر یا اچھے چہروں کو تصویریں اتار لیتا ہوں۔

بہت اچھی تصویریں ہیں واقعی آپ نے تو کوئی زاویہ چھوڑا ہی نہیں۔

لیلیٰ نے دیکھتے ہوئے کہا۔

میں تو ڈر رہا تھا۔ کہ کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں کہ بغیر اجازت کے بنا لیں۔

ہاں اصولاً تو آپ کو مجھ سے اجازت لینا چاہیے تھی۔ ویسے اچھا ہوا آپ نے اجازت نہیں لی۔
ورنہ میں انکار کر دیتی۔ مجھے تصویروں وغیرہ کا کوئی شوق نہیں۔ شاید میری زندگی میں اتنی زیادہ تصویریں آپ
نے ہی بنائی ہیں۔

یہ تو بہت اچھا ہوا کہ میں نے اجازت لینے کی جرات نہیں کی۔

لیلیٰ نے البم بند کر کے میز پر رکھ دیا۔

بہت شکریہ قدرت صاحب!

ایک اور چیز بھی دکھانا ہے۔ اس نے خاکی لفافہ کھولا۔ اس میں سے گول کیا ہوا ایک بنڈل نکالا،
اسے کھول کے لیلیٰ کے آگے کر دیا۔

اف یہ میری تصویر ہے اتنی بڑی اتنا بڑا پوسٹر بنا ڈالا آپ نے؟

قدرت کھڑا ہو گیا بولا میں دکھاتا ہوں آپ کو۔

پھر وہ کھڑے ہو کر اس نے پوسٹر پورا کھولا اور اپنے سامنے لگا کر اسے دکھانے لگا۔

اسے اتنے فاصلے سے دیکھیئے۔

لیلیٰ اپنی اتنی بڑی اور خوبصورت تصویر کو دیکھ کر حیران رہ گئی تصویر بھی عجیب زاویئے کی تھی ______

شامیانے کی اوٹ سے ڈوبتے سورج کی آخری شعاع لیلیٰ کی آنکھ پر پڑ رہی تھی اور اس کی روشنی کا زاویہ اس کے لمبے بالوں کو شعلہ بنا رہا تھا ______ یہ سائیڈ پوز تھا۔ لیلیٰ کی آنکھوں کی چمک اور ہونٹوں کی مسکراہٹ نے اسے ایک الوہی حسن بخش دیا تھا۔ ایک لمحہ تھا، حیرت اور سرخوشی کا جو قدرت نے اپنے کیمرے میں محفوظ کرلیا تھا۔ اسے انلارج کر کے اور بھی خوبصورت بنا دیا تھا۔

لیلیٰ حیرت سے دیکھتی رہی، اس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔ کہ وہ اتنی خوبصورت لگ سکتی ہے۔ وہ اپنی صورت اور اپنے آپ سے بڑی بے نیاز تھی۔

قدرت نے تصویر کو پھر گول گول لپیٹا ______ اور آ کر لیلیٰ کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

بہت خوبصورت تصویر بنائی ہے آپ نے لیلیٰ نے متاثر ہو کر کہا۔

میں نے نہیں خدا نے بنائی ہے قدرت بولا۔

خدا نے لیلیٰ حیران ہوئی۔

ہاں آپ کی صورت تو خدا نے بنائی ہے۔ میں نے تو صرف اس کا عکس اتارا ہے۔ عکس صورت سے بہتر نہیں ہوتا۔

لیلیٰ کی کسی نے اس طرح پہلی بار تعریف کی تھی۔ وہ جھینپ گئی۔ شکر ہے اسی وقت ملازم چائے لے آیا۔ اور اس نے اپنے آپ کو چائے کے برتن لگانے میں مصروف کرلیا۔

وہ چائے پیالیوں میں انڈیلنے لگی۔۔۔۔۔

قدرت بولا ______

آپ نے غور کیا ہے۔۔۔۔ کہ آپ کے بالوں کا آپ کی آنکھوں سے ایک گہرا رشتہ ہے

لیلیٰ ہنسنے لگی۔

قدرت صاحب: میں اس معاملے میں بالکل پیدل ہوں۔ سمجھتی نہیں ایسی شاعرانہ باتیں

______ ایسا ذوق صرف توشہ میں ہے

میں کسی دن آپ کے بالوں کی تصویر بناؤں گا۔

نہیں نہیں مجھے شوق نہیں ہے۔ تصویریں بنوانے کا ______

ہر کام اپنے شوق کے لئے نہیں کرتے۔ کبھی کبھی دوسرے کے شوق کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیے ______

لیلیٰ نے دانستہ گھڑی دیکھی ______ اور بولی ______

اوہ: دس منٹ کا کہہ کر گئے تھے وہ لوگ ______ ایک گھنٹہ ہو گیا ابھی ______ اتنے میں پورچ میں گاڑی رکی ______

لیجئے ______ آپ نے نام لیا۔ اور وہ لوگ آ گئے۔

ارے قدرت بھائی ______ سوری بھائی ہمیں کچھ زیادہ دیر ہو گئی۔

زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا میرے چاند: مستعان نے آگے آ کر کہا ______

مجھے تو وقت گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلا ابھی ابھی لیلیٰ کہہ رہی تھیں کہ مجھے آئے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے ______

اوہو: میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ میں نے تو آپ لوگوں کے لئے کہا تھا۔ آپ دس منٹ کا کہہ کر گئے تھے؟

لیلیٰ نے زچ ہو کر کہا۔

اچھا تو اب تمہارا وہ حال ہے ______ کہ مستعان قدرت سے ہاتھ ملا کر بیٹھ گیا۔۔۔ وہ کہتے ہیں نا

اپنی حالت کا کچھ احساس نہیں ہے مجھ کو
میں نے اوروں سے سنا ہے کہ پریشان ہوں میں

ہاہا ______ قدرت، مستعان اور توشہ ہنسنے لگے۔۔۔

لیلیٰ کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔

یہ تصویریں قدرت بھائی ______ توشہ نے موڈ بدلا ______ آہا یہ تو لیلیٰ کی تصویریں ہیں۔ کتنی خوبصورت ہیں ______ آپ کی بھی لایا ہوں ______ اس نے شادی کا البم نکال کر توشہ کو پکڑا دیا توشہ نے دیکھا مستعان نے دیکھا۔ پھر لیلیٰ دیکھنے لگی۔

میاں قدرت ______ تم نے ایک سال سوچا ہے۔ یہ البم دینے سے پہلے تو ذرا اور صبر کر

لیتے ہمارا بچہ پیدا ہو جاتا۔ اسے بھی اس میں شامل کر لیتے مستعان نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

سوچا تو میں نے یہی تھا مگر تم لوگوں نے ________

فضول باتیں چھوڑ و مستی، توشہ بات کاٹ کر بولی دیکھو تصویریں کتنی خوبصورت ہیں۔

قدرت بھائی میری دو چار تصویریں انلارج کر دیں پلیز۔

ضرور کر دوں گا۔

یہ کیا ہے۔ توشہ نے پوسٹر اٹھالیا۔ پھر اسے کھول کر دیکھا۔

اللہ ______ غضب ۔۔۔۔غضب ۔۔۔۔ کیا تصویر ہے ________ زبردست۔

ذرا دور سے دیکھیں ________

لو جی ہم نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ ہماری لیلیٰ اتنی خوبصورت ہے۔

تصویر کا تعلق خوبصورتی سے نہیں ہوتا ________ لیلیٰ نے چڑ کر کہا ________

قدرت بھائی آپ نے تو کمال کر دیا۔ اس پوسٹر کو فریم کروالاتے۔ ہم لیلیٰ کے کمرے میں لگا دیتے۔

مجھے کمرے میں تصویریں لگانا پسند نہیں ہیں۔ کبھی میرے کمرے میں کوئی تصویر دیکھی ہے۔؟ لیلیٰ نے کہا۔

کوئی بات نہیں توشہ بولی ________ میں اسے فریم کرا کے سٹڈی میں لگا دوں گی۔

پلیز مجھے اشتہار نہ بنائیں۔ لیلیٰ نے کہا۔

لیلیٰ پتری ________ یہ تصویر دیکھ کر مجھے خیال آ گیا کہ کاش تم ماڈلنگ میں ہوتیں۔

آپ سب کو کیا ہو گیا ہے۔ سب ہی بہکی بہکی باتیں کرنے لگے ہیں۔

یہ قدرت کی نگاہ کا جادو ہے ________ تصویریں کیا بنائیں کہ ہم سب پٹڑی سے اترنے لگے۔

یہی لگتا ہے۔ کہہ کر لیلیٰ کھڑی ہو گئی۔

میں آپ کے لئے فریش چائے بنواتی ہوں ______ جھوٹے برتن اٹھا کر وہ اندر کو چلی۔

جب وہ دور چلی گئی۔ تو مستعان نے آواز آہستہ کر کے پوچھا۔

کوئی بات بنی کہ نہیں ________ ؟

تم نے موڈ دیکھ لیا ہے۔ قدرت نے آہستہ سے کہا۔

خیر۔۔۔۔کوشش کرتے رہو۔ پتھر کو بھی جونک لگ سکتی ہے۔

لیلیٰ تیار ہو کر باہر نکلی۔ ابھی گاڑی نہیں آئی تھی۔ وہ پورچ کے پاس ٹہلنے لگی گیٹ کھلا اور قدرت کی زاندر آ گئی۔ اس وقت صبح کے دس بجے تھے۔ مستعان اور توشہ اپنے دفتر کے لئے نکل چکے تھے۔ اور ان نے کہا تھا۔ دس بجے تک وہ لیلیٰ کے لئے گاڑی بھیج دیں گے۔ قدرت اللہ گاڑی سے باہر نکل آیا۔

ستعان کا پوچھا ________

وہ تو جی دفتر چلے گئے ہیں۔

اچھا ______ ایک ضروری کاغذ لینا تھا اس سے۔۔۔۔۔۔آپ کیا کسی کا انتظار کر رہی ہیں۔

توشہ نے کہا تھا وہ گاڑی لے کر ابھی آ جائے گی۔ مجھے ہسپتال جانا ہے۔

میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔

نہیں نہیں ________ ابھی وہ آ جائے گی۔

تکلف نہ کیجئے میں بھی اسی طرف جا رہا ہوں۔ پلیز

لیلیٰ نے گھڑی دیکھی۔ مریض اس کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ وہ کیا کرے۔

آ جایئے تکلف کی کیا بات ہے۔ اگر راستہ میں ان کی گاڑی مل گئی۔ تو اس میں سوار ہو جایئے گا۔

ٹھیک ہے۔ لیلیٰ نے پرس اٹھایا۔ اور آ گئی ________ آ کر بیٹھنے لگی۔

آگے بیٹھنا پسند کیجئے گا۔

بیٹھ جاؤں گی۔

قدرت نے دروازہ کھولا اور وہ بیٹھ گئی۔

دوسری طرف سے قدرت آ کے بیٹھ گیا ________ لیلیٰ نے دیکھا قدرت کو گاڑی چلانے میں شکل پیش آ رہی ہے۔۔۔۔۔۔بولی۔۔۔

گاڑی تو ٹھیک ہے۔

گاڑی ٹھیک ہے۔ وہ نروس ہوتا ہوا بولا ________ دراصل آپ پہلی بار بیٹھی ہیں نا؟ تو میں

ذرا گھبرا گیا ہوں۔

میں سمجھی نہیں ______

وہ ہنسنے لگا۔ اصل میں میری موٹر میں اس سے پہلے کبھی کوئی خوبصورت لڑکی نہیں بیٹھی۔

آپ مرد لوگ لڑکی کے ساتھ خاصیت کیوں لگا لیتے ہے۔

کیسی خاصیت ______؟

مثلاً خوبصورت لڑکی ______ صرف لڑکی بھی تو کہہ سکتے ہیں۔

ہاں اس پر ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں ______

پھر خاموشی چھا گئی۔۔۔۔

آپ ایسی کیوں ہیں لیلیٰ ______ قدرت ہمت کر کے بولا۔

کیسی ______؟

کھردری۔۔۔۔ کھردری اور۔۔۔۔

سٹریٹ فارورڈ۔۔۔۔ یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ ______ میں جس پیشے میں داخل ہو
چکی ہوں۔ وہاں اس طرح رہنا پڑتا ہے۔

یہ تو ٹھیک ہے۔ مگر کل کلاں کو آپ کی شادی ہو جائے گی۔ بچے ہوں گے۔ آپ کو اپنا رویہ بدلنا
پڑے گا ______

شادی فی الحال میرے ایجنڈے میں نہیں ہے ______ اور میں کبھی اچھی بیوی نہیں بن سکتی

خیر یہ تو آپ کا اپنا خیال ہے۔ یہ ہو سکتا ہے دوسروں کا یہ خیال نہ ہو۔

لیلیٰ چپ رہی ______

ابھی نہ سہی ______ کبھی نہ کبھی تو شادی کرنی پڑے گی۔ قدرت پھر بولا ______

"جب حشر کا وقت آ جائے گا اس وقت دیکھا جائے گا ______" لیلیٰ نے بے اختیار کہا

ارے آپ تو کہہ رہی تھیں آپ کو شعر و شاعری سے شغف نہیں، ذوق نہیں وغیرہ وغیرہ مگر
موزوں مصرع جڑ دیا ہے۔ قدرت نے ذرا خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

یونہی سنتے سناتے کوئی چیز ذہن میں رہ جاتی ہے ______

اس کا مطلب ہے ایسا ذہن رکھتی ہیں آپ پھر بولا میں آپ کو کچھ اچھی غزلوں کے کیسٹ دوں

مجھے کہاں فرصت کہ سنوں؟

آخر کچھ تو آپ کو بھی پسند ہوگا۔؟

بالکل کوری ہوں ______

اگر کوئی آپ کی ادا کو بھی پسند کرے تو ______؟

احمق ہوگا وہ یہ کہتے ہی لیلیٰ کسی سوچ میں پڑ گئی۔ ایک دم جیسے اس کے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجنے
لگیں۔ قدرت کا وقت بے وقت گھر آ جانا عین اسی وقت مستعان اور توشہ کا گھر نہ ہونا جب موٹر کی
ضرورت ہو۔ بوتل کے جن کی طرح نمودار ہو جانا تصویریں اتارتے رہنا یہ لب و لہجہ کہیں اس کے ساتھ کو
سازش تو نہیں ہو رہی وہ ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔

جوں جوں کڑی سے کڑی ملاتی جاتی۔ موڈ آف ہوتا جاتا۔۔۔۔ اتنے میں سامنے ہسپتال کا
گیٹ آ گیا۔ لیلیٰ نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ بہت بہت شکریہ قدرت صاحب! آج واقعی میں
نے آپ کو زحمت دی ______

کاش آپ اسے زحمت نہ کہتیں میں تو ان لمحوں کو اپنی زندگی کے بہترین لمحوں میں شمار
کروں گا۔

خدا حافظ کہہ کر وہ چلا گیا ______

سارا دن لیلیٰ کھولتی رہی ______

شام کو گھر آئی۔ تو مستعان اور توشہ اپنی محفل جمائے بیٹھے تھے۔ وہ ان کے پاس سے منہ بنائے
گزر گئی۔

توشی ______ مستعان نے کہا۔ آج لیلیٰ کا منہ کچھ سوجھا ہوا نہیں تھا؟

تھا ______ توشی بولی۔

راز تو نہیں فاش ہو گیا۔

میں نے تم سے کہا تھا۔ اتنی جلد بازی نہ کرو۔ وہ بڑی ذہین ہے۔ بڑی جلدی بات کی تہہ تک پہنچ
جاتی ہے۔ اب بس میری شامت آئے گی تم مزے سے دیکھتے رہنا۔

اچھا۔۔۔۔ ذرا انتظار تو کرو، ہمارا اندازہ غلط بھی تو ہو سکتا ہے ______

بہرحال انتظار کرنا پڑے گا۔

رات جب لیلیٰ کھانے کے کمرے میں نہیں آئی۔اور اس نے کہلوا دیا کہ اس کی طبیعت خراب ہے
،وہ کھانا نہیں کھائے گی۔تو مستعان اور توشہ دونوں اس کے کمرے میں آ گئے۔کیا بات ہے لیل توشہ بو
لی۔آج تو نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔کیا ہوا ہے طبیعت کو۔

آپ دونوں نے میری زندگی اجیرن کر دی ہے وہ جل کر بولی۔

اس پر دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔انہیں امید نہیں تھی کہ لیلیٰ ایک دم اپنے ردعمل کا اظہار کر دے گی۔

دونوں مسکین شکل بنائے پاس آ کر بیٹھ گئے۔

توشہ لیلیٰ نے براہ راست اپنی بہن کو مخاطب کیا۔تم تو میری طبیعت سے واقف ہو پھر تم نے وہ بندہ میرے پیچھے کیوں لگا دیا۔بہت کھٹکتی ہوں۔میں تمہیں میرے داخلے کے کاغذات آ گئے تو میں یہاں سے دفعان ہو جاؤں گی۔مجھے بوجھ نہ سمجھو یہ کہہ کر لیلیٰ رونے لگی۔

تب مستعان آگے آیا اس نے لیلیٰ کا سر اپنے کندھے سے لگایا اسے پچکارا اور پیار سے بولا۔

میری لیلیٰ پتری ________ خدا کی قسم ہماری محبت میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔اگر تم اپنے آپ کو سنبھالو تو ہم صحیح صورت حال تمہارے آگے رکھ دیں۔

ہاں لیل میری جان: اپنی بہن کی نیت پر شک نہ کرو قدرت نے ہمیں بتایا کہ وہ تمہارے عشق میں مبتلا ہو چکا ہے۔اور تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ہم نے اسے موقع دیا کہ وہ تمہارا۔۔۔۔۔

چپ کرو توشہ،۔۔۔۔۔مستعان بولا ________ تمہیں تو بات بھی نہیں کرنی آتی۔

دیکھو لیلیٰ ________ میں گذشتہ دس سالوں سے قدرت کو جانتا ہوں۔بہت ہی ٹیلنٹڈ لڑکا ہے۔محنتی ہے۔ہاں اس کی بیک گراؤنڈ دیہات کی ہے۔وہ ایسا دل پھینک آدمی نہیں ہے۔وہ تو لڑکیوں سے میلوں دور رہا کرتا تھا شادی کے دنوں میں تمہیں دیکھا اور پسند کرنے لگا ہم نے دانستہ تمہیں موقع دیا کہ تم اسے جانچ لو۔

مگر مجھے شادی کرنی نہیں لیلیٰ چیخ کر بولی۔

یاد کرو لیلیٰ ________ ایک روز پاپا نے ہمارے سامنے تم سے وعدہ لیا تھا نا؟ کہ تم شادی ضرور کرو گی؟

ہاں مجھے یاد ہے مگر ابھی نہیں ابھی بالکل نہیں ________

تو ہم کونسا ابھی پر زور دے رہے ہیں۔تو کہو گی تو قدرت انتظار کر لے گا۔

میں اسے انتظار میں کیوں رکھوں؟ میرے دل میں کوئی ایسی بات نہیں۔

ہو سکتا ہے تب تک بات پیدا ہو جائے توشہ بولی۔

نہیں ہو سکتی۔اور آپ مجھے بے سکون نہ کریں۔

اچھا یہ بتاؤ۔مستعان بولا قدرت تمہیں پسند نہیں ہے۔

میں نے کبھی اس نظر سے اسے دیکھا ہی نہیں ________

تو اس نظر سے دیکھ کر بتا دو توشہ بولی۔

توش "بونگیاں" نہ مارو۔۔۔۔۔اچھا پتری۔۔۔۔۔ہم تمہیں تنگ نہیں کریں گے۔اور قدرت کو بھگا دیں گے۔تم پر سکون ہو جاؤ۔اس گھر میں کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف نہیں ہو گی۔اب بچوں کی طرح آؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھا لو۔

فون کی گھنٹی بجی تو لیلیٰ نے لپک کر ریسیور اٹھالیا۔
دوسری طرف سے آواز آئی ________
لیلیٰ میں قدرت بول رہا ہوں۔
لیلیٰ چپ رہی ________
اور میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔
آپ کو پھر کسی نے بتا دیا کہ آج گھر میں، میں اکیلی ہوں۔
نہیں محترمہ ضروری نہیں کہ آج آپ وقت دیں جب آپ مناسب سمجھیں۔
ہمیشہ تو آپ ''چانس'' لیا کرتے ہیں۔ آج وقت مانگ رہے ہیں۔
شاید اسی لئے وقت مانگ رہا ہوں کہ چانس کا تاثر زائل کرسکوں۔
دیکھیں: مجھ سے مل کر آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔
فائدے کے لئے کون ملتا ہے۔ بعض لوگ تو محض نقصان کے لئے ملتے ہیں۔
دیکھئے قدرت صاحب: مجھے آپ کی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔
اسی لئے تو ایک آخری کوشش کر رہا ہوں۔ تاکہ اپنی بات آپ کو سمجھا سکوں۔
ابھی تو کچھ دن بہت مصروف ہوں ________
کوئی مضائقہ نہیں ________ کچھ دن کے بعد کا وقت دیجئے۔
کیا مصیبت ہے۔ لیلیٰ نے دل میں سوچا ________ پھر ایک دم اسے خیال آیا کہ مل لینے میں
کیا حرج ہے۔ وہی بات وہ کہے گا جو آج کل توشہ اور مستعان کہہ رہے ہیں۔ تو وہ اسے اپنا موقف اچھی
طرح سمجھا سکے گی۔ اور بہتر ہے کہ یہ بات جلدی ہو جائے ـــ۔ جتنی جلدی ہو جائے اور اچھا
اچھا ________
سوچ کر بولی ________

یوں تو میرا سارا ہفتہ بہت مصروف ہے۔ لیکن آج ابھی ایک گھنٹے بعد میں اپنا کام مکمل کرلوں گی۔
سکتے ہیں۔ تو آجائیں؟
ٹھیک ہے میں ایک گھنٹے بعد حاضر ہو جاؤں گا۔
لیلیٰ نے قدرت کو وقت دے دیا ـــ۔ لیکن اس کے دل میں گھبراہٹ سی ہونے لگی پتہ نہیں
ایسے خوف سا آنے لگا ________ وہ کچھ بے سکون ہو گئی اس نے بہت چاہا کہ اپنا کام ختم
کرے مگر اس سے کام ہو ہی نہیں سکا اگر وہ ہر بات صاف صاف کرنے کا حوصلہ رکھتی تھی۔ پھر بھی وہ
گی پتہ نہیں وہ کیا کہے گا اور پتہ نہیں وہ کیا ردعمل ظاہر کردے گی۔
ادھر توشہ اور مستعان نے قدرت کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا تھا۔ جب لیلیٰ نے دوٹوک جواب
دیا تو مستعان نے جا کے قدرت سے کہا۔
یار اپنا مسئلہ اگر تم خود حل کر سکتے ہو تو کرلو ہمیں بیچ میں نہ ڈالو۔ ہماری پوزیشن پہلے ہی خراب ہوگئی

توشہ نے بھی یہی کہا تھا ________ کہ
قدرت بھائی ________ لیلیٰ بڑی پیاری طبیعت کی لڑکی ہے۔ ہر بات میں سوچ بچار کرتی
بری طرح نہیں ہے۔ اگر آپ خود اس کے قریب جائیں گے۔ اور خود بات کریں گے۔ تو بات

کئی مہینوں سے یہ بات ایک ہی جگہ اٹکی ہوئی تھی۔ اسی لئے قدرت نے فیصلہ کیا کہ وہ خود آگے
گتھی کو سلجھائے گا۔
لیلیٰ ابھی اپنے ذہن کی کشمکش کو ٹھیک طرح سلجھا نہیں پائی تھی۔ کہ قدرت اللہ آگیا۔ نوکر نے آ
اس نے کہا۔ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ، اور چائے لاؤ میں آتی ہوں۔ لیلیٰ نے اٹھ کر آئینے
میں چہرہ دیکھا اس کے لمبے بال الجھے ہوئے تھے صبح سے وہ ایک فائل میں الجھی ہوئی تھی۔ کپڑے بھی
نہیں پہنے ہوئے تھے اور چہرہ بھی کیسا اڑا اڑا لگ رہا تھا۔
اس نے سوچا ________ منہ دھو لے ________ بالوں پر کنگھی پھیر لے ________
بدلنے جائے پھر خیال آیا، چھوڑو پرے، وہ کہے گا میں خاص طور پر تیار ہو کے آئی ہوں دوپٹہ اٹھایا
اور ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔

قدرت کھڑا ہوگیا، اس نے ہاتھ میں بہت سے خوبصورت گلاب کے پھول پکڑے ہوئے
پھول اس نے لیلیٰ کی طرف بڑھائے ______
اس نے شکریہ کہہ کر لے لئے۔ اور میز کے ایک کونے پر رکھ دیئے۔
دونوں بیٹھ گئے ______
مجھے معلوم ہے میرا آنا آپ کو اچھا نہیں لگا۔ مجھے معلوم ہے آپ اس تھکے تھکے حلیے میں
کرآ گئی ہیں تا کہ اپنی بے زاری مجھ پر ظاہر کر سکیں لیکن میں بھی کیا کرتا مجھے تو جو کچھ کہنا تھا آپ
سے کہنا تھا۔
دل میں لیلیٰ نے قدرت کی اس بات کی داد دی۔ نوکر چائے رکھ کر چلا گیا۔ لیلیٰ کچھ کہے بغیر چا
بنانے لگی۔
پیالی پکڑتے ہی قدرت کہنے لگا ______
جس طرح آدمی کسی کو یہ نہیں بتا سکتا، کہ اسے اس سے محبت کیوں ہوئی اسی طرح وہ دوسرے
پوچھ بھی نہیں سکتا کہ اسے محبت کیوں پسند نہیں ہے ہر بندے کا معاملہ اپنا ہوتا ہے۔
وہ بہت کم ظرف ہوتا ہے۔ جو دل کی بات نہ کہہ سکے۔
پہلے میں نے مستعان اور توشہ کو بیچ میں ڈالا تھا۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ وہ آپ
معاملات میں دخل اندازی کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ پھر میں نے سوچا میں خود ہی آپ سے بات
لوں میں نے کوئی ڈاکہ تو ڈالا نہیں نہ ہی کوئی دہشت گردی والا جرم کیا ہے۔
چائے پینے لگا۔۔۔۔ گھونٹ گھونٹ۔۔۔۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔
بس آپ کو دیکھا آپ اچھی لگیں دل میں اتر گئیں آخر شادی تو آپ کو بھی کرنا ہے، نہ کیجئے
شادی کر لیجئے مجھ سے ______
اس پر لیلیٰ کو بے اختیار ہنسی آ گئی ______
شکر ہے آپ مسکرائیں۔ آپ کو شاید معلوم نہیں جب آپ بے ساختہ ہنستی ہیں تو لگتا ہے
رات میں بارش ہو رہی ہے ______
قدرت صاحب: مجھے مستعان بھائی نے کئی بار بتایا تھا۔ کہ آپ بڑی خوبصورت باتیں
والے آدمی ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ قدرت باتوں کا جال بچھاتا ہے۔ اور میں کلائنٹ پھنسا

بے اختیار ہنس دی۔ کہ میں نے پہلی بار آپ کو جال بچھاتے دیکھا۔
اب قدرت ہنسنے لگا، نہیں نہیں ______ وہ تو کاروباری معاملات کی بات ہوتی ہے
وہ اور مجبوری ہوتی ہے آپ کے سامنے میں دل کی بات کر رہا ہوں۔
خدا کی قسم میں دل کی بات کر رہا ہوں۔
بھلا یہ بتائیں بغیر محبت کے شادی ہو سکتی ہے ______ لیلیٰ بولی۔
کیوں نہیں، ہمارے ملک میں پہلے شادی ہوتی ہے، بعد میں محبت ہوتی ہے ______ بلکہ
اوقات تو ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں ہوتا۔
قدرت صاحب: میں بھی آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتی ہوں کہ میری زندگی کا ایک مشن
ہے کینسر کی ایک کامیاب ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں۔ ابھی تک میری نگاہوں میں میری ماں کے مرنے
ٹھہرا ہوا ہے۔ میں اتنی دیر تک مریضوں کے آپریشن کرتی رہنا چاہتی ہوں۔ جب تک میری بینائی
سامنے سے وہ سارا سین ہٹ نہ جائے۔
تو اس سے کون آپ کو منع کرتا ہے ______؟
ابھی مجھے مزید مطالعہ کرنا ہے۔ دو سال کا ایک سپیشل کورس کرنے امریکہ جانا ہے۔ ابھی میری
بہت دور ہے جب تک میں ایک کامیاب سرجن نہ بن جاؤں میں شادی کے بارے میں سوچ بھی
سکتی۔
نہ کریں ______ لیکن شادی کا وعدہ تو کر سکتی ہیں۔
نہیں ایسا فضول وعدہ میں نہیں کر سکتی ______
کسی کو انتظار کرنے کے لئے کہہ تو سکتی ہیں؟
کیا بھروسہ ہے قدرت صاحب،
ہوتے ہوئے آپ ڈاکٹر ہیں۔ اور ایسی باتیں کرتی ہیں۔
اسی لئے مجھے ایسی باتیں کرنی چاہئیں۔ یہ وعدے اور قسمیں سب فلمی باتیں ہیں۔ اور پھر میرا پیشہ ایسا
ہے شاید کسی کو خوش نہ رکھ سکوں۔
آپ کے اس پیشے کی وجہ سے اگر کوئی آپ کو زندگی بھر خوش رکھنا چاہے تو۔
یہ تو غیر قدرتی سی بات لگتی ہے۔ لیلیٰ نے کہا۔

اتنی بدگمان کیوں ہیں؟ کسی پر اعتبار کیوں نہیں آتا اتنی روکھی باتیں کیوں کرتی ہیں؟

بس اسی طرح کی باتیں مجھے کرنا آتی ہیں۔

میں نہیں مانتا جس قسم کی شخصیت اللہ نے آپ کو دی ہے۔ وہ تو ایک انعام لگتا ہے۔

اس انعام کی قدر کیجئے۔

یہ زندگی میں اللہ کے بندوں کے نام لگانا چاہتی ہوں۔

تھوڑی سی اللہ کے ایک بندے کے نام لگا دیجئے؟

قدرت صاحب آپ مجھے بار بار شرمندہ نہ کریں۔

آپ کو معلوم ہے کہ انسان کے نفس کے حقوق بھی ہوتے ہیں۔

بس ____ اب زیادہ پریشان نہ کیجئے گا۔ آپ یہی سمجھیں کہ میں شادی کی اہل نہیں ہوں

ارے میں نے یہ تو کبھی سوچا ہی نہیں۔ کہیں کوئی تو آپ کے دل میں براجمان نہیں۔

نہیں نہیں لیلیٰ ایک دم بولی ایسا تو وہم بھی دل میں نہ لائیے گا میں ایک مانوٹریک عورت ہوں اپنے مشن کے راستے پر ہی چل رہی ہوں اتنے میں باہر سے آواز آئی کسی نے اندر جھانکا یہ مستعان تھا

____ آؤ آؤ مستی بھائی ، لیلیٰ کھڑی ہوگئی۔

ارے قدرت مستعان چلایا دوڑ کر آؤ توشہ اللہ کی قدرت، میں کیا دیکھ رہا ہوں۔

توشہ بھاگ کر اندر آئی ____

قدرت بھائی ____ لیلیٰ ____ دونوں کو دیکھ کر بولی، کب آئے ____ کیسے آئے۔ اور کس نتیجے پر پہنچے ____

قدرت نے اٹھ کر ہاتھ ملایا ____

میں نے آج لیلیٰ سے وقت مانگا تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے ازرہ کرم آج ہی وقت دے دیا

یار من: اب ہمیں پوچھتے نہیں ہو بالا ہی بالا سب کام کرتے پھرتے ہو،

لیلیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے گئی۔ تا کہ ساری صورت حال اسے بتا سکے۔

کیوں توشہ کا ہاتھ میاں قدرت ____ ؟ کہاں تک پہنچے۔۔۔۔۔

یار برف پگھلنے کے کچھ آثار تو ہوئے ہیں ____

دونوں ہنسنے لگے۔

توشہ، توشہ ____ ! لیلیٰ بھاگتی ہوئی اندر آئی خوشخبری خوشخبری۔

ارے توشہ دوسری طرف سے آ گئی۔ خوشخبری تو میرے پاس بھی ہے اچھا پہلے تم بتاؤ۔

نہیں توشہ پہلے تم بتاؤ۔

پتہ ہے لیلیٰ مجھے نا؟ مجھے مجھے پھر یعنی کہ۔۔۔۔۔ میرا رزلٹ پوزیٹو آ گیا ہے۔

یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ مگر تمہیں پتہ ہے نا کہ اس مرتبہ حمل کے دوران تم نے بہت احتیاط کرنی ہے۔

کروں گی بھئی کروں گی اچھا اب تم سناؤ تمہاری کیا خوشخبری ہے۔؟

امریکہ سے کال آ گئی۔ انہوں نے لکھا ہے۔ تین مہینے بعد آ کر جوائن کر لو آج میں بہت خوش ہوں توشہ؟

لیلیٰ تمہیں پتہ ہے۔ مستعان کے امی ابو یورپ جا رہے ہیں۔

کیوں؟ بس ایسے ہی سیر کی غرض سے ابو جی کے ایک دوست اوسلو میں رہتے ہیں۔ ہر سال ان کا وہاں جانے کا پروگرام بناتے ہے۔ بنا نہیں پاتے تھے۔ اب ہم دونوں چونکہ تمہارے پاس رہتے ہیں انہوں نے کہا ہے وہ گرمیاں وہاں گزاریں دونوں خاندان مل کے پورے یورپ کی سیاحت کریں

بڑا اچھا پروگرام ہے لیلیٰ بولی ____

میں آج کل ان کی تیاری کروا رہی ہوں۔ توشہ بولی ____

توشہ جی ____ اب تم بازاروں میں گھومنا بند کرو۔ ورنہ مجھے خود خالہ جان سے کہنا پڑے گا۔

چپ رہو، آج تو جا کر انہیں خوشخبری سناؤں گی۔ ابھی کچھ نہ کہنا۔

شام کو جب توشہ اپنی ساس کے گھر گئی اور انہیں اپنے حاملہ ہونے کی خوشخبری سنائی تو وہ بے حد خوش ہوئیں۔

بھئی اب تو ہم اتنی لمبی سیر کر کے آئیں گے جب تک ننھا پوتا، پوتی ہو چکا ہوگا۔

توشہ شرمانے لگی۔

پھر اس نے لیلیٰ کے بارے میں بتایا کہ تین مہینے بعد وہ امریکہ چلی جائے گی۔

امی نے کہا کتنا اچھا ہوتا۔ اس کی شادی ہو جاتی۔ اور وہ شادی کے بعد جاتی ________

اسی وقت توشہ کو خیال آ گیا کہ اس سلسلے میں امی کی خدمات لی جائیں۔ رات کو مستعان اور توشہ نے انہیں صورت حال سمجھا دی۔ کہ اگر وہ اپنا بزرگانہ دباؤ ڈالیں تو یہ ناممکن کام ممکن ہو سکتا ہے۔

اگلے دن وہ لیلیٰ کے گھر آئیں اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بہت دعائیں دیں پھر کہا بیٹی تم تو ایک سعادت مند اور قابل فخر بیٹی ہو لیکن ہمارا جو فرض ہے وہ ادا کرنے دو۔

میں سمجھی نہیں خالہ جان۔

بیٹا: تمہارے پاپا دل میں تمہاری شادی کی خلش لے کر گئے ہیں، تم ان کی خواہش کو پورا کرو۔

لیلیٰ نے نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے مستعان اور توشہ کو دیکھا۔ اور اسے ساری بات سمجھ میں آ گئی۔۔۔۔

بیٹا قدرت بڑا اچھا لڑکا ہے۔ یوں سمجھو کہ وہ تو میرے گھر میں ہی پلا ہے۔ اگر میری ایک آنکھ مستعان تھا۔ تو دوسری قدرت تھا۔ گھر کا لڑکا ہے۔ دیکھا بھالا ہے ________ دونوں بہنیں بیٹھ ساتھ رہو گی ایک دوسرے کے دکھ درد میں شامل رہو گی تبھی تو ایک دوسرے کا سہارا ہو۔

یہ سن کر لیلیٰ نے سر جھکا لیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے۔ کسی کو اس کے دل کا درد سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ ہر ایک کو اس کی شادی کی پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ہمت کر کے کہا۔

خالہ جان میری پڑھائی میں ابھی دو سال باقی ہیں۔ میں کوئی جنجال گلے میں ڈال کر پڑھائی مکمل نہیں کر سکتی ________

ہاں ہمیں اس بات کا خیال ہے۔ وہ بولیں، امریکہ جانے سے پہلے ہم تمہارا نکاح کر دیتے ہیں۔ شادی دو سال بعد ہو جائے گی۔ ہم قدرت کو سمجھا دیں گے۔

نکاح کے بعد کوئی نہیں سمجھتا خالہ جان وہ بولی۔

بھئی میں جو ہوں میں گارنٹی دیتی ہوں۔ میرے سامنے وہ چوں چرا نہیں کر سکتا۔

خالہ جان مجھے سوچنے کا موقع دیں۔ لیلیٰ نے گلوگیر آواز میں کہا۔

مستعان نے ماں کو اشارہ دیا کہ بس اتنا ہی کافی ہے۔

ٹھیک ہے میری بچی۔ تم اچھی طرح سوچ لو۔ ہم زبردستی نہیں کریں گے۔ مگر تم بھی ہماری مجبوری کو سمجھو ایک اچھا رشتہ گھر میں ہے۔

وہ کھڑی ہو گئیں آؤ مستعان مجھے چھوڑ آؤ۔

کوشش کرنا میرے جانے سے پہلے لیلیٰ کی بات پکی ہو جائے ________

وہ باہر چلی گئیں ________

لیلیٰ توشہ کے پیچھے پڑ گئی۔ کہ آپ لوگ مجھے اپنی مرضی سے جینے نہیں دیتے۔ توشہ اسے پیار سے سمجھانے لگی۔ کہ جب قدرت سے لے کر امی جان تک ہر کوئی تمہاری شرط ماننے کو تیار ہے۔ پھر تمہیں کس بات کا ڈر ہے ________

لیلیٰ نے کہا یہ سب نکاح سے پہلے کی باتیں ہوتی ہیں۔ بعد میں وہ زور آور ہو جاتے ہیں اور ہم کمزور ہو جاتے ہیں۔

ایسا نہیں ہوگا ________

اگلے دن مستعان اور توشہ قدرت کو پکڑ کر گھر لے آئے ________ اور لیلیٰ سے بات کروادی۔

وہ بولا ________

مجھے لیلیٰ کی ہر شرط منظور ہے۔ یہ اگر دس سال تک انتظار کرنے کو کہے تو میں کروں گا۔ اس کے راستے میں نہیں آؤں گا۔ مگر میری بھی ایک شرط ہے۔ کہ پھر نکاح کر دیا جائے۔ یعنی کوئی تو استحقاق ہو۔ جس کے سہارے میں یہ سارا عرصہ کاٹ لوں ________"

طے یہ ہوا کہ اپریل میں نکاح کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اپریل کے آخر میں فیضان صاحب اور مسز فیضان یورپ جا رہے تھے۔ اور جون میں لیلیٰ نے امریکہ جانا تھا ________

سو بہت دنوں سے اداسیوں میں ڈوبے ہوئے گھر میں ہلچل سی ہوئی ________ اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ لیلیٰ کا قدرت سے نکاح ہو گیا۔ نکاح کے روز بھی لیلیٰ بڑی اداس تھی۔ توشہ سے کہتی تھی۔ تم سب نے مل کر مجھے شکست دے لی ________

البتہ قدرت بہت خوش تھا۔ ہر ایک سے کہتا تھا۔ جذبے صادق ہوں تو بار آور ہوتے ہیں ________

فیضان صاحب کا ایک جگری دوست عرصئہ دراز سے اوسلو میں رہتا تھا۔ ان کے بھی بال بچے بیاہے گئے تھے۔ اس لئے وہ پاکستان صرف فیضان فیملی کے لئے آیا کرتے تھے۔ ہمیشہ پروگرام بنایا کرتے کہ گرمیوں میں موٹر کاروان لے کر سڑک کے ذریعے پورے یورپ کی سیر کو جائیں۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے اوب گئے ہیں۔ ذرا بڑھاپے میں بھی انجوائے کرنا سیکھیں اب دیکھیں دنیا کیسی لگتی ہے

چونکہ مستعان اب مستقلاً توشہ اور لیلیٰ کے پاس رہتا تھا۔ اس لئے اس نے بھی خوشی سے جانے کی اجازت دے دی تھی۔

لیلیٰ حیرت زدہ تھی، اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ کہ اس کی زندگی میں ایک ایسا موڑ آئے گا چاہت کی چاندنیاں ہمہ وقت اس کے آنگن میں اترا کریں گی وہ کسی کی نظروں کا مرکز بن کے قوس قزح کا جھولا جھولے گی۔۔۔۔۔۔ صبحوں اور راتوں کے رنگ بدل جائیں گے زندگی میں سب کچھ بدل گیا تھا۔

نکاح کے بعد قدرت کا ایک اور روپ سامنے آیا تھا۔ جہاں لیلیٰ قدم رکھتی۔ وہاں وہ ہتھیلی رکھ دیتا اس کے چہرے کا اک اک نقش لیلیٰ کے احکام کا منتظر رہتا۔

اچھا اسے محبت کہتے ہیں۔

لیلیٰ دل میں سوچا کرتی پھر اسے خوشی ہوتی کہ اس نے یہ تجربہ کر کے دیکھ لیا یوں تو ہر لڑکی کا منشور یہی ہوتا ہے۔ ایک چاہنے والا شوہر، چند بچے، ایک پرسکون گھر لیکن اس منشور کے اندر اگر کیریئر یا آدرش کی شق بھی لگ جائے تو زندگی اپنے آپ پر اترانے لگتی ہے۔

مستعان کے والدین یورپ جا چکے تھے۔ وہاں سے ان کا اگلا پروگرام بھی آ گیا تھا، جس میں انہوں نے سڑک کے ذریعے سارے یورپ کی سیر کرنے کا شیڈیول اور نقشہ بھی بھیجا تھا۔

لیلیٰ نے اپنے ہسپتال سے چھٹی لے لی تھی۔ آج کل وہ امریکہ کی تیاریوں میں لگی رہتی یا پھر مستعان اور قدرت سیر سپاٹے کے پروگرام ترتیب دیا کرتے۔ اور وہ چاروں مل کر زیادہ وقت ہنسنے بولنے میں گزارتے۔

کبھی کبھی لیلیٰ سوچتی یہ خواب کی کیفیت ہے۔۔۔۔۔۔۔ نیند کھلنے پر کہیں ٹوٹ نہ جائے بھلا یوں طشت میں رکھ کے خوشیاں پیش کرتا ہے۔

وہ اس کا اظہار قدرت سے بھی کر دیتی وہ کہتا۔

جان آرزو: دیر تم نے لگائی ہے۔ میں نے تو جس دن تمہیں دیکھا تھا۔ اسی دن تمہیں اپنانے کا ٹھان لیا تھا۔ اگر تم جلدی حامی بھر لیتیں تو یہ سب بہت پہلے ہونے لگتا۔

ہر چیز کا وقت مقرر ہوتا ہے قدرت ________ وہ کہتی۔

مگر دیکھو نا: تمہاری ضدی طبیعت کے آگے میں کیسے ڈٹا رہا۔ مجھے اپنے جذبے پر یقین تھا۔ او
اب مجھے یقین نہیں آ رہا۔ کہ زندگی اتنی خوبصورت بھی ہو سکتی ہے۔ لیلیٰ کہتی میں تو ازلوں سے اپنے آپ
سے بے پروا تھی۔ اور ایسی باتوں سے منہ موڑ رکھا تھا۔

میں نے تمہیں چاہا ہے۔ تمہیں محبت کرنا بھی سکھاؤں گا۔ لیلیٰ زور زور سے ہنسنے لگتی۔

پہلے مجھے اپنے دو سال مکمل کرنے دو ______ وہ کہتی ـــــ

یہ دو سال تو تم نے اپنے زور پر مکمل کرنے ہیں ـــــ

کیا مطلب ہے تمہارا ______ ؟

بھئی دو سال تم نے مکمل کرنے ہیں۔ میں نے نہیں ______

کیا کہہ رہے ہو ______ ؟

کہہ رہا ہوں کہ تم نے دو سالہ کورس مکمل کرنا ہے۔ میں نے تو یہاں رہنا ہے مجھے ان دو سالوں میں
کیوں شامل کر رہی ہو ______

اچھا اچھا وہ ہنسنے لگتی ـــــ

لیلیٰ: سچی بات یہ ہے۔ اب میں یہاں تمہارے بنا کیسے رہوں گا۔ یہ سوچ کر مجھے ہول اٹھتے ہیں۔

پلیز ایسی باتیں اب شادی کے بعد کرنا ______

شادی کے بعد پتہ ہے میں کیا کروں گا میں نے کچھ اور پروگرام بنا رکھے ہیں۔

کیا کرو گے ______ ؟

لیلیٰ: میں نے سوچا ہے۔ میں ایک شیشے کا گھر بناؤں گا۔

شیشے کا گھر، پاگل ہے تو ______

نہیں نہیں میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ میرے گھر میں بیڈ روم ہوگا نا؟ اس کی ساری دیواریں شیشے کی
ہوں گی۔

اچھا تاکہ ساری دنیا اندر جھانکتی رہے ______

ارے نہیں پگلی ______ باؤنڈری لائن تو پتھر کی ہوگی۔ صرف بیڈ روم کی دیوار شیشے کی ہوگی تا
کہ تم گھر میں جو کرتی رہو۔ مجھے نظر آتا رہے۔ اپنے کمرے میں لیٹا ہوا میں تمہیں دیکھتا رہوں ایک منٹ
کے لئے تمہیں اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔

قدرت خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کیا کرو۔ مجھے ایسی باتوں سے ڈر آتا ہے لیلیٰ آنکھیں
بند کر لیتی۔

تمہارا کیا ہے تمہیں ہر چیز سے ڈر آتا ہے۔ مجھ سے، میری محبت سے اور اب میرے جنون سے ڈر
آنے لگا ہے۔

یہ سب اَن نیچرل سا لگتا ہے۔

اس دنیا میں جو کچھ ہوتا رہا ہے۔ وہ پہلے پہل ان نیچرل ہی لگتا تھا۔ کیا قیس کو کبھی معلوم تھا۔ کہ دنیا
اسے مجنوں کے نام سے جانے گی اور اب ہر تیسرا آدمی مجنوں بن جاتا ہے۔ سنو لیلیٰ جب سے تم مجھے ملی
ہو میرا دل چاہتا ہے۔ میں اپنا تخلص قیس رکھ لوں۔

خدا کے لئے ایسا نہ کرنا قدرت بڑے احمق لگو گے۔

اچھا خیر تم جاؤ تو سہی تمہاری جدائی میں شاعری شروع کر دوں گا۔ پھر قیس تخلص کر لوں گا۔

وہ دونوں خوب ہنستے ______

توشہ لیلیٰ کا چمکتا ہوا اور ہر دم مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ کر سوچا کرتی۔ کہ اس کی بہن کی زندگی بن گئی
ہے۔ وہ تو ہمیشہ سنجیدہ اور خاموش رہتی تھی۔ اب بات بات میں ہنستی حتیٰ کہ اس کے پہناوے میں فرق آ
گیا تھا۔ سفید لبادہ چھوڑ کے اس نے کلر رنگ کپڑے پہننا شروع کر دیئے تھے۔ ہلکا ہلکا سنگھار بھی کرنے لگی
تھی جس سے اس کی شخصیت میں مزید نکھار آ گیا تھا۔

یہ ایک مہینہ ایسے اڑ گیا۔ جیسے اگر بتی خوشبو لٹاتے ہی راکھ ہو جاتی ہے۔

جس دن لیلیٰ نے جانا تھا وہ بھی اداس تھی ______

رات سونے سے پہلے اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا تھا۔ کہ اگر وہ امریکہ نہ بھی جاتی تو کیا فرق
پڑتا۔ یہاں ملازمت بھی ہے۔ محبت بھی ہے۔ گھر بھی ہے پہلے کی بات اور تھی تب دل میں نرم گرم
گوشے نہیں جاگے تھے۔

پھر اس نے اپنے خیالات کو جھٹک دیا۔

مستعان نے قدرت اور توشہ سے کہہ دیا تھا۔ کہ خبردار اگر کسی نے ائیر پورٹ پر اداس کرنے والی
کوئی بات کہی تو ______

پھر بھی قدرت ائیر پورٹ پر لیلیٰ کا ہاتھ تھام کر اسے دور کونے میں لے گیا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔

FOURTH PHASE

لیلیٰ میں اس شہر میں کیسے رہوں گا۔تم مجھے ہر موڑ پر نظر آ ؤ گی۔
دو سال کا بن باس کیسے کاٹوں گا۔
مگر لیلیٰ چپ تھی۔بار بار اس کی بھی پلکوں کے کنارے بھیگ جاتے تھے۔
مگر اس نے دل پر قابو رکھا______
خط لکھتی رہنا______فون کرتی رہنا______ٹھیک ہے۔
ٹھیک ہے، وہ کہتی______
ورنہ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔
نہیں قدرت______تم اپنا وعدہ نبھاؤ گے۔پھر انشاء اللہ ہم ایک خوبصورت زندگی کی ابتدا کریں گے۔

لیلیٰ چلی گئی۔تو گھر بھر پر اداسی طاری ہوگئی۔تین دن تک توشہ بستر سے نہ اٹھ سکی قدرت چند دنوں کے لئے اپنے گاؤں چلا گیا۔

اس روز دفتر کا سارا کام اٹھا کر مستعان گھر لے آیا۔اس نے گھر میں بھی ایک کمرے کو دفتر بنالیا تھا۔توشہ سے بولا______

توش: میں اپنے کمرے میں ہوں۔ضروری کام نمٹانا ہے کوئی فون آئے تو تم سن لینا توتوشہ پڑھتے پڑھتے گہری نیند سوگئی تھی۔

جب فون کی گھنٹی بجنے لگی بجتی گئی بجتی چلی گئی توشہ ہڑبڑا کے اٹھی، دوڑ کر ریسیور تک گئی مندی آنکھوں سے ریسیور اٹھایا۔اور کھینچ کر آواز نکالی۔

ہیلو۔۔ہیلو۔۔۔۔

دوسری طرف کوئی انگریزی میں بول رہا تھا اور پیغام دے رہا تھا کہ مسٹر اور مسز فیضان جو کاروان کے ساتھ سیاحت کو نکلے تھے، اس کو حادثہ پیش آ گیا ہے اور وہ دونوں جان بحق ہوگئے ہیں______

توشہ نے اتنی زور سے چیخ ماری کہ مستعان کمرے سے دوڑتا ہوا آیا اس کے ہاتھ سے ریسیور لے لیا مگر وہ تیورا کر زور سے فرش پر گری______اسے ہوش ہسپتال میں ہی جا کر آیا دوسرا حادثہ اس کی زندگی کی دوسری خوشی لے گیا تھا۔

دروازہ کیسے کھولوں
دستک نہ دو خدارا _ _
یہ قفل _ _ _ _ قیدِ ہستی
قسمت پہ کس کو یارا
کس موڑ پر ملے ہو ؟

رات بھیگ رہی تھی ۔ مستعان اپنا سکرپٹ لکھنے میں محو تھا۔ کہ فون کی گھنٹی بجی اس نے لپک کر
ریسیور اٹھایا۔
ہیلو مستی! کیسے ہو ________ ؟
ابھی تک تو مست ہوں ________ بلکہ مست خرام ہوں۔
یعنی لکھ رہے ہو ________
لکھ رہا ہوں۔
سکرپٹ کب تک مکمل ہو گا۔ اور کب تک آ ؤ گے۔
بس آخری حصہ لکھ رہا ہوں۔ اور اس کے انجام سے اداس بھی ہو رہا ہوں۔
اپنی لکھی ہوئی چیزوں کا اثر مت لیا کرو۔ تم تو جانتے ہو۔ وہ سب جھوٹ ہوتا ہے۔
اچھا اب اپنی رائے اپنے پاس رکھو ________
میں تمہیں ایک خوشخبری سنانا چاہتی تھی ________
سناؤ نا؟ ________
میں نے تمہارے سیرئیل کی ہیروئن تلاش کر لی ہے ________ لمبے بالوں والی ، خوبصورت آنکھوں

ہوئے تمہیں خنجراب گئے ۔ اور تم نے ہیروئن بھی تلاش کر لی ہے کہیں کوئی کالاش دوشیزہ تو نہیں پسند آ
میری ہیروئن تو اعلیٰ تعلیم یافتہ ________
نا ________ توشہ نے اس کی بات کاٹی اعلیٰ تعلیم یافتہ امریکہ پلٹ فر فر انگریزی بولنے والی
ایسے بال جیسے واقعی گھٹائیں تمہارے سیرئیل کا نام ہے نا ''جھیل اور گھٹائیں'' سبحان اللہ
سبحان اللہ مستی کیا وہ لڑکی ہے جھیل سی آنکھیں اور گھٹاؤں سے بال جیسے فطرت نے اسے
لئے یعنی تمہارے سیرئیل کے لئے بطور خاص بنا کر بھیجا ہے ________

توشہ: تم اس وقت ہوش میں ہو کچھ الٹ سلٹ کھا تو نہیں لیا بالکل مردوں کی طرح لڑکی
بارے میں اظہار کر رہی ہو۔

توشہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی۔ جل گئے ہونا؟

بھئی وہ کوئی مرد ہے کہ میں جلوں۔

نہیں نہیں تمہارا دل چاہ رہا ہے۔ تم اسے دیکھتے اور پھر چٹخارے لے لے کر مجھ سے اس کا ذکر کر

اچھا چھوڑو بتاؤ وہ لڑکی تمہیں ملی کہاں سے۔

ائیر پورٹ سے۔

ائیر پورٹ پر لڑکیاں ملتی ہیں۔

توشہ پھر ہنسنے لگی۔ مستی یہ بہت لمبا قصہ ہے۔ فون پر بتا نہیں سکتی۔ کال بھی لمبی ہو رہی ہے ____

تم بند کرو میں فون ملاتا ہوں۔

نہیں جان ____ اب میں سونے لگی ہوں۔ آئینہ بھی سوگئی ہے۔ آج میں نے
انتظامات کئے ہیں۔ کہ تھک کر چور ہوگئی ہوں۔ محض خوشخبری سنانے کو فون کیا ہے۔

____ اور مجھے یونہی لٹکائے رکھو گی۔ اتنا تو بتاؤ کون ہے۔ کہاں سے آئی ہے؟

مستی: تم ابھی اپنی اکلوتی بیوی کی صلاحیتوں کے قائل نہیں ہوئے۔ میرے ایڈونچر کی داستان
گے تو ایک دم قائل ہو جاؤ گے۔

سو بار ہو چکا ہوں قائل بھی ---- اور گھائل بھی ____ اور اب گھائل نہ کرو بتا بھی

بس اس کو سسپنس میں رہنے دو میں تم سے زیادہ داد لینا چاہتی ہوں اب اپنا کام جلد مکمل کرو اور آجا

انشاءاللہ میں اگلے ہفتے آجاؤں گا آئینہ کیسی ہے؟

آئینہ یہاں آکر بہت خوش ہے۔ انڈونیشی آیا سے بہت مانوس ہوگئی ہے ابھی ابھی خوب کھیل
سوئی ہے۔ میں بتی بجھا کر تم سے بات کر رہی ہوں زیادہ دیر بولتی رہی تو وہ اٹھ جائے گی۔ اور پھر سا
رات مجھے جگائے گی، اوکے مستی!

اچھا بچو: مستی بولا جس طرح تم نے آج مجھے ستایا ہے۔ اس کا بدلہ لوں گا ____

ضرور لینا ____ اگر تمہیں لڑکی پسند نہ آئی تو ____

توشہ: بس تمہاری یہ عادت مجھے بہت بری لگتی ہے۔ سسپنس پیدا کرنا۔ اور تنگ کرنا۔

آہا مجھے تو یاد ہی نہ رہا تمہیں بتانا ایک اور دھماکہ کیا ہے میں نے۔

اہا بھئی تم دھماکہ کر سکتی ہو کر سکتی ہو مستعان نے چڑ کر کہا۔

جو شیمپو کا کمرشل بنانا تھا میں نے انہیں فون کر دیا ہے مصنوعی بال لانے کی ضرورت نہیں اصل
بال والی لڑکی مل گئی ہے۔

توشہ یہ تم نے کیسے کہہ دیا اگر وہ لڑکی کمرشل میں کام کرنے پر راضی نہ ہوئی تو۔

ز کیا ____ توشہ بولی۔ بھئی اس کے بال تو دکھا سکتے ہیں نا؟

اُفی توشہ مستعان بولا کمال کی عورت ہو تم ____

ارت نہیں بیوی توشہ نے ہنس کر کہا۔

ر جو حسن عورت میں ہے وہ بیوی میں کہاں؟

ستعان نے چبا کر کہا۔

ہا اچھا توشہ ہنسنے لگی۔ اب مجھے چڑانا چاہتے ہو۔ آج تمہارا کوئی حربہ کارگر نہیں ہوگا۔ میں نے
اہے۔ ہفتے بعد جب تم آؤ گے میں تمہیں تمہاری زندگی کا سب سے بڑا سرپرائز دوں گی۔

ہا جی ____ اب آگے کچھ نہ کہنا۔

ب بخیر ____

بے دلی سے شب بخیر کہہ کر مستعان نے فون بند کر دیا۔

انتظامات کرنے کی صلاحیت توشہ نے اپنی ماں سے پائی تھی۔اسی لئے مستعان نے اسے ایک
پہلے بھیج دیا تھا۔تا کہ وہ خود رہائش کا بندوبست کر کے لوکیشن بھی منتخب کر لے۔توشہ نے ساری معلو
لاہور میں بیٹھ کر اکٹھی کر لی تھیں۔ پوری ٹیم کو اس نے بذریعہ کوچ بھیج دیا تھا۔خود آئینہ اور اس کی آ
کو لے کر جہاز کے ذریعے اسلام آباد آ گئی تھی ______ اسلام آباد ائیر پورٹ سے کوچ نے
ساتھ بٹھانا تھا۔اور کچھ مزید سامان توشہ سے لینا تھا۔اور پھر ساری ٹیم نے بذریعہ سڑک خنجراب اور
روانہ ہو جانا تھا۔توشہ نے دو دن یہاں رک کے بذریعہ ہوائی جہاز بعد میں جانا تھا۔وہ آئینہ کا ہاتھ تھا
ہوئے لاؤنج سے باہر آئی ۔۔۔۔سڑک پر ادھر ادھر دیکھا۔ابھی کوچ نہیں آئی تھی ______
واپس اندر جانے کو مڑی تو اسے یوں محسوس ہوا کہ سیاہ بادلوں کا ایک سایا زن سے اس کے قریب سے
گیا ہے وہ گھومی مڑی سیدھی ہوئی اور پھر اسی طرف دیکھتی گئی جدھر بادلوں کا سایا گیا تھا وہ لمبے قد کی
لڑکی تھی۔جس کے سیاہ بال اس کے ٹخنوں کو چھو رہے تھے۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دوسرے لاؤنج کی طرف
رہی تھی۔توشہ نے اتنی لمبی لڑکی اتنے لمبے بالوں کے ساتھ کبھی نہیں دیکھی تھی یکا یک اس کے دل
خواہش جاگی کہ وہ اس لڑکی کا چہرہ دیکھے۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے پیچھے چلی پیشتر اس کے کہ وہ ٹرانزٹ لاؤنج کے اندر داخل
جائے۔توشہ نے اسے جالیا ______

ایکسکیوزمی اتنے زور سے کہا کہ وہ مڑی ______ اور ننھی آئینہ سے ٹکرا گئی۔آئینہ گر گئی
گھبرا کر اسے اٹھانے لگی۔تو اس کے بالوں نے آئینہ کو ڈھک دیا۔اور آئینہ مارے خوف کے چلا
رونے لگی۔

آئی ایم سوری آئی ایم ٹیرے بلی سوری Terribly کہتے کہتے وہ سیدھی ہوگئی توشہ نے
ہوئی آئینہ کو اٹھا لیا اور بھاگ کر آگے آتی۔آیا کے ہاتھ میں تھما دیا وہ لڑکی منتظر تھی۔

توشہ نے اس کا چہرہ دیکھا۔اس کی آنکھیں خوبصورت تھیں۔ جتنا کہ مبالغہ ہو سکتا ہے بڑا

بڑی پلکیں ______ ایسے لگتا کہ اس کی آنکھوں کا اس کے بالوں سے گہرا رشتہ ہے۔ایسا
پہلی بار دیکھا تھا ______

کہنے لگی ______

بہت ناشائستہ بات ہے۔کسی کے پیچھے لپکنا اور اسے آواز دے کر بلانا۔جب کہ کہیں جان
ی نہ ہو۔لڑکی بس مسکراتی رہی ______ میں نے آپ کو پیچھے سے دیکھا۔اتنے
ے اتنے لمبے بال میں نے اپنے ہوش میں کسی کے نہیں دیکھے۔بس دل چاہا آپ کا چہرہ بھی

وہ لڑکی سنجیدہ ہوگئی۔

چہرے میں کیا رکھا ہے۔لوگ کہتے ہیں۔اتنے لمبے بال بدقسمتی کا موجب بنتے ہیں۔وہ اداسی
ا۔

نہیں نہیں کسی نے آپ سے غلط کہہ دیا ہے لگتا ہے کہ آپ کو ان بالوں کے لئے بنایا گیا ہے۔مگر
ے اپنا تعارف کرانا چاہیے تھا۔میرا نام توشہ احمد ہے میں لاہور میں رہتی ہوں۔یہ میری بیٹی ہے۔
.....کچھ اپنے بارے میں بتائیں گی۔

میں آج ابھی نیو یارک سے آئی ہوں۔وہ بولی ابھی ہماری فلائٹ پہنچی ہے ______ شام
ت سے ہمیں لاہور جانا ہے۔میرے ساتھ تو میری امی بھی ہیں۔ان کی طبیعت راستے میں خراب
ا۔۔۔۔وہ لاؤنج سے باہر جانا چاہتی ہیں۔میں بھی باہر سے کھانا کھانا چاہتی ہوں۔میں ذرا
ن کا بندوبست کرنے باہر آ گئی تھی۔

اور آپ کا نام ______ توشہ نے پوچھا۔

______ میرا نام آئینہ ہے ______

آئینہ ______؟

توشہ زور سے چیخی ۔۔۔۔۔یعنی آئینہ۔۔۔۔آئینہ؟

توشہ نے اتنی دفعہ کہا کہ وہ لڑکی گھبرا گئی۔۔۔۔۔پھر بولی آئینہ جمال ہے میرا پورا نام۔

دیکھو میری بیٹی توشہ نے اس کی طرف اشارہ کیا۔اس کا نام بھی آئینہ ہے۔

توشہ احمد۔

اب حیران ہونے کی باری اس لڑکی کی تھی ______

اچھا۔۔۔۔۔۔ میں سمجھتی تھی شاید صرف میرا ہی یہ نام ہے اور کسی کا نہ ہوگا۔

کس نے رکھا ہے آپ کی بیٹی کا نام ______؟

میرے شوہر نے ______ اس کے ابو نے۔

میرا نام بھی میرے ابو نے رکھا ہے۔

اچھا ______ سنو آئینہ ______! توشہ بولی۔ پتہ نہیں کیوں پہلی جھلک م
مجھے بہت اچھی لگی ہو مجھے بھی بھوک لگی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ چلو اپنی امی کو بھی ساتھ
کسی ہوٹل میں بیٹھ کے کھانا کھاتے ہیں۔ باتیں کریں گے پھر میں تمہیں واپس ایئر پورٹ تک چ
جاؤں گی۔

مگر جائیں گے کیسے ______

ارے ہاں۔۔۔۔۔۔ میرے پاس گاڑی ہے نا۔

آئیں اندر امی سے بات کرتے ہیں۔

آئینہ توشہ کو لاؤنج کے اندر لے گئی۔ تھوڑے سے تعارف کے بعد اس کی امی راضی ہوگئیں۔
لوگ باہر آئے تو کوچ آ چکی تھی۔ سب اس میں بیٹھ کر ایک فائیو سٹار ہوٹل میں پہنچے تھوڑی دیر بیٹھے گ
شپ لگائی فریش ہوئے کھانا کھایا اور بہت سی باتیں کیں تب توشہ کو ایک دم مستعان کے سیریل کا خیا
آ گیا۔

اس نے آئینہ کو بتایا، کہ انہوں نے ایک انوکھا نرالا سیریل بنانے کا سوچا ہے۔ جس میں لڑکی
بال اتنے لمبے ہوں گے جتنے کہ اس کے ہیں۔ کیا اس نے کبھی ڈرامے میں کام کرنے کے بارے
سوچا ہے؟

آئینہ ہنسنے لگی ______

اس کی ممی بولیں۔ کسی زمانے میں اسے ٹی۔ وی ڈراموں میں کام کرنے کا کریز تھا۔ شروع
ایک اردو ڈرامے میں کام بھی کیا تھا مگر اب اسے شوق نہیں رہا۔

توشہ آپی: مجھے اپنے بالوں سے شدید نفرت ہوگئی ہے پتہ نہیں کیوں؟

سنو ان بالوں کے صدقے میں ایک سیریل میں ضرور کام کر لو۔

پھر توشہ جلدی جلدی انہیں سیریل کا مرکزی خیال بتانے لگی۔ اپنے شوہر کے آئیڈیالزم کا ذکر بھی
کیا کہ خیالوں میں بالکل ایسی لڑکی پھنسی ہے۔ جیسی آئینہ ہے۔ ایسے ہی بال ایسی ہی آنکھیں
جیسے انہوں نے تمہیں ہی دیکھ کر یہ کہانی لکھی ہو۔

نہیں مجھے Exposure سے نفرت ہے۔ آئینہ نے کہا۔ اور خاص طور سے شوبز کی لائم لائٹ کو
بالکل پسند نہیں کرتی۔

آئینہ پلیز میری اچھی بہن ایک بار میرے شوہر سے مل تو لو ماما آپ اسے سمجھائیں نا؟

میں کیا سمجھاؤں اس کی امی بولیں۔ میں تو چاہتی ہوں یہ اپنے آپ کو مصروف کر لے مگر بس ماما
چپ رہیں۔ آئینہ نے اٹھ کر چھوٹی آئینہ کو اٹھایا، اور لابی میں چلی گئی۔

ماما: آپ میری مدد کریں۔ بس ایک بار آئینہ کو اجازت دیں۔

اصل میں آئینہ کے ساتھ ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہو چکی ہے ایک بار اس نے خودکشی کی کوشش بھی
ایک سال میں کہیں اس کی طبیعت سنبھلی ہے۔ اور میں اسے لے کر پاکستان آ گئی ہوں اس کی تعلیم
کمل ہے۔ میں چاہتی ہوں۔ اب یہ اپنا دل کسی کام میں لگائے کوئی شغل اختیار کرے۔ کوئی اچھی سی
ن کرلے وہ مانتی ہی نہیں۔ اور میں مجبور بھی نہیں کرتی مبادا پھر بیمار ہو جائے۔

اچھا ماما آپ مجھے اجازت دیں۔ میں اسے قائل کروں گی ______ خواہ دن میں دس فون
نے پڑیں۔

ہاں بیٹی: تم ضرور کوشش کرو ______ میری طرف سے اجازت ہے۔

ماما: ہم ساری ٹیم کو لے کر ایک ماہ کے لئے خنجراب اور گلگت جا رہے ہیں۔ میں وہاں جا کر رہائش
ست کروں گی۔ اور سیریل کے لئے لوکیشن تلاش کروں گی کچھ لڑکیاں بعد میں میرے شوہر کے
ئیں گی۔ اگر اگلے ہفتے آئینہ خنجراب آ جائے تو میں اس کی بکنگ ابھی سے کروا جاؤں آپ فکر نہ
مجھے اس کی بڑی بہن سمجھیں۔ یہ میرے ساتھ ہی رہے گی۔

اتنے میں آئینہ جمال چھوٹی آئینہ کو اٹھائے واپس آ گئی۔ اس کو آتے دیکھ کر ماما نے سرگوشی میں کہا
اسے نہ ہونے پائے کہ میں اس کے بارے میں تم سے بات کی ہے۔

ٹھیک ہے یہ کہہ کر توشہ انہیں اپنے والدین کے بارے میں بتانے لگی۔ اپنی امی کے بارے میں
سے بتایا۔ اور لیلیٰ کا ذکر بھی کر دیا۔

آئینہ جمال قریب آ کر بیٹھ گئی تھی۔اوران کی باتیں غور سے سننے لگی تھی بات ختم کر کے توشہ
______

آئینہ۔۔۔۔۔میری بیٹی کا نام بھی آئینہ ہے۔اورتم مجھے اپنی بیٹی کی طرح پیاری لگی ہو۔اگر میری
محبت میں تاثیر ہوئی تو میں تمہیں منالوں گی______سیئریل کے لئے خنجراب بلالوں گی
کہاں جارہی ہیں آپ______؟ دوبارہ آئینہ جمال نے اس طرح پوچھا جیسے اب
پہلے توشہ کی کوئی بات نہیں سنی تھی۔
خنجراب اور گلگت میں نے پہلے بھی بتایا تھا۔مستی نے جو سیئریل لکھا ہے۔اس کا نام ہے "دھوپ
اور گھٹائیں______" اس کے لئے میں وہاں جا کر جھیل کنارے کی کوئی لوکیشن دیکھوں گی
وہاں سرمئی بادل بھی ہوتے ہیں۔یہی موسم ہے وہاں شوٹنگ کرنے کا۔ایک مہینے میں ہم سارا آؤٹ ڈور
کرلیں گے۔باقی ریکارڈنگ لاہور واپس آ کر کریں گے۔
تو ابھی تک آپ کو لمبے بالوں والی لڑکی نہیں ملی____؟ آئینہ جمال نے بے دلی سے پوچھا
ہم نے اخبار میں اشتہار دیا تھا۔بہت سی لڑکیاں انٹرویو کے لئے آئی تھیں۔
عجیب بات ہوئی۔جس کے بال لمبے تھے اس کی آنکھیں خوبصورت نہ تھیں جس کا چہرہ دلکش تھا
اس کے بال لمبے نہیں تھے اور لمبے قد کی لڑکیاں تو جیسے ناپید ہوگئی ہیں یہ تو ٹھیک ہے کہ میک اپ کے
ذریعے چہرے کو خوبصورت بنایا جا سکتا ہے مگر نقش و نگار میں بھی تو کوئی بات ہو توشہ نے خود ہی
وضاحت بھی کر دی۔
اگر حسبِ منشا لڑکی نہ ملی تو کیا کریں گے۔آئینہ جمال نے پوچھا______
بس مصنوعی بال لگا کے کام تو چلالیں گے مگر آئینہ تمہیں دیکھنے کے بعد میرے دل میں خلش تو رہ
جائے گی کہ کاش تم ہمارے سیئریل کی ہیروئن ہوتیں۔
ماما آئینہ جمال جیسے خواب سے چونکی ایئرپورٹ نہ چلیں۔ٹائم ہوگیا ہے۔
ماما اور توشہ نے اپنی اپنی کلائی کی گھڑی دیکھی______
چلیئے توشہ کھڑی ہوگئی میں آپ کو ائیرپورٹ چھوڑ دوں گی۔۔۔۔۔میرا "کرد" بھی میرا انتظار کر
رہا ہوگا۔انہیں بھی آج شام روانہ کرنا ہے______
وہ سب آ کر کوچ میں بیٹھ گئیں۔اور کوچ ائیرپورٹ کی جانب روانہ ہوگئی۔۔۔۔

توشہ مایوس سی ہوگئی۔اسے یہ لڑکی بہت پسند آئی تھی معلوم نہیں کیوں اس نے اتنی جلدی فیصلہ کرلیا
تھا وہ اسے اپنے سیئریل کی ہیروئن بنا سکتی ہے پتہ نہیں کیوں اس کا دل چاہتا کہ اس لڑکی کے ساتھ کوئی
رشتہ بن جائے۔۔۔۔۔کوئی واسطہ ہو______کوئی دوستی ہو۔پتہ نہیں ایسے کیوں ہوتا
ہے کبھی اجنبی انجانے موڑ پر کوئی ایسی شخصیت مل جاتی ہے جسے دیکھ کر گھنی چھاؤں کا احساس ہونے لگتا
ہے؟
چلتی موٹر میں توشہ نے گردن گھما کر آئینہ جمال کو دیکھا کھوئی کھوئی لڑکی۔۔۔۔۔جس کی آنکھوں
کے گہرے کنویں میں اداسی اتری ہوئی تھی جس کے بالوں کے اندر زندگی کی ساری مستی تھی اللہ کرے کوئی
بندہ ہو یہ سدا سکھی رہے۔
اس کی نظروں کی تپش پا کر آئینہ جمال نے بھی منہ پھیر کر توشہ کی طرف دیکھا____
توشہ یونہی مسکرادی۔
آئینہ جمال نے توشہ کا ہاتھ پکڑ لیا، اور بولی۔
توشہ آپی: پتہ نہیں کیوں آپ مجھے پہلی ملاقات میں ہی اچھی لگی ہیں ایسے جیسے۔۔۔۔۔
میں نے آنکھیں بند کر لیں پچھلے جنم میں آپ سے کوئی ناطہ ہو______
توشہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی اور اسے بے اختیار گلے سے لگا لیا۔
آپی______پتہ ہے میں نے کیا سوچا ہے؟
توشہ نے صرف نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔
میں ایک بار وہاں جاؤں گی ضرور جاؤں گی توشہ استفہامیہ نظروں سے بس دیکھتی رہی______
میں گلگت جاؤں گی خنجراب بھی جاؤں گی۔۔۔۔میں ایک بار وہاں ضرور جاؤں گی۔
توشہ نے اسے لپٹا لیا۔یہ دیکھے بغیر کہ اس کی خوبصورت سیاہ آنکھیں دل کے کنویں میں سے
ناکامی کا پانی کشید کر لائی تھی۔

ایک ہفتے کی دوڑ دھوپ کے بعد توشہ نے بڑی خوبصورت جھیل دریافت کر لی تھی۔ پہاڑ کی دو چوٹیوں کے درمیان یہ ایک چھوٹی سی قدرتی جھیل تھی برسات کے دنوں میں پہاڑوں سے جو پانی آتا اس سے بھر جاتی تھی ۔۔۔۔۔۔ چونکہ ذرا اندر کر کے تھی۔ یہاں سیاح زیادہ نہیں آتے تھے۔ اس لئے پرسکون جگہ تھی اور فلم کی شوٹنگ کے لئے تو آئیڈیل تھی۔ سب سے خوبصورت بات یہ ہوئی کہ آدھے فرلانگ پر ایک جاگیردار نے بہت عالیشان بنگلہ بنا رکھا تھا بنگلہ تو مکمل ہو گیا تھا مگر اس میں بوجوہ ابھی رہائش اختیار نہیں کی گئی تھی۔ توشہ نے کوشش کر کے اس جاگیردار کا پتہ تلاش کیا اور اسے ملنے خود گئی۔ سارے معاملات کھول کر بتا دیئے اور اس سے درخواست کی کہ اگر وہ ایک ماہ کے لئے یہ بنگلہ ان کو کرائے پر دے دے۔ تو وہ زندگی بھر ممنون احسان رہیں گے۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ پورا عملہ اور اداکار ایک ہی جگہ قیام کر کے کام جلدی مکمل کروا دیں گے جاگیردار توشہ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس نے اجازت دے دی توشہ نے ایک لوکل خانساماں تلاش کر لیا۔ اشیائے ضرورت لے آئی۔ رفتہ رفتہ سب لوگ یہاں پہنچ گئے تھے۔ اور ہر ایک نے اس بنگلے کو پسند کیا تھا۔ سب نے مل کر اس کا نام ''مست بنگلہ'' رکھ دیا تھا۔ رات ہی مستعان بھی اپنا کام مکمل کر کے یہاں پہنچا تھا۔ اس نے نام سنا تو بے تحاشا ہنسنے لگا۔ بھئی یہ کس کی شرارت ہے_______ ؟ اور یہاں مستی کیا ہوتی ہے؟

سب لڑکیوں نے توشہ کی طرف دیکھا توشہ بولی۔

جہاں مستی ہوگا۔؟ وہاں سارا ماحول مست ہی رہے گا نا؟ سارے کے سارے ہنسنے لگے۔

وہ سب لوگ تیار ہو رہے تھے۔ کیمرہ گلے میں لٹکائے مستعان باہر نکل گیا۔ تا کہ چل پھر کر دیکھ سکے کہ واقعی یہ جگہ ایسی ہے جیسی توشہ نے فون پر بتائی تھی۔

چلتے چلتے وہ ان دو پہاڑوں کے قریب پہنچا۔ اس نے دیکھا ایک لمبے بالوں والی لڑکی پشت کئے جھیل کے کنارے کھڑی ہے آسمان پر اس وقت سیاہ گھٹائیں امنڈ امنڈ کے آ رہی تھیں بڑا خوابناک ماحول ہو رہا تھا پہلے تو مستعان اپنے کمرے سے تصویر بنانے لگا پھر کیمرے کا خیال چھوڑ کر بے تحاشا

گا۔ اور دوڑ کر اس لڑکی سے لپٹ گیا لڑکی نے خوف زدہ ہو کر چیخ ماری۔ طاقت لگا کر اپنے آپ کو اس کے بازوؤں سے چھڑا لیا اور دھم سے جھیل میں جا گری۔ اس کے لمبے گیسو جھیل کے پانی پر پھیل گئے ___ وہ چلائی ۔۔۔۔۔ بچاؤ ۔۔۔۔۔ بچاؤ ۔۔۔۔۔ مستعان حیرت سے اس کے پھیلتے ہوئے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے بچاؤ بچاؤ پر توجہ نہ دے رہا تھا کیا ہوا مستی کیا ہوا چیختی چلاتی توشہ اس کے پیچھے آگئی آئی باقی کچھ لوگ بھی آ گئے ایک دو نے جھیل میں چھلانگ لگا دی۔ اور آئینہ جمال کو اٹھا کر باہر لے آئے _______

آئینہ بے ہوش ہو چکی تھی، اسے بنگلہ میں لایا گیا اتفاق سے ان اداکاروں اور صداکاروں میں ایک ڈاکٹر بھی تھا۔ وہ اپنی چھوٹی سی ڈسپنسری بھی ساتھ لے آیا تھا۔۔۔۔ جلدی جلدی آئینہ کو ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی۔

مستی تم نے آئینہ کو دھکا دیا تھا_______ توشہ نے پوچھا۔

نہیں توشہ_______ میں نے تو صرف اس کے بالوں کو چھوا تھا۔ اس کی شکل دیکھی تک نہ تھی_______ پتہ نہیں وہ جھیل میں کیسے گر گئی۔

بھلا تم اکیلے باہر کیوں نکل آئے ابھی میں نے آئینہ جمال سے تمہارا تعارف کروانا تھا۔

بھئی اب تعارف کرا دو۔

پہلے اسے ہوش تو آ لے وہ تو روز جھیل کے کنارے جاتی تھی۔ آج نہ جانے کیسے پھسل گئی یہ کہہ کر توشہ اس کے کمرے میں چلی گئی۔

آئینہ کو ہوش آ گیا تھا، مگر اس کے اوسان ابھی بحال نہیں ہوئے تھے۔

توشہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔ اس کے ٹھنڈے ہاتھ سہلانے لگی۔ رفتہ رفتہ اس نے آنکھیں کھول لیں_______

آئینہ_______ آئینہ_______ تم ٹھیک ہو نا؟ تمہیں کیا ہوا تھا_______؟

آئینہ نے خوفزدہ آنکھیں کمرے میں چاروں طرف گھمائیں پھر ڈرے ہوئے لہجے میں بولی۔

مجھے ایسے لگا جیسے کوئی روح مجھ سے لپٹ گئی ہے_______

ارے نہیں توشہ تولیے سے اس کے گیلے بال خشک کرنے لگی۔ وہ مستعان تھے۔ رات گئے آئے تھے۔ میں نے ان سے تمہارا تعارف کرانا تھا۔

نہیں آئینہ نے خوف سے آنکھیں بند کرلیں۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ۔۔۔۔وہ پھر آ گیا۔

کون بھئی توشہ اس پر جھک گئی۔ یہاں کون آ سکتا ہے یہ تو بڑا محفوظ علاقہ ہے اور میں نے آئی جی سے سیکورٹی پولیس بھی تو مانگ رکھی ہے ______

اس کا انداز ہ ویسا ہی تھا ویسا ہی تھا اف میرے خدا۔۔۔۔یہ کہہ کر آئینہ رونے لگی۔

اتنے میں ڈاکٹر شفاعت کافی لے آیا۔ ساتھ اس نے ایک گولی بھی دی اور بولا۔ توشہ آپا اسے گولی کھلا کر تھوڑا سا سلادو یہ خوفزدہ ہوگئی ہے۔ تھوڑا سا آرام کرلے گی تو نارمل ہو جائے گی۔

ٹھیک ہے۔ توشہ نے ڈاکٹر کے ہاتھ سے کافی کی پیالی اور گولی پکڑلی۔ بڑے پیار سے آئینہ کو گولی کھلائی کافی پلائی۔ اور جب وہ سوگئی۔۔۔۔۔۔تو توشہ باہر نکل گئی۔

رات کھانے کی میز پر جب سب اکٹھے ہوئے۔ تو آئینہ بھی آ گئی۔ اس وقت اس کی طبیعت بالکل ٹھیک تھی اُسے دیکھتے ہی توشہ کھڑی ہوگئی۔ اس کا بازو پکڑ کر مستعان کے قریب لائی۔ اور تعارف کروادیا۔

یہ مستعان احمد ہیں میرے شوہر جن کے بارے میں تمہیں بہت کچھ بتا چکی ہوں۔

اور مستی، یہ آئینہ ہے۔ آئینہ جمال صبح تم نے اسے ڈرادیا تھا۔

نہیں مستعان سادگی سے بولا میں نے انہیں پہلے دیکھا ہی نہیں۔

لو اور سنو: توشہ بولی اب وہ ڈر جائے گی۔ کہ واقعی صبح کوئی بھوت تھا۔ وہ تو کوئی لمبے بالوں والی لڑکی وہاں بیٹھی تھی۔

یہی تھی وہ لڑکی۔۔۔۔۔شاید تم نے صورت نہیں دیکھی تھی۔ توشہ بولی۔

اچھا اچھا یہ ہے وہ لڑکی لمبے بالوں والی صبح مجھے عجیب طرح لگا۔ جیسے نا؟ لمبے بالوں والی کوئی پری جھیل میں اتر رہی ہو میں نے اس کو چھوا وہ گر گئی۔

مستی بھیا: خدا کے واسطے ایسی مافوق الفطرت باتیں نہ کریں۔ ہم جب سے آئے ہیں۔ اس بنگلے میں عجیب وغریب واقعات ہورہے ہیں۔ کامل بولا۔

کچھ بھی نہیں ہو رہا کامل ______ توشہ بولی۔ تم لوگوں نے ایک مفروضہ بنالیا ہے

چونکہ یہ گھر ایک سال سے خالی پڑا تھا۔ اس لئے۔۔۔۔۔

ہاں جی ______ کل رات خمار بھی تو ڈر گئی تھی ______

خمار کو میں نے ڈرایا تھا۔ ثوبیہ بولی۔

دیکھا مستی: یہ لوگ یہاں آ کر کس قدر شریر ہوگئے ہیں۔

موسم کا اثر ہے۔ مستی بولا ______ یہاں آج کل موسم بڑا خوبصورت ہے۔ مگر توشہ! تم نے بھی کیسا زبردست انتظام کر رکھا ہے یار واقعی میں اپنی اکلوتی بیوی کی صلاحیتوں کا قائل ہوگیا ہوں

اس پر سب لوگ قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔

جلدی سے کھانا کھالو ______ آؤ آئینہ تم کیوں کھڑی ہو یہاں بیٹھ جاؤ۔۔۔۔کھانے کے بعد سب لوگ ہال میں اکٹھے ہو جائیں۔ مستی سب کو کل کا پروگرام سمجھائیں گے۔ کیونکہ ہماری شوٹنگ کارڈنگ کل صبح سے شروع ہو جائیں گی توشہ نے بلند آواز سے کہا ______ سب لوگ کھانے کی میز کے گرد بیٹھ گئے۔ اور خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔

جھیل کے کنارے پہلی ریکارڈنگ بہت کامیاب ہوئی تھی۔ خاص طور سے ہر کوئی آئینہ جمال کی پرفارمینس کو سراہ رہا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے واقعی یہ کردار اسے سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ دوپہر کا کھانا وہیں سائٹ پر تقسیم کیا گیا۔ ہر کوئی کھانا لے کر گھوم پھر کر کھا رہا تھا۔ آئینہ سینڈوچ لے کر ایک کونے میں، دوسری طرف منہ پھیرے کھڑی کھا رہی تھی۔ مستی اسے ڈھونڈتا ہوا آیا۔ اور ایک دم بولا۔

آنو ______

آنو سنتے ہی وہ لرز کر مڑی اور سینڈوچ اس کے ہاتھ سے گر گیا۔

اوہو ______ آنو ______ تمہارا سینڈوچ گر گیا ______ میں اور لا دیتا ہوں۔

مستعان دوڑ کر گیا۔ اور پلیٹ میں دو تین سینڈوچ لے کر آ گیا ______

اس نے پلیٹ آئینہ کی طرف بڑھائی مگر وہ تو آنکھوں میں بڑے بڑے آنسو بھرے کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی لگ رہی تھی۔

تم رو رہی ہو، کیا ہوا آنو ______؟

آپ نے مجھے آنو کہا۔ وہ لرزتی ہوئی بولی ______

ہاں ______ ہاں ______

کیوں کہا ______ کیوں کہا ______؟

وہ اتنی زور سے چیخی ______ کہ سب نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس صورت حال میں توشہ دوڑی آئی ______

کیا ہوا ______ مستی۔

کیا ہوا آئینہ ______؟

آئینہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ مستعان وہاں سے ٹل گیا۔

توشہ آپی: انہوں نے مجھے آنو کہا ہے۔ ان سے پوچھیں انہوں نے مجھے آنو کیوں کہا ہے۔ بس

ان سے پوچھیں۔ یہ میرے نام بلا بلا کر مجھے تنگ کیوں کرتے ہیں۔

اچھا اب تم چپ کر جاؤ۔ سب ادھر ہی دیکھ رہے ہیں۔ اور پھر دوسرا شارٹ بھی تیار ہے۔ اس کے بعد ہم نے پیک اپ کرنا ہے۔ شاباش، اپنا منہ درست کر لو جاؤ سارہ سے کہو تمہارا میک اپ درست کر

رات کو جب تھکی ہاری توشہ بیڈروم میں داخل ہوئی۔ تو اس نے مستعان سے پوچھا۔

مستی: تم نے آئینہ کو آنو کہہ کر بلایا تھا۔

نہیں تو وہ ایک دم حیران ہو کر بولا ______ مجھے معلوم ہے۔ اس کا نام آئینہ ہے، میں آنو کیوں کہوں گا ______؟

مگر وہ تو کہہ رہی تھی۔ تم نے اسے چڑانے کی خاطر دو تین بار اسی نام سے پکارا ہے۔ بالکل نہیں میں سامنے بات کر لیتا ہوں۔

مستی: میں نے تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ وہ بڑی Sensitive لڑکی ہے۔ بالکل ہتھیلی کے چھالے اس کی امی نے مجھے سمجھا دیا تھا۔۔۔۔۔۔ کہ اس کے ساتھ بہت محتاط رویہ رکھنا ہے۔

تو جانو: میں نے کیا کہا ہے۔ اس کا دھیان رکھتا ہوں۔ اس کی عزت کرتا ہوں، ممکن ہے میں نے اسے اس طرح آئینہ کہا ہو۔ کہ اسے آنو لگا ہو۔

ہاں یہ ممکن ہو سکتا ہے ______ بعض دفعہ مغالطہ ہو جاتا ہے۔

تم کہو تو میں اس سے معافی مانگ لیتا ہوں۔

نہیں نہیں اس قدر بات بڑھانے کی ضرورت نہیں میں اسے خود سمجھا دوں گی۔

ٹھک ٹھک ______ ٹھک ٹھک ______ ٹھک ٹھک ______

تیسری بار کھڑکی پر دستک ہوئی۔ تو آئینہ چونکی۔ اس نے سر اٹھایا۔ اور بند کھڑکی کی طرف دیکھا۔
کل رات سے دھواں دھار بارش ہو رہی تھی ______ اس لئے آج کی ساری رکارڈنگ ملتوی ہو چکی تھی۔ یوں بھی مسلسل دس دن کام کرنے سے ساری کاسٹ اور عملہ تھک گیا تھا۔ ہر کوئی اپنے کمرے میں بیٹھا تھکن اتار رہا تھا۔ یا بارش کا نظارہ کر رہا تھا۔ آئینہ کی عادت تھی خالی وقت میں کتابیں پڑھتی تھی اس وقت وہ ایک انگلش ناول کے انتہائی دلچسپ حصے میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اسے کھڑکی پر دستک سنائی دی وہ اسے اپنا واہمہ یا بارش کی آواز سمجھتی رہی۔ لیکن جب تیسری بار دستک ہوئی تو اسے احساس ہوا کہ دوسری طرف کوئی ہے یہاں صبح و شام ساری کاسٹ یونہی دستک دے دے کر ایک دوسرے کے کمرے میں جاتی تھی۔ یا ایک دوسرے کو بلا لیتی تھی۔

آئینہ نے کتاب پر نشان لگا کے، کتاب کو ایک طرف رکھ دیا اور اٹھ کر کھڑکی کھول دی بارش کی پھوہار میں باہر مستعان کھڑا تھا۔ اور وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس لئے اس کا ہاتھ کھڑکی تک پہنچ گیا تھا آئینہ چونکی۔ اس کے چہرے پر ایک ناگواری لہر ابھری پیشتر اس کے وہ اس کے یہاں آنے کا مقصد پوچھے۔

وہ ہنس کر بولا آج رائیڈنگ کے لئے نہیں چلو گی؟ تمہارا گھوڑا تیار کھڑا ہے۔

کہاں ہے میرا گھوڑا وہ زور سے چلائی۔

مستعان نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور بولا۔

اچھا آؤ میرے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں تمہارے گھوڑے تک پہنچا دوں گا نہیں نہیں
۔۔۔۔ نہیں آئینہ اتنے زور سے چلائی کہ مستعان وہاں سے چلا گیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
______ اس نے اپنی کتاب پھاڑ ڈالی اسے آج تک مستعان کے رویے کی سمجھ نہیں آئی تھی۔
ویسے وہ بڑا مہذب تھا۔ بڑا شائستہ تھا مگر اندر سے اس کا کوئی پکا دشمن لگتا تھا۔ کتنی مجبوری تھی کہ اس نے

اپنی بڑی بہن مان کر اس کے کنٹریکٹ پر دستخط کر دیئے تھے۔
اور اب وہ سیریل مکمل کروانے پر مجبوری ہو گئی تھی ۔۔۔۔۔۔ کاش وہ یہاں نہ آئی ہوتی۔ کاش بندے سے نہ ملی ہوتی کے دل میں مستعان کے لئے زہریلی سی نفرت جمع ہونا شروع ہوئی۔ پتہ کیوں وہ جب اس کی طرف دیکھتی اس کا دل چاہتا اس کا منہ نوچ لے کیوں؟ اس نے اپنے دل سے بار پوچھا۔
رو رو کر اس کے دل کا غبار نکل گیا تھا خالی ذہن کے ساتھ بستر پر بیٹھی تھی۔ کہ اچانک توشہ اندر

ہیلو آئینہ ______ ؟ ارے ۔۔۔۔ تمہارے چہرے پر بھی کیا بارش ہوئی ہے۔؟ روئی ہو؟

آئینہ پھر رونے لگی۔

کیا ہوا ______ بتاؤ تو ______

آئینہ نے سارا قصہ بتا دیا۔

اچھا تو مستعان نے کھڑکی کھٹکھٹا کے تمہیں رائیڈنگ کی دعوت دی۔

ہاں وہ روتے ہوئے بولی ______

آئینہ میں تمہیں بتانا بھول گئی تھی۔ مستعان کو رائیڈنگ کا بہت شوق ہے۔ وہ جب سے یہاں آیا روزانہ علی الصبح گھڑ سواری کے لئے جاتا ہے ایک سائیس کو مقرر کیا ہوا ہے۔ جو روزانہ اس کے لئے لے کر آتا ہے اور میں ازلی ڈرپوک ہوں۔ مجھے گھڑ سواری سے بچپن ہی سے ڈر لگتا ہے۔ ایک بار گئی تھی اور ہاں مستعان ہر روز ہر کمرے کی کھڑکی پر دستک دے کر اس کمرے کے مکین کو دعوت ہے۔ اور پھر مجھے آ کر ہر روز کی واردات بتاتا بھی ہے آج تمہاری کھڑکی کی باری ہوگی۔ اس لئے تمہیں پوچھ لیا۔

مگر ۔۔۔۔ مگر ۔۔۔۔ ان کا انداز ۔۔۔۔ وہ فقرہ ۔۔۔۔ ویسا ہی ______ آئینہ کا سفید پھیکا ہو گیا۔

ہاں ہاں ______ بڑا ڈرامہ باز ہے۔ مستعان ______ ہر کھڑکی کے باہر نیا بولتا ہے۔ لوگ تو بہت انجوائے کرتے ہیں ______
نہیں آپی ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ مجھے وہ خاص طور پر ٹیز کرتے ہیں ۔۔۔۔

ارے نہیں ________ چلو آؤ باہر چلتے ہیں، میں تمہیں بلانے آئی تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے
بارش رکی ہے ________ اور سب لوگ باہر برآمدے میں ناشتہ کرنا چاہتے ہیں۔
نہیں میں باہر نہیں جاؤں گی۔۔۔۔آئینہ کا چہرہ بجھ سا گیا۔
چلو۔۔۔۔میں تمہیں سب سے پوچھواتی ہوں۔ وہ تمہیں بتائیں گے مستعان کے
بارے میں ________
نہیں آپی ________
اوہو۔۔۔توشہ نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹا۔ اور باہر لے گئی۔

رات کا کوئی پہر تھا۔ بارش اپنا جلترنگ بجا کر ابھی خاموش ہوئی تھی۔۔۔۔۔ برسے ہوئے
یا میں جھکی ہوئی۔ بجلیاں اب بھی کبھی کبھی چمک رہی تھیں یہ تو پہاڑوں کا خاصہ ہے۔ وہاں موسموں
ڑے جلدی جلدی بدلتے ہیں۔
ناٹا ہوتے ہی آوازیں آنے لگیں۔
سنو آئینہ۔۔۔۔۔سنو آئینہ۔۔۔۔۔آئینہ۔۔۔۔۔ میں تمہیں اس طرح جانے نہیں دوں
میرے علاوہ تم سے کوئی شادی نہیں کرے گا۔
سنا تم نے اور اگر ایسا ہوا تو میں اسے قتل کر دوں گا ________
قتل کر دوں گا!
توشہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔۔۔۔۔۔بستر سے نکل کر خوفزدہ سی سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔ مستعان نیند
بڑبڑا رہا تھا ________
پہلے اس کی یہ عادت نہیں تھی۔ پچھلے ایک سال سے وہ نیند میں بولنے لگا تھا۔ بلکہ بہت لمبے لمبے
لے بولتا تھا۔ توشہ نے شکایت کی تو پہلے وہ خود حیران ہوا۔ اس نے یہ بات مانی ہی نہیں اور کہنے لگا۔
بھی میں نیند میں بڑبڑاؤں تم مجھے جگا دیا کرنا۔
توشہ نے اتنی مرتبہ اسے جگایا کہ اسے یقین ہو گیا کہ واقعی وہ بولتا ہے اور کافی دیر تک بولتا رہتا ہے
نے خود بھی اس نئی عادت کی توجیح معلوم کرنے کی کوشش کی تو اسے بہت جلد پتہ لگ گیا۔ اس نے
بھی قائل کر لیا، کہنے لگا۔
سنو توشی: سرجری کے بعد میں مسلسل اتنی دوائیں کھا رہا ہوں۔ ذرا سوچو اتنی دوائیں کھانے سے تو
ن کی کیمسٹری بدل جاتی ہے۔ اسی لئے نیند میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ فکر نہ کرو۔ رفتہ رفتہ ٹھیک ہو
گا۔
توشہ کو یہ بات قرین قیاس معلوم ہوئی۔ اور ہوا بھی ایسے ہی۔۔۔۔۔ جوں جوں دوائیاں کم
گیں اس کا بڑبڑانا بھی کم ہوتا گیا بلکہ دو چار مہینوں سے تو بالکل سکون کی نیند سو رہا تھا جب سے وہ

لوگ گلگت آئے تھے، اور مستعان نے آئینہ کو دیکھا تھا۔ وہ پھر نیند میں چیخنے چلانے لگا تھا۔

یہاں اتنی مصروفیات رہتیں۔ کہ صبح تک توشہ کو یاد ہی نہ رہتا۔ کہ رات کو کیا ہوا تھا۔ ایک ایڈ اور آدھا سیریل بنانا تھا۔ روز لوکیشن بدلنا پڑتی تھی۔ سب لوگ ہمہ وقت کام میں ہی جتے رہتے تقریباً ہر کام ختم ہو گیا تھا۔ آج سب لوگ گھوڑے بیچ کر سوئے تھے۔ کچھ لوگ واپس چلے گئے تھے۔۔۔۔ آئینہ کا کام بھی مکمل ہو گیا تھا وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ لاہور چلی گئی تھی۔ کچھ تھوڑے سے لوگ اور ساز وسامان یہاں رہ گیا تھا ____ ان سب لوگوں نے تین دن کے بعد سارا ساز وسامان لے کر براستہ سڑک جانا تھا۔ پورے عملے اور کاسٹ کو ایک ہفتے کی چھٹی دی گئی تھی۔ تاکہ وہ گھر جا کر آرام کریں۔

توشہ بھی آج خوب گہری نیند سوئی تھی۔ شروع میں دو چار بار بجلی چمکی۔ تو اس کی چمک شیشوں کے اندر سے بستر تک آئی تھی۔ مگر وہ ایسی بے سدھ پڑی تھی۔ کہ اسے ہمیشہ والا خوف بھی نہیں آیا تھا۔ مگر اب جو مستعان زور زور سے چیخا تو جاگ اٹھی جاگتے ہی اس کی نیند ہوا ہو گئی ____

مستعان کا بار بار آئینہ کو پکارنا۔۔۔۔۔۔ اور پھر قتل کی دھمکی۔

وہ صوفے پر بیٹھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے مستعان کو دیکھ رہی تھی۔ شب کے اس سناٹے میں اس کے ذہن میں خدشات کے پھنیر ناگ سر اٹھا رہے تھے۔ آج وہ خوفزدہ ہو رہی تھی، یوں لگتا جیسے وہ ایک لمبی نیند سو رہی تھی۔ آج ہی اس کی آنکھ کھلی ہے۔

کیا واقعی وہ سو رہی تھی ____؟

اس نے کئی بار اپنے آپ سے پوچھا ____

ایک مہینے کے تیس دنوں میں کئی عجیب وغریب واقعات تواتر کے ساتھ اس کے سامنے ہوتے رہے۔ اور وہ انہیں محض ایک اتفاق کہہ کر نظر انداز کرتی رہی یہاں مستعان کا ہر انداز نیا اور غیر مانوس تھا۔ مستعان ہمیشہ سے بہت سنجیدہ اور لیئے دیئے میں رہنے والا مرد تھا یہی ادا اس کی توشہ کو بہت بھلی لگی تھی یہاں آکر اس نے محسوس کیا کہ مستعان بالکل کھلنڈرا سا ہو گیا تھا صحیح معنوں میں اسے پلے بوائے نہیں کہا جا سکتا۔ مگر اس کی حرکتیں ایسی ضرور ہو گئی تھیں۔ خصوصیت سے جب وہ آئینہ کو تنہا دیکھ لیتا تو کوئی غیر متوقع قسم کی حرکت ضرور کرتا۔

آخری ہفتے میں انہیں آؤٹ ڈور کے لئے ہنزہ ویلی جانا پڑا۔ راستے میں جتنے بھی چھوٹے چھوٹے شہر اور خوبصورت مقامات آئے۔ وہ لوگ وہاں ٹھہر جاتے کیمپ لگاتے۔ شوٹنگ کرتے اور پھر

چل پڑتے ____ کریم آباد میں ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے انہوں نے کیمپ لگائے تھے۔ اس جھیل کنارے انہوں نے شیمپو کا اشتہار بنانا تھا ____ جس کے لئے توشہ نے پہلے ہی پرانی کرلیا تھا۔ سکرپٹ اس قسم کا تھا۔ کہ اس سپیشل برانڈ کا شیمپو استعمال کرنے والی دوشیزہ نہانے کے لئے جھیل میں اترتی ہے۔ تو جھیل کی سطح پر اس کے لمبے بال اس طرح پھیل جاتے ہیں کہ تقریباً پوری جھیل کی سطح ڈھک جاتی ہے ____ دور سے ایک گھوڑ اسوار آتا دکھائی دیتا ہے ____ وہ دوشیزہ کے بال دیکھ کر ٹھٹک جاتا ہے۔ گھوڑے سے اترتا ہے۔ ڈائیلاگ بولتا ہے ____

کیمرے کی ٹرک سے آئینہ کے بالوں کو پھیلتا ہوا دکھانا تھا۔ جب بھی شارٹ تیار ہوتا مستعان پانی میں کود جاتا، اور آئینہ کے قریب جا کر پوچھتا ____

آئینہ تم ٹھیک ہو نا؟ ____ ڈوب تو نہیں گئیں ____؟

آخر میں آئینہ نے چلانا شروع کر دیا۔ کہ یا تو آپ شارٹ مکمل کریں، یا پھر مجھے جھیل سے باہر آنے کی اجازت دیں۔

ایک بار ایسا بھی ہوا کہ مستعان نے ضد کی کہ اس ایڈ میں وہ گھوڑ اسوار بنے گا۔

کیوں ____؟ سب پوچھنے لگے۔ اب تک تو اسے کبھی کسی ڈرامے میں ایکٹنگ کرنے کا شوق نہیں ہوا تھا ____

کیونکہ میں نہیں چاہتا کوئی دوسرا ہیرو آئینہ کو بازوؤں میں اٹھا کر باہر نکالے ____

دوسرے ہیرو سے تمہارا کیا مطلب ہے مستعان ____؟ توشہ چڑ کر پوچھتی۔

تم نے خود ہی اس ایڈ کے لئے کامل کو منتخب کیا ہے ____

مگر میں نہیں چاہتا کامل آئینہ کو چھوئے ____

مستعان تم چھوٹی چھوٹی باتوں میں اڑچن ڈالتے رہے۔ تو ہو چکا کام ____

آئینہ الگ بیزار ہوئی بیٹھی تھی۔ اس کو مستعان کی یہ دخل اندازی ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی۔ اس کا بس چلتا تو اس کام کو چھوڑ دے توشہ نے اسے بڑی مشکل سے قائل کیا تھا۔ یہ ایک غیر ملکی فرم کا شیمپو تھا اور اس اشتہاری فلم سے خاصی رقم حاصل ہونے والی تھی۔

رات کو جب لوگ خیمے لگائے، اونچی آواز میں میوزک سن رہے تھے۔ کھا پی رہے تھے، آسمان پر

چودھویں کا چاند روشنی بکھیر رہا تھا مستعان اچانک اٹھا اور آئینہ کے خیمے کا پردہ اٹھا کر بولا۔

آئینہ ذرا باہر آؤ۔

وہ باہر آ گئی۔

بولا______تمہیں یاد ہے۔ ایک بار میں نے سوتے ہی تمہارے بال خیمے کی رسی
سے باقاعدہ باندھ دیئے تھے______؟

نہیں______آئینہ چیخ کر بولی______آپ نے نہیں باندھے تھے۔

میں نے ہی باندھے تھے ہنس کر بولا۔ آؤ دوبارہ باندھ کر تمہیں بتاؤں______

آپ کون ہیں مستعان______اور مجھے بلیک میل کیوں کرنا چاہتے ہیں______

ارے میں بلیک میل کروں گا؟ میں تو کسی اور کو بلیک میل کرتا ہوا دیکھ لوں تو اسے جان سے مار
دوں گا______

توشہ دوڑی آئی____اتنی خوبصورت رات میں کس کو جان سے مار رہے ہو۔؟

توشی آپی______آئینہ نے توشہ کا بازو پکڑ لیا۔ اور اسے دور لے گئی۔

آپی سچ بتائیں یہ مستعان کون ہیں؟

کون ہیں______؟ بھئی میرے شوہر ہیں۔

وہ تو میں بھی دیکھ رہی ہوں۔ مگر ان کا بچپن کہاں گزرا ہے کہاں سے آئے ہیں۔؟

ان کی بیک گراؤنڈ کیا ہے۔

تم کیوں پوچھتی ہو______؟

آپی______یہ مجھے اکثر ایسی باتیں یاد دلاتے ہیں۔ جن کا تعلق میرے بچپن یا میرے
ماضی سے ہوتا ہے بس۔۔۔۔۔بس۔۔۔۔۔میں تو آپ کو بتا نہیں سکتی۔

آئینہ میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا۔۔۔۔۔مستعان میں بڑے ٹیلینٹ ہیں۔ وہ قیافہ شناسی سے
بہت سی باتیں جان لیتا ہے______

نہیں قیافہ شناسی سے ایسی باتوں کا سراغ نہیں ملتا______

اس دن وہ جھیل میں کود کر بار بار کہتے تھے۔ تم ڈوب تو نہیں گئیں اس واقع کا تعلق بھی میرے بچپنا
سے ہے۔

آئینہ: تم میری بات کا یقین کرو۔ مستعان ایک بہت ہی سادہ دل انسان ہے۔ اس کا بچپن اور
ماضی ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح میرے سامنے ہے پتہ نہیں اس کا اتنا بڑا امپریشن تم پر کیوں پڑا
بہت اچھا انسان ہے۔

آپی" آئینہ نے لمبی سانس چھوڑ کر کہا۔ میں آپ کا دل برا نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔۔مگر۔۔۔۔۔
یہ پراسرار بلکہ خطرناک شخصیت لگتے ہیں۔ ان کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔"

آئینہ کو اچھی طرح سمجھا بجھا کر جب توشہ اپنے خیمے میں آئی۔ تو مستعان اپنی بیٹی آئینہ سے کھیل
رہا ایسے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

مستی: تم نے کب آئینہ جمال کے بال خیمے سے باندھے تھے______؟

توشہ نے آتے ہی پوچھا۔

میں نے______؟

نہیں تو______؟

میں تو تمہارے سامنے بیٹھا ہوں۔

پھر تم نے آئینہ سے ایسا کیوں کہا۔

میں نے______نہیں میں نے تو ایسا نہیں کہا______کہاں ہے بلاؤ
۔

بس اب جانے دو۔ پتہ نہیں تم ہر وقت آئینہ جمال کو کیوں تنگ کرتے ہو۔

میں تنگ کرتا ہوں میں تنگ کرتا ہوں۔ اس نے غصے سے کہا کہ وہ ہر وقت مجھے تنگ کرتی رہتی ہے
______

کیا کہتی ہے وہ تمہیں توشہ نے بھی غصے سے پوچھا۔

وہ وہ۔۔۔۔۔وہ مجھے یاد دلاتی رہتی ہے

کیا یاد دلاتی ہے______؟

مستعان تھوڑی دیر چپ بیٹھا رہا۔۔۔۔سوچتا رہا______

توشہ واقعی جب میں اسے دیکھتا ہوں۔ تو مجھے کچھ چیزیں کچھ باتیں۔۔۔۔۔یاد آنے لگتی ہیں وہ
منہ موڑ کر کے اپنے ذہن پر زور دینے لگا۔

ایک خوبصورت سا بنگلہ۔۔۔ایک پھولوں والی سیٹ۔۔۔کسی جھیل کا کنارا۔۔۔۔گھڑ سواری۔۔۔۔

مستعان توشہ بات کاٹ کر بولی۔ میرا خیال ہے۔تم بھی تھک گئے ہو عجیب باتیں کرنے لگے ہو۔ کبھی کبھی مجھے بھی اجنبی لگتے ہو پتہ نہیں ایک مرد کے اندر کتنے روپ ہوتے ہیں۔

اوتوشی کیا ہو گیا ہے تمہیں ______ ؟

بس جلدی سے کام ختم کرو۔ اور پیک اپ کرو۔ میں کام کرتے ہوئے کبھی اتنی نہیں تھکی جتنی کہ اس مرتبہ تھک گئی ہوں۔

آنکھوں پر بازو رکھ کے توشہ لیٹ گئی۔

اگلے روز انہیں خنجراب نیشنل پارک میں جانا تھا۔ سارا قافلہ روانہ ہوا ______ صبح سے ہی سب کا موڈ بہت اچھا تھا ______ راستے میں ہلکی ہلکی بارش ہوتی رہی تھی۔۔۔۔ جب پہاڑی راستہ شروع ہوا۔ تو ایک جگہ انہوں نے خیمے لگا لئے اور سب لوگ شرطیں لگا کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے لگے ______ یکا یک مستعان نے آہستہ آہستہ چڑھتی ہوئی آئینہ جمال کو نیچے لڑھکا دیا وہ چیختی ہوئی گری۔ ابھی زیادہ اونچائی پر نہیں تھی۔ اور نیچے بھی نرم گھاس تھی سب اسے پکڑنے کو دوڑے مگر مستعان ہنستا رہا۔

آئینہ کی ایڑی میں چوٹ آئی تھی۔۔۔۔ وہ گلوریا کا سہارا لے کر ٹینٹ میں واپس آ گئی وحشت زدہ سی لیٹی سوچ رہی تھی کہ مستعان بھی ٹینٹ میں آ گیا اسے دیکھتے ہی اٹھ بیٹھی۔

آپ نے مجھے اس بے دردی سے دھکا کیوں دیا؟

تمہیں یاد ہے ایک بار پہلے بھی میں نے تمہیں اس پہاڑ سے گرایا تھا اس لئے دل چاہا کہ پھر گراؤں۔؟

وہ آپ نہیں تھے میں آپ سے پہلے کبھی نہیں ملی نہ آپ میرے ساتھ کبھی یہاں آئے ہیں ______ جھوٹ نہ بولیں ______

اسی وقت توشہ بھی بھاگتی ہوئی اندر آ گئی۔۔۔۔ اس نے آئینہ کے الفاظ سن لئے تھے ______

کیا ہوا ______ آئینہ کو کیا ہوا ______

توشہ آپی میں واپس جانا چاہتی ہوں۔ پلیز پلیز مجھے واپس بھیج دیں ______

بس اب تو بالکل تھوڑا کام رہ گیا ہے جانو ______

توشہ اس کے پاس بستر پر بیٹھ گئی۔

بعض اوقات توشہ کو مستعان کی ایسی حرکتوں پر غصہ بھی آتا تھا۔ وہ اسے ڈانٹنا چاہتی تھی جھگڑنا بھی ______ مگر مصلحتاً خاموش ہو جاتی۔ کہ کہیں سچ مچ یہ ایک ایشو نہ بن جائے۔ اور سب لوگوں کی پتہ آ جائے۔ اگر کوئی معاملہ متنازعہ ہو کر لوگوں کی زبان پر آ جائے۔ تو اس سے خلفشار کے کچھ نہیں ہوتا ______ بدنامیوں کے جواز نکل آتے ہیں۔ اس لئے توشہ ہمیشہ معمولی سا واقعہ اسے ٹال دیتی۔ زیادہ اہمیت نہ دیتی ______ پوچھ تاچھ میں اسے زیادہ طول نہ دیتیں اور چاہتی تھی کہ کوئی بدمزگی ہوئے بغیر یہ ایک مہینے کا عرصہ ختم ہو جائے، اور سیریل کا زیادہ سے کام ہو جائے۔

اس روز جب وہ ہنزہ ویلی میں تھے۔ کام ختم کرنے کے بعد سب لوگ زمین پر دسترخوان بچھائے کھا رہے تھے۔ مستعان آیا اور بے تکلفی سے توشہ اور آئینہ جمال کے درمیان بیٹھ گیا اور آئینہ کی پلیٹ میں سے چاول اٹھا کے کھانے لگا۔

آئینہ نے چمچ رکھ دیا اور ذرا پرے سرک گئی۔

مستعان پر کوئی اثر نہیں ہوا چاول کھاتا رہا، پھر ہنس کر بولا۔

آئینہ تمہاری سہیلی چندا کا کیا حال ہے ______ ؟

کون چندا وہ چیخ کر بولی ______

ارے وہی کالی کلوٹی جو تم سے جلتی بہت تھی۔ اور مجھ پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔

آپ پر ______ ؟ اس نے تنک کر پوچھا۔

مستی یہ تم کیا کہہ رہے ہو ______ ؟ تمہیں پتہ ہے تم کیا اول فول بک رہے ہو۔

ہاں مجھے پتہ ہے میں کیا کہہ رہا ہوں۔؟ مستعان بولا اس سے پوچھو چندا اس کی سہیلی تھی کہ نہیں ______

خوفزدہ نظروں سے توشہ نے آئینہ کی طرف دیکھا۔

آئینہ نے اثبات میں سر ہلایا پھر بولی وہ ایک حادثے میں مرگئی تھی۔

اوہو مستعان نے کہا مجھے کیوں نہیں بتایا۔ میں کم از کم آنٹی مائدہ کے پاس افسوس کے لئے ______

آنٹی مائدہ کون ہے مستعان توشہ نے حیرت سے پوچھا۔

بھئی وہ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور بے پروائی سے بولا۔

مجھے کیا پتہ اور اٹھ کر چلا گیا۔

اس روز توشہ کافی دیر گم صم بیٹھی رہی۔ اور مستعان کے رویے پر غور کرتی رہی۔

آئینہ اسے چپ چاپ دیکھتی رہی۔

پھر قریب آ کر بولی آپی: تمہارا شوہر بہت بڑا فراڈ ہے۔ اور تم اتنی معصوم ہو تمہیں کوئی بات سمجھ ہی نہیں آ رہی۔

وہ تو بہتے پانی کی ایک دھارا میں تھی۔ مستقل سفر ہو رہا تھا۔ خیمے لگائے جا رہے تھے۔ خیمے اکھاڑے جا رہے تھے۔۔۔۔ جگہ جگہ رک کر باقاعدہ شوٹنگ ہو رہی تھی۔ گویا کیمرے کاندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔ ایسے میں رک کے سوچنا یا کوئی اختلافی بات کرنا بہت نقصان وہ ثابت ہو سکتا تھا۔ مصلحتوں نے اس کی زبان بند کی ہوئی تھی۔

بشام میں تو ایک دن غضب ہی ہو گیا۔ اس نے خلاف معمول آئینہ کا موڈ بہت اچھا تھا۔ اور وہ چھوٹی آئینہ کے ساتھ بھاگ بھاگ کر کھیل رہی تھی۔ توشہ نے اسے دو تین بار بلایا۔ کہ وہ آخری شارٹ مکمل کروا جائے۔ مگر اس کا موڈ ہی نہیں بن رہا تھا۔

مستعان ایک دم کھڑا ہو گیا۔ اور چلا کر بولا __________

آنو ________ جانو ________ میری جان مانو __________

کیا کہہ رہے ہو مستعان توشہ قریب آ گئی۔۔۔۔۔۔ سب سن رہے ہیں۔

تو سنتے رہیں۔۔۔۔ میں یہی کہہ رہا ہوں۔ آنو، جانو ________ میری بات مانو __________

اس نے دوسری دفعہ اتنے ہی زور ہی کہا۔

سارا عملہ ہنسنے لگ گیا۔

آئینہ غصے میں بھری ہوئی آئی اور غضبناک انداز میں بولی __________

مسٹر مستعان اگر آپ نے آئیندہ مجھے اس طرح بلایا۔ تو میں آپ کا سر پھوڑ دوں گی۔

بڑی عجیب صورت حال ہو گئی تھی۔ باقی سارا کام ٹینشن میں ہوا کئی باتیں تھیں۔ جن پر غور کرنے سے توشہ کا دم گھٹنے لگا تھا۔

پرسوں جب آئینہ جمال جا رہی تھی تو کیسی بے تابی سے مستعان دوڑا آیا اور بولا ایسے کیسے جا رہی ہو تم تو ملتی جاؤ۔

سب نے مذاق سمجھا۔ مگر توشہ کے گلے میں یہ بات اٹک گئی تھی۔

اور ابھی ابھی وہ نیند میں آئینہ کو والہانہ پکار رہا تھا۔۔۔۔۔

کیا ایسا تو نہیں کہ مستعان واقعی آئینہ کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہو۔ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے توشہ کو یوں ہوا جیسے اس کے پیٹ میں مروڑ اٹھا ہے اس کی ساری حسیات ایک جگہ اکٹھی ہو گئی ہیں۔ بے راس کے اندر متلی کی کیفیت پیدا ہوئی۔ وہ دوڑ کر غسل خانے میں چلی گئی۔ جب وہ زور زور سے [illegible] رہی تھی۔ مستعان کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ توشہ اپنی جگہ پر نہیں تھی۔ اور چھوٹی اپنی کاٹ میں سو رہی تھی مستعان انتظار کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد توشہ اپنا منہ تولیے سے پونچھتی ہوئی [illegible] اور اسی جگہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

توشی کیا ہوا ہے __________ مستعان بستر سے نکل آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے __________ اس نے بتی جلا دی۔

پلیز بتی بجھا دو۔ آئینہ اٹھ جائے گی، توشہ آہستہ سے بولی۔ توشہ کا زرد چہرہ دیکھ کر مستعان نے بتی [illegible]۔ اور پھر آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ پکڑ لئے __________

تمہارے ہاتھ کس قدر ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ تم تو بالکل ٹھنڈی برف ہو رہی ہو۔ کیا بات ہے [illegible] تکلیف ہے __________

نہیں __________ توشہ نے آہستہ سے کہا۔

سر میں درد ہے۔

نہیں __________ وہ پھر بولی۔

تمہارا چہرہ زرد ہو رہا ہے۔ بتاؤ نا کیا بات ہے۔؟ میں ڈاکٹر کو بلاؤں۔

ڈاکٹر کی ضرورت نہیں۔ توشہ سرگوشی میں بولی میں نے ایک خواب دیکھا اور ڈر گئی۔۔۔۔۔

ارے توشی میری جان خواب سارے گڑبڑ ہوتے ہیں۔ ان پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔

یہی تو میں بیٹھی سوچ رہی ہوں۔۔۔۔ یقین کروں یا نہیں۔

چھوڑو آؤ بستر میں پہلے اپنے آپ کو گرم کرو"

مستعان اسے اٹھا کر لے آیا۔ اسے بستر میں لٹایا۔ اس پر کمبل ڈالا اور دوسری طرف سے آ کر [illegible]
گیا۔

یار تم اتنی وہمی تو کبھی نہیں تھیں۔ جب آدمی تھکا ہوا ہوتا ہے۔ عجیب وغریب خوفناک چیزیں دیکھنے
لگتا ہے اپنے آپ کو پریشان نہ کرو آج شاید تم زیادہ تھک گئی ہو، توشہ خاموش لیٹی رہی ______
وہ آہستہ آہستہ اس کے ماتھے کو سہلاتا رہا۔

کیا دیکھا تم نے خواب میں مسکرا کر بولا مجھے دیکھا ہوگا، اور ڈر گئی ہوں گی۔

نہیں تمہارے بولنے سے میری نیند اڑ گئی۔

ارے۔۔۔۔ میں پھر نیند میں بولنے لگا ہوں ______

ہاں: تم جب سے یہاں آئے ہو نیند میں بڑبڑانے لگے ہو ______

شاید کام کی زیادتی کی وجہ سے۔۔۔۔ چلو اچھا ہوا میرے بولنے سے تمہارا خواب تو ٹوٹا۔ ورنہ کتنی
دیر اس کیفیت میں پڑی رہتیں ______

کاش کہ میرا خواب نہ ٹوٹا ہوتا توشہ نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا ______

کاش کہ میں خواب میں ہی رہتی کاش تم نہ بولے ہوتے۔

لو اور سنو کیا ہو گیا ہے تمہیں کیا ڈراؤنے خواب میں رہنا چاہتی ہو ساری عمر ______

پتہ نہیں اس نے بے دلی سے کہا اور منہ موڑ لیا۔

توشہ: مجھے اندازہ ہے۔ یہ جو مجھے نئی بیماری ہوئی ہے نا؟ نیند میں بولنے کی اس سے تمہیں بہت
تکلیف ہوتی ہے۔ اب انشاء اللہ یہ سارا کام مکمل ہوتے امریکہ چلیں گے۔ مجھے سال بعد چیک اپ کے
لئے جانا تھا۔ یہ سیریل مکمل ہو جائے، پھر دونوں چلیں گے۔ اور میں اپنے ڈاکٹروں سے
پوچھوں گا۔ کہ انہوں نے مجھے ایسی دوائیں کیوں دیں۔۔۔۔۔ جن سے میری عادات میں
کچھ تبدیلیاں آ گئیں ______

شکر ہے، توشہ بولی تمہیں چیک اپ کا خیال تو آیا اب تو سال ہونے کو آیا ہے ______
لیلیٰ بچاری یاد دہانیاں کرا کے تھک گئی ہے۔

نہیں۔۔۔۔ اب میں بھی تھک سا گیا ہوں توشی مگر کیا کرتا کام اس خوبصورتی سے بنتا جا رہا
تھا۔ کہ ادھورا چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہا۔

آؤ تمہیں ایک بہت ہی خوشی کی بات بتاؤں توشہ اس نے اپنے ہاتھ سے توشہ کا چہرہ اپنی طرف
[illegible] تمہیں پتہ ہے نا؟ میں نے اپنے سیریل کے لئے ٹی۔ وی سے ٹائم خرید لیا تھا۔ دو کروڑ روپے میں
[illegible] نے سے پہلے ساری پے منٹ کر آیا تھا اور جمشید علی کو اشتہارات پر لگا آیا تھا۔ ہم نے جو اپنا
[illegible] بھیجا تھا اسے اشتہاری کمپنیوں نے بہت پسند کیا ہے۔ دھڑا دھڑ اشتہار ملنے لگے ہیں۔ جمشید علی کا
[illegible] آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ اب تک ہمیں ڈھائی کروڑ کے اشتہارات مل چکے ہیں۔ دو کروڑ کا قرضہ تو
[illegible] اتر جائے گا اور جب سیریل چلے گا تو مزید اشتہار آنے شروع ہوں گے۔ انشاء اللہ بہت اچھا بزنس
[illegible]

توشہ چپ رہی ______

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا۔ نہ جانے تم نے اتنی موزوں لڑکی کیسے ڈھونڈھ لی۔ لگتا ہے کہ آئینہ اسی
[illegible] کے لئے پیدا کی گئی تھی یہ کہتے ہوئے مستعان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

توشہ نے یہ چمک صاف دیکھی، اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

کیا بات ہے ______؟ مستعان بولا۔ تمہیں خوشی نہیں ہوئی ______

میرے سر میں درد ہونے لگا ہے مستی۔

آؤ میں تمہیں سلاؤں۔۔۔۔۔۔ جیسے سلایا کرتا ہوں وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا ______

سلا دوں نا؟ ______ اس نے شوخی سے پوچھا۔

توشہ حسب عادت نہ مسکرائی نہ حامی بھری بلکہ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور بند آنکھوں سے دو
آنسو اس کے رخساروں پر لڑھک آئے ______

ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ توشہ آپی کیسی ہو تم؟

توشہ نے کافی عرصے بعد لیلیٰ کی آواز سنی تو اس کا دل بھر آیا۔

لیلیٰ ___ لیلیٰ تم سناؤ کتنے دنوں کے بعد تم سے بات ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کر توشہ رو دی۔

کیا بات ہے توشی ___ وہ تردد سے بولی ___ تم نے تو خود ہی کہا تھا
واپس آ کر فون کرو گی۔ میں فون نہ کروں۔

ہاں ہاں میں نے کہا تھا۔ توشہ اپنی آواز کو سنبھال کر بولی۔

مگر بات کیا ہے ___؟ لیلیٰ نے کہا۔

وہ ۔۔۔ لیلیٰ ۔۔۔ ہماری عدم موجودگی میں جمن خالہ فوت ہو گئیں۔ ہم ایسی جگہوں
تھے۔ ہمیں اطلاع نہ ہو سکی۔ جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

اوہو: لیلیٰ نے تاسف سے کہا۔ بچاری جمن خالہ ___ کتنی نیک عورت تھی۔ توشہ وہ
سال کی تو ہو گئی ہوں گی۔

مجھے نہیں معلوم سنا ہے آخر وقت تک اپنے پاؤں پر چلتی رہی ہیں پاپا اور ماما کی ایک ہی تو نشانی تھی
ہمارے پاس وہ بھی نہ رہی۔

ہاں مگر کوئی کب تک جی سکتا ہے توشہ اللہ ان کو جنت نصیب کرے۔ ہمارے ساتھ تو اچھی ہی
گئیں۔

ہاں لیلیٰ ___

مگر تم بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے ___

مجھے کچھ نہیں ہوا لیلیٰ ___

نہیں توشہ ___ مجھے تم کچھ اور طرح پریشان لگ رہی ہو۔

بس تھک بہت گئی ہوں۔ تمہیں پتہ ہے نا مستی دیوانوں کی طرح کام کرتا ہے۔ وہاں اس نے بھی

بالکل آرام کرنے نہیں دیا۔

اور ۔۔۔ اور بتاؤ ۔۔۔

بس یوں لگتا ہے۔ میں تھک سی گئی ہوں۔

نہیں توشہ آپی یہ تھکن والی آواز نہیں ہے تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔

نہیں تو ۔۔۔

تمہیں میری قسم ۔۔۔

توشہ باقاعدہ رونے لگی جب دل درد سے بھرا ہو۔ اور کوئی محبت کرنے والا رشتہ ذرا چمکارے تو
سارے پیالے چھلک پڑتے ہیں۔

پلیز توشہ مجھے بتاؤ اور پریشان نہ کرو۔ آج تمہاری آواز ٹوٹی ہوئی، بکھری ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔
تمہیں معلوم ہے۔ کئی سالوں سے میں بس تمہاری آواز ہی سن رہی ہوں ___ اس لئے تمہارے
چہرے کے تاثرات اور تمہاری دلی کیفیات مجھے تمہاری ٹیلی فونک آواز سے معلوم ہوتی ہے تم کچھ پریشان اور
غم زدہ لگ رہی ہو۔

ہاں لیلیٰ میں پریشان بھی اور غم زدہ بھی تمہارا اندازہ کبھی غلط نہیں ہوا۔

جلدی جلدی سب کچھ صاف صاف بتاؤ ورنہ مجھے اختلاج ہونے لگے گا۔

لیلیٰ مستی بدل گیا ہے؟ توشہ پھر رونے لگی۔

کیسے بدل گیا ہے۔

وہ کسی اور سے محبت کرنے لگا ہے۔

ناممکن؟ لیلیٰ نے وثوق سے کہا۔ توشہ میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گی کہ وہ کون ہے اور نہ تم مجھے بتانا
ایک بات میں تمہیں بتا دوں ___ مستی بھائی کبھی کسی دوسری عورت سے محبت نہیں کر
سکتے۔ میں بھی انسانوں کے جنگل میں رہتی ہوں میرا ابھی دن رات عورتوں اور مردوں سے واسطہ رہتا ہے
بے وفائی یا ہرجائی پن مستی بھائی جیسے مردوں کی سرشت میں نہیں ہوتا۔

پہلے میں بھی یہی سمجھی تھی لیلیٰ ___؟

خیر میں اب بھی یہی سمجھتی ہوں۔ ضرور آپ کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے ___

کاش میں تمہیں یقین دلا سکوں لیلیٰ ___؟

بس تم مجھے یقین نہ دلاؤ میں خود پتہ لگالوں گی_________ کہ تمہارے دل میں یہ بات !!

کیسے۔؟

لیلیٰ جب تمہیں پتہ چلے گا نا؟ تو تمہیں بھی صدمہ ہوگا_________

جب مجھے یقین ہی نہیں تو صدمہ کیسا ہوگا۔

لیلیٰ، میں سوچ سوچ کر تھک گئی ہوں۔اب مجھے تمہاری ضرورت ہے۔

میں بھی آ جاؤں گی_________ ذرا مجھے اپنے طور پر پتہ کر لینے دو۔اب تم سوچ سوچ کے

بیمار مت ہو جانا_________

لیلیٰ مجھے ایسے لگتا ہے جیسے میں بیمار ہوگئی ہوں۔

اچھا میں کل پھر فون کروں گی۔لیلیٰ نے کہا۔کل میں تمہیں اچھے موڈ میں دیکھنا چاہوں گی۔

مستعان رات کو گھر آیا، تو توشہ سے بولا_________

آج لیلیٰ نے فون پر بڑی لمبی بات کی_________

کیا بات کی اداس سی توشہ نے یونہی خالی نظریں اٹھا کر پوچھا۔

بس تمہیں معلوم ہے۔اس سے میری یاری ہے بڑے مزے کی چیز ہے۔

لیلیٰ، باتوں باتوں میں دل کی بات پوچھ لیتی ہے۔

تو بتا دی تم نے دل کی بات؟

اس سے بھلا دل کی بات چھپائی جا سکتی ہے بلکہ اسے دل کی بات بتا کر دل ہلکا پھلکا ہو جاتا

مجھے بھی بتاؤ اپنے دل کی بات توشہ بولی۔

توشی میں تو مذاق کر رہا تھا۔مگر میں نے اسے اپنے سیریل کے بارے میں تفصیل سے بتایا ہے

اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ پچھلے ہفتے ہماری پہلی قسط چلی ہے۔جسے لوگوں نے بے حد پسند کیا____

مبارکباد دی کے لاتعداد فون آئے بس اس طرح کی باتیں کیں سیریل کی کہانی کے بارے میں

بتایا۔ساری کاسٹ کا زبانی تعارف بھی کرایا بعض اوقات عجیب باتیں کرتی ہے پوچھنے لگی ہیرو کی

عمر بھی بتاؤ مستعان ہنسنے لگا۔پھر کہنے لگی ہیروئن کی عمر اور حلیہ بھی بتاؤ_________ جب میں نے

تو کہنے لگی اس کہانی کا ہیرو تو آپ کو ہونا چاہیے تھا_________؟

توشہ ذرا سا مسکرائی لیلیٰ کتنی جلدی حالات کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے۔

پھر آپ نے کیا کہا۔

میں نے کہا آئینہ کو دیکھنے کے بعد دل میرا چاہتا تھا میں ہیرو بن جاؤں۔مگر دماغ میرا منہ چڑاتا

تھا، پہلے اپنی صورت دیکھ۔۔۔۔۔اس پر لیلیٰ بے اختیار ہنسنے لگی۔۔۔۔۔کہہ رہی تھی سال

پہلے تو ٹھیک آپ کے لئے آنا تھا۔

وہ تو مجھے بھی یاد دلاتی رہتی ہے_________؟

چلیں گے انشاءاللہ۔۔۔۔مستعان بولا میں نے اسے کہہ دیا ہے۔بس کچھ ہفتوں کا پر
ہے۔کہہ رہی تھی اس مرتبہ تم تینوں آنا میں نے وعدہ کرلیا۔۔۔۔اور ہاں توشہ کیا تمہیں یاد ہے
نے کاغذات سے بھرا ہوا کوئی بریف کیس تمہیں دیا تھا۔؟

بریف کیس؟

کب_________؟

جب میں امریکہ سے واپس آیا تھا۔

نہیں تو۔۔۔۔ایسا تو کوئی بریف کیس تم ساتھ نہیں لائے تھے۔

وہ کہہ رہی تھی آپریشن کے بعد میری ساری کیس ہسٹری اور ضروری نوٹس اس میں لکھے ہوئے
چیک اپ کے وقت ان کاغذات کا ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔

اچھا میں فون پر بات کروں گی۔وہ کن کاغذات کا ذکر کر رہی تھی مستی تم نے اسے بتایا ہے کہ
بالکل ٹھیک ہو_________

لو_________میں نے اسے کہا ہے۔میرا دل اتنا ٹھیک ہے کہ کوٹھے سے چھلانگیں لگا
کرتا ہے_________

یااللہ_________مستی اپنی عمر دیکھ کر بات کیا کرو۔

یار: کیا رکھا ہے اس عمر میں_________جو بیچ راہ کے دغا دی جاتی ہے_________

اچھا اب آگے کچھ مت کہنا_________توشہ بولی_________میری پہلے ہی طبیعت
ٹھیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر کو دکھایا ہے_________؟

ہاں دکھایا ہے۔اس نے دوائیوں کی ایک فہرست لکھ دی ہے۔لیکن میں اتنی دوائیں نہیں
گی خود ٹھیک ہو جاؤں گی سارا دن میرا جی متلاتا رہتا ہے اور کسی کسی وقت سب کھایا پیا نکل جاتا

____

ارے کہیں کوئی اور گڑبڑ تو نہیں ہوگئی مستعان نے ایک آنکھ بند کر کے کہا۔اور تمہیں پتہ بھی
نہ ہو_________

نہیں۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نے تصدیق کروالی ہے اور ایسی بات اب
نہیں ہو سکتی اس نے بے خیالی میں کہہ دیا_________

کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟_________؟

مستعان اس کے پیچھے پڑ گیا۔کیوں نہیں ہو سکتی ابھی تو ہم نے ایک بیٹا پیدا کرنا ہے

مستی: اب تم بڑے آدمی بن گئے ہو۔بڑے آدمیوں کی مختصر اولاد ہوتی ہے بس اب اپنی بیٹی کے
بارے میں سوچا کرو۔

بیٹی کے بارے میں سوچنے کو تم جو ہو_________؟ یہ کہہ کر توشہ باہر نکل گئی

آج ورکنگ ڈے تھا۔اور مستعان نے سارے لوگوں کو سٹوڈیو میں بلایا تھا۔

توشہ اپنی موٹر سے جب اتری تو اس کے آگے آگے آئینہ جمال اور گلوریا جوزف جا رہی تھیں
گلوریا جوزف سیریل میں آئینہ جمال کی کوسٹار تھی۔اسی دوران دونوں کی دوستی ہوگئی تھی دونوں باتیں
کرتی اور ہنستی ہوئی جا رہی تھیں۔ان کے پیچھے پیچھے توشہ بھی سست قدموں سے چل رہی تھی ایک دم گلوریا
نے آئینہ سے پوچھا۔

آئینہ تمہارے عاشق نامراد کا کیا حال ہے؟

کون عاشق نامراد ________ ؟

وہی اپنے سر مستعان ________ ؟

چھوڑ گلوری مجھے اس کے نام سے وحشت ہوتی ہے۔جس طرح وہ میری طرف دیکھتا ہے میرا دل
چاہتا ہے اس کا منہ نوچ لوں۔آنکھیں نکال دوں۔میں تو بس توشہ۔۔۔۔آپی کا سوچ کے خاموش
ہو جاتی ہوں کتنے کمینے ہوتے ہیں یہ مرد اتنی اچھی بیوی کو دھوکا دیتے ہیں۔

مگر آئینہ عشق پر زور نہیں ہوتا دل ہے آ گیا وہ بچارا کیا کرے؟ ویسے تم بھی تو ایک بلا ہو تم نے
دیکھا سیریل میں کس قدر خوبصورت نظر آتی ہو میں تو جس جگہ گئی تمہارے حسن کے چرچے تھے۔

چھوڑو پرے گلوری ________ عورت کو اتنا حسین نہیں ہونا چاہیے۔

کیوں ________ ؟ لوگ تم پر رشک کرتے ہیں۔حسن ہمیشہ قسمت کا دھنی نہیں ہوتا ہے۔یا
تو حسن ملتا ہے یا قسمت ________

خیر میں اس بات کو نہیں مانتی۔سانولی سلونی گلوریا نے ہنس کر کہا۔

اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں حسن مانگوں گی قسمت نہیں ________

گلوری: تمہیں معلوم ہی نہیں کہ تم کیا کہہ رہی ہو احمق ہو تم۔

بس مجھے تو یہ اچھا لگتا ہے۔ساری دنیا تمہیں رشک سے دیکھ رہی ہو اور ہائے وائے کر رہی ہو۔

تم نے غالب کا وہ شعر سنا ہے مجھے اس شعر کی سمجھ کبھی نہ آئی تھی ________ کوئی مجھے سمجھایا کرتا تھا
ایک سال میں آپ ہی سمجھ آ گئی ہے۔

اچھی صورت بھی کیا بری شے ہے؟
جس نے ڈالی بری نظر ڈالی؟

ہاں بڑے مزے کا شعر ہے گلوریا بولی۔
مگر تم نے کبھی غور کیا ہے۔سر مستعان تمہیں کتنی والہانہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔تمہیں دیکھتے
ہی نگاہ میں مستی آ جاتی ہے عجیب رنگ ہو جاتا ہے۔ان کی آنکھوں کا جیسے کوئی خفیہ بلب جل

میں نے کبھی اس شخص کو غور سے دیکھا ہی نہیں ________ آئینہ بولی۔
مگر سب لوگ ان کی آنکھ کی مستی کو نوٹ کرتے ہیں اس تبدیلی کو محسوس کرتے ہے۔جان چھڑکتا
ہے تم پر اور تم ہو کہ۔۔۔۔۔۔
پیچھے آتی ہوئی توشہ رک گئی۔۔۔۔۔۔اس کے بعد اس سے ایک قدم بھی نہیں چلا گیا۔
وہ دونوں باتیں کرتی ہوئی آگے نکل گئیں ________
توشہ نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ لیا اس کے اندر سب کچھ الٹ پلٹ ہونے لگا تھا ایسے لگتا جیسے اندر
آندھی چلنے لگی ہے۔کوئی جھکڑ اٹھ رہے ہیں۔سب کچھ اکٹھا ہو کے حلق کی طرف آ رہا ہے جیسے یہ
حجاج کا قافلہ ہے وہ اسے روکنا چاہتی ہے مگر اس کے روکے رک نہیں رہا۔
وہ اندر جانے کی بجائے دوڑ کر غسل خانے میں چلی گئی ________ اور وہی ہوا اسے زور کی
قے سارا کھایا پیا نکل گیا۔آج کل اس کی خوراک بھی کم ہو گئی تھی۔بھوک اول تو لگتی نہ تھی جو کھاتی وہ
نہ ہوتا۔
ایسی کیفیت دن میں کئی بار ہوتی تھی۔کوئی دوائی اثر نہ کرتی تھی اور کوئی شے اندر نہ رہتی تھی۔جیسے
نے تم کھالی ہوا اندر نہ ٹکنے کی ________
اور یہ کیفیت اس کی اس وقت ہوتی۔جب وہ مستعان کو آئینہ سے بات کرتے یا اس کی طرف

دیکھتے ہوئے دیکھ لیتی یا گھر میں کام کرتے ہوئے اسے مستعان کے والہانہ پن کا خیال آجاتا۔۔۔۔ تو اس کے اندر جھکڑ چلنے لگتے۔

معدہ، پتہ، گردے، جگر، تلی سب کے سب بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ایک گھونٹ پانی کا اسے اندر نہ رہنے دیتے ڈاکٹر لوگ ابھی تک اس کو معدے کی ایک خرابی بتا رہے تھے اور وہ کھل کر کہہ نہ سکتی تھی۔ کہ یہ کیفیت اس کی کس وقت ہوتی ہے۔ اور کیوں ہوتی ہے؟

جس وقت گلوریا اور آئینہ جمال اندر داخل ہوئیں سٹوڈیو کا ہال بھرا ہوا تھا تمام اداکار اور صدا کار تھے ٹیکنیشن بھی آئے ہوئے تھے نئے اشتہار کی بدولت نئی لڑکیاں اور لڑکے بھی آئے تھے جونہی آئینہ۔۔۔۔۔ اندر نمودار ہوئی۔۔۔۔۔۔ مستعان خوشی سے کھڑا ہو گیا اور پکار کر بولا۔

لیجئے اس ملینیم کا شاہکار آ گیا۔ سب لوگوں نے مڑ کر آئینہ اور گلوریا کی طرف دیکھا۔ آئینہ طرح جھینپ گئی۔ اپنی جھینپ مٹانے کے لئے وہ ادھر ادھر دیکھ کر کرسی تلاش کرنے لگی۔ اس نے سارے بال سمیٹ کر سر پر ایک گنبد سا بنایا ہوا تھا۔ اور بغیر میک اپ کے بہت اچھی لگ رہی تھی۔

آگے آیئے جناب آگے آیئے ________ مستعان نے ایک خالی کرسی کی طرف اشارہ کیا نہ چاہتے ہوئے بھی اس کرسی کی طرف بڑھی۔ اور لوگوں کی سوالیہ نظروں سے بچنے کے لئے جلدی سی پر بیٹھ گئی۔ گلوریا کو بھی کرسی مل گئی۔

لیڈیز اینڈ جینٹس: ہم آج کا پروگرام شروع کرتے ہیں۔ مستعان سامنے بنے ہوئے ایک لے سٹیج پر آ گیا اب ہمارا کورم پورا ہو گیا ہے۔

جس وقت اس نے یہ الفاظ کہے اسی وقت توشہ ہال میں داخل ہوئی مگر مستعان نے اسے نہیں اس کی طبیعت ابھی نہیں سنبھلی تھی پھر اسے خوف تھا کہ اگر کسی بات پر اندر والی کیفیت پھر شروع تو اسے دوڑ کر غسل خانے میں جانا پڑے گا اس لئے بہتر ہے کہ وہ چپ چاپ پیچھے بیٹھی رہے۔ کا اس کا انتظار کئے بغیر مستعان نے کہہ دیا تھا کہ کورم پورا ہو چکا ہے ________ کسی کو اس کا نہیں تھا۔

مستعان نے کہنا شروع کیا ________

لیڈیز اینڈ جینٹس: سب سے پہلے میں آپ کو یہ خوش خبری سنانا چاہتا ہوں کہ ہماری کمپنی کا پہلا

سیریل '' جھیلیں اور گھٹائیں '' کے نام سے پچھلے مہینے شروع ہوا ہے۔ انتہائی کامیاب سیریل ہے
ہے نہ صرف کہانی کے طور پر بلکہ بزنس بھی اس نے سپرہٹ کیا ہے۔

میں اس کے لئے آئینہ جمال کا بے حد ممنون ہوں بلکہ ساری کاسٹ کا شکر گزار ہوں ایک
اور انتہائی خطرناک سفر کی تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے سب لوگوں نے جس لگن اور محنت سے
میں کام کیا۔ آج ہم سب کو اس کا صلہ مل رہا ہے۔

سب نے تالیاں بجائیں ______

ہمارے ہیرو کامل کو بھی لوگوں نے بہت پسند کیا ہے مگر آئینہ جمال کی کیا بات ہے وہ تو لوگوں
دلوں میں اتر گئی ہے یہ کہتے وقت اس نے آئینہ کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں دو بلب روشن
ہوئے ______ والہانہ پن کی سرخی آئی دور بیٹھی توشہ نے غور سے دیکھا اس کے پیٹ میں مروڑ
اٹھا مگر اس نے اسے دبالیا ______

اسی مستی میں، مستعان پھر بولا ______

آئینہ از دی کوئین آف ملینیم ______ گو ہرا ے بگ ہینڈ ______ (give her a big hand) ہپ ہپ ہرے ______

سب نے زور زور سے تالیاں بجائیں، آئینہ نے سر جھکا لیا اسے یہ سب بہت برا لگ رہا تھا
اس نے توشہ کو پیچھے بیٹھا دیکھ لیا تھا، اس کی زرد ہوتی رنگت کو بھی دیکھ لیا تھا۔

ایک شخص کیمرے کے پاس کھڑا تھا۔ قریب آ کر بولا ______

صرف آئینہ کے لئے ہی نہیں کامل کے لئے بھی تالیاں بجائیے ______ ڈرامے میں آئینہ
کا جوڑ کامل ہی تھا۔ اور اس نے مقابلے کی ایکٹنگ کی ہے ______

سب نے کامل کے لئے تالیاں بجائیں۔

آئینہ نے پاس بیٹھی لڑکی سے پوچھا۔

یہ کون صاحب ہیں۔؟

اس نے سر ہلایا میں نہیں جانتی میں بھی آج پہلی بار آئی ہوں۔

مستعان نے پھر بولنا شروع کیا ______

ہم لوگ انشاء اللہ چند ہفتوں میں سیریل کا کام ختم کرلیں گے اور اشتہاری فلموں کا کام شروع کر

یں گے۔ جس کے لئے میں نے آج آپ سب کو زحمت دی ہے آج ہمارے ہاں کچھ نئے چہرے بھی
ئے ہیں۔ دوسری شفٹ میں ہم ان کا آڈیشن بھی لیں گے۔

میں اپنے نوجوان دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اکیسویں صدی میں سب سے زیادہ پاورفل میڈیا
الیکٹرانک میڈیا ہی ہوگا ______ دنیا سکڑتی جارہی ہے۔ اور واقعات وضروریات بڑھتی جارہی
ہیں مختصر وقت میں لوگ بے شمار معلومات اور ان گنت خوشیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔
لوگ صبح اٹھ کر ٹی۔ وی کا کوئی ایسا چینل ڈھونڈتے ہیں۔ جہاں سے صحن چمن ہی نہیں بہار کا منظر بھی
دکھائی دے رہا ہو۔ لوگوں کے پاس تہہ در تہہ اخبارات پڑھنے کی فرصت نہیں ہے۔ نہ وہ ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ
لے سکتے ہیں۔ ٹی۔ وی چینل ہر روز انہیں بتاتے رہیں ______ کہ سر درد اور کھانسی میں کون سی
دوا آزمائی جاسکتی ہے۔ دانت کا درد بعض اوقات ٹوتھ پیسٹ سے بھی دفع ہوسکتا ہے۔ اور آپ کی شخصیت
میں نکھار پیدا کرنے والے ملبوسات کون تیار کررہا ہے ______

انسان ضرورتوں میں گھرا ہوا ہے۔ کچھ لوگ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کا کاروبار کرتے ہیں مگر یہ
سب کچھ بے کار ہو۔ اگر اشتہاری کمپنیاں ان دونوں کے درمیان پل کا کام نہ کریں ______

ہمارا کام یہ ہے ---- کہ ہم مصنوعات کو زیادہ سے زیادہ جاذب توجہ بنا کر پیش کریں اشتہاری
فلموں میں جنگل بھی گائے جاتے ہیں ---- اور فقرے بھی بوئے جاتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ
فقرے اور جنگل بھی اتنے ہی خوبصورت ہوں --- جتنے خوبصورت ان کو ادا کرنے والے چہرے ہوتے
ہیں اشتہاری دنیا خوبصورتی کی رسیا ہے حسن ہی توجہ کھینچتا ہے حسن ہی بکتا ہے خواہ مصنوعات میں ہو یا
چہرے میں ہو ہم ہر چیز کو اور ہر چہرے کو ہوش ربا بنا کر پیش کرتے ہیں یہی ہمارا کاروبار ہے۔ اس کاروبار
میں مرد اور عورت کی حیثیت مساوی ہوتی ہے یہی وہ اکلوتا پیشہ ہے۔ جس میں دونوں کی اہمیت برابر ہوتی
ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مساویانہ حقوق اور مساویانہ درجہ بندی صرف اسی پیشے میں ہوتی ہے برابری کے
درجے پر انہیں لاتے ہیں۔ اور نوازتے ہیں، یعنی، یعنی کہ ------۔

رہنے دو مستعان ______ ؟ پاس کھڑا ہوا شخص آگے آ کر بولا۔

اچھی خاصی بات کو اب بوجھل بنا رہے ہو یہ لوگ بہت ذہین ہیں ---- تھوڑے لفظوں میں
سمجھ لیتے ہیں ______

اوہو ---- اوہو مستعان نے اس شخص کا ہاتھ پکڑ لیا اور قہقہہ لگا کر بولا۔ میں بھول ہی گیا تھا

میرے دوست کہ تم یہاں موجود ہو اور یہ کہ تم دو منٹ سے زیادہ خاموش نہیں رہ سکے۔۔۔۔۔۔

اب دوسرا شخص بھی قہقہہ لگا کے ہنسا۔۔۔۔۔

مستعان نے ہال پر نظر ڈالی۔ اور بولا۔

دوستو: باقی ساری باتیں یہ آپ کو بتائیں گے مگر دوستو ان کو دینے سے پہلے میں آپ سے ان کا تعارف کرادوں۔

یہ ہیں عبدالغفور غافل۔

اس کمپنی کے بہت بڑے ستون دانشور کیمرہ مین ایک کیمرہ ان کی آنکھ میں بھی فٹ ہوتا ہے۔ تصویر بنانے کا فن کوئی ان سے سیکھے لیکن اس سے زیادہ ضروری ہے کوئی ان سے باتوں میں جیت کے دکھائے نہیں نہیں ذرا ان کے سامنے اپنی بات بنا کر دکھائیے لیجئے میں آپ کو ان کے حوالے کر کئے جارہا ہوں۔

مستعان آ کر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عبدالغفور غافل۔۔۔۔۔۔ سامنے آئے۔۔۔۔ اور بغیر کسی جھجک کے بولنا شروع کر دیا ______

کہنے لگے ______

نوجوان دوستو: اگرچہ مستعان احمد نے میرے تعارف میں کچھ پھول پتیاں ٹانک دی ہیں اس کے باوجود میں اپنے دوست سے اختلاف کرنے کی جرات کروں گا۔

اجازت ہے، مستعان نے ہنس کر کہا۔

اجازت کی کس کم بخت کو ضرورت ہے ______

"With your permission or with without your permission"

اس پر ہال میں قہقہے گونج اٹھے۔ اور فضا دوستانہ بن گئی۔

دوستو: میرے ساتھی مستعان نے کہا ہے۔ کہ دنیا میں حسن بکتا ہے میں کہتا ہوں دنیا میں صرف عورت بکتی ہے۔

سارے ہال میں سناٹا چھا گیا غافل صاحب۔ اپنے پائپ کا کش لے کر لوگوں کو مزید متجس ہونے کا موقع دینے لگے۔

تم لوگ ناک دائیں طرف سے پکڑو یا بائیں طرف سے ناک نے تو ناک ہی رہنا ہے۔ لگ

ہیں بچہ دنیا کی سب سے بڑی سچائی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ عورت دنیا کی سب سے بڑی سچائی ہے نہ ہوتی تو یہ دنیا نہ ہوتی ساری تخلیقات میں سب سے خوبصورت تخلیق عورت ہے اس کو کسی بھی میں دیکھ لو ماں کے روپ میں بیٹی کے روپ میں بیوی کے روپ میں بہن کے روپ میں یا محبوبہ روپ میں میں تو کہتا ہوں کہ طوائف کے روپ میں بھی وہ پرکشش ہے۔ پھر اس نے پائپ کا کش لیا ہال میں بیٹھی ہوئی تمام لڑکیوں کی آنکھوں میں جو چمک پیدا ہوگئی تھی، اس کا نوٹس لیا۔

عورت نہ ہوتی تو الیکٹرانک میڈیا نہ ہوتا۔

لڑکیوں نے تالیاں بجائیں، لڑکے ہنسنے لگے۔

ہنسیئے نہیں میں ثابت کرتا ہوں۔

ساری دنیا کے چینلز لگا کر باری باری دیکھ لیجئے۔ ہر چینل کے پروگرام میں خوبصورت اور حاوی عورت کا ہوگا ______

اہل مغرب جو ترقی کے آسمان پر پہنچ گئے ہیں عورت کے بغیر ایک قدم نہیں اٹھا سکتے یورپ اور یکہ کی تمام کمپنیاں عورت کی مدد کے بغیر اپنی مصنوعات فروخت نہیں کر سکتیں کسی بھی پروڈکٹ کی توجہ دلانے کے لئے انہیں حسین و جمیل عورت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جب تک عورت کے ورت موتیوں جیسے دانت نہ دکھائے جائیں، مرد بھی اس برانڈ کی ٹوتھ پیسٹ کی طرف رجوع کرتے ستم ظریفوں نے مردانہ مصنوعات کے ساتھ بھی عورت کی پخ لگادی ہے۔

اہل مغرب نے عورت کو اشتہار بنا دیا ہے۔

آزادی اور برابری کی لت لگا کے اس کے لباس کو مختصر کر دیا ہے۔ اس میں عورت کا فائدہ نہیں تھا مرد ہی کا تھا۔

ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ ہنسنے لگے۔۔۔۔۔۔

اس لئے کہ وہ دوسری طرح عورت کی اہمیت کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں تھے۔ اب ہم ان کی ھی اسی راستے پر چل پڑے ہیں۔ ہم سوسائٹی میں تو عورت کو اس کا اصلی مقام نہیں دینا چاہتے۔ مگر ک میڈیا کی دنیا میں ان کی برابری کا ڈھونگ رچانے لگے ہیں۔

مستعان بے تحاشا ہنسنے لگا۔ بولتے رہو یار بولتے رہو ______

عورت کا دوسرا نام حسن ہے اور کسی چیز کو حسین نہیں کہا جا سکتا سوائے عورت کے۔

بس فرق صرف اتنا پڑا ہے کہ پہلے اس کے مجسم حسن کو دیکھا جاتا تھا مگر اب اس کے چہرے کے
ایک چھوٹے سے تل کی بھی قیمت لگ جاتی ہے اگر وہ مناسب جگہ پر ہو۔

یوں دیکھئے کہ آنکھیں حسین ہوں تو کاجل کے اشتہار میں کام آتی ہیں ناک حسین ہو تو نزلے کی
گولی کے لئے دھر لی جاتی ہے۔ ہونٹ خوبصورت ہوں تو لپ سٹک کے اشتہار میں کام آتے ہیں۔
دانت خوبصورت ہوں تو ٹوتھ پیسٹ والے لے جاتے ہیں۔ گردن خوبصورت ہو تو نیکلس کے اشتہار
میں دکھائی جاتی ہے بال لمبے ہوں تو سمجھئے شیمپو والوں کی چاندی ہوگئی۔

ارے ہاں ________ وہ بولتے بولتے رکا ________ ہمارے ہاں جو" کالی گھٹا"
شیمپو کا اشتہار بنا ہے۔ کیا لاجواب اشتہار ہے ________ میں اس خاتون کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جو
ایسے قیمتی بالوں کی مالک ہے۔

ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے بے ساختہ آئینہ کی طرف دیکھا ________ غافل نے بھی
آئینہ کی طرف رخ پھیرا اس کے بال اس کے سر پر گول جوڑے کی صورت میں بندھے ہوئے تھے
تاہم غافل نے رخ پھیر لیا۔

اچھا خیر کہہ کر اس نے اپنی گفتگو کا اگلا حصہ شروع کیا۔

ہماری کمپنی گذشتہ تین سالوں سے بڑے کامیاب اور ہر دلعزیز اشتہارات بنا رہی ہے۔ اور تین
سالوں سے ہم بہترین ایڈ کا ایوارڈ بھی لے رہے ہیں۔

سب لڑکوں اور لڑکیوں نے بھرپور طریقے سے تالیاں بجائیں۔

ہم نوجوانوں کے ٹیلنٹ کے قدردان ہیں ٹیلنٹ کا استعمال کرنا جانتے ہیں۔ ہم حسن کی اہمیت
سے آگاہ ہیں۔ اور حسن کو چار چاند لگانا جانتے ہیں۔ نئے لوگ جو ہماری کمپنی میں آج آئے
ہیں ______ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں نئے لوگوں کا بھی ابھی تھوڑی دیر بعد آڈیشن لیا جائے گا
ان کے رتی برابر حسن یا ٹیلنٹ کو بھی کام میں لایا جائے گا۔

دوستو: مجھے احساس ہے میں بہت لمبی بات کر رہا ہوں مگر اب ایک آخری بات کہہ کے آپ سے
اجازت چاہوں گا۔

وہ یہ ہے ______ اس نے رک کر دو تین بار پائپ کا کش لیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ سب نے
بچپن میں جادوگروں کے قصے سنے ہوں گے جادو کی باتیں سنی یا پڑھی ہوں گی کہ آن کی آن میں جادو

ہے کیا کر دیتا ہے چاہے تو انڈے پہ ہاتھی کھڑا کر دیتا ہے چاہے تو ایک پھونک سے دریا کا پل اڑا دیتا

ہم لوگ یعنی اشتہاری کمپنیاں آج کل جادو کے کمالات دکھانے کا کام کرتی ہیں۔ دیکھنے والوں کو
...نونات کے سحر میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

ایک سیکنڈ کے اشتہار میں ایک صدی کا تجربہ ڈال دیتی ہیں آج کل کا انسان اشتہاروں کے اندر
...لیتا ہے۔ اور اشتہاروں کے غل میں زندگی کو تلاش کرتا ہے اشتہار ہی اس کا اوڑھنا اور بچھونا ہیں
...انکہ ہمیں خود تو ان مصنوعات یا ایجادات کا ذرہ برابر تجربہ نہیں ہوتا ہماری دنیا ملمع سازی کی دنیا ہے
...میں گلیمر بہت زیادہ ہے۔ آپ سب آئے ہیں تو خوش آمدید مگر حقائق کی تہہ میں اترنے کی کوشش نہ
...ئے گا۔ جو جس طرح نظر آئے اسے اسی طرح قبول کریں۔

گلیمر کا نشہ بہت ہے۔ مگر اتارا کوئی نہیں؟

کاروباری خود غرضانہ رویے سے ہٹ کر ذرا انسانی جذبوں کے ساتھ سوچئیے دنیا بھر کے بڑے
...ٹی۔ وی چینل کیا کر رہے ہیں؟

انہیں کیا کرنا چاہیے تھا ذرا ٹی۔ وی آن کیجئے شیمپو کے لاتعداد اشتہار آئیں گے کیا آج دنیا کا
...صرف لمبے بال ہیں، ٹوتھ پیسٹ کی کئی برانڈ توجہ کھینچیں گی کیا آج پانی کے لئے سسکتے ہوئے انسان کو
...ٹوتھ پیسٹ کی ضرورت ہے کیا تیسری دنیا کے ملکوں کو پان مصالحہ اور مشروبات ہی درکار ہیں
---- کیا بلکتی ہوئی انسانیت کا مسئلہ تیل کی کڑاہی کا ابال ہی دیکھنا ہے اکیسویں صدی میں بھی دنیا میں
...خطے ہیں۔ جہاں کا انسان چوپاؤں کی طرح کی زندگی بسر کرتا ہے، جہاں ---- تعلیم نہیں پہنچی
--- سائنسی ایجادات نہیں پہنچیں، صحت عامہ کا کوئی انتظام نہیں وہاں بجلی تک نہیں مگر یہ الیکٹرانک
...ابھی تک صرف زلف و رخسار کی جنت میں الجھا ہوا ہے خوابوں کی باتیں کر رہا ہے۔ اور نئی نسل کو
...کرنے پر تلا ہوا ہے ______ ایک ایسی سمت میں اشارہ کر رہا ہے۔ جس کے آگے رستہ بند
...ہوتا ہے اور ہم بھی مغرب کی تقلید میں اس راستے پر چل پڑے ہیں جو کم از کم ہمارا راستہ نہیں ہے۔
...بس ---- بس ---- آج کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔ اس سے زیادہ بولو گے تو پڑی
...خاطر جاؤ گے ----

مستعان نے آگے بڑھ کر غافل کا بازو پکڑ لیا اور اس کے کان کے قریب منہ کر کے بولا اس

چندرے پینٹ کا ہی کچھ خیال کرو۔

پھر بلند آواز سے بولا ________ سنیئے سنیئے ------

عبدالغفور غافل صاحب کی تقریر کا باقی حصہ آپ کو پھر کسی وقت سنوایا جائے گا۔ فی الحال ان
ہوش اڑا دینے والی باتوں کے لئے بھرپور تالیاں بجایئے ________ سب لوگوں نے کھڑے ہو
خوب تالیاں بجائیں ________

ان تالیوں میں سب سے جوشیلا انداز آئینہ جمال کا تھا۔ وہ واقعی غافل صاحب کی باتوں سے م
ہوئی تھی اس نے اس سے پہلے ایسی باتیں کسی کے منہ سے نہیں سنی تھیں۔ اور غافل صاحب پائپ
دھوئیں کی اوٹ بنا کر آئینہ جمال کا سرخ چہرہ دیکھ رہے تھے۔

پلیز ------ پلیز ------ مستعان نے ہاتھ بلند کر کے کہا، ایک اعلان سن لیجئے ------
لوگ سٹوڈیو کے اندر آ جائیں کل دو بجے نئی ریکارڈنگ شروع ہو گی۔

یہ اعلان کرنے کے بعد مستعان نے مڑ کر آئینہ جمال کی طرف دیکھا اور پھر بے اختیار اس
قریب آ گیا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

کل دو بجے ضرور آ جانا اور ذرا کالا تلک لگا کے رہنا۔ آج کل شہر میں تمہارے حسن کا بہت چرچا ہے

آئینہ نے کندھے اچکائے اور اپنے آپ کو چھڑا لیا ________

دور کھڑی ہوئی توشہ نے یہ منظر دیکھا تو اسے ابکائی آنے لگی۔ وہ دوڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی

آئینہ نے مستعان کی بات کا جواب نہیں دیا خاموشی سے باہر کے دروازے کی طرف چل پڑی

---گلوریا دوڑی آئی ________

دیکھا تھا اپنے عاشق کو ________

نام نہ لو اس خبیث کا میرے سامنے ________

یہ کہتے ہوئے وہ دونوں توشہ کے آگے سے گزر گئیں۔ توشہ نے اپنی طبیعت کو سنبھالا اور ستون کا
سہارا لے کر کھڑی ہو گئی ________

وہ حیران تھی۔ اور متوحش بھی۔ آج پہلی بار ایسا ہوا کہ مستعان نے اس کے اندر آنے کا نوٹس
لیا۔ اور اسے تلاش بھی نہ کیا ________ نہ اسے ڈھونڈتا ہوا اس کے پیچھے آیا اس نے سوچا وہ گھر
چلی جائے تو بہتر ہے۔

توشہ غم زدہ سی لیٹی تھی کہ لیلیٰ کا فون آ گیا ________

لیل میں تیری ضرورت محسوس کر رہی تھی۔ اس نے روہانسے لہجے میں کہا۔

میں اب ہر روز تمہیں فون کیا کروں گی۔ لیلیٰ نے پیار سے جواب دیا۔ سناؤ، طبیعت کیسی ہے،
ٹیسٹ کروائے ہیں۔

ہاں وہ کہتے ہیں۔ جگر کام نہیں کر رہا۔

اور تم اس بات کو سنجیدہ طریقے سے نہیں لے رہیں ________

کیا کروں ________ اب تو اس جگر سے میں بھی ہار گئی ہوں ________

نہیں ________ ہارنے کی ضرورت نہیں۔ جاہلوں والی باتیں مت کرو۔ لیلیٰ نے کہا۔ اچھا
ذرا قلم اور کاغذ اٹھاؤ ________ میں ایک ٹیسٹ لکھواتی ہوں۔ فوراً وہ ٹیسٹ کسی اچھے کلینک سے
کرواؤ۔ اور مجھے فیکس کر دو۔

لیلیٰ میں جگر کے کئی ٹیسٹ کرواتی رہی ہوں پتہ ہے جب میری تیسری ابارشن ہوئی تھی تو ڈاکٹر نے
مجھے بتایا تھا ہر وقت دوائیاں استعمال کرنے سے میرا جگر متاثر ہو رہا ہے۔

تیسری ابارشن ________ لیلیٰ نے حیرت سے کہا۔ کب ہوئی تھی ________ اور تم نے
مجھے کیوں نہیں بتایا تھا۔

اوہ ________ توشہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہنے لگی۔

لیلیٰ، تمہارے جانے کے بعد ہوئی تھی۔ مگر میں نے دانستہ نہیں بتایا تھا۔ کیونکہ تم تو میری دوسری
ابارشن سے ہی بہت پریشان ہو گئی تھی۔

اف میرے خدا ________ پھر بھی بتانا تو چاہیئے تھا۔

ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا اب مجھے بچہ پیدا نہیں کرنا چاہیے ------ تم نے بھی یہی کہہ دینا
تھا ________

ڈاکٹروں کی تو میں پروانہیں کرتی ۔تمہاری بات ماننا پڑتی ایک بچہ میں نے ضرور پیدا کرنا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے لیلیٰ نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر زیادہ برا بھلا کہنا مناسب نہ سمجھا اور بولی۔

اس وقت ڈاکٹروں نے کیا کہا تھا۔

ان کا خیال تھا ، ہروقت کی دوائیوں کے استعمال سے میرا جگر بالکل سکڑ گیا ہے۔اور اپنا فعل ٹھیک سے انجام نہیں دے رہا۔میں نے یہ بات مستعان سے بھی چھپائی ۔تم جانتی ہو کیوں بچی کی پیدائش کے دوران بھی میں نے بہت احتیاطیں کیں ۔مگر ننھی آئینہ کے پیدا ہوتے ہی میں نے سب کچھ بھول گئی۔ احتیاط اور پرہیز چھوڑ دیا یہ اس کا نتیجہ ہے۔

اچھا تم لکھو۔

لیلیٰ نے اسے ٹیسٹ کے بارے میں لکھوایا۔ پھر بولی آج ابھی جا کر یہ ٹیسٹ کرواؤ رپورٹ آتے ہی مجھے فیکس کر دینا۔پھر میں فون کروں گی ۔اور سنو توشہ فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔اب میڈیکل اتنی ایڈوانس ہو چکی ہے کہ دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں رہا۔

ہاں میں جانتی ہوں توشہ نے مری ہوئی آواز کہا۔

دو تین دوائیاں میں لکھواتی ہوں دوائیاں لکھنے کے بعد توشہ بولی ۔یوں لگتا ہے۔مستعان مجھ سے بے پروا ہو گیا ہے۔اسے اب میری ضرورت ہی نہیں رہی ________

اچھا اب بے کار کی باتیں نہ کرو۔یہی سوچ سوچ کر تم نے اپنے آپ کو بیمار کر لیا ہے خدا کے لئے توشہ کبھی تو میری مان کر دیکھو۔۔۔۔

اچھا تم پریشان نہ ہو لیلیٰ جیسا تم کہو گی میں ویسا کروں گی۔

مسلسل ریکارڈنگ کے بعد پانچ منٹ کی بریک ملی، تو آئینہ جمال تھک کر لابی میں بچھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔سر اس کی پشت سے ٹیک کے اس نے آنکھیں موند لیں۔

یکایک اسے آواز آئی ________

ہیلو بے بی ________ چائے پینا پسند کرو گی۔

اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور آنکھیں کھول کر دیکھا۔

غافل صاحب: چائے کے دو کپ لئے کھڑے تھے۔

خیالوں کے گھیراؤ سے نکلو بے بی اور چائے پی لو ________

شکریہ یہ کہہ کر اس نے چائے کی پیالی پکڑ لی پیالی میں سے نازک سا سرمئی رنگ کا دھواں نکل رہا تھا۔

کین آئی سٹ ہیئر بے بی ________؟

غافل صاحب نے پوچھا، آئینہ نے اثبات میں سر ہلایا وہ کرسی کھینچ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔

میرا نام آئینہ جمال ہے۔وہ بولی۔

آئی نو بے بی ________؟ وہ ہنس کر بولا۔

پھر مجھے بے بی کیوں کہہ رہے ہیں ________؟

ابھی تک بچوں والی سوچ ہے تمہاری ابھی تک چیزوں سے ڈر جاتی ہو ابھی تک بندوں کی پہچان نہ ہوئی ________

آئینہ جمال حیران ہوئی۔

آپ کو کیسے پتہ ہے ________؟ بولی۔

میرے پاس علم ہے۔قیافہ شناسی کا علم میں بندے کا چہرہ دیکھ کر اس کے بارے میں سب کچھ بتا دیتا ہوں اور اس ضمن میں سب سے بڑی سہولت کیمرہ ہے۔

کیمرہ ________؟ آئینہ نے اور بھی حیران ہو کر اسے دیکھا۔

ہاں کیمرہ تمہیں پتہ ہے۔ انسانی آنکھ دھوکا کھا سکتی ہے کیمرہ دھوکا نہیں کھا سکتا۔ دبیز میک اپ کی
تہوں میں چھپے ہوئے چہرے کی اصلیت کیمرہ دیکھ لیتا ہے۔ کیمرہ اک اک لکیر کو آشکار کرتا ہے۔
۔۔۔۔۔اور لکیریں بتاتی ہیں کہ دل کا کیا عالم ہے آئینہ چائے پیتی رہی۔ ابھی اس کی کسی بات کا جواب
نہیں دے پائی تھی۔ کہ مستعان نے اگلے سین کا الارم دے دیا۔ سب دوڑ کر پھر سیٹ پر چلے گئے۔ غافل
صاحب کیمرے کے پیچھے چلے گئے۔ کیونکہ آخری قسطوں کی ریکارڈنگ غافل صاحب کر رہے تھے۔
دوسرا کیمرہ مین چھٹی پر تھا۔

جس وقت دوسرا انٹرول ہوا۔ تو گلوریا آ کر آئینہ جمال کے پاس بیٹھ گئی۔

گلوری______ آئینہ نے کہا۔ یہ غافل صاحب کیسے آدمی ہیں؟

کیوں؟______ گلوریا نے پوچھا۔

مجھے بہت عجیب آدمی لگتے ہیں______ اس روز انہوں نے کیسی عجیب و غریب باتیں کی تھیں۔

نہیں مجھے تو ایسے نہیں لگتے______

گلوری______ مجھے تو اس آدمی کی باتوں نے بہت متاثر کیا تھا۔

یار: مردوں کو ایسی باتیں کر کے لڑکیوں کو متاثر کرنے کی عادت ہوتی ہے۔

نہیں گلوری______ اس کی باتوں میں گہرائی ہوتی ہے۔

گہرائی تو نہیں سچائی ضرور ہوتی ہے______

سچائی اور گہرائی میں کیا فرق ہوتا ہے گلوری؟

ہاں فرق ہوتا ہے گہرائی تجربے کا نچوڑ ہوتی ہے اور سچائی جو دیکھنے میں نظر آتی ہے سچائی کو ثابت
کرنے کے لئے تجربے سے گزرنا ضروری ہوتا ہے۔

گلوری کیا عمر ہوگی اس آدمی کی______؟

چالیس سے تو اوپر ہوگی۔ میں تو جب سے اس کمپنی میں آئی ہوں۔ ان کو یہیں دیکھ رہی ہوں۔ کبھی
کبھی غائب ہو جاتے ہیں۔ اور پھر آ جاتے ہیں______

اتنے میں پھر گھنٹی بجی اور وہ دونوں سیٹ پر چلی گئیں۔

ایک ہفتے کی مسلسل ریکارڈنگ کے بعد ساری کاسٹ کو دو دن کی چھٹی مل گئی تھی دو دن گزارنے کے
بعد آئینہ جمال سٹوڈیو میں آئی تو ابھی کوئی نہیں پہنچا تھا۔ وہ اپنی کتاب لے کر ایک کونے میں بیٹھ گئی۔

بے بی کسی نے اتنی زور سے کہا کہ وہ اچھل پڑی______

لام علیکم سر:

قریب آ گیا، اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

مجھے سر کہنے کی ضرورت نہیں______ میں احساس کمتری کا مریض نہیں ہوں کہ چھوٹوں
بلوانا پھروں۔

گر چھوٹے اپنی خوشی سے کہیں تو۔

ان کی حماقت ہوگی۔

آئینہ بے ساختہ ہنستی رہی۔

اس طرح ہنستی ہوئی بہت اچھی لگتی ہو______ مگر ڈرامے میں تم اس طرح نہیں ہنستیں۔
ہنسنے والے سین میں ہنستی ہو۔ مگر یوں لگتا ہے۔ جیسے ہنستے وقت بھی تمہارے سر پر کسی خوف کا سایا
ہا خوف ہے۔ جو ہمہ وقت تمہیں اپنی گرفت میں لئے رہتا ہے۔

ی کہہ کر آئینہ نے اپنی حیران آنکھیں اٹھائیں۔ تو جھپکنا بھول گئی،

ائی ڈیئر بے بی خوف اس وقت تک خوف ہے۔ جب تک تم اس کے دباؤ میں ہو جس دن تم اس
ے آزاد ہوتے ہو خوف تم سے ڈرنے لگتا ہے۔

شکل فلسفہ ہے______؟ وہ بولی۔

آسان ہو سکتا ہے ہماری شاگردی اختیار کرو۔

جی______ آئینہ پھر حیران ہوئی۔

ہاں لگتا ہے کوئی فاختہ شکاری کے خوف سے پروں میں منہ دبائے پھرتی ہے۔

شا______ جی۔۔۔۔۔آئینہ ہکلانے لگی______

نہیں شکاریوں کا نہیں فاختہ کا ہے ایک دن وہ اپنے پر کھول دے گی اور شکاری کو پرواز کرنا
نا۔

شا۔۔۔۔آپ۔۔۔ آ۔۔۔۔ابھی آئینہ کچھ کہہ نہ پائی تھی، کہ مستعان کچھ لڑکیوں اور
کے ساتھ ہنستا ہوا آ گیا۔ غافل صاحب کھڑے ہو گئے______ اور آئینہ بھی ان سب
خوشحال ہو گئی۔

سب لوگ کام ختم کر کے جا چکے تھے۔ آئینہ جمال کو اپنا نیا سکرپٹ لینا تھا۔ اس لئے سب سے
میں نکلی۔ کوریڈور میں سے گزرتے ہوئے اس نے نام کی تختی دیکھی لکھا تھا۔

اے۔ جی۔ غافل ۔۔۔۔۔ آئینہ نے جھانک کر دیکھا۔ غافل صاحب اندر بیٹھے تھے۔
اختیار اس کا دل چاہا کہ اندر آ جائے بے ارادہ ہی اس نے ناک کر دیا۔ اندر سے آواز آئی۔

یس ۔۔۔۔ کم ان ______ آئینہ اندر چلی گئی۔

وہ کچھ لکھ رہے تھے۔ سر اٹھایا تو پھر حیرت سے چلا اٹھے۔

ہیلو بے بی ______ از اٹ یو ______؟ بھئی کمال ہو گیا۔ آؤ آؤ۔۔۔۔۔
انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

آپ کوئی ضروری کام کر رہے ہیں۔ آئینہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور شرماتے ہوئے پوچھا۔

اتنا ضروری بھی نہیں کہ ایک حسین لڑکی کمرے میں آ جائے تو چھوڑا نہ جا سکے انہوں نے قلم
نوٹ بک ایک طرف رکھ دی۔

میں دراصل ۔۔۔۔۔ جا رہی تھی ۔۔۔۔۔ یونہی دروازے کے آگے سے گزری تو سوچا۔۔
بس یونہی ______ وہ لڑکھڑانے لگی۔

کوئی بات یونہی یا بے ارادہ نہیں ہوتی۔ ہر بات کا فیصلہ بہت پہلے لاشعور میں ہو جاتا ہے۔
حاکم ہے۔ حکم چلانا اس کی عادت ہے۔ البتہ شعور لیت و لعل کرتا ہے۔ اسی لئے ارادے کی تکمیل میں
ہو جاتی ہے۔ اور اسی لئے وہ بعد میں معذرت خواہانہ لہجہ اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

آپ کی باتیں بہت گہری ہوتی ہیں ______ وہ بولی۔

کیونکہ میں خود گہرا انسان نہیں ہوں۔ بالکل سادہ سمجھ میں آنے والا ہوں۔

آپ شاعر ہیں۔ آئینہ نے پوچھا۔

توبہ کرو۔ میں شاعری سے کوسوں میل دور بھاگتا ہوں۔

پھر یہ تخلص غافل کیوں؟

ارے ______ وہ قہقہہ لگا کے ہنسا۔ یہ تخلص نہیں ہے بے بی یہ تو تحفہ ہے؟

تحفہ ______؟

ہاں دوستوں کا عنایت کیا ہوا تحفہ ۔۔۔۔۔ اصل میں میں ہوں بڑا سیلانی آدمی۔ ایک جگہ ٹک کے کام
رکنا۔ ویسے مستعان کے ساتھ میں پچھلے آٹھ سال سے ہوں۔ وہ بھی اس لئے وہ مجھے میری عادتوں
برداشت کرتا ہے تم پوچھنا چاہو گی میری عادتیں کیا ہیں؟

آئینہ کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔ کیونکہ وہ اس کے بارے میں جو سوچتی تھی وہ اس کا
دینا شروع کر دیتا تھا۔ باتیں کرتے وقت اس کی آنکھوں کی پتلیاں تیز تیز حرکت کرتی تھیں
ھنویں بہت موٹی موٹی تھیں بلکہ خوفناک لگتی تھیں۔ اس کے چہرے پر سب سے متاثر کن اس
کھیں تھیں۔ کلین شیوڈ چہرہ تھا۔ اور منہ کے زاویے بنا کر بات کرتا تھا۔ سر پر گھنے بالوں کا گچھا
س نے اس کی عمر چھپا رکھی تھی۔ اس کا قد چھوٹا تھا۔ ہاتھ بھرے بھرے تھے۔ اور ہمیشہ بے
کپڑے پہنتا تھا۔

تم نے جائزہ لے لیا ہو تو میں اپنی عادتوں کے بارے میں بتاؤں؟

آئینہ جو اسے واقعی غور سے دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔۔ شرمندہ ہو گئی ۔۔۔۔ مسکرا کر اس نے سر جھکا لیا۔

ویسے تو میں ہمیشہ سے ایسا ہوں جیسا نظر آ رہا ہوں۔ زندگی میں کوئی ایسا ملا نہیں جس نے میرے
ر باہر تبدیلیاں پیدا کی ہوں۔

اندر اور باہر کی تبدیلیاں کیا ہوتی ہیں۔ آئینہ نے پوچھا ______

اندر کی تبدیلی تو یہ ہے کہ آدمی اپنی عادات و اطوار بدلنے پر مجبور ہو جائے۔ اور باہر کی تبدیلی
ملبوسات، نشست و برخاست، آداب میں تبدیلی آ جائے یہ تب ہوتا ہے جب کوئی سیدھا
اندر آ جاتا ہے پھر وہی رہتا ہے۔ باقی سارے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

آپ اپنی عادتوں کے بارے میں بتا رہے تھے، آئینہ نے یاد دلایا۔

ساری عادتوں کے بارے میں تو آج نہیں بتاؤں گا۔ پھر کبھی سہی البتہ ایک میری بری عادت ہے
ہوں۔

سیلانی ______؟

ہاں جب طبیعت اکھڑ جائے تو کسی طرف نکل جاتا ہوں۔ سیاحت کرتا ہوں ____ غائب
ہو جاتا ہوں۔ ان لوگوں کو پتہ نہیں چلتا میں کہاں ہوں۔ کس عالم میں ہوں۔ کام دام سب چھوڑ د
ہوں۔ میں نے پیسے کی کبھی پروا نہیں کی ____ مستعان اور سب دوست مجھے کہتے ہیں
خاصا کام کرتے کرتے میں غافل ہو جاتا ہوں ____ یا کھو جاتا ہوں۔ یا بھول جاتا ہوں۔
لئے یہ ابتداء میں مجھے کہتے تھے یار، کام ختم کروا دو پیشتر اس کے کہ تم غافل ہو جاؤ پہلے پہلے مذاق میں
کرتے تھے لیجئے آ گئے غافل صاحب۔

میں نے ایک دن اپنے کمرے کے باہر اے. جی غافل لکھ دیا۔ اور زندگی کا ایک مسئلہ حل ہو گیا۔

کون سا مسئلہ ____ آئینہ پھر حیران ہوئی۔

بے بی ____ یہ دنیا ہے۔ اس کو سمجھنا ضروری ہے ---- یہ لوگ مجھے ایک نک نیم (lick
Name) دینا چاہتے تھے ---- مجھے چھیڑنا چاہتے تھے۔ زک پہنچانا چاہتے تھے ____ میری عادتوں کا طوق
میرے گلے میں پہنانا چاہتے تھے۔ مگر میں نے طوق کو تاج بنا دیا ---- سب خاموش ہو گئے۔ میں ان کی
ضرورت ہوں۔ مستعان کا کوئی کام میرے بنا مکمل ہو نہیں پاتا۔ اب وہ مجھے طنزیہ نہیں بلکہ احتراماً غافل کہتے ہیں۔

اچھا ____ حیران سی آئینہ بس اتنا کہہ سکی۔ میں سمجھی آپ شاعر ہوں گے۔

میں تو بے بی لینز کے ساتھ شاعری کرتا ہوں۔ خوبصورت چہرے دیکھتا ہوں۔ اور انہیں کیمرے
کی ٹرک سے مزید خوبصورت بنا دیتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ ایک بہت اچھی غزل ہو گئی۔ حسن بھی غزل کی
طرح ہوتا ہے ہر شعر اپنی جگہ منظم اور ہر نقش اپنی جگہ مکمل ____

آپ کی باتیں ---- آئینہ بولنے لگی۔

مت سمجھو میری باتیں یہ سمجھنے کے لئے نہیں ہیں۔ بس سن کر بھول جایا کرو۔

آپ نے اس دن کہا تھا آپ قیافہ شناسی کا علم جانتے ہیں۔

ہاں کہا تھا، مجھے معلوم ہے تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟ سنو بے بی ____ تمہاری زندگی میں
ایک بہت بڑا حادثہ ہو چکا ہے۔

آئینہ کا رنگ زرد ہو گیا۔

ہو چکا ہے نا؟ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

تم اس کو بھول جانا چاہتی ہو بھول جانا ناممکن ہے مگر آج کل تم شکاری سے خوفزدہ ہو۔

شکاری ____؟ اس نے مری ہوئی آواز میں کہا۔

ہاں فی الحال شکاری ہی کہہ لو، جو لوگ دوسروں کو آسانی سے اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں وہ
ہی ہوتے ہیں مگر یاد رکھنا شکاری لوگوں کے اعصاب بہت کمزور ہوتے ہیں۔ انہیں نشانہ باندھتے
ہمیشہ فکر سا رہتا ہے کہ چڑیا زد سے نکل نہ جائے۔

آئینہ کا رنگ پھر زرد ہو گیا۔

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں ایک آدمی کا بھید دوسرے کو نہیں بتایا کرتا اپنے سامنے بیٹھے
کا دل سے احترام کرتا ہوں، اگر میں کوئی غلط بات کہہ دوں تو بے شک مجھے جھٹلا دینا۔ میں تو
اچھا آدمی ہوں میں نے زندگی کو برتا ہے استعمال کیا ہے۔ صرف جیتا نہیں ہوں۔

آئینہ خاموش بیٹھی اسے دیکھتی رہی ----

اوہ بے بی ---- میں نے تم سے چائے پانی کا تو پوچھا نہیں۔

نہیں سر ---- آئینہ بولی، چائے پانی کی ضرورت نہیں آپ کی باتیں اتنی دلچسپ ہوتی ہیں کہ
چاہتا ہے، کہ سننے میں ایک لمحہ ضائع نہ کیا جائے۔

یو ویلکم بے بی ____

اتنے میں چپڑاسی نے اندر آ کر بتایا کہ بی بی کی گاڑی آ گئی ہے۔

آئینہ کھڑی ہو گئی ____

سر: میں اب چلتی ہوں۔

غافل صاحب بھی کھڑے ہو گئے، اسے باہر تک چھوڑنے آئے ____

جب کبھی دل چاہے آ جایا کرو، تم سے باتیں کرنا مجھے بھی بہت اچھا لگا تمہارے اندر ایسی شائستگی
ہے جو آج کل بہت کم لڑکیوں میں ہوتی ہے۔

تھینک یو سر ____ کہہ کر آئینہ باہر نکل گئی ____

غافل صاحب، منہ میں پائپ رکھے اسے جاتا ہوا دیکھتے رہے۔

دوسرے دن ریکارڈنگ کا کام ختم کر کے آئینہ جمال لاؤنج میں بیٹھی اپنا سکرپٹ دیکھ رہی تھی، کہ اندر سے غافل صاحب آ گئے ، بولے۔

اوہو، بے بی تم باہر بیٹھی ہو۔

آئینہ کھڑی ہوگئی، سر میں اپنی گاڑی کا انتظار کر رہی ہوں۔ ہماری ریکارڈنگ ختم نہیں ہوئی تھی ______ ایک بار گاڑی آ کر جا چکی ہے، ابھی گھر نہیں پہنچی ______ میں نے فون کر کے پوچھا ہے۔

اگر برا نہ مانو تو میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا ______

نہیں نہیں آپ زحمت نہ کریں ______

زحمت کیسی بے بی ______ پھول کا وزن کتنا ہوتا ہے۔ یہاں تنہا بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے، کوئی بھی آ کر یہ بات کہہ سکتا ہے۔

ٹھیک ہے، آئینہ نے اپنا بیگ اٹھا لیا۔

میں اپنی گاڑی لے آؤں یہاں غافل صاحب ، نے پائپ دوسرے ہاتھ میں پکڑ کر کہا ہے تو چھوٹی سی سوزوکی تمہارے شایانِ شان نہیں ہے مگر۔۔۔۔۔

نہیں نہیں ایسی بات نہیں آئینہ نے بس اتنا کہا اس آدمی کے سامنے بس اتنی ہی بات ہو سکتی تھی ۔۔۔زیادہ نہیں ______

غافل صاحب، گاڑی لے آئے ، انہوں نے ادھر سے آ کر دروازہ کھولا۔ آئینہ بیٹھنے لگی تو اندر سے مستعان نکل آیا ______

آئینہ کو غافل صاحب کی گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر پریشان ہو گیا۔۔۔۔ غافل صاحب نے دروازہ بند کیا اور خود دوسری طرف سے آ کر سٹیرنگ کے آگے بیٹھ گئے۔

مستعان گھبرایا ہوا سا دوڑا آیا اور بولا آئینہ۔۔۔۔ آئینہ۔۔۔۔ پلیز آئینہ میں تمہیں چھوڑ دیتا

آئینہ نے پہلی بار طنزیہ انداز میں مسکرا کر مستعان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔اور غافل صاحب ہے گاڑی نکال کر لے گئے مڑتے وقت آئینہ نے صاف دیکھا کہ مستعان ہکا بکا پریشان سا اسی جگہ کھڑا تھا آئینہ کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ مستعان نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی یہ کیسی مسکراہٹ تھی۔

گاڑی ذرا آگے گئی، تو غافل صاحب قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ ایک ہاتھ سے انہوں نے سٹیرنگ اور دوسرے ہاتھ سے پائپ کے کش لگانے لگے۔

ہنستے ہوئے بولے، ویل ڈن بے بی یہ طریقہ ہوتا ہے، شکاری کے جال سے نکلنے کا جب تک گھونسلے میں دبکی رہتی ہے۔ وہ اسے دھمکاتا رہتا ہے اب وہ جال کے اندر خود پھڑ پھڑا رہا ہے۔

غافل صاحب: آپ تو ہمارے ساتھ گلگت نہیں گئے تھے آپ کو ان سب باتوں کا کیسے پتہ چلا؟

او بے بی اب تم میری قیافہ شناسی پر شک کر رہی ہو میں تو اس مستعان کو عرصہ سے جانتا ہوں۔ اس کا مشغلہ ہی یہ ہے۔ معصوم لڑکیوں کو سیریل کے جال میں پھنسانا اور ان کے حسن کی داد وصول کرنا۔

مگر ان کی تو اپنی بیوی اتنی خوبصورت ہے۔

بیوی کو بھی اسی طرح پھنسایا تھا۔ یہ تو کئی لڑکیوں کو خراب کر چکا ہے۔

اب میں مجبور ہو گئی ہوں میں نے توشہ آپا سے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔ سیریل کا باقی کام تو ختم کرنا ہے۔

ہوا تو ختم کرنا ہو گا۔ مگر ڈر ڈر کے کڑھ کڑھ کے نہیں ایک تگڑا سہارا ڈھونڈو عارضی سہی اس کے بعد دیکھو پھر وہ ندناتو شریف اور بے بس لڑکیوں کو سب ڈراتے ہیں۔

خاموشی طاری ہو گئی ______

تھوڑی دیر بعد بولا ______ تم نے مستعان کی صورت دیکھی تھی۔ تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر کیسے لٹک گئی تھی ______

آئینہ پھر مسکرانے لگی۔ حقیقت میں اسے اس طرح آنے میں مزہ آ رہا تھا وہ سوچنے لگی اچھا ہوا

وہ غافل صاحب کے ساتھ آ گئی ورنہ مستعان اس کے سر ہو جاتا کہ وہی اس کو چھوڑ کر آ ئے گا اس کے
ساتھ موٹر میں بیٹھ کو جانا کس قدر تکلیف دہ ہوتا؟

مستعان کتنی دیر تک پورچ میں کھڑا رہا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا، کہ آئینہ جیسی نک چڑھی لڑکی
غافل صاحب کی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

مگر کیوں ______؟

اس نے اپنی موٹر نکالی، اور گھر کی طرف چلا مگر سارا راستہ مستعان کو آئینہ کی مسکراہٹ یاد آتی رہی
غافل صاحب کی طنزیہ۔۔۔۔ نظریں یاد آتی رہیں وہ اتنا پریشان تھا کہ اس سے گاڑی نہیں چلائی
جا رہی تھی۔

پھر کیا ہوا وہ اپنے آپ سے کہتا یہاں لوگ اکٹھے کام کرتے ہیں، وہاں ایک دوسرے سے لفٹ
لے لیتے ہیں کسی کی موٹر میں بیٹھ کے جانا اتنا معیوب تو نہیں مگر نہ جانے کیوں اس کے دل کو عجیب طرح
سے تکلیف ہو رہی تھی چبھن درد کسک۔۔۔۔

وہ گھر پہنچا تو توشہ بستر پر لیٹی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

پچھلے ہفتے توشہ کے سارے ٹیسٹ آ گئے تھے۔ اس نے لیلیٰ کو فیکس کر دئے تھے، اگلے دن لیلیٰ نے
مستعان کو دفتر میں فون کر کے کہا تھا ______

مستی بھائی: رپورٹیں مایوس کن آئی ہیں۔ پلیز پیشتر اس کے کہ مزید دیر ہو جائے توشہ کو امریکہ بھیج
دیں۔ مگر اسے کچھ نہ بتائیں جلدی سے ویزا لگوا دیں۔۔۔۔

بھئی ہم دونوں کے پاسپورٹ پر پانچ پانچ سال کا ویزا لگا ہوا ہے۔ فکر نہ کرو۔ میں اسے فوراً بھیجتا
ہوں تھوڑا سا کام رہ گیا ہے۔ وہ مکمل کر کے میں بعد میں آ جاؤں گا۔۔۔۔

توشہ کو اس کا انتظار تھا کیونکہ لیلیٰ نے اسے فون پر بتایا تھا کہ مستی بھائی سے میری بات ہوگئی ہے تم
آنے کا پروگرام بناؤ۔

مستعان کو دیکھ کر توشہ اٹھ بیٹھی۔ اس کا پریشان اڑا ہوا چہرہ دیکھ کر سمجھی کہ وہ اس کے
ہراساں ہو رہا ہے تھوڑی دیر پہلے اس کے دل میں ابال اٹھ رہا تھا، کہ مستی سے پوچھے گی اسے کیا ہوا؟
وغیرہ وغیرہ مگر اب سوچنے لگی۔ مجھے خود حوصلے سے کام لینا چاہیے۔

کھانا کھاؤ گے ______ اس نے موڈ خوشگوار بناتے ہوئے کہا۔

نہیں ______ مستعان نے روکھا سا جواب دیا۔

چائے پیو گے ______؟ اس نے دوبارہ پوچھا ______

دل نہیں چاہ رہا ______ وہ آ کے صوفے میں دھنس گیا۔

توشہ پاس آ کر بیٹھ گئی، لیلیٰ سے بات ہوئی تھی ______

ہاں ______ پھر سوچ میں گم ہو گیا ______

کیا بات ہوئی تھی مستی توشہ نے پوچھا وہ اپنے خیالات میں غلطاں و پیچاں بیٹھا رہا۔

مستی ______ میں کیا پوچھ رہی ہوں، توشہ پھر بولی۔

توشہ تمہیں پتہ ہے آج آئینہ جمال غافل کی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

مستی تم کیا کہہ رہے ہو؟ توشہ کے ذہن کو ایک دھچکا سا لگا، وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اس کی بیماری کی وجہ
پریشان ہو گا مگر اس کے ذہن میں ابھی تک آئینہ کا خیال بیٹھا ہوا تھا۔

تم یقین کرو توشہ ______ وہ آرام سے اس الو کے پٹھے کی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

تو کیا ہوا ______ توشہ نے تلخی سے کہا۔۔۔۔ وہ جس کی گاڑی میں چاہے بیٹھ کے چلی جائے۔

توشہ توشہ تم غافل کو نہیں جانتیں۔ وہ اعتماد کے قابل نہیں، بھروسے کا آدمی نہیں ہے۔

مگر تمہیں اس سے کیا مستی۔۔۔۔ آئینہ سمجھدار لڑکی ہے ______ اپنا برا بھلا جانتی ہے۔

خاک جانتی ہے ______ وہ بولا ______ وہ ہماری ذمہ داری ہے، تم اسکی ماں
سے وعدہ کر کے اسے لائی تھیں اسے اگر کچھ اونچ نیچ ہو گئی تو۔

توشہ۔۔۔۔ غصے کے مارے وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔۔ دوسرے کمرے میں جا کر رونے لگی
ان کو ذرا بھی اس کا خیال نہ تھا۔ وہ ایک لمحے کے لئے اس کے لئے پریشان نہیں ہوا اسے فکر ہی نہیں
ئیں فکر میں گھلی جا رہی ہے۔

وہ تھوڑی دیر روتی رہی۔۔۔۔ روتی رہی اور طرح طرح کے وسوسے اسے ستاتے
۔۔۔۔ کچھ دیر تو مستعان سوچ میں غرق رہا۔۔۔۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے احساس
توشہ ناراضگی کے مارے یہاں سے اٹھ گئی ہے۔ وہ اسے ڈھونڈتا ہوا دوسرے کمرے میں آ گیا۔

جاناں تم خفا ہو گئیں۔ کیا بات ہے، کیوں رو رہی ہو، آئی ایم سوری ______ آئی ایم
سوری ______ کبھی کبھی میں احمقانہ حرکتیں کرتا ہوں نا؟ وہ بولا۔

نہیں مستعان: آج مجھے یقین ہوگیا ہے تم آئینہ جمال سے محبت کرنے لگے ہو۔ توشہ نے کہا آج تک میں یہ بات زبان پر نہیں لائی تھی۔ مجھے تمہارے بارے میں ایسا کہنا بھی اچھا نہیں لگتا مگر آج تمہاری حالت دیکھ کر------

خدا کے لئے توشہ خدا کے لئے ایسی بات نہ کہو نہ کہو ایسی بات -----خدا نہ کرے میں تمہارے علاوہ کسی اور سے محبت کرنے کا سوچوں بھی قسم لے لو کس کی قسم لینا چاہتی ہو۔

نہیں مستعان ان معاملوں میں قسموں کی ضرورت نہیں ہوتی -----محبت بھی ایک ایمان ہے یا تو ہے یا نہیں ہے ________ درمیان میں کوئی کیفیت نہیں ہوتی۔

تم کہو تو میں اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کے قسم کھاؤں کہ مجھے آج بھی تم سے روز اول والی محبت ہے۔

نہیں میری بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کے ہرگز قسم نہ کھانا۔ دنیا میں میری دولت یہی بیٹی ہی تو ہے ________

مستعان نے جلدی سے اپنا ہاتھ توشہ کے سر پر رکھ دیا ________ اچھا تو پھر تمہاری قسم کھاتا ہوں ________؟

مستی کیا تم مجھ سے جان چھڑانا چاہتے ہو ________ توشہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا۔

نہیں تو ________

پھر میرے سر پر ہاتھ رکھ کر جھوٹی قسم کیوں کھا رہے ہو۔

جان جان ________ تمہیں کیا ہوا ہے۔ مستعان نے اپنا ہاتھ اس کے سر سے ہٹا لیا۔

بیماری نے تمہیں شکی اور چڑچڑا کر دیا ہے۔

نہیں مستعان شک اور حالات نے مجھے بیمار کر دیا ہے۔ میں پہلے بیمار نہیں تھی، اب بیمار ہوئی ہوں۔

مگر تم پہلے ایسی شکی بھی نہیں تھیں۔

جب چیزیں بدلنے لگتی ہیں، تو آدمی شک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اچھا بتاؤ میں تمہارا شک کیسے دور کر سکتا ہوں۔

بس اب رہنے دو ________

کیوں رہنے دوں؟ میں انشاء اللہ اپنا اعتماد بحال کر دوں گا۔ میں نے ساری زندگی تمہارے ساتھ

ہا ہے۔

اچھا یہ بتاؤ میری بکنگ ہوگئی، توشہ نے پوچھا۔ دو مرتبہ لیلیٰ کا فون آچکا ہے۔

میں تمہارا ٹکٹ دے آیا تھا۔ بس اب وہیں جانے والا تھا۔ تم نے مجھے ایک نئے مخمصے میں ڈال دیا ہے۔ میں ایسی وہمی حالت میں تمہیں امریکہ نہیں جانے دوں گا۔

مستعان ایسی فضول باتیں اب زیب نہیں دیتیں۔ تمہیں معلوم ہے لیلیٰ بے چینی سے میرا انتظار کر رہی ہے ________

اچھا ایک پیالی چائے کی پلا دو ________ میں جا کے پتہ کرتا ہوں، اگر سیٹ او کے ہوگئی، تو ان میں لیلیٰ کو فون کر دیں گے۔

آئینہ جمال ایک غیر محسوس طریقے سے غافل صاحب کی جادو بھری باتوں میں اسیر ہوتی چلی گئی۔ اسے ان کے پاس بیٹھنا اور ان کی باتیں سننا بہت اچھا لگتا ______ ڈرامے کی ریکارڈنگ کے بعد ان کے کمرے میں آ کے بیٹھ جاتی ------۔ ان کے ساتھ چائے پیتی ______ رفتہ رفتہ اس نے اپنی زندگی کے گزرے واقعات بھی انہیں بتا دیئے تھے۔ نہ جانے کیوں جب وہ ان کے قریب ہوتی ۔ اسے یوں محسوس ہوتا وہ بڑے محفوظ ہاتھوں میں ہے ایک عرصہ اس پر جو عدم تحفظ کی کیفیت طاری تھی۔ وہ دور ہونا شروع ہو گئی تھی، اب اس کے ماتھے پر تیوریاں نہیں چڑھی رہتی تھیں۔

ریکارڈنگ کے دوران جن کے لئے مستعان بار بار کہتا تھا۔

آئینہ تیوریاں ٹھیک کرو سارا تاثر زائل ہو رہا ہے۔

اب وہ ہر وقت مسکراتی رہتی، تناؤ والے سین میں بھی اس کے چہرے پر شگفتگی رہتی۔

یہ صورت حال مستعان کو بہت پریشان کر رہی تھی۔ اب اس کا چہرہ ہمہ وقت الجھن اور بے زاری کا اشتہار بنا رہتا۔ خصوصاً جب وہ کوریڈور میں یا لاؤنج میں آئینہ اور غافل کو باتیں کرتے دیکھتا۔ تو ایک دم اس کا موڈ خراب ہو جاتا، وہ جو سارے عملے میں مشہور تھا کہ سر مستعان انتہائی خوش مزاج اور شفیق باس ہیں وہ تاثر تباہ ہو رہا تھا۔ وہ چڑ چڑا بنا رہتا۔ بات بات میں ڈانٹ دیتا۔ اچھے خاصے کام میں نقص نکالنے لگتا۔ آئینہ اور غافل صاحب کو اس کی وجہ کا پتہ تھا۔ اس لئے وہ زچ کرنے اور چڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

ایک دن جب آئینہ غافل صاحب کے کمرے میں بیٹھی تھی، انہوں نے پوچھا ______ یہ سیریل تو اب قریب الاختتام ہے ----۔ آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے۔

وہ بولی ______ اس سیریل کے بعد بہت ساری پرائیویٹ کمپنیوں کی طرف سے مجھے آفرز آنے لگی ہیں۔ پہلے میں نے یونہی وقت گزاری کے لئے یہ کام کر لیا تھا مگر اب سوچتی ہوں، یہ

بُرا نہیں۔

اچھا سوچتی ہو، اصل میں کوئی شے اپنی ہیئت میں بری نہیں ہوتی، خود انسان اپنے رویے سے اسے برا بناتا ہے۔

ایک پارٹی نے امریکہ سے رجوع کیا ہے۔ وہ امریکہ میں ایک سیریل بنا کر یہاں بیچنا چاہتے ہیں۔ میرا ایک سمیسٹر رہ گیا تھا، مجھے امریکہ ایک بار تو جانا ہی ہے۔ سوچتی ہوں ان کے ساتھ کنٹریکٹ [illegible]لوں۔

اور یہاں مستعان اینڈ کمپنی کا کیا ہوگا۔

اف توبہ آئینہ کی تیوریاں چڑھ گئیں، پھر اس خبیث کا نام نہ لیجئے گا یہ سیریل ختم ہو جائے میں صورت بھی نہیں دکھاؤں گی۔

اچھا تو پھر آج تم سے بات ہو ہی جائے۔

کیسی بات؟

میں اپنی الگ پروڈکشن بنانے کا سوچ رہا ہوں۔

یعنی ______

یعنی اپنی علیحدہ کمپنی میرے پاس کیمرے ہیں۔ میں ہی تو مستعان کی کمپنی چلاتا ہوں، وہ آپ کو [illegible]دیں گے۔

اس کا باپ بھی مجھے نہیں روک سکتا اس کے کاروبار کا سارا بوجھ میں نے اٹھا رکھا ہے۔

سارا بوجھ ______؟

ہاں بھئی جب اس نے ٹی۔ وی سے وقت خریدا تھا۔ تو اس کے پاس پورے پیسے نہیں تھے پچاس ہزار [illegible]پے میں نے دیئے تھے۔

کیوں دیئے تھے۔

دوست جو ٹھہرا۔

تو اب اس دوست سے دغا کریں گے۔

لڑائی اور دشمنی میں سب جائز ہوتا ہے۔ اور اس کا کارن بھی تم ہی ہو۔

میں کیسے ________ ؟اس کا منہ سرخ ہوگیا۔

تم اتنی حسین اور ٹیلینٹڈ لڑکی ہو میرے ذہن میں ایک بے مثال منصوبہ ہے۔ میں ایسا سیریل بنانا

چاہتا ہوں جسے دنیا فراموش نہ کر سکے اس لئے الگ اپنی کمپنی بنانا چاہتا ہوں۔

اس کے لئے بہت سے سرمائے کی ضرورت ہوگی۔

میں تمہیں اپنا پارٹنر بناؤں گا۔

مجھے ________ ؟

ہاں، ہمارے تعاون سے جو اور لوگ پیسہ کما رہے ہیں۔ہم خود کیوں نہ کمائیں۔

تمہیں پتہ ہے اب تک مستعان کو چار کروڑ روپے کے اشتہارات مل چکے ہیں۔

ابھی چار قسطیں باقی ہیں لیکن دیکھو تم نے یہ بات کسی سے کہنی نہیں ابھی اپنی امی کو بھی مت بتانا۔

مگر میں تو امریکہ والوں سے بات کر رہی ہوں۔

فی الحال ان کو ٹال دو پھر بولا تم نے دیکھا ہے۔آج کل مستعان صاحب کا موڈ کس قدر خراب

رہتا ہے، مجھ پر بھی اکثر بگڑتے رہتے ہیں۔

آپ پر کیوں ________ ؟

وہ سمجھتے ہیں۔ میں ان کی محبوبہ کو اڑا لے گیا ہوں۔

کیا وہ اتنے بے وقوف ہیں ؟ آئینہ بولی۔

بے بی ، رقابت میں کچھ بھی سوچا جا سکتا ہے ، لیکن وہ پائپ کا کش لے کر بولے

________ اگر یہ سچ بھی ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے۔تمہارا حسن کالے جادو کی طرح سر

چڑھ کر بولتا ہے۔ میں تو مسلسل تمہیں ذہن میں رکھ کے کہانی ترتیب دے رہا ہوں۔تمہارا چہرہ

تمہارے بال تمہاری آنکھیں سب کہانیاں کہتی رہتی ہیں ساری چیزیں کہانیوں والی ہیں الف

لیلوی کہانیوں والی ایک گمشدہ شہزادی ہو تم۔ جادوگر جس کے سر میں سوئیاں چبھو چبھو کرا سے پتھر

کی بنا دینا چاہتا ہے میں آخری سوئی تک نکال دوں گا کیونکہ میں تمہیں گوشت پوست کی شہزادی

دیکھنا چاہتا ہوں۔

آئینہ کو ایسے لگا جیسے کسی نے اس مسمرائیز کر دیا ہے۔۔۔۔

ہما غافل صاحب کا گفتگو کرنے کا انداز ایسا تھا۔ یا وہ اپنی آبلہ پائی سے تھک گئی تھی۔ وہ چاہتی کہ اس

ساتھ خوبصورت باتیں کی جائیں۔ اسے بہلایا جائے چھوٹے بچے کی طرح لفظوں کے کھلونے دے

ے پھسلایا جائے اسے پرچایا جائے کوئی کمی تھی کسی جگہ پر کوئی خلاء تھا۔

جسے وہ شدت سے پر کرنے کی تمنائی تھی۔

اگلے دن آئینہ جمال اور غافل صاحب ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہوئے سٹوڈیو سے باہر نکل رہے تھے۔۔۔۔۔کہ مستعان ان کے پیچھے لپکتا ہوا آیا اور بے قراری سے بولا۔

آئینہ، آئینہ میری بات سنو۔

آئینہ نے بڑی بے نیازی سے چلتے ہوئے مڑ کر دیکھا۔اور بولی۔

اس وقت میں جلدی میں ہوں ۔پھر کسی دن آپ کی بات سن لوں گی۔

نہیں وہ غصے سے بولا تمہیں ابھی میری بات سننا ہوگی۔

ایک دم پلٹ کر بولی، فرمائیے ________

غافل صاحب مسکرا کر کھڑے پائپ کا دھواں چھوڑتے رہے ________

مستعان اسی طرح تنا تنا سا بولا۔توشہ تم سے ملنا چاہتی ہے۔وہ بہت بیمار ہے۔اس نے کہا تھا آج میں تمہیں گھر لے کے آؤں۔

خیر ________ آئینہ تنک کر بولی، اگر وہ بیمار ہیں تو ملوں گی ضرور مگر یہ بھول جائیے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔

کیوں میرے ساتھ جانے میں کیا ہرج ہے۔؟

ہرج کی بات نہیں دل کی بات ہے۔

مستعان کا منہ غصے سے لال ہو گیا۔

غافل صاحب: ہنس کو بولے۔دل کی نہیں اعتماد کی بات ہے۔

مستعان بولا۔

کچھ دنوں میں توشہ علاج کی غرض سے امریکہ چلی جائے گی۔وہ تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہے۔

ٹھیک ہے، آئینہ نے جانے کے لئے قدم بڑھائے۔میں خود توشہ آپی سے فون پر بات کرکے

ے کروں گی۔اور ملنے جاؤں گی۔آپ کے ساتھ جانا ضروری نہیں۔

وہ تمہارا انتظار کرتی ہوگی۔۔۔۔مستعان اس کے پیچھے لپکا۔

اس کے انتظار پر آپ اس قدر بے چین کیوں دکھائی دے رہے ہیں۔یہ کہہ کر آئینہ غافل
ی موٹر کا اگلا دروازہ کھول کر ان کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔انہوں نے بھی جلدی سے کار
ڑدی اور باہر نکال لے گئے۔

مستعان حیرت اور حسرت کی تصویر بنا وہاں کھڑا رہ گیا دونوں نے باہر نکل کر زوردار قہقہہ لگایا۔

نعان نے محسوس کیا۔

شاباش یہ ہوئی نا دلاورانہ چال غافل صاحب نے کش لے کر کہا۔دیکھو لو میری صحبت کا چند دنوں
م پر کتنا اچھا اثر ہوا ہے۔

اچھی ________ آئینہ نے ہنس کر اپنے بال سمیٹے۔

ال اس طرح نہ سمیٹا کرو، وہ بولے۔

کیوں ________

بے بی ڈارلنگ ________ تمہیں نہیں معلوم جب تم بال کھلے رکھتی ہو تو احساس ہوتا ہے۔
ت کا سارا سلسلہ انہی بالوں سے وابستہ ہے۔

افل صاحب: میں نے کہا تھا نا کہ آئندہ مشکل باتیں نہ کریں۔

کرتا رہوں گا تو تم سمجھنے کے قابل ہو سکو گی۔اب تو یوں لگتا ہے، تمہارے ساتھ ایک روحانی سا
ا جاتا ہے۔ابھی تو ہم نے مل کر بہت سے کام کرنے ہیں۔جن کی تفصیل میں نے تمہیں
ا۔

ئینہ چپ رہی۔

فل صاحب بولے آئینہ تم پتہ نہیں کب مجھے سمجھو گی۔میں تمہیں اچھی طرح جان گیا ہوں۔تم
م کی پیاری چڑیا ہو۔جس کا دل ہر وقت دھک دھک کرتا رہتا ہے ہوا چلے تو ڈر جاتی ہو۔پتہ
ہمیشہ شکاری کے خوف سے ہراساں رہتی ہے۔ایک شکاری جائے تو دوسرا آ جاتا ہے ایک سے
تو دوسرا تاک لگا لیتا ہے۔یہ دنیا دراصل شکاریوں سے بھری ہوئی ہے۔تمہیں چاہیے کہ تم کسی
ا اور نفیس شخص کی پناہ میں چلی جاؤ تھوڑا توقف دے کر بولا میرا مطلب ہے کسی شریف النفس

آدمی سے شادی کرلو۔

آئینہ کا چہرہ اتر گیا ماما بھی یہی کہتی رہتی ہیں۔ کہ تمہارے سب وہموں اور غموں کا علاج ہے۔ کہ شادی کرلو مگر میں آپ کو بتا چکی ہوں۔ اس حادثے کے بعد میں کسی اور سے محبت نہ کرسکتی۔

بس یہیں پر لڑکیاں غلطی کر جاتی ہیں۔ تم کسی مرد سے شادی کرلو۔ جو تم سے محبت مانگے نہیں۔ صرف تم سے محبت کرے تم پر چھاؤں کرے۔ تمہیں دنیا کی دھوپ سے اس طرح بچائے جس طرح م اپنے پروں تلے اپنے چوزے چھپالیتی ہے وہ تمہیں اپنی بانہوں کے حصار میں رکھے۔ تمہیں جان قریب کرے تمہارے دل میں چھپی یادوں کو نہ کریدے۔ تمہارے غم کا بھی احترام کرے، تمہا خوشیوں کا بھی اہتمام کرے۔

کیسی انہونی اور ناممکن باتیں کر رہے ہیں آپ غافل صاحب: بھلا دنیا میں کہیں ایسے ہوتے ہیں______؟

ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ ہوتے ہیں۔۔۔۔ وہ ایک ہاتھ سے دوتین کش لے کر بولے۔۔۔ مو ہیں۔۔۔۔۔ یہ دنیا ہر قسم کے انسانوں سے بھری ہوئی ہے۔ صرف تلاش کرنے والا دل اور شناخ کرنے والی نظر چاہیے______

نہ میرے پاس دل ہے، نہ نظر۔۔۔۔۔ نہ مجھے تلاش کرنے کا شوق ہے______ بیزاری سے بولی۔

اچھا نہ کرو تلاش مگر امید تو رکھو______

میری امیدیں ٹوٹ چکی ہیں

اسی کیفیت سے تو میں تمہیں نکالنا چاہتا ہوں۔ ہر ناممکن بات ممکن ہو جاتی ہے، مجھے ایک بڑ اچھی نظم کے بند یاد آرہے ہیں______

کہاں ہیں وہ جب جن سے تھی پل بھر کی دوری بھی شاق
کہیں کوئی ناسور نہیں گو حائل ہے برسوں کا فراق
کرم فراموشی نے دیکھو چاٹ لئے کتنے میثاق
یہ روداد ہے اپنے سفر کی اس آباد خرابے میں؟

شعر سنانے کے بعد پھر وہ اپنی بھاری آواز میں گنگنانے لگے تھوڑی دیر بعد انہوں نے پوچھا۔ شعروں کی بھی سمجھ نہیں آئی آئینہ کہیں اور پہنچ چکی تھی۔ شیشے کے اس پار نظریں جمائے جانے کیا دیکھ تا۔

غافل صاحب نے اس کا بجھا ہوا چہرہ دیکھا، تو بولے______

سفر ساتھی کے بغیر کٹتا نہیں۔۔۔۔۔ تنہائی آدمی کو نفسیاتی مریض بنا دیتی ہے۔ ایک پیار کرنے والی مرض کو شفا میں بدل دیتا ہے۔ تمہیں پیشتر اس کیفیت سے باہر نکالنے کے لئے تمہارے ن کو سمجھنے اور تمہارے احساسات۔۔۔۔۔ کا احترام کرنے والا شوہر چاہیے جو تمہاری ان کیفیتوں کو راز سمجھ کر ردعمل ظاہر نہ کرے۔ بلکہ انہیں تمہاری گزری زندگی کا سرمایا سمجھ کر سمیٹ لیا کرے۔ تمہاری مرضی کے مطابق جینے دے۔ زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ تم ایسے شخص سے از خود پیار کرنے لگوگی۔

مگر کہاں ہے ایسا شخص______ کہاں بنتے ہے ایسے مرد______ ابھی تو آپ نے کہا یہ دنیا شکاریوں سے بھری ہوئی ہے آئینہ نے آنکھوں مین آنسو بھر کر کہا۔

ایک تو تمہارے پاس ہی بیٹھا ہوا ہے______ پتہ نہیں انسان کو قریب کی چیزیں کیوں نظر نہیں آتیں۔

غافل صاحب: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں______ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

منوبے بی: مستعان اپنی بیوی کو ایک لمبے عرصے کے لئے امریکہ بھیج رہا ہے ایک آخری قسط رہ گئی آج وہ ایسے ریکارڈ کرا سکتا تھا۔ مگر ایڈیٹنگ کا عذر دے کر اس نے بیچ میں ایک ہفتے کی چھٹی کر لی______

اب تم اتنی بچی نہیں ہو کہ یہ نہ جان سکو، وہ کیوں ایسا کر رہا ہے، سارے سٹوڈیو میں مشہور ہو گیا تمہاری وجہ سے وہ اپنی معصوم اور مجبور بیوی پر ظلم وستم کر رہا ہے۔ اسے زبردستی نظروں سے اوجھل ہے۔ تمہیں پھنسانے کے لئے وہ ایک کائیاں آدمی ہے۔ اس کے پاس کئی چالیں ہیں۔ وہ کئی لڑکیوں کی زندگیاں برباد کر چکا ہے۔ پیسے والی لڑکی تو اس کی بہت بڑی کمزوری ہے تو شہ کو اس نے اس لئے نہیں دی کہ وہ ایک بہت بڑی جائیداد کی مالک ہے اور یہ اس کی جائیداد کے بل بوتے پر

ہی عیش بھری زندگی گزار رہا ہے ________

موٹر چلتی رہی اور وہ پائپ کے کش لیتے رہے ________ آئینہ نے نوٹ کیا کہ جب وہ گفتگو کرتے تھے، تو اس دوران زیادہ پائپ پیتے، بلکہ بعض اوقات پائپ کو دانتوں میں پکڑے رکھتے ان کی شخصیت میں کوئی بات ضرور تھی کہ مخاطب ان کی بات سننے اور ماننے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

اب تم میری طرف دیکھ کر میرا جائزہ لے رہی ہو ________ وہ منہ سے پائپ نکال کر بولے کہ میں بھروسے کا آدمی ہوں یا نہیں میرا ہاتھ پکڑنا چاہیئے یا نہیں۔

تو بے بی: میں تو ایک سیلانی سا آدمی ہوں۔ جہاں جاتا ہوں کسی کے کام آنا چاہتا ہوں، نہ کوئی مطالبہ نہ کوئی ڈیمانڈ نہ خدمت گزاری کی طلب نہ آ گا نہ پیچھا مجھ سے نہیں ڈرنا چاہیے۔۔۔۔ سوچ لو۔

ویسے سیانے کہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ دشمن کو وہیں مارنا چاہیے جہاں چوٹ زیادہ لگنے کا امکان ہو دیکھا نہیں میرے ساتھ تمہیں دیکھ کر اس کا کیا حال ہوا جاتا ہے، وہ سمجھ رہا ہے کہ میں تمہیں اس کے چنگل سے بچا رہا ہوں۔۔۔۔

آئینہ جیسے بے دست دپا ہوگئی ________

بولی: گھر چلیئے مجھے دیر ہوگئی شاید ماما پریشان ہوں گی ________

نہیں بے بی: مجھے تو سوپ کی طلب ہو رہی ہے۔ میں پہلے تمہیں چائنیز سوپ پلاؤں گا، پھر تمہارے گھر چھوڑ دوں گا۔

آئینہ نے دیکھا وہ واقعی ایک چائنیز ریستوران میں داخل ہو رہے تھے۔

توشہ نے سارا سامان پیک کر لیا۔ اور ایک طرف رکھ دیا۔ ایک سوٹ کیس میں لیلیٰ کے لئے
ے اور تحائف بند کئے۔ اور دوسرے سوٹ کیس میں اپنی اور ننھی آئینہ کی چیزیں رکھ لیں۔ اس سے
وہ کچھ لے کے نہیں جانا چاہتی تھی۔ اس نے سوچ لیا تھا۔ اگر امریکہ جا کر اور چیزوں کی ضرورت
مستعان سے کہہ دے گی وہ لے آئے گا۔ وہ سالوں کے بعد اپنی بہن سے ملنے جا رہی تھی۔ مگر پتہ
ں کے دل میں جوش وخروش نہیں تھا۔ طبیعت بجھی بجھی تھی اور حوصلہ مرا مرا تھا۔ کئی دنوں سے گھر کی
ں بند کر رہی تھی۔ اک اک شے کو تالہ لگا رہی تھی۔ گھر میں اب دھیان رکھنے والا کوئی تھا بھی نہیں
____ دوپہر کو جب آئینہ سو گئی۔ تو وہ باہر برآمدے میں جا کر بیٹھ گئی۔ اس نے نظر اٹھا کر اس
لا سرخ اینٹوں سے بنے ہوئے خوبصورت گھر کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ یہ گھر اس کی ماں نے بڑے
ربڑی محنت سے بنایا تھا ________ اس میں سردی گرمی کے موسموں کا خیال رکھا گیا تھا۔
ے کے باہر ابھی تک یوسف زلیخا لکھا ہوا تھا۔ پاپا کی سٹڈی ویسی ہی تھی۔ روز اس کی جھاڑ پونچھ
وہاں اب ایک ٹی۔ وی اور ایک کمپیوٹر رکھ دیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ کبھی مستعان اور کبھی توشہ اسے
لطور پر استعمال کرتے تھے۔ اتنے بڑے گھر میں صرف تین مکین ہی رہ گئے تھے۔ توشہ، مستعان
اآئینہ ________ آئینہ کی آیا ________ اور خانساماں سرونٹ کوارٹرز میں رہتے
وئمنگ پول کئی سالوں سے خشک سنسان پڑا تھا ________ پچھلے دو تین سالوں سے ان کی
ایک سر پھری مصروفیت کے گرد گھومنے لگی تھی۔ ویسے تو وہ گھر کی صفائی ستھرائی کا بہت دھیان رکھتی
____ مگر وہاں برآمدے میں بیٹھ کر اس نے سوچا ________ یہ دنیا کا دستور ہے۔ جو
یا میں آتا ہے۔ وہ اپنا ایک عالیشان گھر بنانا چاہتا ہے۔ وہ دنیا میں کوئی اچھا عمل چھوڑے نہ
ئےایک گھر ضرور چھوڑتا ہے۔ ماما نے بڑے چاؤ سے اور حسرت سے اس گھر کو تعمیر کیا۔ مگر اس میں
ہ مہلت نہ ملی ________ پاپا کو اس گھر نے تنہائی کا آسیب دیا۔ لیلیٰ کا رزق امریکہ میں لکھا
راب ________ وہ علاج کے لئے امریکہ جا رہی تھی۔ کون جانے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔

چار خوبصورت بیڈ رومز ہمیشہ اپنے مہمانوں کے لئے ترستے رہے۔ یہاں بہت سے بچوں کی چہکار ہوتی، شور غل ہنگامہ ہوتا __________

کتنا اداس لگ رہا ہے گھر __________ واقعی گھر بھی تو اپنے مکینوں کے ساتھ ہی زندہ ہوتا ہے __________ پتہ نہیں بڑے آدمیوں کی اولاد کم کیوں ہوتی ہے __________ کاش اس کے بہت سارے بہن بھائی ہوتے۔ مگر وہ تو ننھی آئینہ کو بھی زیادہ بہن بھائی نہیں دے سکی۔ حمل کے دوران ڈاکٹر نے ایک خطرناک بیماری ہو جانے کا خدشہ ظاہر کر دیا تھا۔ مگر اس وقت اسے کسی بیماری کی پروا نہ تھی۔ کسی بھی قیمت پر ایک بچہ درکار تھا۔ خواہ اس کی زندگی کی قیمت پر ہی __________ پھر مستعان کی بیماری __________ اس کا علاج __________ نئے کاروبار کی شروعات __________ سب نے مل کر اسے سوچنے کی مہلت ہی نہ دی۔ حالانکہ اس نے اپنی ڈاکٹر سے وعدہ کیا تھا۔ کہ بچے کی پیدائش کے بعد وہ پہلے اپنا مکمل چیک اپ کروا کے علاج کروائے گی بچہ تو خود نوید زندگی ہے۔ آئینہ گود میں آئی تو سارے فکر دور ہو گئے۔ سارے اندیشے ختم ہو گئے __________

اس نے کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ اور اس گھر میں گزرا ہوا لمحہ، لمحہ چننے لگی۔ جانے کیوں آج ماما اور پاپا بہت یاد آئے۔ تنہائی کے جنگل میں خدا کا خیال آتا ہے۔ یا ماں کا خیال آتا ہے۔

بندہ اللہ کو پکارتا ہے۔ یا ماں کو یاد کرتا ہے۔

کاش کہیں سے ماما یا پاپا آ جائیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے __________ اسے چاپ سی سنائی دی۔ آنسوؤں سے بھری آنکھیں کھلیں تو گیٹ کی طرف سے کچھ لوگوں کو آتا دیکھا۔ ایک مرد وہیل چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک عورت وہیل چیئر کو دھکیل رہی تھی۔ اور چار چھوٹے چھوٹے بچے آ کر پاس چلے آ رہے تھے۔ اس نے سوچا کوئی مانگنے والے محتاج ہیں۔ فوراً خانساماں کو آواز دے کر انہیں وہیں روک لیا جائے اور وہیں ان کی مدد کر دی جائے۔ مگر وہ تو اس کی طرف بڑھتے ہی آ رہے تھے __________ اس نے خانساماں کو آواز دی۔ تب تک وہ قریب آ کے کھڑی ہو گئے __________

توشہ کی آنکھیں آنسوؤں سے دھندلائی ہوئی تھیں۔ اس نے دوپٹے سے آنکھیں صاف کیں ان سب کو باری باری دیکھنے لگی۔ پھر وہ عورت جس نے چادر لپیٹی ہوئی تھی بولی __________

توشہ بی بی آپ نے ہمیں پہچانا __________

توشہ نے نفی میں سر ہلایا __________

اس عورت نے مرد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ یہ آپ کے شکور چاچو ہیں شکور چاچو حیرت سے آنکھیں پھٹی رہ گئیں ۔۔۔۔۔

وہیل چیئر پر ایک شخص بیٹھا تھا۔ جس کے سر کے بال سفید ہو گئے تھے۔ آنکھوں پر چشمہ لگا تھا۔ پر جھریاں پڑ گئیں تھیں۔ اور وہ دو ٹانگوں سے محروم تھا۔

یہ تینوں ہماری بیٹیاں ہیں۔ اور یہ ہمارا اکلوتا بیٹا __________

معاف کیجئے آپ لوگ اتنے عرصہ کے بعد آئے کہ میں آپ کو پہچان نہیں سکی بیٹھیئے بیٹھیئے ماں آ گیا تھا۔ اس نے کرسیاں منگوائیں اور ان کے لئے چائے لانے کو کہہ دیا ساتھ ہی جگن خالہ کا تا ہوا ضعیف سراپا اس کی نظروں میں گھوم گیا۔ کہا کرتی تھیں میری جان میرے بیٹے میں پھنسی ہے لہتی ہوں میرا سارا ماس لکڑی ہو جائے میری آنکھیں زندہ رکھنا۔ ایک بار اپنے بیٹے کو ان آنکھوں دیکھنے کی آس ہے۔ کیسا کیسا واسطہ دیتی تھیں اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لئے۔

مگر یہ ہوا کیسے چاچی __________ توشہ نے گلوگیر آواز میں پوچھا۔

بیٹی کیا بتاؤں روزینہ رونے لگی یہ مجھے اعتراف کرنا چاہیے کہ یہ سب میرے برے اعمالوں کی سزا ہے میرا ہی قصور ہے میں شکور کو لیبیا لے گئی تھی۔ یہ وہاں دن رات محنت کرتے تھے۔ اوور ٹائم کرتے چھٹی کے دن کرائے کی ٹیکسیاں چلاتے تھے بس ایک دن ایکسی ڈنٹ ہو گیا۔ جس میں دونوں ٹانگیں ضائع ہو گئیں بہت علاج کروایا کمپنی جو کچھ دے سکتی تھی اس نے دیا اور ہمیں واپس بھیج دیا __________ میرے امی ابا بھی فوت ہو چکے ہیں __________ اب آنکھیں کھلی ہیں۔ جب سب لٹا چکی ہوں جب تک وہ اپنی درد بھری ۔۔۔۔ کہانی سناتی رہی، شکور باقاعدہ عینک اتار کر روتا رہا وہ خاموش ہوئی تو شکور لرزیدہ آواز میں بولا __________

میری اماں مجھے یاد کرتی ہوگی __________

توشہ کو ایک دم غصہ آ گیا۔ بولی۔ شکور چاچو: آپ اپنی اماں کا نام نہ لیں۔ ایسی ماں کا دل آپ نے وہ غالباً نوے سال زندہ رہیں۔ ان کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہ گزرا ہوگا جب ماں نے بہانے سے آپ کا نام نہ لیا ہوگا __________ وہ تو آخری وقت میں ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رہ گئی تھیں اس پنجرے میں جان آ جاتی تھی جب وہ عبدالشکور کہتی تھیں یہ صلہ ہوتا ہے ماں کا آپ نے دیا۔

ہاں میں نے سزا پائی۔ ماں کی دعائیں ساتھ ہوتیں تو یہ حادثہ نہ ہوتا۔

مت کہیئے ایسا مائیں ہمیشہ دعائیں دیتی ہیں۔۔۔۔جگن خالہ نے کبھی آپ کو بددعا نہیں دی جب آپ کا کافر دل مومن نہیں ہوا۔تو پھر قدرت کو یہ سزا دینا پڑی شکر ہے، یہ دن دیکھنے کے لئے وہ زندہ نہیں ہیں۔

شکور اور روزینہ کافی دیر رو رو کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے رہے ______ چائے آ گئی ،توشہ نے بچوں کو چائے پلائی۔

پھر روزینہ بولی،توشہ بیٹی۔۔۔آپ کی امی کے ہم پر بہت احسانات ہیں۔

ہاں اسی لئے تو آپ ان کی رحلت کا افسوس کرنے بھی نہیں آئی تھیں۔کہ کہیں آپ کو جگن خالہ منہ نہ دیکھنے پڑے۔

بس بی بی اور شرمندہ نہ کرو۔اب میں اپنی زندگی آپ لوگوں کی خدمت میں گزار دوں گی۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

نہیں چاچی ہمیں آپ کی خدمت گزاری کی ضرورت نہیں ہے۔ویسے بھی میں آج شام کی فلائٹ سے امریکہ میں لیلیٰ کے پاس جا رہی ہوں۔

پھر اس نے مختصراً انہیں لیلیٰ کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اس کی طبیعت خراب رہتی ہے۔ وہ علاج کے لئے جا رہی ہے۔

روزینہ نے بڑی حسرت سے سارے گھر پر نظر ڈالی،اور بولی۔

اب ہم کیا کریں؟

توشہ نے براہ راست عبدالشکور کو مخاطب کر کے کہا۔

شکور چاچا: تلافی کی صورت یہی ہے کہ آپ گاؤں جائیں،اپنی ماں کی قبر پر جا کر معافی مانگیں۔ اور جتنے نیک کام وہ ادھورے چھوڑ گئی ہیں۔وہ مکمل کرنا شروع کر دیں۔ان کی خواہش تھی کہ آپ گاؤں میں رہیں ______ ان کے پاس رہیں ______ چلیئے اب رہ لیجئے ______ اب اس گاؤں میں ساری سہولتیں ہیں۔سکول، کالج ہیں۔ہسپتال ہے،آپ کے بچے وہاں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر میری ماں کی روح خوش ہو تو میں یہ بھی کرنے کو تیار ہوں ______

نہیں نہیں ہم سب جائیں گے ہم اماں کے گاؤں میں جا کے رہیں گے ہم ان کی ہر وصیت پوری کریں گے ہم اماں کے گاؤں میں جا کے رہیں گے۔روزینہ ایسے رو رہی تھی، جیسے اس نے کبھی غرور نہ کیا ہو کبھی زبان درازی نہ کی ہو کبھی بدتمیزی اور بے ہودگی نہ کی ہو۔

افسوس توشہ نے دل میں سوچا ______

کاش انسان ٹھوکر کھانے سے پہلے سنبھل جائے ،قدرت ظالم نہیں ہے وہ تو ماں کی طرح مہربان ہے۔مگر انسان خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔اور خود دہائی دیتا ہے۔

شام کو جب مستعان توشہ کو ایئر پورٹ لے کے جا رہا تھا۔ تو وہ معمول کے خلاف بہت گھمبیر اور بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔ جیسے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے اس نے راستے میں اسے عبدالشکور اور روزینہ کی آمد کا پورا قصہ سنایا ______ نہ اسے حیرت ہوئی، نہ غصہ آیا۔ آخر میں بس اتنا ہی کہا۔

توشہ تم نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے انہیں ______ اس سے بہتر ردِعمل نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر توشہ نے اسے بتایا کہ گھر کو مقفل کر کے اندر باہر کا سارا انتظام اس نے کس کے سپرد کیا ہے۔ خانساماں جب تک تم رہو گے یہاں رہے گا۔ آیا کوارٹر میں اپنے بال بچوں کو لے آئے گی۔ اور خان چوکیدار سارے گھر کی حفاظت کرے گا۔

پھر وہ خاموش ہو گئی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر سوچنے لگی۔ کہ شاید وہ اس کے جانے سے آزردہ ہو رہا ہے۔ اس کی صحت کے بارے میں متفکر ہے ______

سٹیرنگ گھماتے ہوئے اچانک مستعان نے کہا ______

توشہ میں نے تم کہا تھا۔ تم آئینہ جمال کو مل کے اسے عبدالغفور غافل کے سارے کرتوت بتاتی جاؤ۔

توشہ کو دھچکا لگا۔ تو وہ ابھی تک آئینہ جمال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے اس وقت بھی اپنی بیوی کا خیال نہیں تھا۔ اگر سفر درپیش نہ ہوتا، تو اس وقت اس سے الجھ جاتی مگر جانے سے پہلے وہ لڑنا نہیں چاہتی تھی۔ ذرا حوصلہ کر کے بولی۔

اس نے فون پر مجھ سے بات کی تھی، وہ آنا نہیں چاہتی تھی۔ وہیں سے خدا حافظ کہنا چاہتی تھی۔ اور اس نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ پورا سیریل مکمل کروائے گی۔ آخری قسط کی ایڈیٹنگ ہونے تک سٹوڈیو آتی رہے گی ______

سیریل کی بات نہیں ہے۔ وہ خبیث غافل اسے اچھی طرح شیشے میں اتار چکا ہے۔

آئینہ بہت سمجھدار لڑکی ہے توشہ نے کہا۔

خاک سمجھدار ہے۔ جھک مار رہی ہے۔ اس کے اشاروں پر چل رہی ہے۔ گود میں بیٹھی آئینہ کا سر سینے کے ساتھ لگا کر توشہ نے کہا۔

مگر مستی تمہیں آئینہ جمال خبط کیوں ہو گیا ہے۔ وہ اپنا اچھا یا برا خود سمجھ سکتی ہے۔

ہاں ہاں کہہ دو کہہ دو میں اس پر عاشق ہو گیا ہوں۔ فدا ہو گیا ہوں۔ اس کے ساتھ۔

چپ کرو مستی ______ توشہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ تم بس اپنا طرزِ عمل دیکھو کیا ایک بیوی کو رخصت کرنے کا یہ انداز ہے۔ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم میں کتنے عرصے کے لئے جا رہی ہوں، میں آؤں گی یا نہیں۔

یہ کہہ کر توشہ رو پڑی۔۔۔۔

بس وہی عورتوں والا حربہ بات کی نہیں کہ آنسو چھلک آئے۔

توشہ خاموشی سے آنسو بہاتی رہی۔۔۔۔ پھر اس نے اپنا چہرہ صاف کر لیا۔

تھوڑی ہی دیر میں مستعان بھی اپنے آپ میں واپس آ گیا۔

جان: سمجھنے کی کوشش کرو۔ تمہارے جانے کے بعد میں اپنے آپ کو بہت بے بس اور لاچار سمجھ رہا ہوں۔ پریشان بھی ہوں۔ اس پر وہ کمینہ غافل وہ میری پشت میں چھرا گھونپ رہا ہے۔

توشہ کو اتنا ذہنی صدمہ پہنچا تھا کہ وہ چپ رہی، اور دل میں سوچنے لگی، اچھا ہے جو میں اس کی دنیا سے خود ہی نکلی جا رہی ہوں۔

شاید تمہیں بھی سن کر صدمہ پہنچے ______ کہ آئینہ جمال، غافل سے شادی کر رہی ہے۔

وہ دوبارہ خود بولا۔

میں نہیں مانتی توشہ نے کہا۔

سارے سٹوڈیو میں یہ بات مشہور ہے۔

سٹوڈیو میں تو یہ بھی مشہور ہے کہ تم اس کے عاشق ہو ______ کیا میں اس کو بھی سچ مان لوں۔

اتنے میں ایئر پورٹ آ گیا۔ دونوں نے اپنے چہرے ٹھیک کئے۔ توشہ نے گود میں سوئی آئینہ کو اس کے بال درست کئے ______ مستعان ٹرالی کھینچ لایا جلد جلد یہ کارروائی ہوئی۔ بہت

بوجھل دل کے ساتھ توشہ نے انٹرنیشنل ڈیپارچر لاؤنج کی طرف قدم بڑھائے تو مستعان نے اس کو تھام لیا۔ اور بہت محبت سے بولا، دل میلا نہ کرو۔ کام ختم ہوتے ہی میں آ جاؤں گا۔ پھر ہم مل کر ورلڈ ٹور پر جائیں گے۔ میں تمہاری ساری تھکن اتار دوں گا۔ توشہ صرف سوگواری سے مسکرائی۔ جان پلیز غصہ تھوک دو۔ میرے دل میں تمہارے سوا کوئی نہیں اس نے بڑھ کر آئینہ کو پیار کیا۔ توشہ کو گلے لگایا مائیک میں اعلان ہو رہا تھا۔ وہ پرنم آنکھوں سے خدا حافظ کہہ کر اندر چلی گئی۔

ستعان سٹوڈیو میں داخل ہوا۔ تو غافل صاحب کے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھا سیدھا وہیں آ
افل صاحب حسب معمول پائپ منہ کے ساتھ لگائے کچھ پرنٹ دیکھ رہے تھے۔ مستعان کو دیکھا
ے ہو کر ہاتھ ملایا۔ غافل صاحب عمر میں مستعان سے دس سال بڑے ہوں گے۔ مگر چونکہ دوستی
ا۔ اس لئے ایک دوسرے کا یار کہہ کر بلاتے تھے۔ ہنس کر بولے، غریب خانے پر آئے ہو آج کیا

مستعان نے ان کے طنز کو نظر انداز کیا، کیونکہ آج وہ دوستانہ سطح پر ان سے بڑی نرمی سے بات
ے آیا تھا۔

غافل یار اب یہ مذاق چھوڑ و اور ذرا سنجیدہ ہو جاؤ، مستعان نے کہا۔

کون سا مذاق دوست ______ ؟ وہ منہ سے پائپ نکال کر بولا۔

یہی جو تم آئینہ کے ساتھ کر رہے ہو؟

میں آئینہ کے ساتھ مذاق کر رہا ہوں، تم پاگل ہو گئے ہو؟ کیا مطلب ہے تمہارا اس

یہاں سٹوڈیو میں مشہور ہو رہا ہے تم اس سے شادی کر رہے ہو؟

ں، میں شادی کر رہا ہوں۔ غافل نے دھواں چھوڑ کر کہا، تم نے غلط سنا ہے۔

تو پھر ______ مستعان جلدی سے بولا۔

پہلے پوری بات سن لو بلکہ آئینہ مجھ سے شادی کر رہی ہے؟

تو کیا فرق ہوا اس بات سے مستعان ایک دم غصے میں آ گیا۔

فرق ہے یار من She is in love With Me شی از ان لو ود می۔ یہ اس کا فیصلہ ہے کہ
ے ساتھ شادی کرے گی۔

اور تم اسے سمجھا سکتے ہو کہ تم اس کا میچ نہیں ہو۔ تمہاری اور اس کی عمر میں فرق ہے۔

سٹیٹس میں فرق ہے؟

کیااس کونظرنہیں آتااس کی نزدیک کی نظرکمزور ہے۔

وہ تو بچی ہے۔تم تو بچے نہیں ہو۔

واہ واہ تمہاری منطق جب تمہارے سیرٔیل میں ایک بھرپور عورت کا کردار ادا کرے تو وہ عور
بن جاتی ہے،میرے لئے بچی ہے۔

دیکھو غافل میں تمہارے ساتھ فضول بحث کرنے لئے نہیں آیا ہوں۔میں تمہیں کہنے آیا ہوں
آئینہ کی زندگی کے ساتھ نہ کھیلو۔

یہ میری مرضی ہے۔اور میرا اپنا معاملہ ہے۔

تب تو اسے بتانا پڑے گا کہ تم کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکے ہو؟

بتا کے دیکھ لو اگر وہ تمہاری بات کا اعتبار کر جائے تو اور میں تمہارا شکر گزار ہوں دوست،تم نے اس
کے ساتھ کچھ ایسا کیا ہے۔کہ وہ سیدھی آ کے میری جھولی میں گر گئی ہے۔میں تو کبھی لڑکیوں کی پروانہیں
کرتا________

تو مجھے اسے سمجھانا پڑے گا غافل صاحب:مستعان نے اپنی بڑی ہتک محسوس کی۔

ایسے فضول مغز ماری نہ کرو۔میرے اندر ایک خاص کشش ہے۔جب میں کسی لڑکی کو نظر بھر کر
دیکھتا ہوں تو وہ Resist نہیں کرسکتی۔میری شخصیت میں جاذبیت ہے،میری باتوں میں جادو ہے۔آ
ج تک جو پھنسی ہے۔وہ پھڑکی نہیں۔۔۔۔

دیکھو غافل۔۔۔مستعان نے اپنا لہجہ ذرا نرم کیا۔آئینہ بڑے بھلے گھر کی لڑکی ہے۔اور توشہ اسے
اپنی ذمہ داری پر یہاں لائی تھی۔

اب توشہ بھابی کی ذمہ داری ختم ہوگئی ہے۔کیونکہ سیرٔیل کی ریکارڈنگ مکمل ہوچکی ہے۔اب
تمہارا یا توشہ بھابی کا نہ تو آئینہ پر حق ہے اور نہ احسان ہے۔شہر میں اس کے حسن اور اداکاری کی دھوم
ہے۔اب آئینہ میری ہوگی۔اور آئیندہ میرے ڈراموں میں کام کیا کرے گی۔

نہیں یہ کبھی نہیں ہوگا________

اچھا جو تم نے کرنا ہے کر کے دیکھ لو________

بس تم اس سے شادی نہیں کرو گے________

ہاری اس دھمکی کے بعد انشاءاللہ ضرور شادی کروں گا۔تمہیں شادی میں مدعو کروں گا اور اسی شہر
ا گا۔

میں اور تم ساتھی نہیں رہ سکیں گے________

جس کے پاس حسین چہرہ ہو۔وہ شہر میں اکیلا نہیں ہوتا۔مستقبل قریب میں تم میری قسمت پر
رو گے۔مگر حسد کرنے کی ضرورت نہیں۔تم جانتے ہو میں ہمیشہ سے قسمت کا دھنی ہوں۔

میں دیکھ لوں گا غافل صاحب میں دیکھ لوں گا۔

باؤ جاؤ کسی اور کو دھمکانا تم بھی تو اپنی بیوی کو امریکہ بھیج کے اس پر ڈورے ڈالنا چاہتے تھے۔

بکواس ہے۔میں اس کی عزت کرتا ہوں۔مجھے اس کا احترام ہے۔

وان لڑکی کو لوگ یہی کہہ کر پھنساتے ہیں۔

یک ہے،مستعان کھڑا ہو گیا________ میں اسے تمہارے ہاتھوں برباد نہیں ہونے
________ یہ کہہ کر باہر نکل گیا،غافل صاحب نے قہقہہ لگایا،جسے جاتے جاتے اس

نے کمرے میں جا کر غصے پر قابو پاتا رہا۔

ل صاحب نے فون اٹھایا۔آئینہ اس وقت گھر پر تھی________ بولے۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔ابھی وہ آیا تھا تمہارا بے بون (Baboon)

ن۔۔۔آئینہ بولی۔

ا تمہارا عاشق نامراد۔۔۔مجھے دھمکا کر گیا ہے۔۔۔۔کہہ رہا تھا۔تم میری محبوبہ سے شادی
لو میں تمہیں قتل کرا دوں گا۔

ا اس کی یہ ہمت ہوگئی۔۔۔

تی بہت کچھ کہا ہے اس نے________ اصل میں ہم نے اس کے ارادوں پر پانی پھیر
وی کو بھیج کر وہ اب ہی تو فارغ ہوا تھا۔نئی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔کہ ہماری شادی کی بھنک کان
کھوڑا رلنگ اب دیر نہیں ہونی چاہیے وہ انتہائی کمینہ آدمی ہے۔کوئی اور چکر چلانے کی کوشش

بس مان رہیں میں کیا کروں؟

بھئی تم ہر ایک کو مسخر کر لیتی ہو۔ ماما کے ساتھ بھی کوئی جادو چلاؤ نا؟ ادھر ہمارا حال برا ہوا جا رہا
دیکھنا وہ بے بون پھر ادھر آئے گا۔

اچھا نام رکھا ہے آپ نے اس کا ______ آئینہ بولی۔

بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں تمہارے ساتھ مل کر جو سیریل بنانا ہے۔ اس کا نام aby and Baboon نہ رکھ دیا جائے۔

آئینہ قہقہہ لگا کر ہنسی غافل صاحب آپ کی خیال آرائی کی داد دینا پڑے گی۔

ہائے میری جان اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ایسا کھنکتا ہوا چاندی کا قہقہہ لگایا ہے کہ میر
دل پر لگا ہے جا کر۔۔۔۔۔۔۔ میں تو کہتا ہوں تمہارے قہقہوں پر ایک سیریل بنایا جائے۔

اچھا غافل صاحب ماما آ رہی ہیں ______

جلدی خوش خبری دو نا ______

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔ آج انہیں اندازہ ہو گیا تھا۔ کہ ان کی اور مستعان کی اب نہ
چل سکے گی پہلے بھی کئی بار وہ لڑ کر جا چکے تھے۔ مگر اب کے معاملہ ہی کچھ اور ہو گیا تھا۔

مستعان نے گاڑی نکالی اور سڑک پر ڈال دی۔ وہ اس سے پہلے آئینہ جمال کے گھر کبھی نہیں گیا
ں سڑک کا نام اور گھر کا نمبر جانتا تھا۔ مگر اسے حیرت ہوئی کہ وہ کچھ دیر میں ٹھیک اس کے گھر پہنچ
یا۔

گاڑی پورچ کے اندر لاک کر کے اس نے بیل دبائی ایک ملازم آیا۔ اس نے اسے اپنا کارڈ دے
بھیج دیا۔

تھوڑی دیر میں ملازم اسے بلا کے آ گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ بہت حیران ہوا، اسے یوں
وہ پہلے بھی اس گھر میں آ چکا ہے۔ مگر ذہن پر زور دینے کے باوجود اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ
ہاں آیا تھا۔ وہی ٹی۔ وی لاؤنج تھا جہاں ہمیشہ سے ٹی۔ وی رکھا ہوتا تھا۔ وہی کوریڈور تھی
پیتل کا بڑا پھول دان پڑا تھا۔ ساتھ کھانے کا کمرہ تھا جس کی کرسیاں نظر آ رہی تھیں۔
ے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ بے اختیار اس کا دل چاہ رہا تھا، کہ دوڑ کر سیڑھیاں چڑھ
اتنے میں ڈرائنگ روم آ گیا دو خواتین بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ اس نے آئینہ کی ماما کو اب
ا دیکھا تھا مگر بھاری بھر کم خاتون کو دیکھتے ہی اس نے پہچان لیا اور ان کی طرف دیکھ کر بولا
السلام علیکم۔

یکم السلام ______ انہوں نے کہا۔ آؤ بیٹھو وہ صوفے پر بیٹھ گیا بڑے حیرت سے
رائنگ روم کو دیکھا۔ یوں لگا وہ اس کمرے کو پہلے بھی دیکھ چکا ہے کہاں دیکھ چکا ہے؟ اس کا
طے لگانے لگا۔۔۔۔۔۔ اک اک چیز، اک اک تصویر، اور اک اک ڈیکوریشن پیس اس کا دیکھا
اس کو جائزہ لینے میں محو دیکھ کر خاتون کھڑی ہو گئی اور بولی مہر و اب میں جاتی ہوں۔ تمہارے
آ گئے ہیں۔ تم ان سے باتیں کرو ______

مستعان چونک کر واپس آیا، تو اس کی نظر دوسری عورت پر جا پڑی یہ آنٹی کوکب ہیں نا؟ السلام علیکم
سامنے اتنی اپنائیت سے کہا کہ دونوں عورتیں چونک گئیں۔

بیٹے میں نے تمہیں پہچانا نہیں، دوسری عورت نے کہا تو مستعان عجیب مخمصے میں پھنس گیا۔
نہیں وہ انہیں کیسے جانتا تھا۔ اور اس نے انہیں کہاں دیکھا تھا۔

یہ میری چھوٹی بہن کوکب ہے یہیں پاس ہی رہتی ہے۔ آئینہ کی ماما نے تعارف کرایا ممکن
تمہیں ان کے بارے میں آئینہ نے بتایا ہو یہ کہہ کر انہوں نے کوکب کا ان سے تعارف کرا دیا۔۔۔
چلی گئیں۔۔۔۔۔

پھر آئینہ کی امی متوجہ ہوئیں ____________

کس طرح آنا ہوا وہ بڑی مشکل سے اپنے خیالات میں واپس آیا، خالہ جان دراصل میں آ
سے ملنے آیا تھا۔

آئینہ تو اپنی سہیلی کے گھر گئی ہے۔

خالہ جان میں وقت ضائع کئے بنا آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئینہ ایک بہت ہی اچھی اور
ہوئی لڑکی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ آج کل غافل صاحب کے ساتھ زیادہ رہتی ہے اور۔

اچھا ہوا یہ بات تم نے خود شروع کر دی خالہ جان کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ اگر توشہ یہاں ہو
میں اس سے پوچھتی کیا اسی لئے اس نے میری بیٹی کو ڈرامے میں کام کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ کہ وہ غا
کے فیصلے کرتی پھرے۔

نہیں خالہ جان: آپ اسے اب بھی روک سکتی ہیں۔۔۔۔

یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ پتہ نہیں تم نے اپنے طرز عمل سے میری بیٹی کو اتنا خوفزدہ اور ہرا
کیوں کیا وہ تمہارا اور توشہ کا نام بھی نہیں سننا چاہتی وہ عجیب ضدی لڑکی بن گئی ہے ایک غلط شخص کو
زندگی میں شامل کرنا چاہتی ہے۔

خالہ جان: غافل کو میں اچھی طرح جانتا ہوں ____________ وہ اس سے پہلے تین لڑکیوں
زندگیاں تباہ کر چکا ہے میں یہ سب بڑی تفصیل سے آئینہ کو بتاؤں گا۔

آئینہ تو تمہاری صورت نہیں دیکھنا چاہتی تمہارا نام نہیں سننا چاہتی تم سب نے مل کر میری غم زدہ
کا مستقبل تباہ کر دیا ہے۔ ہم نے کیا بگاڑا تھا تمہارا۔

مگر مجھے ایک موقع تو دیں کہ میں اس سے ____________
میں کیا موقع دوں ایک بے بس اور لاچار عورت ہوں آئینہ کی امی رونے لگیں۔ مستعان کے

نے لگا۔ اس کا دل چاہنے لگا وہ اس نہایت محترم اور پیاری عورت کے قدموں میں بیٹھ جائے
تھ پکڑ کے اپنے ماتھے پر لگا لے پتہ نہیں یہاں کی ہر چیز اپنی اپنی کیوں لگ رہی تھی۔

کر چائے لے آیا ____________

نا پیالیوں میں اس نے پہلے بھی چائے پی تھی کب کہاں اسے کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔

ب چائے ختم ہوئی تو آئینہ کی ماما نے کھردرے پن سے کہا۔

ستعان صاحب اب آپ آئندہ اس گھر میں کبھی قدم نہ رکھیں۔ میری بیٹی ہی نہیں میں بھی
پ کا وجود برداشت نہیں کر سکتی۔

چھا میں نہیں آؤں گا۔ مستعان کھڑا ہو گیا۔ اس نے ذرا بھی اپنی ہتک محسوس نہیں کی مگر اتنا

پلیز خالہ جان اسے اس شادی سے ضرور روکیئے پلیز۔

وہ روتی رہیں۔ اور وہ ہولے ہولے قدم اٹھاتا۔ اور گھر کو اندر سے دیکھتا واپس نکل آیا۔

جب اس کی موٹر گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ آئینہ اپنی سہیلی کی موٹر میں گھر کے اندر آ رہی تھی۔

اس کے جاتے ہی وہ گھر میں داخل ہوئی سیدھی ماں کے پاس گئی اور چیخ کر بولی۔

وہ خبیث گھٹیا آدمی کیوں آیا تھا۔ کیوں آیا تھا؟

ماما نے سر اٹھا کر دیکھا، اور بولیں ____________

اپنا مزاج سنبھالو، آج کل تم اپنے آپ میں نہیں ہو ____________

مگر وہ کیوں آیا تھا۔

یہی کہنے آیا تھا غلط قدم اٹھا رہی ہو۔۔۔۔۔۔ غلط آدمی سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تم

اور یہ بھی کہا ہوگا اس نے وہ تین لڑکیوں کی زندگیاں برباد کر چکا ہے۔ ہے نا؟ آپ اس سے
ا بھلا اس نے کتنی لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی ہیں۔ اس نے اپنی بیوی کو امریکہ میں دھکا دے دیا
۔۔۔۔۔ وہ میری جان کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑا ہوا تھا۔

مجھے تو وہ شکل سے معقول آدمی لگتا ہے۔ میں نے اسے جو کہنا تھا کہہ دیا مگر تم سے کیسے کہوں کہ تم
کنوئیں میں گرنا چاہ رہی ہو مجھے غافل ذرا بھی بھروسے کا آدمی نہیں لگا۔ نہ اس کا تمہارا جوڑ ہے

دیکھنے میں وہ انتہائی ناشائستہ اور بے ڈھنگا آدمی نظر آتا ہے۔ایک حادثہ تو تمہارے ساتھ قدرت ؛
طرف سے ہوگیا اسے ہم نے اللہ کی رضا سمجھ کے برداشت بھی کرلیا۔دوسرا حادثہ تم اپنی رضا سے کر
چاہتی ہو اپنی رضا سے تباہی کے گڑھے میں گرنا چاہتی ہو۔

ہوگیا نا؟ اس مصنوعی آدمی کی باتوں کا اثر؟

اس کی باتوں کا اثر نہیں جب سے میں نے اس موئے غافل کو دیکھا ہے۔طبیعت بے سکون ہوگئ
ہے۔

ماما: یاد ہے آپ امریکہ میں ہر وقت مجھے کہتی رہتی تھیں کہ شادی ہی تمہارا علاج ہے تم جہاں
چاہو شادی کرلو۔میں بالکل مخالفت نہیں کروں گی۔آپ کی شرط تو شادی ہی تھی نا؟

پھر بھی بیٹا میں ماں ہوں ماما نے نرمی سے کہا تمہیں دلدل کی طرف جاتا کیسے دیکھ لوں
______

بس ماما: اب مجھے زندگی کا فیصلہ خود کرنے دیں۔۔۔۔۔۔ جو میرا خواب تھا وہ پورا نہیں ہوا وہ
کسی بھی آدمی کے ساتھ پورا نہیں ہوسکتا۔مجھے اپنے ذاتی تحفظ کے لئے صرف شادی کرنا ہے دنیا میں ٹ
کے رہنے کے لئے۔

تم نہیں جانتیں آئینہ۔۔۔۔۔۔شادی صرف ایک واقعہ نہیں ہے۔یہ ساری زندگی کا معاملہ ہوتا
ہے اگر تم سکھی نہیں رہو گی تو دکھ تو مجھے ہی ہوگا۔

ٹھیک ہے سکھی نہیں رہوں گی تو واپس آجاؤں گی اس گھر کے دروازے تو بند نہیں ہوں گے نا؟

بیٹی کتنی بیدردی سے تم نے کہہ دیا ہے کہ واپس آجاؤں گی۔کیا کوئی ماں چاہتی ہے اس کی بیٹی
شادی کے بعد واپس آجائے۔

ہوسکتا ہے کہ نہ بھی آؤں ______ آپ تو ہر بات کو پکڑ لیتی ہیں۔

اچھا بیٹی اللہ تمہاری مدد کرے ______

آئینہ پیر پٹختی ہوئی باہر نکل گئی۔۔۔۔اور دھڑ دھڑ کرکے اپنے کمرے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

ستعان بڑے بوجھل دل کے ساتھ گھر آگیا۔آج یوں بھی سٹوڈیو کا سارا کام ختم ہوگیا تھا۔
داخل ہوا تو گھر کا سناٹا اور گھر کی ویرانی اسے ڈرانے لگی۔توشہ کو گئے ایک ہفتہ ہوگیا تھا۔
جاتے ہی فون بھی کردیا تھا ______ وہ اپنے بیڈروم میں آنے کی بجائے انکل کی
ں آگیا۔خانساماں کو چائے کے لئے کہا اور وی۔سی۔آر پر ایک انگریزی فلم لگا کے بیٹھ گیا
دل نہیں لگا۔خیال کہیں نہیں جم رہا تھا اس نے فلم بند کردی صرف میوزک آن کردیا۔ہلکی ہلکی
بجنے لگیں ۔۔۔۔۔۔ موسیقی سایوں میں ڈھلنے لگی۔باہر شام کے سائے ڈوب رہے
ر اس کا دل ڈوب رہا تھا۔آج اس کا دل عجیب طرح مضطرب تھا۔۔۔۔۔یوں دھڑک رہا
یہ اس کا دل نہیں اسے بار بار توشہ کا خیال آرہا تھا۔۔۔۔۔۔ایسے میں وہ اسے سنبھالا کرتی
شہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا انعام تھی مگر اس نے توشہ کو خفا کرکے بھیج دیا تھا۔کس کے
ئینہ جمال کے لئے؟ کون تھی آئینہ جمال کہاں سے آئی تھی وہ اس کے لئے اتنا فکرمند کیوں
دل سارا دن مارا مارا پھرتا رہا۔اور بار بار اپنے آپ کو مجروح کرتا رہا۔۔۔۔۔۔۔اور وہ گھر
۔۔۔آئینہ جمال کا گھر کس خواب میں دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔اس کے ساتھ اس کا کیا ناطہ تھا۔وہ
ر داخل ہوا تو یوں لگا کہ جنم جنم سے اس گھر میں مکین تھا۔۔۔۔۔اس کے ہوش وحواس پہ وہ
طاری ہوگیا وہ جو ایک فوجی کی تصویر لگی تھی لگتا تھا وہ ان سے بارہا مل چکا ہے۔وہ ذہن کو
کھرچ کے یاد کرتا۔کچھ بھی یاد نہ آتا۔شام سے وہ گھر آسیب کی طرح اس کے سینے پر چمٹا
۔۔۔جوں جوں سوچتا بیکلی بڑھتی جاتی جی چاہتا دوڑ کر وہاں جائے اور مسز جمال سے پوچھے
اس گھر میں کیا رہ گیا ہے۔۔۔۔۔مگر جتنی اس کی بے عزتی ہوچکی تھی وہ اسے الگ تڑپا رہی
ہانیاں کہنے والا ڈرامے بنانے والا اپنی زندگی کے اس موڑ پر معمہ بنا کھڑا تھا۔

پھر اپنی عادت کے مطابق اس نے کڑی سے کڑی ملانے کی کوشش کی ______ خانساماں
گر کھانے کا پوچھ چکا تھا۔اس نے کہا بھئی کھانا لا کر اس تھرما ٹرالی میں رکھ دو۔جب بھوک لگے

گی کھالوں گا، اور تم جا کر سو جاؤ ________ خانساماں کھانا رکھ کے جا چکا تھا۔ اپنی بے چینی اور
کو دور کرنے کے لئے وہ اپنے بچپن کے واقعات یاد کرنے لگا ________ واقعات یوں یاد آنے
جیسے قطار باندھے کھڑے ہوں ________ اک اک بات اسے واضح طور پر یاد تھی۔ اس کا مط
ہے اس کا دماغ بالکل ٹھیک کام کر رہا تھا۔ اور سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیت موجود تھی ________
اس کے توشہ کے ساتھ شادی تک ساری باتیں اپنے ذہن میں دہرا لیں ________

پھر دل کی طرف آیا ________ دل ________ ؟

تو اسے وہاں سے یاد کرنا پڑا۔ جب وہ سرجری کے لئے امریکہ گیا تھا ------ تہہ در تہہ ی
اٹھاتا گیا۔ پھر ایک دم چونک گیا۔ ڈاکٹر ونسٹن نے اسے کاغذات سے بھرا ہوا ایک بریف کیس دیا
اور اسے بتایا تھا۔ اس کے آپریشن کا نہ صرف اس میں ریکارڈ ہے۔ بلکہ ایک مائیکرو فلم بھی اس کے
ہے۔ جو اس کے آپریشن سے متعلق ہے۔ ڈاکٹر نے بتایا تھا ________ کہ ایسے آپریشنوں میں
عام طور پر ہر ہر مریض کی مائیکرو فلم بنا کر محفوظ کر لیتے ہیں۔ آگے چل کر اگر کوئی الجھن پیدا ہو تو اس کا
سدباب ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر نے اسے بار بار تاکید کی تھی۔ کہ جب وہ بالکل صحت مند ہو جائے اور ذہنی طور پر اس قا
ہو جائے تو یہ سارے کاغذات تصاویر غور سے دیکھ لے ________ اور اس مائیکرو فلم کو بھی دیکھ
________ پھر اللہ کا شکر ادا کرے جس نے معجزاتی طور پر اسے بالکل نئی اور خوبصورت زندگی
____

ڈاکٹر نے یہ بھی کہا تھا۔ جن لوگوں نے آپ کی زندگی کو بڑھاوا دیا ہو۔ ان کے احسانات کو ہمیشہ
یاد رکھنا چاہیے ________ ان کے لئے کار خیر انجام دینے چاہئیں، اور جا کر ان کا شکریہ ادا کر
چاہیے ________

اس وقت اس نے بچ جانے کی خوشی میں ڈاکٹر کی باتوں پر غور نہیں کیا تھا ________ ا
رات کی تنہائی میں اور گھر کے سناٹے میں ڈاکٹر کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی، اب باتوں کے معا
اور مفہوم بھی سمجھ میں آ رہے تھے ________ کڑی سے کڑی ملتی جا رہی تھی ------ اسے یاد آ
کہ ہسپتال سے آتے وقت ریکارڈ والا بریف کیس قدرت نے اٹھا لیا تھا۔ اور ہنس کر کہا تھا۔ "اس بیگ
اللہ کی قدرت بند ہے ________"

جب وہ امریکہ سے واپس آ رہا تھا ________ تو لیلیٰ نے خاص طور پر کہا تھا۔ یہ بریف کیس
احتیاط سے لے جائیے گا۔ اور اسے قدرت کی موٹر میں رکھ دیا تھا۔
لیکن اس یاد آیا، قدرت نے وہ بریف کیس اسے پکڑایا نہیں تھا۔ جب فون پر لیلیٰ کی بات ہوئی
تھی تو یہ بات اس نے لیلیٰ سے کہہ دی تھی۔

اس کے بعد ________ ایک پورا سال گزر گیا۔۔۔ سال سے کچھ مہینے اوپر گزر گئے، اسے نہ تو
بریف کیس کا خیال آیا۔ نہ اس نے لیلیٰ کو یاد دلایا ________ بس لاشعور میں کہیں یہ بات تھی کہ اب
امریکہ چیک اپ کے لئے جانا ہے۔ تو وہاں جا کر لے لیں گے لیکن اس وقت اچانک اس بریف کیس کی
ضرورت جاگ اٹھی تھی اس کا بے اختیار دل چاہنے لگا اپنے تمام کاغذات کھول کر دیکھے پڑھے فلم دیکھے کہ اس
کا آپریشن کیسے ہوا۔

وہ سب کیسے ہوا ________ ؟
جو اتنا ناممکن تھا
____
اسے نئی زندگی کیسے ملی ________ ؟

واقعی بندہ بڑا ناشکرا ہے ________ بس دکھ میں ہی اپنے رب کو پکارتا ہے سکھ ملتے ہی رب
کو بھول جاتا ہے۔۔۔۔

کام تو سارے ٹھیک ہوتے رہے ________ مگر یہ آئینہ جمال رستے میں آ گئی۔۔۔ اور
اب وہ غافل سے شادی کر رہی تھی۔

وہ کسی سے بھی شادی کرے مستعان کو کیا؟ اس کی زندگی ہے۔ اس کی مرضی ہے۔ مگر اسے اتنا دکھ
کیوں ہو رہا ہے شاید اس لئے کہ غافل کبھی ایک اچھا شوہر ثابت نہیں ہو سکتا۔ غافل نے بہت پہلے ایک
لڑکی سے لو میرج کی تھی اس میں سے ایک بچی بھی تھی غافل اس عورت کو کبھی خوش نہ رکھ سکا اس نے
طلاق لے لی۔ نہ معلوم وہ عورت اور وہ بچی کہاں تھی ________

غافل ایک بہت ہی اعلیٰ پائے کا کیمرہ مین تھا۔ مستعان کی کمپنی میں آ گیا ________
مستعان ہر باصلاحیت آدمی کی قدر کرتا تھا۔ سو اس سے دوستی ہو گئی۔ مگر جب غافل کا دل کام سے اچاٹ
ہو جاتا وہ کہیں روپوش ہو جایا کرتا تھا ________ ملک کے اندر یا ملک سے باہر ________
سب پیسے ختم ہو جاتے۔ آوارگی کا شوق پورا ہو جاتا۔ وہ آ جاتا۔ مستعان اسے فوراً رکھ لیتا کیونکہ اس جیسا

کام پورے شہر میں کوئی نہیں کرسکتا تھا۔ اس سے پہلے دو بار ایسا ہوا کہ یہیں سے لڑکیوں کو حکم دے کر ساتھ لے گیا۔ لڑکی پھنسانے میں وہ بہت ماہر تھا باری باری دونوں لڑکیوں کو شادی کا جھانسہ دے کر لے گیا تھا ۔۔۔۔ مگر اس نے دونوں سے شادی نہیں کی تھی ایک لڑکی نے خودکشی کر لی تھی اور دوسری کو پاگل پن کے دورے پڑنے لگے تھے مستعان اسے کئی بار احساس دلا چکا تھا کہ وہ معصوم لڑکیوں سے نہ کھیلا کرے۔ کسی کی بددعا لگے گی اسے ،اور وہ ______ ہنس کر کہتا۔ ان احمق لڑکیوں کی بددعا نہیں لگ سکتی، جو کم بخت پھنسنے کے لئے پر پھیلائے رکھتی ہیں۔

تم ہر چیز سے غفلت برتتے ہو یار۔۔۔۔۔ دوسروں کے حقوق اور جذبات سے غافل نہ رہا کرو۔ اکثر مستعان اسے کہتا ______ اور رفتہ رفتہ وہ اسے واقعی غافل کہنے لگا تھا۔ وہ اپنے اس نام سے بہت خوش ہوتا تھا۔ کہتا تھا غافل ہوں تو اچھی گزر رہی ہے ______ جن ساری کمپنی میں اس کا نام غافل مشہور ہو گیا، تو اس نے ان سب کو چڑانے کے لئے اپنے دفتر کے باہر عبدالغفور غافل یعنی اے۔ جی۔۔ غافل لکھ دیا تھا۔

اس سال وہ ملک سے باہر چلا گیا تھا ______ اور دو بڑے ہی قیمتی اور جدید ترین مووی کیمرے لے آیا تھا۔ مستعان نے وہ کیمرے اس سے خرید لئے تھے سیریل کے پیسے آتے ہی مستعان نے اس کو پچاس ہزار روپے دے دیئے تھے مگر وہ اپنی بدباطنی کی وجہ سے ہر ایک سے کہتا تھا۔ میں اس کمپنی کا حصے دار ہوں کیونکہ میں نے مستعان کو پچاس ہزار کے کیمرے دیئے ہیں مستعان یہ باتیں سن کر برداشت کرتا تھا۔۔۔۔ کیونکہ دوستی میں یہ سب کرنا پڑتا ہے مستعان جس بات سے اختلاف کرتا تھا۔ وہ یہ تھی کہ وہ نوجوان لڑکیوں کا احترام نہیں کرتا تھا۔ عورت کی عصمت کو دو کوڑی کا سمجھتا تھا۔ اور سر عام کہتا تھا۔ چند سینکڑوں میں کسی بھی عورت کو خریدا جا سکتا ہے یہ اسی قابل ہوتی ہیں کہ انہیں پامال کیا جائے۔

اتنی جلدی اس نے آئینہ جمال کو اپنے شکنجے میں کسا تھا مستعان کو حیرت ہوتی۔ وہ تو ان سب لڑکیوں سے زیادہ ذہین اور ______ باحیثیت تھی اس کی ایسی کیا مجبوری تھی۔

سوچ سوچ کر مستعان بہت دکھی ہو گیا۔ کہ مستعان ہی اس کی بربادی کا باعث تھا۔ وہ مستعان سے دور بھاگتی تھی اس سے شدید نفرت کرتی تھی۔ انتہائے نفرت میں اس نے یہ قدم اٹھایا تھا۔ وہ اسے کیسے سمجھاتا کہ وہ موت کے کنویں میں موٹر سائیکل چلانے کی کوشش کر رہی ہے وہ کیا

نا سے کہتا غافل سے بات کی تو اپنی کمینگی پر اتر آیا اب وہ اپنے مکروہ منصوبے کو جلدی جلدی پہنائے گا۔

مگر اسے آئینہ سے ہمدردی کیوں تھی۔ آئینہ اس کی کیا لگتی تھی کیا اس کا آئینہ سے کوئی پچھلے جنم کا تھا پچھلے جنم کا خیال آتے ہی اسے ڈاکٹر ونسٹن کی باتیں یاد آنے لگیں۔ اس وقت وہ گھر میں بالکل تنہا رات کا پچھلا پہر تھا، سب کمرے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ صرف اس کے کمرے میں بتی رہی تھی۔ باہر سے مینڈک کے ٹرانے کی آوازیں صاف آ رہی تھیں زمین و آسمان سن ہوئے کھڑے ۔ اسے عجیب سا خوف محسوس ہوا یہ عرفان کے لمحے ہوتے ہیں۔ اس پر ادراک کی بارش ہونے لگی۔ یں واضح ہو کر اس کے سامنے آنے لگیں۔ اور جب صورت حال اس پر روشن ہوئی تو وہ رونے لگا ______ بہت رویا ______ تڑپ تڑپ کر رویا ______ رونے کے بعد اس اپنا چہرہ صاف کیا اور دل میں سوچا کہ وہ زندگی بھر کبھی نہیں رویا تھا۔ امی ابو ہی اس کی زندگی تھے۔ ان موت کا بہت صدمہ ہوا تھا ______ وہ کئی دن تک زندگی اور دنیا سے دور ہو گیا تھا۔ مگر آنسوؤں نہیں رویا تھا۔ یہ عادت اسے کیسے ملی۔ کہ وہ آنسوؤں سے رو رہا تھا ______ کیا اسے آئینہ بربادی کا اتنا رنج تھا۔ یا بیوی کے جانے کے بعد وہ اتنا حساس ہو گیا تھا ______

اس نے گھڑی دیکھی۔۔۔۔۔ تین بج رہے تھے۔

یقیناً اس وقت لیلیٰ گھر آ چکی ہوگی ______ اسے توشہ اور لیلیٰ سے بات کرنے کی طلب نے لگی۔ اس نے نمبر ملایا ______ توشی نے اٹھا لیا۔ اس کی آواز سنتے ہی مستعان کا دل مچلنے آنکھیں پگھلنے لگیں ______

ہیلو توش ____ تم ٹھیک ہو نا؟

میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔ تمہیں کیا ہوا ہے۔

مجھے ___ مجھے میں تو بالکل ٹھیک ہوں توشی ______

تمہاری آواز بھیگی ہوئی لگ رہی ہے۔ اب یہ مت کہنا تم روتے رہے ہو ______ کتنی نا ہے توشہ اپنے شوہر کی مزاج دان آواز شناس ______ اس نے دل میں سوچا نہیں توش بہت سخت نزلہ ہو رہا ہے تمہاری یاد میں اس نے ذرا آواز شگفتہ بنا کر کہا۔

نہیں مستی مجھے تم ذہنی طور پر ٹھیک نہیں لگ رہے۔ کوئی مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔

پہلے اس کا دل چاہا کہ اسے بتا دے آئینہ جمال اور غافل کی شادی ہو رہی ہے۔ پھر جیسے کسی لاشعوری طاقت نے اسے روک دیا۔ اب توشہ ان نئے حالات کو نہ سمجھ سکے گی اور کہے گی میں آئینہ جمال کی محبت میں رو رہا ہوں۔

چھوڑو میری بات تم سناؤ تمہارے ٹیسٹ ہو گئے، ہسپتال کب داخل ہو رہی ہو۔

ٹیسٹ تو تقریباً ہو گئے ہیں۔ اب کچھ رزلٹ آنے والے ہیں۔ مگر میں نے لیلیٰ سے صاف کہہ دیا ہے جب تک مستی نہ آ جائے مجھے ہسپتال میں مت لے جانا۔ مستی میں تمہارے بغیر بالکل نہیں جاؤں گی۔ میں نے کہہ دیا ہے بس۔

اچھا ٹھیک ہے، لیلیٰ آ گئی ہو تو اسے فون دو۔

لیلیٰ نے فون پکڑ لیا۔

ہاں تو بے چین ہیں میرے دولہا بھائی کب آ رہے ہیں ______

جلد آؤں گا لیلیٰ تمہیں یاد ہے۔ ڈاکٹر نے مجھے ایک بریف کیس دیا تھا۔ اور وہ قدرت کے پاس رہ گیا تھا۔

پاس نہیں رہ گیا تھا۔ اس نے دانستہ آپ کو نہیں دیا تھا۔

کیوں؟

جب آپ آئیں گے بتاؤں گی، فون پر نہیں بتا سکتی ______

اس کی اشد ضرورت پڑ گئی ہے۔۔۔۔۔ یہ بھی میں تمہیں آ کر بتاؤں گا۔

ٹھیک ہے مستی بھائی۔۔۔۔۔ میں کل ڈاکٹر کو فون کروں گی۔ اگر اس ریکارڈ کے ڈپلی کیٹ مل گئے۔ تو دوبارہ فیس دے کر لے آؤں گی۔

ضرور لے آنا میرے آنے سے پہلے وہ ریکارڈ تمہارے پاس ہونا چاہیے۔ عجیب احمق انسان ہوں میں بھی اب تک اتنی ضروری چیز کی طرف سے بے پروا رہا۔

کوئی تکلیف ہوئی ہے ______

ہاں تکلیف ہوئی ہے ______ مگر توشہ کو کچھ نہ بتانا۔ کل میں اپنی بکنگ کراؤں گا۔ امید ہے انشاء اللہ اسی ہفتے آپ لوگوں کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اب میرا یہاں ایک منٹ بھی دل نہیں لگ رہا۔

ٹھیک ہے، ٹھیک ہے ______ ہم لوگ تو خود بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے اور توشہ نے صاف کہہ دیا ہے۔ جب تک آپ نہیں آئیں گے وہ ہسپتال میں داخل نہیں ہو گی۔

ویسے کوئی خطرے کی بات تو نہیں ______

مستی بھائی بس جلدی سے آ جاؤ۔ ساری باتیں فون پر تو نہیں کہہ سکتے نا ______

بس آنے کی اطلاع دیجئے گا ______

ٹھیک ہے لیلیٰ۔۔۔۔ شب بخیر ______ ارے نہیں یہاں تو صبح پھوٹ رہی ہے۔ اچھا خدا حافظ،

لیلیٰ نے فون بند کر دیا۔ اور توشہ کے فکر مند چہرے کو دیکھ کر بولی ______

ساجن تیرا بڑا بے چین ہو رہا ہے آنے کو ______ اور تو یہاں اس سے بدظن ہوئی بیٹھی ہے۔

وہ ٹھیک تو ہے لیلیٰ ______

ہاں آئے گا تو خود دیکھ لینا!

FIFTH PHASE

اب دل کی وادیوں کے
جگنو بھی سو چکے ہیں
خوابوں کے سب جزیرے
ویران ہو چکے ہیں
کس موڑ پر ملے ہو؟

لیلیٰ نے بچوں کے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ ضامن اور آئینہ اس طرح کھیل میں مگن تھے۔
جنم جنم سے اکٹھے رہ رہے ہوں۔ لیلیٰ انہیں کھیلتا دیکھ کر مسکرائی اور توشہ کے کمرے میں آ گئی۔ اس
ویک اینڈ آ گیا تھا۔ اور آج لیلیٰ گھر پر ہی تھی۔ اس نے دیکھا، اس ایک ہفتے میں توشہ کے
پر رونق آ گئی ہے۔ وہ بڑی مطمئن اور صحت مند نظر آ رہی تھی۔ ورنہ پچھلے ہفتے جب وہ توشہ کو ائیر
سے لائی تھی۔ تو اس کی صورت دیکھ کر ڈر گئی تھی۔ وہ اتنی لاغر ہو رہی تھی۔ آنکھوں کے گرد حلقے
اور رنگ ہلدی کی طرح زرد تھا۔ جب وہ بڑھ کر اس کے گلے لگی تو بے اختیار رونے لگی تھی۔ دو
ہوئی بہنیں ملتی ہیں۔ تو آنکھیں دونوں طرف سے جاری ہو جاتی ہیں۔ آتے جاتے لوگ ایسے
روز دیکھتے ہیں۔ پھر سامان کی ٹرالی پکڑ کے اور آئینہ کو اٹھا کے باہر آ گئی تھی۔ اس وقت اس نے
ے کچھ نہیں کہا تھا۔ سفر بھی لمبا تھا اور تھکان بھی بہت تھی۔ دو دن وہ آرام کرتی رہی۔ تیسرے دن وہ
ے ہسپتال لے گئی۔ اور نئے سرے سے ٹیسٹ شروع ہو گئے۔ توشہ نے آتے ہی صاف کہہ دیا تھا۔
لیلیٰ، میں کچھ دن تمہارے ساتھ تمہارے گھر میں رہنا چاہتی ہوں۔ ابھی مجھے ہسپتال کے حوالے
۔ اور مستی کے آنے کا انتظار بھی کرنا۔
لیلیٰ مان گئی تھی۔ وہ ایک عرصہ سے ہسپتال میں کام کر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا جب تک مریض ذہنی
راضی نہ ہو جائے اسے کبھی ہسپتال میں نہیں لانا چاہیے۔ عام طور پر لوگ ہسپتالوں سے خوف زدہ
ہیں۔ اس لئے اس نے گھر پر ہی توشہ کا علاج شروع کر دیا تھا۔
لیلیٰ ہنستی ہوئی توشہ کے کمرے میں آئی تو اس نے پوچھا ______
کیوں ہنس رہی ہو ______؟
توشی ذرا آ کر دیکھو۔ آئینہ اور ضامن کس مزے سے کھیل رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے یہ تو ازل سے
دوسرے کو جانتے ہیں۔
توشہ نے اٹھ کر چپکے سے جھانکا۔ ضامن لیگو سے گھروندا بنا رہا تھا اور آئینہ بڑی محویت سے اسے

دیکھ رہی تھی۔

توشہ واپس آ گئی۔ واقعی ضامن بہت شائستہ بچہ ہے۔ تم نے اس کی تربیت بہت اچھی کی ہے لیلیٰ ______!

دراصل تنہا رہ رہ کر ترسا ہوا ہے۔ آئینہ کی صورت میں ایک ساتھی ملا۔ تو فٹ اس کو بہلا لیا کہیں مستی بھائی والا مذاق درست نہ ہو جائے۔

کون سا مذاق پوچھتے ہی توشہ کو مستی کی بات یاد آ گئی ہاں وہ ٹھیک ہے۔ ضامن سے اچھا داماد ہمیں کہاں مل سکتا ہے؟

واہ توشی آپی تم بھی سنجیدہ ہو گئیں۔ پتہ نہیں بڑا ہو کر ضامن کیسا نکلے گا۔

تمہارا بیٹا ہے۔ تم پر ہی نکلے گا۔

ہاں لیلیٰ ______ قدرت کے بارے میں بتاؤ نا؟ جس دن سے میں آئی ہوں۔ پوچھ رہی ہوں اور تم ہو کہ ٹالتی جا رہی ہو ______؟

اب ذرا تمہاری طبیعت سنبھلی ہے توشہ۔۔۔ آج ماشاءاللہ چہرے پر بڑی رونق ہے۔ کل رات مستی بھائی آ جائیں گے۔ ان کے آنے کے کی خوشی میں دیکھو تمہارا چہرہ کتنا خوبصورت ہو گیا ہے۔

توشہ بس خاموش رہی۔ نظریں جھکائے سوچتی رہی۔

اسی لئے تو میں کہہ رہی ہوں۔ مستی کے آنے سے پہلے مجھے سب کچھ بتا دو اب واقعی میں اپنے آپ کو صحت مند محسوس کر رہی ہوں۔

ہاں بتانا تو پڑے گا توشہ۔

لیلیٰ کا چہرہ ایک دم بجھ سا گیا۔ تھوڑی دیر سوچتی رہی ______ پھر بولنا شروع کیا ______

حالات تو ویسے ہی تھے۔ جیسے مستی بھائی دیکھ کر گئے تھے۔ جب قدرت کا دل چاہتا آ جاتا جب دل چاہتا چلا جاتا۔ مجھے آتے اور جاتے ہوئے پوچھنے کی مجال نہیں تھی ایک دن قدرت اپنی الماری کھول کے کھڑا تھا۔ میں نے گزرتے ہوئے دیکھا اندر وہی بریف کیس پڑا تھا۔ جو ڈاکٹر نے مستی بھائی کو دیا تھا۔ اور وہ کئی بار مجھے کہہ چکا تھا کہ میں ان کو دے چکا ہوں میں نے بریف کیس دیکھتے ہی پوچھا کہ یہ تو یہاں پڑا ہے اور تم کہتے ہو، ان کو دے دیا تھا۔ پہلے تو وہ جھوٹ بولتا رہا۔ کہ یہ وہ بریف کیس نہیں ہے۔ جب میں نے دیکھنے کا تقاضا کیا تو وہ الماری کو تالا لگا کر چلا گیا۔ اور مجھے دھمکی دے گیا کہ اگر میں نے تالا

توڑنے کی کوشش کی تو وہ مجھ پر فوجداری کا دعویٰ کر دے گا۔ بس اس کے بعد ہمارے گھر میں بک بک کا جھرنا کھل گیا۔ ایک دن اس نے مجھے فون پر کہا اگر میں اسے پچیس ہزار ڈالر دے دوں تو وہ یہ بریف کیس مجھے دے دے گا۔ میں تو اس پر اتنا پیسہ برباد کر چکی تھی۔ کیوں دیتی اس نے گھر آنا بند کر دیا۔

ایک دن میں نے اپنی ڈاک نکالی۔ تو اس میں سے ایک اردو کا اخبار نکل آیا۔ جس کا نام تھا "ہاں آرزو" اس اخبار کے اوپر چیف ایڈیٹر کے طور پر قدرت اللہ خان" لکھا ہوا تھا۔ میں نے سارا اخبار دیکھا کچھ سیاسی سکینڈل تھے اور کچھ پاکستان کے لوگوں کے سکینڈل چھپے ہوئے تھے۔ دو چار اشتہار بھی تھے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت نے پھر اخبار نکال لیا ہے۔ کہاں سے پیسہ لیا ہے مجھے نہیں معلوم۔

اسی روز قدرت کا فون آ گیا۔ بولا۔ میں نے تمہیں اپنا اخبار بھیجا تھا دیکھا ہے؟

میں نے کہا، ہاں دیکھا ہے۔

بولا: میں نے نیویارک میں ایک فلیٹ لے لیا ہے۔ وہیں میرا دفتر ہے۔ اب مجھے تمہارے منحوس گھر میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میں نے کہا۔ یہ گھر مبارک ہو۔ مگر کتنے دن رہو گے اس گھر میں ایک دم مجھے بریف کیس یاد آ گیا۔ میں نے کہا، قدرت اب مہربانی کر کے مستی بھائی کا بریف کیس دے دو۔

وہ زور سے ہنسا۔۔۔۔۔۔ بریف کیس میں نے سمندر میں پھینک دیا ہے۔ ساری زندگی تم اور تمہارا چہیتا بھائی اسے ڈھونڈتے رہنا۔۔۔۔ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

یونہی میں اٹھ کر الماریوں کی تلاشی لینے لگی۔ یہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی کہ قدرت کی الماریوں میں کچھ نہیں تھا۔ وہ گاہے گاہے اپنا سارا سامان لے گیا تھا۔ اور ایک خالی بریف کیس الماری کے اندر پڑا میرا منہ چڑا رہا تھا۔ خدا جانے اس نے وہ سارا ریکارڈ کہاں ضائع کر دیا تھا ______ یہ کہہ کر لیلیٰ تھوڑی دیر کو خاموش ہو گئی۔ جیسے کچھ برداشت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

پھر لیلیٰ _____ آگے بتاؤ _____ توشہ نے بے چینی سے کہا بتاؤ نا؟

کیا بتاؤں توشہ ______ ہم ایسی باتیں کہانیوں اور ناولوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اور

ان باتوں کو کسی اور جہان کے قصے سمجھا کرتے تھے۔ مگر کہانیاں صرف کہانیاں نہیں ہوتیں کبھی کبھی حقیقتوں کا روپ دھار لیتی ہیں۔

میں نے تو اپنی تنہا زندگی سے سمجھوتہ کر لیا تھا۔ بلکہ قدرت کے بغیر میں زیادہ آرام اور سکون سے رہتی ہوں مگن بیٹھی تھی کہ ایک دن ایک صاحب کا فون آیا بولے میں قدرت کے دفتر سے بول رہا ہوں ۔آپ کو شاید معلوم نہیں قدرت پر ایک کیس بن گیا ہے۔

کیسا کیس میں نے پوچھا۔

وہ بولا ______ ایک امریکن لڑکی قدرت کا فلیٹ صاف کرنے آتی تھی۔ قدرت نے اسے ریپ کیا ہے۔ اس جرم میں آج کل وہ قید میں ہے۔

تم سوچ سکتی ہو، یہ سن کر میرا کیا حال ہوا ہوگا۔ میں ابھی سوچ رہی تھی کہ وہ بولا۔

آخر آپ ان کی بیوی ہیں۔ بیس ہزار ڈالر جرمانہ بھر کر انہیں چھڑا سکتی ہیں؟

میں نے فون بند کر دیا، چوبیس گھنٹے سوچتی رہی آخر کو انسانیت غالب آئی ------ اور میں نے سوچا اسے رہائی دلوا دوں پھر چاہے وہ جہاں چلا جائے لیلیٰ ذرا رکی تو توشہ بے چینی سے بولی پھر ؟

پھر میں نے ایک وکیل مقرر کیا۔ اور رقم لینے کے لئے بینک گئی تو ایک اور حیرت میری تاک میں تھی میرے بینک اکاؤنٹ سے کثیر رقم غائب تھی۔ میں نے شور مچا دیا بینک کا عملہ حرکت میں آ گیا۔ ایک ہفتے کے اندر اندر انہوں نے تفتیش مکمل کر کے مجھے بینک میں بلایا۔ اور مجھے وہ چیک دکھائے جو پچھلے چھ ماہ میں میرے ہی دستخطوں سے کیش کرائے گئے تھے۔ اور مزے کی بات یہ کہ وہ چیک میری ہی چیک بکوں سے پھاڑے گئے تھے ______

اچھا ______؟

کس نے کی یہ حرکت ______؟

توشہ نے حیران ہو کر پوچھا ______

مسٹر قدرت اللہ خان نے ______ ابتدا میں؟ میں اسے چیک دے کر بینک بھیج دیا کرتی تھی ------ اس نے میرے دستخطوں کی بہت اچھی طرح پریکٹس کر لی تھی، کیونکہ میں ہمیشہ ایل ترمذی لکھتی تھی۔ پھر وہ داؤ لگا کے میری چیک بک میں سے ایک سلپ پھاڑ لیا کرتا تھا۔ جس کا مصروفیت

ے مجھے احساس نہیں ہوتا تھا۔ یہ اس نے تب کیا جب میں نے اسے پیسے دینے بند کئے۔ اس ں نے کبھی پانچ ہزار ڈالر اور کبھی دس ہزار ڈالر نکلوائے۔ رفتہ رفتہ پچاس ہزار ڈالر نکلوا کر نیویارک ں لے لیا۔ اور ''جہان آرزو'' جیسا پرچہ نکالا ______

میں نے پوچھا تھا۔ یہ ''جہان آرزو'' کیسا عجیب نام ہے۔ کہنے لگا لوگ تو اس نام کی بہت داد دے ں۔ میں نے امریکہ کا ''جہان آرزو'' کہا ہے۔ جہاں لوگ پاگلوں کی طرح آ جاتے ہیں۔ اور نمک میں نمک بن کر رہ جاتے ہیں۔ یہ اس کا اپنا خیال ہوگا۔ اس کا خیال نہ بتاؤ مجھے یہ بتاؤ کیس کا کیا ہوا۔ پیسے برآمد ہوئے میں تو اسے چھڑانے کے لئے بیس ہزار ڈالر لے گئی تھی۔ مجھے ااس پر دوسرا کیس بن جائے گا۔ یہ امریکہ ہے توشہ ______ یہاں قانون سب کے ابر ہے۔ بینک نے اس پر فورجری کا کیس کر دیا۔ اس نے اقرار بھی کر لیا۔ اسے مزید سزا ہو گئی ___ میں اس ضمن میں کیا کر سکتی تھی؟

توشہ رونے لگی ______ جھر جھر اس کے آنسو بہنے لگے۔

ہم نے تمہارے ساتھ ظلم کیا لیلیٰ ______؟

توشہ کوئی کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرتا۔ ہم اپنی قسمتیں لکھوا کر آتے ہیں۔

تمہارا ایمان کتنا پختہ ہے لیلیٰ اس نے لیلیٰ کی پیشانی چوم لی۔ مگر تم ہمیں پاکستان میں اطلاع تو یتیں؟

اطلاع سے کیا ہونا تھا۔ آپ لوگوں نے کیا کر سکنا تھا۔ خواہ مخواہ پریشان ہونا تھا غم کرنا تھا جواب کر ہا امریکہ میں قانون کا تحفظ ہوتا ہے اس لئے کوئی مسئلہ پریشان نہیں کرتا۔

تم اب اس سے نجات حاصل کر لو۔ لیلیٰ، بلکہ بہت پہلے تمہیں اس سے طلاق لے لینی چاہیے تھی۔

ستی بھائی نے کہا تھا مجھے کام میں جتی رہتی ہوں۔ ان باتوں کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا اب نت دعویٰ کرنا ٹھیک نہیں۔ جب تک وہ رہا ہو کر آئے گا اس بات کا جواز خود بخود پیدا ہو جائے گا، ۓ کہا۔

میری زندگی ایک بڑی اچھی ڈگر پر چل رہی ہے۔ میں نے اپنے پیشے سے شادی کر رکھی ہے۔ پنے پیشے کے عشق میں ہی مر جانا چاہتی ہوں۔ اللہ نے عزت دی ہے۔ پیسہ دیا ہے ایک آرام دہ گھر مجھے اللہ نے توفیق دی ہے۔ امریکہ میں، میں گھرداری کے لئے ملازم رکھ سکتی ہوں۔ ایک بیٹا ہے۔

جو میرے ہونے کی دلیل ہے۔اس کو دنیا کا بہترین انسان بنا کے بہترین مستقبل دینا چاہتی ہوں، مجھے گزرے ہوئے وقت کا بالکل رنج نہیں ہے۔توشہ البتہ شروع میں رو رو کر، جل جل کر جو میں نے وقت ضائع کیا اس کا افسوس ہوتا ہے ______ تمہاری قسمت کے پیمانے میں جتنا ڈال دیا جاتا ہے تمہیں اتنا ہی ملتا ہے ______

توشہ ایک دم بستر پر لیٹ گئی ــــــ اس کے دل کو کچھ ہونے لگا تھا۔

کاش لیلیٰ! مجھے تمہارے جیسا حوصلہ ملا ہوتا۔کاش میں بھی ایسا سوچ سکتی۔

ماں دروازے کا پٹ پکڑے کھڑی رہ گئی ــــــ بیٹی سفید ساڑھی میں لپٹی ہوئی باہر نکلی۔اور مڑ کر دیکھے بغیر موٹر میں بیٹھ کر روانہ ہوگئی۔

مسز جمال کافی دیر تک دل کو تھامے کھڑی روتی رہیں۔پھر ان کی ایک دوست ان کو سہارا دے کر لے آئی ان کو بستر پر لٹا دیا۔کئی دنوں سے ان کا بلڈ پریشر ہائی تھا انہوں نے آنکھیں موند کے

کیا یہ شادی تھی ______

اپنی اکلوتی بیٹی کی اس طرح شادی کرنے کا انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

واقعات کتنی تیزی سے رونما ہوئے۔وہ اپنی بیٹی کا ذہن بدلنے کے لئے اسے پاکستان لے آئی تھیں۔ بہلانے کے لئے ڈرامے میں کام کرنے کی اجازت دے دی تھی ______ کچھ مستقبل کی امید ہو چلی ______ بیچ میں یہ عبدالغفور غافل پتہ نہیں کیسے آ گیا؟ ایک مہینے کے اندر اندر اس نے آئینہ پر ...چلایا کہ وہ کسی کی بات سننے پر راضی نہ ہوئی۔ہر قریبی عزیز نے ہر طرح سے سمجھایا۔وہ یہی کہتی رہی ...اس قسم کے آدمی کے ساتھ ہی خوش رہ سکتی ہوں۔

غافل جب مسز جمال سے رشتے کی بات کرنے آیا تھا۔انہیں ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔وہ نظر ملا ...ت ڈال لیتا تھا۔ادھر ادھر دیکھ کر بات کرتا تھا۔اور جواب سننے سے پہلے منہ میں پائپ ڈال لیتا

...انہوں نے پوچھا ______

بیٹا آپ کا گھر کہاں ہے؟ وہ بولا ______

...ا زمین پر ہے، مگر آپ جیسا شاندار نہیں ہے۔

انہوں نے کہا ______

آپ کا ذریعہ آمدنی کیا ہے؟

...ا ______ کیا ان باتوں کا لڑکی کی تقدیر پہ کوئی اثر پڑتا ہے۔

انہوں نے بعد میں آئینہ کو بہت سمجھایا۔ مگر آئینہ نے کہا ایسے سوالات پوچھنا لاحاصل تھا، جب کہ وہ طے کر چکی تھی کہ شادی کے بعد غافل بھی اس کے گھر میں آ کر رہے گا۔ ماما ہمارے ساتھ رہیں گی آخر تو یہ گھر میرا ہے۔ میں کہیں اور کیوں رہوں؟۔۔۔۔۔ میں روٹی کپڑے کے لئے اس سے شادی نہیں کر رہی مجھے تو صرف ایک پاسبان کی ضرورت ہے۔ اللہ تیرا پاسبان ہو بیٹی۔ اللہ تیرا نگہبان ہو بیٹی ______ مسز جمال کہہ رہی تھیں۔

چند دوست غافل لے آیا تھا۔ چند عزیز مسز جمال نے بلا لیئے تھے۔ سادگی سے نکاح ہو گیا تھا۔ آئینہ نے کہہ دیا تھا کہ وہ باقاعدہ دولہن نہیں بنے گی۔ یہ جذبے کب کے فنا ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ نکاح کے وقت ماما نے سونے کی بارہ چوڑیاں اس کی کلائی میں پہنا دیں کہ کلائیاں ننگی نہ رکھو میرا دل ڈوبتا ہے۔ اس نے سنگھار نہیں کیا تھا۔ سفید ساڑھی پہنی تھی۔ ایک ہلکا سا ڈائمنڈ کا سیٹ جو ہمیشہ پہنتی تھی وہی پہن رکھا تھا ______ ایک چھوٹے سوٹ کیس میں گھر کے پہننے ہوئے کپڑے رکھ لئے تھے۔ اور چلی گئی تھی۔

غافل اپنی وہی سوزوکی لایا تھا۔ اس پر ہار اور پھول نہیں سجے ہوئے تھے۔ وہ بھی ایک عام سوٹ پہن کر آ گیا تھا فرق صرف یہ تھا آج یہ سوزوکی اس کا ایک دوست چلا رہا تھا۔ جس کے ساتھ اس نے کچھ دن پہلے آئینہ کا تعارف یہ کرایا تھا کہ یہ ہمارے سیریل کا پروڈیوسر ہو گا۔

غافل کرائے کے ایک فلیٹ میں رہتا تھا۔ ایک دن اس کے ساتھ آئینہ وہ فلیٹ دیکھنے گئی تھی، فلیٹ کیا تھا ایک کباڑ خانہ تھا ______ بے شمار نئے و پرانے کیمرے ______ فلمیں ______ استعمال شدہ ریلیں ______ کاغذات ______ فائلیں ______

جلی ہوئی الیکٹرانک کیٹل ٹوٹی ہوئی پرچ پیالیاں ______

اس گھر میں کیسے رہتے ہیں آپ ______؟ آئینہ نے کہا۔

اب تم آ جاؤ گی تو اس کو گھر بنا دینا ابھی تو یہ ڈربہ ہے۔

نہیں شادی کے بعد اسے آپ دفتر بنا لینا، ہم تو اپنے گھر میں رہیں گے۔

جو تمہارا حکم ہو گا۔ ویسا ہو گا، غافل نے کہا۔

میں اسے نئے سرے سے دفتر بنا دوں گی۔ ایک بیڈ روم کو سٹوڈیو بنا لیں گے۔

بے بی ______ انہیں بیڈ روم کون کہتا ہے۔ یہ تو سارے گودام ہیں ______

مگر آپ سوتے کیسے ہیں یہاں۔

جس کی زندگی ویران ہو اس کو ویرانہ ہی راس آتا ہے۔

اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر ایسے انداز میں کہا، کہ آئینہ خاموش ہو گئی۔ اس دن انہوں نے گھر میں بیٹھ کے آئیندہ زندگی کا پلان بنایا ______ اسی لئے غافل نے کہہ دیا تھا۔ کہ سہاگ رات کے لئے وہ ہوٹل میں کمرہ بک کر لے گا۔ وقت سے پہلے اس گھر پر پیسہ لگانے سے ______؟

کار میں آئینہ گم صم بیٹھی تھی۔ اور غافل کی کار فائیو سٹار ہوٹل کی طرف جا رہی تھی۔

ہوٹل کا کمرہ عام سا تھا۔ جیسا کہ فائیو سٹار ہوٹلوں کا ہوتا ہے۔ نہ چھپر کھٹ نہ پھول نہ مسہری اس
کے لئے آئینہ نے کوئی ہدایات نہیں دی تھیں۔ غالباً یہ اہتمام غافل نے خود نہیں کیا تھا۔ وہ لابی میں کھڑ
کچھ دیر اپنے دوست کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ جب دوست چلا گیا تو وہ دونوں اپنے کمرے میں آ گئے۔
کمرے کے ساتھ ہی ایک سائیڈ روم تھا۔ آئینہ نے وہاں اپنا سوٹ کیس رکھ دیا۔

غافل نے پوچھا ______ کھانا کھاؤ گی۔ آٹھ تو بج رہے ہیں۔

آئینہ کو یاد آیا کہ اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ گھر میں اس کی شادی پر کوئی خوش نہیں تھا۔ حتیٰ کہ اس
کی سہیلیاں بھی اس کی ہمنوا نہیں تھیں۔ وہ صاف کہہ رہی تھیں ______ یہ انہل بے جوڑ شادی ہے۔
آئینہ کو پچھتانا پڑے گا آئینہ ہاں کہہ چکی تھی۔ اس لئے ڈٹی رہی کبھی ماں کی روئی ہوئی آنکھیں دیکھتی کبھی
سہیلیوں کے بگڑے ہوئے منہ دیکھتی۔

بس حلق سے نوالا نیچے نہیں جا رہا تھا اب احساس ہوا کہ سخت بھوک لگی ہے۔ بولی۔

آپ کھائیں گے کھانا ______؟

میں بھی کھا لوں گا۔ مگر تم بتاؤ نا۔ تم نے صبح سے کچھ کھایا ہے یا نہیں۔

وہ مسکرا دی ______ (اور سوچا اس کا فیصلہ ٹھیک تھا) بولی۔

آپ نے ٹھیک بوجھا میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔

شکر ہے تم نے نارمل عورتوں والا جواب دیا ورنہ دولہن بنی عورت تو کھل کر بات کرنا جرم سمجھتی
ہے۔

آپ کو یہ تجربہ کیسے ہوا۔ آئینہ نے بے اختیار پوچھ لیا۔

غافل قہقہہ لگا کے ہنسا۔

حواس بھی برقرار ہیں تمہارے میں اپنے تجربے بعد میں بتاؤں گا پہلے کھانے کا آرڈر دے

آئینہ نے کہا، میں ذرا سامان ٹھیک کر کے کپڑے بدل لوں۔

ٹھیک ہے۔

آئینہ سائیڈ روم میں گئی وہاں غافل کا سامان پہلے سے پڑا تھا۔ اس نے اپنی چیزیں نکالیں رات
کپڑے نکالے۔ بیڈ روم سلیپر نکالے کام کرنے میں آدھا گھنٹہ تو لگ گیا۔ پھر کپڑے اٹھا کر غسل
ے میں چلی گئی شاور لے کر نائٹ سوٹ بدل کر باہر آئی تو ٹھٹک گئی بیرا ٹرالی پر کھانا لگا کے جا چکا تھا۔
یشے کی میز پر وسکی کی بوتل اور کٹورے میں برف رکھے، غافل شراب پی رہا تھا، شراب
______ اس سے آئینہ کو شدید نفرت تھی۔ پتہ نہیں کیوں شاید ابا کو نفرت تھی ماما کو نفرت تھی۔ ان
ھر میں کبھی اس کا ذکر نہ ہوتا تھا۔

اس نے تنک کر کہا، آپ شراب پی رہے ہیں؟

وہ اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کر بولا۔ ہاں شاید اسے شراب ہی کہتے ہیں،

مگر آپ نے تو مجھے پہلے نہیں بتایا تھا ______

وہ بے ہودگی سے ہنسا۔۔۔۔۔۔ ساری باتیں پہلے بتانے کی نہیں ہوتیں۔۔۔۔ کچھ باتیں آج
رات بتانے کی ہوتی ہیں، تم ابھی باقاعدہ بیوی بنی نہیں ہو کھڑی بیویوں کی طرح غرا رہی ہو پہلے کھانا
ٹھنڈا ہو جائے گا۔ پھر سوال وجواب کی گھڑی آئے گی۔

آئینہ مرے ہوئے قدموں کے ساتھ کرسی گھسیٹ کے ٹرالی کے آگے بیٹھ گئی۔ مگر اچانک
محسوس ہوا اس کے دل کو ایک دھچکا سا لگا ہے۔ اور بھوک کہیں اڑ گئی ہے جو کچھ بھی ہوا تھا، جیسا
ہوا تھا آخر تو یہ اس کی شادی کی رات تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ توقعات وابستہ
ئی ہیں۔۔۔۔۔

اس نے بڑی بے دلی سے کھانا زہر مار کیا۔۔۔۔۔۔

وہ بولا میرے لئے پلیٹ میں کھانا ڈال لو اور برتن باہر نکال دو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور برتن
ڈور میں نکال دیئے وہ ابھی تک وحشیوں کی طرح پی رہا تھا۔ اور آئینہ چاہتی تھی کہ اسے سوچنے
نہ ملے آج کی رات اس کے لئے ویسے بھی سوہان روح تھی۔ اس نے سامنے کا دروازہ
اور جا کر بالکونی کے فرش پر بیٹھ گئی۔ پچھلی راتوں کا لاغر چاند بیمار قدم اٹھاتا آسمان پر جلوہ

گرہورہا تھا۔تارے بھی بجھے بجھے تھے۔۔۔۔۔۔۔رات بھی اداس اداس تھی دور سڑک پر نظر ڈالی
دنیا کے کاروبار چل رہے تھے۔سڑکیں کبھی نہیں سوتیں موٹریں گاڑیاں پہیے ہی پہیے آ جا رہے
تھے۔بڑا حوصلہ ہے سڑک کا ساری رات جاگتی ہے سارا دن لتاڑی جاتی ہے۔ہوٹل کی جگمگاہٹ بھی
ویسی ہی تھی اندر باہر لوگ آ جا رہے تھے بنکویٹ ہال سے موسیقی اور باتوں کا تیز شور آ رہا تھا۔شاید
وہاں کوئی بارات آئی تھی سب کچھ ویسا ہی تھا اسے اپنے آپ سے خوف آنے لگا رات سے
خوف آنے لگا یوں لگا کہ وہ دنیا میں اکیلی رہ گئی ہے اور اس کے سر پر تلوار سی ٹنگی ہے پھر ماما کا خیال
آیا ان کا خیال آتے ہی اس کی آنکھوں سے بے تحاشا نیر بہنے لگے۔آتے سمے وہ ماما کے گلے نہیں
لگی تھی۔ماما تو چھالا بنی ہوئی تھی پھوٹ پڑنے کو تیار وہ اگر ان کو گلے لگ کر ملتی تو سماں بندھ جاتا
جب اس نے بہادری کا مظاہرہ کیا تھا تو پھر مڑ کر کیوں دیکھتی۔ ماں کے آنسو ہمیشہ بیٹی کے قدم
روک لیتے ہیں۔مگر اس وقت ماما بری طرح یاد آ رہی تھیں ان کو فون کرنے کو دل چاہنے لگا
۔۔۔۔۔۔پتہ نہیں وہ آرام کر رہی ہوں گی یا اسی کی طرح جاگ رہی ہوں گی وہ گھنٹوں وہاں
بیٹھی رہی ______ غافل اسے اٹھانے نہیں آیا۔۔۔۔۔جھنجھلا کر آئینہ خود ہی اندر آ گئی اور
کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔اس نے پوری بوتل ختم کر دی تھی۔اب اس کی آنکھیں ______
چڑھی ہوئی تھیں اور سارا چہرہ غبار آلود ہو رہا تھا نقش ہی بگڑ گئے تھے۔۔۔۔۔آئینہ کو اس سے ڈر
آنے لگا ______

ڈرتے ڈرتے پوچھا ______

شادی کی رات شراب ہوٹل والے دیتے ہیں۔

وہ سرخ سرخ آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑ کر بولا۔

نہیں ڈارلنگ۔۔۔۔۔یہ ہوٹل والوں کا فریضہ نہیں ______ کچھ دوست مارے محبت
کے دے گئے ہیں۔

آپ نے ساری بوتل پی لی ہے۔آپ کو نشہ چڑھ رہا ہے ______

وہ ہچکی لے کر بولا نشہ تو مجھے تیرے حسن کا چڑھ رہا ہے۔شراب تو یونہی بدنام ہے اس شراب میں
تیرے حسن کی شراب ملے گی تو پھر نشہ چڑھے گا۔

آئینہ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ناگوار سامنہ بنا کے چپ ہو گئی ______ گھٹیا انداز تھا۔

وہ اٹھ کر آئینہ کے قریب آیا۔۔۔۔۔اور وہیں اس کے پاؤں میں بیٹھ گیا اس کے بیٹھتے ہی تیز
ے بھبھوکا آئینہ کے نتھنوں سے ٹکرایا، اس گندی بو سے اس کا دم گھٹنے سا لگا ______
مگر وہ اس کے نازک پاؤں پکڑ کے بولا ______

ڈارلنگ آج سچ بولنا، میں اور تم نئی زندگی کی ابتدا کرنے جا رہے ہیں۔شروعات کرنے سے پہلے
اپنی زندگی کھول کر ایک دوسرے کے آگے رکھ دینی چاہیے ______

میری زندگی میں جو کچھ تھا میں آپ کو بتا چکی ہوں، البتہ آپ نے ابھی تک کچھ نہیں بتایا، آئینہ
بیزاری سے کہا۔

نہیں تم نے اپنی زندگی کا اصل راز ابھی تک چھپا کر رکھا ہوا ہے ______

کون سا راز ______؟ وہ چڑ کر بولی۔

ڈارلنگ ______ آج مجھے سچ سچ بتاؤ، کس کس کے ساتھ تمہارے تعلقات تھے؟

تعلقات ______ کیا کہہ رہے ہیں آپ ______ تعلقات کیا ہوتے ہیں۔؟

تم اچھی طرح جانتی ہو تعلقات کیا ہوتے ہیں۔ایسا آفت ناک حسن ہے تمہارا ۔۔۔۔۔آزاد
ں پلی ہو ______ اتنا عرصہ بچپن کے عاشق کے ساتھ رہی ہو۔۔۔۔۔تو کیا اس
ل چھوڑ دیا ہوگا ______ کبھی کچھ نہ کیا ہوگا ______؟ وہ خباثت سے
______

پ اس وقت ہوش میں نہیں ہیں۔ورنہ شادی کی رات اتنا واہیات سوال مجھ سے نہ
۔۔۔۔۔۔

ش میں تو اس حد تک ہوں کہ دیکھ رہا ہوں۔اپنے دیرینہ عاشق کے نام پر تمہاری تیوری کیسے
ہ ______ ابھی تک وہ دل میں ہے ______

ینہ رونے لگی ______ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ شخص اس قسم کا سوال کر سکتا ہے۔

نہیں وہ چمکارتے ہوئے بولا ______ اگر یہ واقعہ ہو چکا ہے، تو مضائقہ نہیں۔میرا دل
ہے۔میں برداشت کر لوں گا۔مگر بعد میں یہ ثابت ہوا کہ تم پارسا نہیں تو پھر میں برداشت نہیں

آپ کو یہ شک تھا کہ میں پارسا نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔تو پھر میرے ساتھ شادی کیوں

کی؟ ______

شادی ایک دوسری بات ہے ______ پارسائی ایک دوسری بات ہے ______؟ وہ نشے میں لہرا کے بولا ______

اور وہ جو تمہارا دوسرا عاشق تھا، مستعان احمد ______ میرا رقیب ______ وہ بھی کبھی باریاب ہوا یا نہیں ______ یونہی تو تمہارا دیوانہ نہیں بن گیا تھا ______ کچھ تو جلوے تم نے دکھائے ہوں گے ______

آئینہ نے دونوں ہاتھوں سے اسے پرے دھکیلا اور کھڑی ہوگئی، بولی لوگوں نے ٹھیک کہا شراب پینے والوں کی سوچ بھی گندی ہو جاتی ہے۔

اتنی گندی نہیں ہوتی جتنا گندہ حسین چہروں کا ماضی ہوتا ہے، وہ بولا۔

آئینہ باقاعدہ رونے لگی۔

رونے سے میں پسیجنے والا نہیں ہوں۔ مجھے صاف صاف بتا دو کس کس سے تمہارے ویسے تعلقات تھے ______ اور اگر تم پارسا بھی نہیں ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ میں تمہیں بیوی کے طور پر قبول کر چکا ہوں، قبول کروں گا ______ ہاں مگر ------ بعد میں پتہ نہ چلے کہ ---- کہ تم اپنی دوشیزگی گنوا چکی ہو ______؟

اب آئینہ کے برداشت کا پیمانہ چھلک پڑا۔ اس نے غسل خانے کا دروازہ کھولا اندر گھس کے کنڈی چڑھا لی اور ٹھنڈے فرش پر بیٹھ کر زور زور سے رونے لگی یہ ہے تیری سہاگ رات! یہ ہے وہ سب سے خوبصورت سوال جو تیرے حسن کے حضور نذرانے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ آئینہ کے سوچنے سمجھنے کی قوتیں سلب ہوگئیں۔ یوں زندگی میں اس نے بہت سے حادثات دیکھے تھے اور اپنوں کی موت کا دکھ اٹھایا تھا۔ مگر یہ بالکل مختلف قسم کا دکھ تھا۔ جیسے کسی نے اسے پہاڑ کی چوٹی سے دھکا دے دیا ہو اور نیچے گرتے ہی اسے اٹھانے کی بجائے اس کے دھڑکتے سینے پر پاؤں رکھ دیا ہو ______ بلک بلک کر روتی رہی اس کے آنسو غسل خانے کی گلابی ٹائیلوں پر گرتے رہے۔

تھوڑی دیر میں غافل نے غسل خانے کا دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا، پہلے تو وہ خوفزدہ ہوگئی جیسے پتہ نہیں کیا ہو جائے گا ______ مگر جب اس نے آواز دے کر کہا، ڈارلنگ دروازہ کھولو میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔

یہ سن کر آئینہ کے اعصاب تن گئے، کیا یہ یونہی مذاق تھا مذاق اجلے براق دامن پر دھبہ لگانے کا ------

اس کا دل نہیں چاہا کہ وہ دروازہ کھولے اس کا چہرہ دیکھے وہ مسلسل دروازہ کھٹکھٹاتا رہا

آئینہ دروازہ کھولو ورنہ میں دروازہ توڑ دوں گا، اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ دروازہ ٹوٹنے والا نہیں اور پھر وہ بھی تو نشے میں تھا۔

پھر بولا ______

آئینہ ہوٹل میں اتنی دیر زور زور سے کھٹکھٹانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اگر میری آواز سن کر عملہ اوپر آ گیا تو میں کیا کہوں گا۔

وہ پھر بھی دم سادھے بیٹھی رہی ------ روتی رہی ----

اس نے آخری پتا پھینکا ______ ٹھیک ہے میں انتظامیہ سے ماسٹر کی مانگ کے لاتا ہوں تمہیں باہر نکالتا ہوں۔

اس پر وہ کچھ تھوڑی سی فکر مند ہوئی ---- پیچھے ہٹ کر دیوار سے ٹیک لگا لی، تاکہ آنے والے کا مقابلہ کر سکے ______

وہ دروازے سے پرے چلا گیا ---- اس کے دل کی دھک دھک اور اس کی کلائی پہ گھڑی کی ٹک ٹک ایک ساتھ سنائی دے رہی تھی ______ اس قدر سناٹا تھا۔

ابھی آیا کہ آیا ______ ابھی ---- ابھی کرتے ایک گھنٹہ گزر گیا، وہ گیارہ بجے غسل خانے میں گھسی تھی، اور اب بارہ بج گئے تھے ------- وہ تھک چکی تھی۔ مگر ہاری نہیں تھی اس کے لمبے بال اس کے چہرے کے اردگرد ایسے پھیلے ہوئے تھے جیسے ماں نے بچے کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے ہالے میں لے رکھا ہو۔ اس کے لکھو کھہا آنسو غسل خانے کی گلابی ٹائیلوں پر ٹھٹکے کھڑے تھے۔ وہ روتے روتے تھک گئی تھی ------ تھک گئی تھی ______ ٹوٹی نہیں تھی اس نے اپنی انگلی سے فرش پر گرے آنسوؤں کو سیاہی بنا کر فرش پر جا بجا سہاگ رات لکھنا شروع کر دیا لکھتے لکھتے پھر اس کے آنسو گرنے لگے۔ یہ آنسوؤں کا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا، غالباً جسم کے اندر جتنے لہو کے قطرے ہوتے ہیں، اتنے ہی آنسو ہوتے ہیں، اس بے رحم رات کی گودی میں بیٹھ کر اسے کیا کیا یاد نہ آیا پھر اس نے

ڈرتے ڈرتے چابی والے سوراخ سے باہر دیکھا۔ کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ بتی جل رہی تھی او
پلنگ کا صرف ایک کونا نظر آرہا تھا، دو بجے تک اس نے انتظار کیا اور اب انتظار نہیں کیا جا سکتا تھا۔
اعصاب اور قوت ارادی جواب دے رہی تھی وہ کھڑی ہوگئی بہت آہستہ سے آواز پیدا کئے بغیر
لاک کھولا، اور ذرا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا شراب کی بوتلوں کے پاس فرش پر ہی غافل پڑ
سو رہا تھا اس نے جلدی سے دروازہ پھر بند کر لیا۔۔۔۔ اس کا دل دھڑکنے لگا سچ مچ سو رہا تھا۔
۔۔۔یا مکاری کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے آواز کے ساتھ دروازہ کھولا، دو تین بار آوز بلند کرنے کے بعد
آہستہ آہستہ باہر نکل گئی۔ باہر نکل کر اس نے دیکھا غافل بے سدھ سو رہا تھا اسے اپنے سر اور پیر
بالکل ہوش نہ تھا۔ اس کا منہ ادھ کھلا تھا جس میں سے بھیانک خراٹے نکل رہے تھے۔

وہ آگے پیچھے ہو کر اسے ہر زاویے سے دیکھتی رہی۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکا تھا۔
آئینہ نے دل میں شکر کہا بستر ٹھیک کیا رات کو جلنے والا بلب جلایا باقی بتیاں بجھا کر بستر پر درا
ہوگئی۔

یہ میری سہاگ رات ہے، اس نے دل میں سوچا ____ نہ پھول ____ نہ خوشبو
____ نہ امنگ ____ نہ خواب ____ نہ چاہتے ہوئے بھی دل میں کہیں ان
چیزوں کی تمنا تھی، جوگ تو اس نے لے رکھا تھا، دوسرے شخص کو تو اپنی چاہت اور لگن کا اظہار کر
چاہیے تھا۔

افوہ ____ چاہت اور لگن نہ ہو تو۔۔۔۔۔

شل ہو چکی تھی، سوگئی نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئی۔۔۔۔ جہاں دودھیا بادل اور نرم ملائم
ہوائیں ہوتی ہیں۔ پتہ نہیں کون سا پہر تھا یوں لگا کوئی اسے گھسیٹ رہا ہے یا دامن کھینچ رہا ہے یا خواب
میں خلل ڈال رہا ہے نیند کے ہاتھوں سے ہاتھ چھڑا کر اس نے نرم ملائم بادلوں میں سے اپنے آپ کو
کر باہر نکالا تو غافل اس پر جھکا ہوا تھا۔

کون ہے ____؟ وہ خوف زدہ آواز میں بے ساختہ بولی، پرے ہٹو۔

میں ہوں بے بی ____ تمہارا چاہنے والا ____ ایسے میں اور کون ہو سکتا ہے

غافل صاحب آپ پرے ہٹ جائیں میرے قریب نہ آئیں، جو کچھ آپ نے رات کو کیا اس

بد میرا آپ کا کوئی رشتہ نہیں رہا۔

وہ ہاتھوں سے اسے پرے دھکیلنے لگی۔

غافل نے ہنس کر اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لئے، اور ہاتھوں پر بوسہ دیا، آئینہ کی
ہیں اس کی سانسوں کی بو آئی جو وسکی کے خمار سے بھری ہوئی تھی۔ بے اختیار اس نے چہرہ
ر کیا۔

ڈارلنگ مجھے یوں دھکا نہ دو ____ پہلے میری بات غور سے سن لو۔

وہ سن ہوگئی۔

مجھے معلوم ہے، رات میں نے اخلاق سے گری ہوئی حرکت کی مگر کیوں؟

آئینہ نے آنکھیں کھول کر اس کا چہرہ غور سے دیکھنا چاہا گو کمرے کے پردے گرے ہوئے تھے۔
یوں محسوس ہو رہا تھا، پو پھٹ چکی ہے کیونکہ پردوں کی اوٹ سے صبح کی کنواری روشنی جھانک
ہی۔

جان: تم لڑکیاں ہم مردوں کو وحشی جانور کیوں سمجھتی ہو، کیا ہمارا دل نہیں ہے مجھے اچھی طرح معلوم
تم پر کل رات بھاری تھی تمہارے دل سے اپنی پچھلی محبت کا غم ابھی گیا نہیں تم روایتی دولہن نہیں بنیں
رساڑھی پہنی میں ان سب باتوں کی اجازت دی۔ کیونکہ میں تمہارے جذبات کو سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔
رات۔۔۔ کل رات میرے لئے بھی ایک مشکل مرحلے کی طرح تھی۔۔۔۔ میں خودغرض نہیں
چاہتا تھا ____ دل تو میرا ابھی وہ سب کچھ چاہ رہا تھا ____ جو ایسے میں ہوتا ہے
میں نے جان بوجھ کر ایسی فضول بات چھیڑ دی۔ جس سے تمہارے جذبات مجروح ہو جائیں، اور تم
اذیتوں سے چھٹکارا پالو۔ جو کل رات کا حصہ بننے والی تھیں، سچ سچ بتانا کل رات تمہیں ماضی کا کوئی
ل نہیں آیا ہوگا بلکہ ساری رات تم میری خباثت کے بارے میں سوچتی رہی ہوں گی وہ ہنسا۔

آئینہ نے پوری آنکھیں کھول کر اس کو دیکھا ____

ہاں وہ اپنی آنکھوں میں کیف بھر کر بولا میں نے دانستہ وہ سب کیا، ورنہ تمہاری پارسائی کی تو میں
تم قسم دینے کو تیار ہوں۔

اس نے آئینہ کی پیشانی کو بوسہ دیا ____

کہو تو تمہارے دامن پر سجدہ کر دوں آئینہ اور بھی حیران ہوئی اس زاویے سے تو اس نے دیکھا

نہیں تھا۔

اچھا ٹھیک ہے پرے ہٹ جایئے ______ ---وہ ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی ______

اب تو صبح ہو رہی ہے ______

صبح ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ سہاگ رات کے لئے وقت کی قید نہیں ہوتی، بلکہ آج تو ہم نے وقت کو اس کمرے میں قید کر رکھا ہے ______ جب ہم سوئیں گے رات ہوگی جب ہم جاگ جائیں گے دن ہوگا ______ سنا تم نے بے بی؟

کمرے میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور بجتی چلی گئی تو وہ دونوں حیران ہڑ بڑا کر اٹھ گئے۔ غافل نے لپک کر چونگا اٹھایا، آئینہ نے فوراً دیوار گیر کلاک کو دیکھا دن کے گیارہ بج رہے تھے۔

ہیلو ______ اچھا ______ کہہ کر غافل صاحب نے ریسیور آئینہ کو پکڑا دیا۔

تمہاری ماں کا فون ہے ______ اور خود غسل خانے میں چلا گیا ______

جی ماما ______ آئینہ نے لیٹے لیٹے ریسیور کان سے لگایا۔

ٹھیک تو ہو بیٹی ______؟ انہوں نے پوچھا۔

جی ماما ______

سو رہی تھیں ______ انہوں نے پوچھا ______

جی ماما ______ یہ کہتے ہی وہ لجا گئی، اسے یاد نہ رہا کہ کل تو اس کی شادی ہوئی ہے۔ پھر کر بولی، آپ تو اچھی ہیں ماما ______

ہاں بیٹی: میں نے کہا تھا میں گیارہ بجے تمہیں لینے آؤں گی۔ میں نیچے لابی میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔

آئینہ ایک دم اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ مام پلیز مجھے پندرہ بیس منٹ دیں، میں آ رہی ہوں۔

ٹھیک ہے، میں تمہارا انتظار کرتی ہوں۔

وہ بستر سے باہر نکل آئی سب کچھ بڑا عجیب لگ رہا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا اس نے ایک رات میں ری کا سفر کیا ہے۔ جیسے سب کچھ خواب میں گزرا ہے۔

اپنے کپڑے نکالنے لگی ------ کل ماما کے ساتھ طے ہوا تھا کہ وہ گیارہ بجے لینے آئیں گی مگر واقعات کچھ اس طرح سے گزرتے رہے کہ۔

خیر ------ وہ انتظار میں بیٹھی تھی، غافل صاحب نہا کر باہر نکل آئے، تولیے سے بال خشک کرتے ہوئے بولے۔

چائے کا آرڈر دیا۔

اس نے سرہلایا،نہیں!

یار:اب تو بیوی والی ڈیوٹی ادا کرنی شروع کردو۔ناز نخرے کے موسم بھول جاؤ۔مگر وہ کپڑے اٹھا
غسل خانے میں گھس گئی، غافل صاحب چائے کا آرڈر دینے لگے غسل کے دوران اسے برابر خیال رہا
ماما لابی میں بیٹھیں انتظار کررہی ہوں گی، کپڑے بدل کر اس نے ہیئر ڈرائیر لگایا اور بال سکھانے لگی، بڑ
لمبے بالوں کی ایک یہی قباحت ہے۔کم بخت خشک ہونے میں کافی وقت لیتے ہیں بال جتنے بھی سکھا
سکھائے، باہر نکل کر کپڑے سمیٹے جوتے پہنے۔۔۔۔ادھر ادھر سے اپنی چیزیں اکٹھی کررہی تھی۔کہ غافل
صاحب بولے، چائے پیو گی______

اس نے کہا______ نہیں امی نیچے انتظار کررہی ہیں۔میں ناشتہ ان کے ساتھ کروں
گی چہرے پر کریم لگا کے بالوں کو سنوار کے وہ غافل صاحب کے پاس گئی، اور بولی۔
اچھا میں چلتی ہوں______ انہوں نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا، وہ چل پڑی، ابھی
دروازے کے قریب گئی تھی کہ زور سے بولے______

رکو______ وہ رک گئی______ قریب آؤ______ وہ ڈری سہمی ہوئی
قریب آ گئی۔

وہ کھڑے ہوگئے، بازو سے پکڑ کر اسے قد آدم آئینے کے سامنے لے گئے اس کے رخسار چھو
کر بولے ذرا آئینے میں اپنا روپ تو دیکھتی جاؤ______
اس نے حیران ہوکر پہلے غافل صاحب کو دیکھا، پھر آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا______ وہ اس
کے گرد بازو حمائل کر کے بولے______

ذرا وصال کے بعد آئینہ تو دیکھ اے دوست!
ترے شباب کی دوشیزگی نکھر آئی

آئینہ نے شرما کے نظریں جھکا لیں۔۔۔وہ قہقہہ لگا کے بولے______
آئینہ آئینہ سے شرما رہا ہے______ یہ اتفاق پہلی مرتبہ دیکھا______ ہم تو کہتے
تھے ڈارلنگ کہ شادی کے بعد تمہارا حسن فتنہ بن جائے گا______ نیچے دھیان سے جانا، اب تم

لکیت ہو۔آئینہ نے کسی بات کا جواب نہیں دیا اور خدا حافظ کہہ کر نیچے چلی گئی۔
امی اٹھ کے اس سے لپٹ گئیں اس کے چہرے کو غور سے دیکھ کر بار بار پوچھتیں، تم ٹھیک تو ہو بیٹی
ل تو ہو۔
جی ماما______ آئینہ نے جلد سے جلد ہوٹل سے نکل کر موٹر میں بیٹھ جانا چاہتی تھی، جب
ل پڑی، تو ماما کہنے لگیں______
بڑی عجیب افتاد ہے یہ مامتا بھی ساری رات مجھے نیند نہیں آئی______ ایک بار آنکھ لگی تو یوں
ہوا تم رو رو کر مجھے آوازیں دے رہی ہو اور کہہ رہی ہو ماما مجھے بچاؤ ماما مجھے بچاؤ۔
آئینہ کو رات کی باتیں یاد آنے لگیں۔اور ساتھ ہی اس کی سرخ آنکھوں میں آنسو آنے لگے اس
ے کی طرف منہ کر کے آنسو پیئے، اور بولی۔
ماما! ہم دونوں کو آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے بغیر رہنے کی عادت پڑے گی مگر دل میں سوچنے
مامتا کے جذبے کتنے سچے ہوتے ہیں۔رات اس کا دل چاہ رہا تھا اڑ کر ماما کی گود میں چھپ جائے،
ڑا وقت تھا وہ افوہ!
اس نے بال جھٹک کے خیال بدلا ماما اسے رات کے ڈنر کے بارے میں بتانے لگیں اس نے ابھی
ے گھر کے اندر قدم رکھا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
ماما نے فون اٹھالیا، دوسری طرف غافل تھا، نہ سلام نہ دعا بولا______:
ذرا آئینہ کو دیں (کیسے انداز سے فون کیا)
آئینہ نے فکر مندی سے فون پکڑا______ جی______
بھئی میں تمہیں بتانا بھول گیا تھا، آج شام کو ہم لوگ کراچی جا رہے ہیں؟
آج شام کو مگر کل رات تو آپ نے مجھے بتایا نہیں۔
کس وقت بتاتا۔۔۔۔مگر ساری سہاگ رات تو تم نے غسل خانے کی نذر کردی چپ رہی۔۔۔۔۔
ابھی ابھی ہوٹل مینیجمنٹ نے مجھے ٹکٹ بھیجے ہیں تو میں نے فوراً فون کردیا؟
مگر آج رات تو امی نے سب لوگوں کو کھانے پر بلایا ہوا ہے______ وہ بولی۔
میں نے کب کہا ہے کہ وہ کھانا کینسل کردیں۔
آپ نے بھی تو کھانے پہ آنا ہے______

مجھے کسی نے بتانے کی زحمت نہیں کی۔۔۔۔۔

ابھی ماما نے مجھے راستے میں بتایا ہے۔میں نے آتے ہی آپ کو فون کرنا تھا مگر جونہی ہم نے قدم اندر رکھا آپ کا فون آ گیا________

ہمارے اندازے آپ کی طرح نہیں ہوتے۔۔۔۔۔۔ خیر ہماری بکنگ ہو گئی ہے۔ٹکٹ واپس نہیں ہو سکتے۔اپنی ماما سے کہو وہ اپنا ڈنر خود انجوائے کریں اگر میرے اعزاز میں ہوتا تو پہلے مجھ سے پوچھا ہوتا________ (تیسری بار اس نے صرف ماں کہا تھا)

غافل صاحب میں ابھی آپ کو فون کرتی ہوں ماما کی موجودگی کو محسوس کر کے اس نے جواب دیا۔

کیا فون کرو گی بھئی مجھے انکار سننے کی عادت نہیں بس آتے ہوئے کراچی کے لئے کپڑے لیتی آنا۔

کتنے بجے جانا ہے، آئینہ نے مری ہوئی آواز میں پوچھا۔

آٹھ بجے________ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

آئینہ کا رنگ زرد ہو گیا، ماما نے محسوس کیا________ اتنے میں نوکر اس کی پیشوائی کو دوڑے آئے تھے کوئی سلام کر رہا تھا کوئی خوش ہو رہا تھا۔

''ماما میں ناشتہ کروں گی'' یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئی۔

ناشتے کے دوران اس نے ماما کو غافل صاحب کے پروگرام کے بارے میں بتایا ماما پریشان ہو گئیں۔

بیٹی میں نے تو آج کے ڈنر میں سب ملنے جلنے والوں کو بلا لیا تھا کیونکہ تم سے ملنے کی ان کی خواہش بھی تھی کل نکاح خاموشی سے ہو گیا تھا تو آج ڈنر رکھ لیا۔

ماما________ تمہیں غافل سے پوچھنا چاہیے تھا۔آئینہ بولی________

بیٹی: کب پوچھتیں________ کل تو میرا اپنا برا حال تھا۔پھر یہ کہ دستور کے مطابق اگلے دن بیٹی میکے تو آتی ہے________ داماد بھی ساتھ آتا ہے________ پہلا کھانا تو داماد کے اعزاز میں ہی ہوتا ہے۔میں نے چند لوگوں کو بھی بلا لیا________ تا کہ کچھ شادی والا تاثر پیدا ہو جائے۔کل کی اداس فضا آج صاف ہو جائے۔تم اس سے بات تو کر کے دیکھو________ شاید''

وگرام کینسل کر دے۔

ناشتہ آ گیا۔آئینہ نے اطمینان سے ناشتہ کیا جیسے وہ جنم جنم سے بھوکی ہو۔ناشتے کے بعد وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔بستر پر لیٹی اور بے سدھ سو گئی، دوپہر کے کھانے کے وقت ماما دو مرتبہ اس کمرے میں گئیں۔۔۔۔۔۔وہ اس طرح ڈوب کر سوئی تھی کہ ماما کو اٹھانے کا حوصلہ نہیں ہوا تھا۔چار بجے آخر انہوں نے جگا دیا________

اوہو: ماما آپ مجھے دو بجے جگا لیتیں۔پھر کیا ہو جاتا میں نے ناشتہ ڈٹ کے کیا تھا اس لئے جلدی آ گئی۔اس نے بات بنائی۔ماں سمجھ رہی تھی ایک رات میں مسافت بڑی کاٹی ہے کھانا کھاؤ گی رے میں منگوا دوں________ ماما نے پوچھا۔

کوئی خاص بھوک نہیں منگوا لیں۔اس کے بعد چائے بھی منگوا لیں۔

ماما نیچے اتر گئیں، تو آئینہ نے ہوٹل کا نمبر ملایا۔تھوڑی دیر میں غافل نے اٹھا لیا اس کی ہیلو اتنی ابدیدہ تھی________ کہ آئینہ نے پوچھا۔

آپ سو رہے تھے؟

جی نہیں آپ کے واپس آنے کے سپنے دیکھ رہا تھا۔

پتہ نہیں یہ طنز تھا یا مذاق تھا۔آئینہ نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔جلدی سے بولی________

کیا کراچی کا پروگرام ایک دن آگے نہیں جا سکتا؟

اچھا________ وہ رعب سے بولا، ماں کے گھر گئیں تو لب ولہجہ ہی بدل گیا، بیگم صاحبہ میں نے آپ سے کہہ دیا تھا کہ شام کو کراچی ضرور جانا ہے یہ پروگرام نہیں بدل سکتا۔بہتر ہے تم خود ہی آ جاؤ نہ مجھے آ کر تمہاری ماں کو سمجھانا پڑے گا۔

سیڑھیوں پہ چاپ ہوئی۔

ٹھیک ہے کہہ کر آئینہ نے فون رکھ دیا۔

شام کو جب سارے لان میں بتیاں جگمگ کر رہی تھیں اور ماما کی سہیلیاں ہنستی مسکراتی لان میں خل ہو رہی تھیں وہ اپنا سوٹ کیس تیار کر کے باہر نکل آئی۔

ماما نے اس کا چہرہ دیکھا دوپہر کو گہری نیند سونے سے اس کے چہرے پر بشاشت آ گئی تھی وقت وہ معدوم تھی اس کا چہرہ بجھا بجھا لگ رہا تھا سبز ساڑھی میں ہلکا ہلکا میک اپ کئے ماما اس کو

خالی نظروں سے دیکھتی رہ گئیں اور وہ آ کر موٹر میں بیٹھ گئی ڈرائیور اس کو لے کر ہوٹل کی جانب چل پڑا۔

وہ ہوٹل میں داخل ہوئی تو غافل صاحب نیچے کاؤنٹر پہ کھڑے تھے کہنے لگے۔

سامان یہیں رہنے دو________ میں چیک آؤٹ کر رہا ہوں، تم اوپر کمرے میں جاؤ وہاں سے اپنی چیزیں سمیٹ کر لے آؤ اور فریش اپ ہو کر آؤ ہم ایک گھنٹے بعد یہاں سے نکلیں گے وہ اوپر چلی گئیں اس کی کچھ چیزیں وہاں پڑی تھیں انہیں سمیٹا اور صوفے پر بیٹھ گئی________

غافل صاحب آ گئے________

تمہاری ماں نے آج شہر کے امراء کو بلایا ہوگا تا کہ داماد کو دکھا سکیں مگر میں ایسی مصنوعی رسموں کا قائل نہیں ہوں۔

وہ خاموش رہی________

ایک دن کے لئے ماں کے گھر گئیں اور میری بات کا جواب دینا شان کے خلاف لگنے لگا۔

آپ کی بات کا کوئی جواب ہو تو کوئی دے آپ کو تو ولیمے کی شرعی رسم بھی فضول لگتی ہے سب پوچھ رہے تھے ولیمہ کب ہوگا________

وہ زور سے ہنسا________

میرا جب دل چاہے گا ولیمہ کر دوں گا۔ ولیمہ کیا ہوتا ہے، بس کھانے اور دکھانے کا ایک بہانہ میں ایسے ایسے ایک سو بندوں کو کھانا کھلا سکتا ہوں۔

آئینہ کو پتہ تھا اب بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں بولی۔

ائیر پورٹ کب چلیں گے؟

تم سے کس نے کہا ہے ہم بذریعہ ہوائی جہاز جا رہے ہیں۔

آپ ہی تو کہہ رہے تھے کہ بکنگ ہوگئی ہے۔

تو کیا ٹرین سے بکنگ نہیں ہو سکتی۔ مگر کیا کریں کہ امراء کے ذہن سے ہوائی سفر نہیں نکلتا۔

ویسے اتنا لمبا سفر ٹرین کے ذریعے کرنے کا فائدہ کیا ہے________

یہ تو میں ٹرین میں بیٹھ کر بتاؤں گا اگر تمہاری ماں نے تم سے مشورہ کئے بغیر دعوت رکھ لی تھی تو غصہ

کیوں اتارتی ہو________؟

یہ آپ نے کیا تمہاری ماں تمہاری ماں لگا رکھی ہے کیا میری ماں آپ کی کچھ نہیں لگتی، اب اگر رشتہ ہو گیا ہے تو آپ انہیں کسی رشتے سے نہیں پکار سکتے۔

ماما نہیں کہہ سکتے تو آنٹی ہی کہہ دیں________

اچھا۔۔۔۔ وہ پائپ کا کش لے کر بولا اب تمہیں میرے طرز تکلم پہ بھی اعتراض ہونے لگا۔ تمہاری تمہاری ماں ہی کہوں گا اس میں برائی کیا ہے؟

وہ ہونٹ کاٹ کر خاموش ہوگئی۔۔۔۔

میکے کی ہوا کیا لگی آتے ہی مجھے "ایکیوز" کرنے لگی۔۔۔۔ میں تمہارا شوہر ہوں غلام نہیں

خواہ مخواہ بات کو نہ بڑھایئے________! یہ کہہ کر آئینہ غسل خانے میں چلی گئی، اپنی آنکھوں پر پانی کے چھینٹے مارے________ وہ جتنا پانی پھینکتی اندر سے اور پانی نکلتا آتا

شادی کی پہلی رات اور

شادی کا پہلا دن________؟

بار بار ماما کا اداس، کھوجتا ہوا، پوچھتا ہوا چہرہ آنکھوں کے آگے پھرنے لگا۔

"اتنے میں غافل صاحب نے غسل خانے کا دروازہ کھٹکھٹایا اور بلند آواز میں بولے اگر رو چکی ہو تو نیچے آ جاؤ ٹرین کا وقت ہو گیا ہے________"

اس نے تولیے سے اپنا چہرہ صاف کیا________ ہاتھوں سے بال درست کئے اور باہر نکل آئی۔

دیکھا تو غافل صاحب اپنا سامان اٹھا کر جا چکے تھے۔ اس کا پرس________ بیوٹی بکس________ کتابوں والا تھیلا________ اور کپڑوں والا تھیلا پڑا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا کمرے میں چابی لگی تھی، اس نے بمشکل سارے تھیلے اٹھائے پرس سنبھالا کمرے کی چابی نکالی اور لفٹ کے ذریعے نیچے آ گئی۔ اس نے دل میں سوچا کہ یہ ناشائستگی کا پہلا نمونہ نہیں ہے________ وہ جو بڑی بڑی باتیں کرتا تھا تہذیب سے کس قدر ناآشنا تھا لفٹ سے نکلتے ہی ایک پورٹر نے اس کے ہاتھ سے

بھاری سامان لے لیا کیونکہ پورٹر کو یہ ٹریننگ دی گئی تھی کہ عورتوں کا بوجھ بٹاتے ہیں، غافل صاحب سامنے کھڑے پائپ پی رہے تھے، ایک دوست ان کے ساتھ کھڑا تھا مسلسل باتیں کر رہے تھے۔ آئینہ نے صاف سنا تھا ان کے دوست نے کہا تھا۔

یار بھابی سامان سے لدی آ رہی ہیں، ان کا سامان پکڑ لو۔

غافل نے پائپ کا کش کا لے کر کہا ________

میں بے وقوف شوہر نہیں ہوں، شروع دن سے اپنا بوجھ خود اٹھائے گی، تو میرے لئے مصیبت نہیں بنے گی۔

آئینہ نے کمرے کی چابی کاؤنٹر پہ رکھ دی تو وہ اپنے دوست کے ساتھ باہر والے گیٹ کی طرف چلا۔ اس نے آئینہ کو آنے کا اشارہ نہیں کیا مگر آئینہ خود ہی اس کے پیچھے چل پڑی، یہ راستہ تو اس نے خود اختیار کیا تھا۔

وہ جب ریلوے سٹیشن پہنچے تو ٹرین آئی ہوئی تھی۔ غافل صاحب کا دوست انہیں چھوڑنے آیا تھا ونوں نے کمپارٹمنٹ تلاش کیا اور آئینہ کو سامان سمیت اندر بٹھا دیا خود باہر ہی رہے۔ آئینہ اندر آ گئی یٹوں والا کوپہ تھا، ایک سیٹ اوپر تھی اور ایک سیٹ نیچے تھی، وہ اپنا سامان لگا کے بیٹھ گئی، تھوڑی دیر بعد قلی نے آ کر بتایا گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ ہے وہ سوچنے لگی اگر پہلے سے پتہ کر لیا جاتا تو وہ ایک گھنٹہ اپنی ے ساتھ گزار سکتی تھی۔ اگر غافل صاحب بھی سامان لے کر گھر آ جاتے اور کھانے میں شریک ہو تے تب بھی ہم یہاں بروقت پہنچ جاتے۔ اور ماما کا مان بھی رہ جاتا۔ اب ماما کتنی دکھی ہو رہی ہوں گی۔ ح طرح کے سوالوں کا ہنس ہنس کے جواب دے رہی ہوں گی، اپنی طرف سے کئی عذر بنا کے پیش کر ہی ہوں گی اس نے ماما کو دکھی کیا ________ جنہوں نے اسے ہتھیلی کے چھالے کی طرح پالا۔ نہ ہنے کے باوجود اس کے ذہن میں غصہ جمع ہونا شروع ہو گیا، ان خیالات سے بچنے کے لئے اس نے یزی کا ایک ناول نکالا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ لفظ دھندلا رہے تھے۔ لفظوں میں سے ماما کا چہرہ نکل ماما کے چہرے سے آنسو نکل آتے ________ عجیب مرحلہ تھا ________ عجیب بے بسی ا۔ پتہ نہیں جلتے کڑھتے عذاب میں ایک گھنٹہ کیسے گزرا ________ گاڑی نے ذرا سی حرکت کی افل صاحب لنچ بوکس پکڑے ڈبے کے اندر آ گئے۔۔۔۔۔

میں ریل کا کھانا نہیں کھاتا اس لئے لنچ بوکس لے آیا ہوں تمہیں جب بھوک لگے کھا لینا۔ انہوں نچ بوکس اسے پکڑا دیا ________ اس نے لے کر میز پر رکھ دیا گاڑی چلنے لگی اور وہ کتاب ھنے لگی۔ شکر ہے اس نے اپنے گھر سے اپنی پسند کی دو چار کتابیں اٹھا لیں تھیں۔۔۔۔۔ غافل صاحب اپنا سامان ٹھیک کر کے لگایا ________ کوٹ اتار کر لٹکا دیا۔ اپنا سوٹ کیس کھولا اس سے وسکی بوتل نکالی ________ پھر فلاسک لے کے اس کے پاس سیٹ پر بیٹھ گئے، آئینہ نے نظر اٹھا کر یکھا اور کراہت سے رخ پھیر کر کتاب پڑھنے لگی ________ گاڑی خراٹے بھرنے لگی تھی۔ وسکی بوتل کھلی تو پورے ڈبے میں بو پھیل گئی۔ آئینہ کو اس بو سے ابکائی آنے لگی اس نے دوپٹہ اس طرح سر

پر اوڑھ لیا کہ ایک پلو ناک کے آگے آ جائے ______ یہ ابتدائے سفر ہے آئینہ نے سوچا گاڑی بھاگ رہی ہے ایک لمحہ آئے گا جب اس کا سفر ختم ہو جائے گا اس کی منزل آ جائے گی مگر شاید آئینہ کا سفر بھی ختم نہ ہو گا پتہ نہیں اس کی منزل کیسی ہو گی؟

پتہ نہیں وہ کب تک پیتا رہا پھر اس نے بوتل بند کر دی، بند کر کے سوٹ کیس میں رکھ دی لنچ بوکس اٹھایا اسے کھول کر سیٹ پہ رکھا اور آئینہ کو ٹہوکا مار کے پوچھا۔

کھانا کھانا ہے تو آ جاؤ۔

آئینہ ویسے ہی بیٹھی رہی ---- پھر کہنی مار کے بولا۔

اے ---- میں کیا کہہ رہا ہوں ---- تم نے سنا نہیں ______ کھانا کھا لو ______

آئینہ نے کسی مزید بدمزگی سے بچنے کے لئے کہا منہ موڑے موڑے کہا مجھے بھوک نہیں ہے۔؟

وہ کھانا شروع کر چکا تھا اس کے چپ چپ کر کے کھانے کی آواز آئینہ کو آنے لگی ---- بے اختیار اس نے مڑ کر دیکھا وہ مرغ کی ٹانگ دونوں ہاتھوں میں پکڑے دانتوں سے کھا رہا تھا اف کس قدر جنگلی لگ رہا تھا۔

جونہی آئینہ نے دیکھا جانگلیوں کی طرح ہنسا، اور بولا میں تمہیں بھی اس طرح کچا چبا جاؤں گا۔

آئینہ نے گردن موڑ لی ______ وہ ہنستا رہا ______ اور کھاتا رہا ---- کھانے کے بعد اس نے کھلے برتن اور کھلا ڈبہ میز پر رکھ دیا اور پائپ سلگا لیا ______ پھر آئینہ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا اس کو کہنی مار کے بولا ______

اے تجھے بھوک کیوں نہیں ہے کوئی یاد آ رہا ہے کیا؟

آئینہ نے ایک بڑا سا گھونٹ نگلا اور بولی ______

میں نے شام کو امی کے گھر سے کھا لیا تھا ______ ؟ وہ زیادہ سوال و جواب کر کے اس کے منہ نہیں لگنا چاہتی تھی۔

ہاں تو ماں کا کھانا کھا کے میرے ساتھ بات بھی نہیں کرے گی ______ وہ اسے چھیڑنے لگا کبھی کہنی سے ٹہوکا لگاتا ______ کبھی اسے گھٹنا مارتا ______ کبھی خود ہی ہنسنے لگتا ______ کبھی ہوا میں دھواں چھوڑنے لگتا ______

پھر اس نے پائپ رکھ دیا ______ اس کا رخ دونوں ہاتھوں سے اپنی طرف موڑ کر بولا ______

کیا منہ پھیلائے بیٹھی ہے۔ مجھے معلوم نہیں جیسے ______ مگر تو انتہائی احمق لڑکی ہے۔ ______

آئینہ کچھ نہیں بولی۔

کل رات ساری غارت ہوئی تھی نا؟ ______ تم نے غارت کی تھی کل رات ______ میں نے آئینہ غصے سے بولی ______ یا آپ کی شراب نے ______ ؟

تو نے ---- تو نے غارت کی تھی، وہ نشے کے عالم میں زبان کھینچ کر بولا ______ ساری رات تو نے غسل خانے میں غارت کر دی تھی میں تو شراب اس لئے پیتا ہوں کہ تجھ سے سارا پیار کر سکوں شراب تو پیار ہے پیار بے بی ______ ؟

کل دوست ---- دے گئے تھے آج شراب کس نے دی ہے آئینہ نے پوچھا۔

وہ پھر جانگلیوں کی طرح ہنسا ______

آج ---- آج میں خود لایا ہوں خود خود میں پھر وہ ہنستا رہا بلا وجہ ہنستا رہا۔

مجھے شراب سے نفرت ہے ______ مجھے اس کی بو سے نفرت ہے ______

پاکستان کی نیم خواندہ عورتیں شراب سے نفرت کرتی ہیں کیونکہ انہوں نے شراب کے قصے یا تو وی ناولوں میں پڑھے ہیں یا بدیسی فلموں میں دیکھے ہیں۔ انہیں کیا پتہ کہ شراب کیا ہے دنیا بھر کی فی صد آبادی شراب پیتی ہے شراب ہر ذہین آدمی کی ضرورت ہے پھر ہنسا اب تم مڈل پاس ل والی حرکت نہ کرو ---- منہ ادھر موڑ کے مت بیٹھو ______

آج میں نے اس سفر کا بطور خاص اہتمام کیا ہے اس نے پھر آئینہ کو پکڑ کے اس کا منہ اپنی طرف ا۔

آئینہ نے ناک چڑھائی۔

یہ اپنی چھوٹی سی ناک ٹھیک کرو۔ مجھ پر ناک چڑھانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا پائپ منہ سے نکال کے ک طرف رکھ کے بولا ______

ہماری سہاگ رات خراب ہو گئی تھی، صبح اٹھتے ہی میں نے بکنگ کروائی اور سوچ لیا کہ اس کوپے ہم سہاگ رات منائیں گے ساری رات اپنی ہو گی کسی طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہو گی ساری ٹر رہے گا اور ---- وہ زور سے ہنسا۔ ٹرین کا غسل خانہ بھی اس قابل نہیں ہے کہ تم اندر گھس ٹڈی لگا لو وہ پھر ہنسا ______

آئینہ حیرت سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی ______

ہاں ----- مائی ڈیئر بے بی ______ میں کل رات کی تلافی کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تم سے ٹوٹ کر پیار کرتا ہوں ہاں اور ہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اپنے اور تمہارے درمیان تمہاری ماں کو بھی برداشت نہیں کر سکتا محبت کے معاملے میں، میں بہت حاسد ہوں۔ ایگریسو ہوں۔ پوزیسو ہوں، جیلس ہوں جو شے بھی تمہارے اور میرے بیچ میں آئے گی میں اسے فنا کر ڈالوں گا جلا ڈالوں گا اس نے آئینہ کے بال پکڑ کے اسے اپنے قریب کیا۔ آئینہ کو وسکی کی بو کے ساتھ مرغ روسٹ کی بو بھی آئی اس کے ہاتھوں کے پوروں پر ابھی تک مرغ کا مصالحہ لگا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی تھوڑا تھوڑا سالن لگا ہوا تھا۔ اس نے اٹھ کر ہاتھ دھونے کی یا کلی کرنے کی زحمت نہیں کی تھی، اس کی آنکھیں چڑھتی جا رہی تھیں اس کی سانس بہکتی جا رہی تھی اور وہ پوری طاقت سے آئینہ کو اپنے قریب گھسیٹ رہا تھا -----

----- صبح آئینہ کی آنکھ جلدی کھل گئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی ______ غافل سونے کے لئے اوپر والی سیٹ پر چلا گیا تھا، اس کے خراٹے گاڑی کے شور میں بھی سنائی دے رہے تھے آئینہ نے لکڑی کی کھڑکی ذرا سی کھسکائی تو دیکھا ______ افق کے اس پار صبح طلوع ہو رہی تھی ______ اوپر اودا آسمان تھا۔ زمین اور آسمان کے بیچ صبح اپنی جگہ بنا رہی تھی، رات کی چادر کو چیر کر وہ دھیرے دھیرے باہر نکل رہی تھی صبح کو طلوع ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا ______ رات کی چادر نے اسے رستہ دے دیا ایک دم ہر شے صاف اور اجلی نظر آنے لگی، پرندے اپنے آشیانوں سے باہر نکل آئے ______ اور صبح کے استقبال میں نغمے گانے لگے ______ گاڑی کے اندر آواز تو نہیں آئی تھی وہ اندازے سے ان کی آوازیں سننے لگی راستے میں جنگل بھی آ رہے تھے اور کھیت کھلیان بھی ______ کھیتوں میں کسان جاگ رہے تھے ______ صبح کے آتے ہی ہر ایک کو جاگنے کا ______ اٹھ کھڑے ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ صبح کا منظر اسے ہمیشہ اچھا لگتا تھا ______ ---- مگر پتہ نہیں کیا ہوا ______ کہ اس کی زندگی پر زرد شام چھا گئی ----- شاید اب کبھی صبح نہ ہو۔ اس نے درست سوچا ---- گزری ہوئی رات کا اک اک الم اس کے قریب آ گیا ---- اس کا رواں رواں دکھنے لگا۔

ایسی صبحوں اور ایسی راتوں کے بارے میں تو اس نے کبھی سوچا ہی نہ تھا۔

جس ہوٹل میں غافل صاحب اسے لے آئے تھے وہ فائیو سٹار ہوٹل ہرگز نہ تھا۔ کراچی شہر کی
ے دور اور اسٹیشن سے قریب تھا کمروں کے اندر رسیلن کی بو سی تھی، آئینہ نے کمرے میں آتے
ادھر دیکھا اور بولی۔

اس ہوٹل میں کیوں آئے ہیں آپ ______ یہ تو رہنے کے قابل نہیں ہے۔

کچھ دن یہیں قیام کرنا ہوگا، غافل صاحب نے کہا کاروباری نکتہ نگاہ سے میں نے اس ہوٹل کا
کیا ہے سارا دن لوگ مجھے ملنے آئیں گے اگر بڑے ہوٹل میں چلے جائیں تو وہ حیثیت کا اندازہ کر
ال ادھیڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر اس کمرے کے ساتھ ایک سٹنگ روم کی سہولت ہے۔

مگر آپ تو یہاں ہنی مون منانے آئے ہیں ______

ڈارلنگ بال کی کھال نہ اتارا کرو ------ اگر ایک پنتھ دو کاج ہو جائیں تو کیا برا ہے۔ یہاں
ت سے سکرپٹ رائیٹر ملنے آئیں گے کچھ پروڈیوسر بھی آئیں گے ان کے توسط سے مجھے کراچی
ی سے ٹائم خریدنا ہوگا اور پھر تمہیں پتہ ہے ہنی مون کے لئے تو رات ہی کافی ہوتی ہے۔ انہوں نے
نکھ بند کر کے کہا۔

آئینہ کو ان کا یہ انداز بڑا برا اور بڑا عامیانہ لگا۔ پھر بھی بولی۔

میں نے تو ہمیشہ یہ سنا تھا کاروبار کے لئے بڑے ہوٹلوں اور بڑی جگہوں کا انتخاب کرنا چاہیے مالی
کی برتری پر بہتر کاروباری تعلقات کا مدار ہوتا ہے۔

ں اب تم کاروبار کی پیچیدگیوں پر بات نہ کرو اتنی عقل تم میں نہیں اور نہ آئندہ مجھے مشورے دینے
کی کرنا، مشورہ میں کسی کا پسند نہیں کرتا۔

آئینہ کا منہ کا ذائقہ حلق تک کڑوا ہو گیا۔ اس کو ایسے ہی جواب کی توقع تھی، ادھر ادھر دیکھ کر بولی۔

یہ کمرہ کب سے بند پڑا ہوا تھا صاف بھی نہیں ہے ______

میں نیچے جا کر کسی کو بھیجتا ہوں، غافل صاحب بولے تم اپنی مرضی سے صفائی کروالو۔ میں تھوڑی
دیر کے لئے اپنے ایک دوست سے ملنے جا رہا ہوں یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے۔

آئینہ نے غسل خانے کا دروازہ کھول کر دیکھا وہ بھی تھرڈ کلاس تھا ایک سٹنگ روم تھا بغل میں مگر
اس کا علیحدہ دروازہ نہ تھا، دو کرسیاں اور میز پڑا تھا۔ دراز ے پر تھاپ ہوئی اس نے کھولا ایک بیرا تھا اور
ایک صفائی کرنے والا آئینہ نے صفائی والے کو پہلے غسل خانے میں بھیج دیا اور بیرے سے کہا وہ صاف تو
لیے بستر کی چادریں اور تکیے کے غلاف لے آئے۔

دو گھنٹے میں سارے کمرے صاف ہوئے۔ اس نے بیرے کو پیسے دے کر ائیر فریشنر کی بوتل
منگوائی، سارے میں اس کا چھڑکاؤ کیا______ جب ذرا ماحول ڈھنگ کا ہوا تو اس پر تھکاوٹ
غالب آ گئی اپنا سامان الماریوں میں جما کے اس نے سوچا، ماما کو فون کر دے فون گھمایا تو حیران رہ گئی۔
کہیں نہیں لگ رہا تھا وہاں صرف آپریٹر کا نمبر درج تھا، اس نے آپریٹر سے ملا کر پوچھا کہ شہر سے باہر
فون کیسے کرتے ہیں______

آپریٹر نے بتایا کمرے میں لگے ٹیلی فونوں سے شہر کے اندر یا شہر سے باہر فون نہیں ملائے جا
سکتے۔ یہ صرف ان کمنگ کالز کے لئے ہیں۔ شہر کے اندر یا ٹرنک کالز کیلئے ہم ملا کر دیتے ہیں۔ آئینہ
نے کہا اچھا پھر لاہور کے لیے ایک کال بک کر دیجئے، آپریٹر بولا______

سوری میڈم، ابھی آپ کے ہزبینڈ مجھے کہہ گئے ہیں کہ میں ان کے کمرے کے لئے کوئی کال نہ ملا
کر دوں______

آئینہ نے زور سے فون پٹخ دیا۔۔۔۔۔ اس کمینگی کی توقع غافل صاحب سے رکھی جا سکتی تھی
جلنے کڑھنے سے کچھ ہونے والا نہیں تھا۔ اس نے نہا دھو کر کپڑے بدلے، بستر پر دراز ہوئی تو بھوک
ستایا صبح ٹرے میں صرف خالی چائے ہی تھی۔ پہلے اس کا دل چاہا ہوٹل سے کھانا منگوا لے، پھر اس نے
سوچا اگر اس نے کھانے کے لئے بھی منع کر دیا ہوا، تو کیسی شرمندگی ہوگی ہوٹل والے یہی سوچیں گے کہیں
سے لڑکی بھگا لایا ہے۔ اور اب اسے قید تنہائی میں رکھ چھوڑا ہے سوچتے سوچتے وہ سو گئی ذہن اور جسم
دونوں تھکے ہوئے تھے، نیند اس وقت کھلی جب کوئی دروازہ دھڑ دھڑا رہا تھا۔ بڑا بڑا کر اٹھ بیٹھی پہلے تو نیم
وا آنکھوں سے کمرے کو دیکھتی رہی______ اور یاد کرتی رہی کہ وہ کہاں ہے______
جب زور زور سے دروازہ پیٹنے کی آواز آئی تو اسے ہوش آ گیا جلدی سے اٹھ بیٹھی اور دروازہ کھول

غافل صاحب غصے بھرے کھڑے تھے وہ اس طرح داخل ہوئے کہ وہ گرتے گرتے بچی صاف
کمرہ دیکھا تو غصہ دبا لیا۔

ایم کھا کے سوئی ہو______؟ انہوں نے بس اتنا کہا اس کی سوئی ہوئی صورت دیکھ کر
ش ہو گئے۔

وہ غسل خانے میں گئی منہ دھو کر آ گئی غافل صاحب کے ہاتھ میں بہت سے لفافے پکڑے ہوئے
ور لفافوں سے مچھلی کی اشتہا انگیز خوشبو نکل رہی تھی۔ اس نے للچائی ہوئی نظروں سے لفافوں کو دیکھا تو
لے______

میں تمہارے لئے کھانا لایا ہوں، مجھے دیر ہو گئی تھی سوچا اتنی عقل تو تم میں ہوگی نہیں کہ ہوٹل سے
نا منگوا کر کھا لو______ دیکھو چار بج رہے ہیں۔

وہ ٹیلی فون والی بات بتانا چاہتی تھی مگر اس وقت صرف کھانے کو دل چاہ رہا تھا اور اگر صورت حال
ا والی بن جاتی______ تو پھر کھانا نہیں کھا سکتی تھی۔ اس لئے اس نے صرف اتنا کہا۔

آپ نے کھانا کھا لیا______؟

وہ بولے نہیں______ تمہارے بغیر کیسے کھا سکتا تھا۔ آئینہ نے اٹھ کر لفافے پکڑے۔
سارا کھانا کھول کر میز پر سجا دیا______ اور دونوں کھانے لگے آئینہ کو چپ دیکھ کر وہ خود ہی
لے میں نے ایک اور کام بھی کر دیا ہے______

اس نے آنکھیں اٹھائیں اپنے دوست کے دفتر سے تمہاری ماں کو فون کر کے ہوٹل کا نمبر اور کمرہ
بتا دیا ہے۔ اور تمہاری خیریت کی اطلاع بھی دے دی ہے یہ ہوٹل والے ٹرنک کالز کا بہت چارج
تے ہیں______ کھاتے کھاتے بولا______ وہ تمہیں شام کو فون کر لیں گی وہ کچھ
نہ بولی______ یہی غنیمت تھا کہ اس نے ماما کو فون کر کے سب بتا دیا تھا۔ یہی تو وہ سوچ رہی
تھی کہ ماما کو کیسے اطلاع دے گی۔

اگلے دن زندگی کا ایک پابند سلاسل سلسلہ شروع ہو گیا، سارا دن غافل صاحب کے دوست آئے
تھے۔ وہ سب سائیڈ روم میں بیٹھے گپیں ہانکتے______ سگریٹ پیتے______ چائے پیتے
تھے______ بیرا بار بار چائے لے کر آتا رہتا، بیڈ روم کے صوفے اٹھا کر بھی انہوں نے سائیڈ

روم میں رکھوا لیئے تھے۔ پھر کوئی ساتھی رات کو بھی آ جاتا اور دیر تک شراب کا دور چلتا وہ یہ سب دیکھتی اور جلتی کڑھتی ______ کبھی بیٹھتی ______ کبھی لیٹتی ______ جو کچھ اسے مل جاتا وہ کھا لیتی۔ نیند آتی تو سو جاتی ______ رات کے کسی پہر جب غافل صاحب آ کر اس کی نیند میں خلل ڈالتے تو وہ آنکھ کھول کر گھڑی دیکھ لیتی ______

سب سے زیادہ غصہ اسے اس بات پر آتا تھا کہ ان کا ہر دوست اور واقف بیڈ روم سے گزر کر سائیڈ روم میں جاتا۔ وہ ذرا بھی خیال نہیں کرتے تھے کہ اس وقت وہ سو رہی ہے ______ بیٹھی ہے ______ یا پڑھ رہی ہے ______ اور تو اور وہ لوگ بار بار غسل خانے میں جاتے اور ادھر سے ہو کر ہی جاتے۔ دو ایک بار آئینہ نے شکوہ کیا تو وہ تلخی سے بولے ------ تم کون سی ایسی پردہ نشین ہو سفر میں یہ مجبوریاں ہوتی ہیں اسے خیال تھا کہ وہ زیادہ تقاضا کرے گی تو اور بھی تلخ باتیں سنے گی چادر اوڑھ کے بستر پر پڑی رہتی انگریزی کے ناول پڑھتی رہتی۔

دوسرے روز غافل صاحب اس کے پاس آئے اور بولے ______

آئینہ تمہارے پاس بیس ہزار روپے ہیں؟ ______

بیس ہزار روپے ______ ؟ اس نے سر اٹھایا کیا کرنے ہیں؟

یہ بتاؤ ہیں کہ نہیں ______ جرح کر کے یا اسٹامپ لکھوا کے دینے کی بات نہ کرو، وہ تلخی سے بولے ______ ضرورت میں ہی کوئی مانگتا ہے میرا اکاؤنٹ سارا لاہور میں ہے۔ چیک تو دے سکتا ہوں مگر کسی دوست کو نقد ادائیگی کرنی ہے ______

دیکھتی ہوں، آئینہ مری ہوئی آواز میں بولی ______ آتے وقت ماما نے کچھ پیسے میرے پرس میں رکھ دیئے تھے پتہ نہیں کتنے ہیں۔

ہاں ہاں جلدی دیکھو ______ تمہاری ماں زیرک عورت ہے اس کو پتہ ہے سفر میں پیسوں کی اچانک ضرورت پڑ سکتی ہے۔

آئینہ نے الماری میں سے اپنا پرس نکالا ایک بوجھل لفافہ نکالا ______ اور گننے لگی واقعی وہ بیس ہزار روپے تھے ______ حیران ہو گئی کہ ماما نے اتنی رقم لفافے میں رکھ دی ______

بیس ہزار ہیں وہ آہستہ سے بولی ______

ٹھیک ہی تو ہیں غافل صاحب نے پیسے اس کے ہاتھ سے جھپٹ لئے لاہور پہنچتے ہی دے دوں گا

نکل گئے۔

پتہ نہیں کیوں آئینہ کو یہ پیسے دینے کا بہت افسوس ہو رہا تھا۔ ماما نے یقیناً کسی ایمرجنسی کا خیال کر کے دیئے ہوں گے ______ مگر وہ ظالم پیسے لے کر نکل گیا ______ اگر اسے ضرورت پڑی تو وہ کیا کرے گی۔ اس نے اپنا سارا پرس کھول ڈالا ابھی تک اس میں کچھ رنگین لفافے پڑے تھے شادی کے دن کچھ عزیزوں نے اسے سلامیاں دی تھیں۔ لفافے کھولنے کا اسے ہوش ہی نہیں آیا تھا۔ سب سارے لفافے کھولے کسی میں ایک ہزار کسی میں پانچ سو تھے۔ سارے پیسے اکٹھے کر کے گنے تو تقریباً پانچ ہزار بن گئے پانچ چھ سو ویسے ہی روزمرہ کے بچے ہوئے تھے اس نے سارے روپے اکٹھے کیئے اور اپنے سوٹ کیس کی تہہ میں چھپا دیئے کہ کہیں غافل نہ چھین کر لے جائے ______

اس کا دل چاہا کوریڈور میں نکل کر دیکھے وہ کہاں چلا گیا۔ یہ دو منزلہ ہوٹل تھا نیچے کی منزل میں بھی کمرے تھے ______ اور اوپر والی منزل میں کمروں کے آگے ایک کوریڈور بنی ہوئی تھی جس میں کھڑے ہو کر نیچے کی لابی کا نظارہ ہو سکتا تھا۔ الماری بند کر کے آئینہ کوریڈور میں آ گئی ______ اس کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ غافل صاحب سامنے ہوٹل کے کاؤنٹر پر کھڑے تھے۔ کیشئر کو روپے گن کر دے رہے تھے اور کاغذات پر دستخط کر رہے تھے ______ آئینہ کی سمجھ میں آ گیا کہ انہوں نے ہوٹل کا آٹھ دن کا بل ادا کیا ہے کیونکہ یہ ہوٹل والے پیشگی ادائیگیاں لیتے ہیں ______ اس نے ناحق سارے پیسے دے دیئے ______ مگر وہ کیا کرتی اسے تو شوہر نے ایک شاطر آدمی کے اشاروں کا غلام بنا دیا تھا۔ وہ اتنی مجبور ہو گئی تھی کہ اپنی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکتی تھی ______

ماما کو اس نے کہہ دیا تھا کہ دوسرے تیسرے دن فون کر لیا کریں ______ اس سے زیادہ وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی ------ کیونکہ جب بھی فون آتا، غافل صاحب اٹھ کر اس کے قریب آ بیٹھتے۔

ماما پوچھتیں ______

آئینہ تم ٹھیک ہو۔

جی ماما ______ وہ کہتی،

تمہاری صحت ٹھیک ہے۔

جی ماما ______

انجوائے کررہی ہو______

جی ماما______

آخر میں وہ کہتی______

ماما آپ ٹھیک ہیں۔سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے نا؟

الحمدللہ______کہہ کر ماما فون بند کردیتیں۔

انہیں یہاں آئے تیسرا دن تھا، آئینہ نے کہا______.

مجھے ضرورت کی کچھ چیزیں خریدنا ہیں۔

تو میری شہزادی شاپنگ کرنا چاہتی ہے، وہ بے ہودگی سے ہنسا۔

نہیں وہ بولی______ٹوتھ پیسٹ اور شیمپو وغیرہ نہیں ہے______

ساتھ کیوں نہیں لائیں۔

فائیوسٹار ہوٹلوں میں یہ چیزیں مل جاتی ہیں، مجھے کیا پتہ تھا کہ اس ہوٹل میں ٹھہریں گے۔

اچھا______وہ ڈھٹائی سے بولے اب فائیوسٹار ہوٹل کا طعنہ میں کب تک سنتا رہوں گا

آپ میرے ساتھ چلیں اور مجھے چیزیں دلوادیں______

میں نہیں جاسکتا______وہ بولے ابھی کچھ کاروباری ملنے آئیں گے تم نیچے جاؤ اور خر

لاؤ______

ہوٹل میں کوئی شاپ ہے______اس نے پوچھا۔

ہاں ہے______نیچے اتر کے، سیدھے ہاتھ کی نکڑ پر چلی جانا، وہاں ایک سٹور ہے؛

کھڑی ہوکر کپڑے درست کرنے لگی، بال سمیٹنے لگی______

کچھ پیسے دیجئے______اس نے دانستہ پیسے مانگے۔

کیوں تمہاری ماں نے اور نہیں دیئے تھے______اچھا خیر______لے لو کیا یاد کرو گی

کہ کسی حاتم طائی سے پالا پڑا ہے، غافل صاحب نے پانچ سو کا نوٹ نکال کے اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

اس نے پرس میں ڈالا اور باہر نکل آئی______

بہت کم عمری میں وہ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے بازاروں میں شاپنگ کر چکی تھی مگر ان چند
دنوں میں اسے سمجھ آ گئی تھی______کہ اس شخص کے سامنے اپنے آپ کو کم تر بنا کے پیش کرنا

نیچے اتری______اسے اسٹور مل گیا، اس نے حسب منشاء اپنی چیزیں خریدیں واپس آئی
ہال میں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں ایک لڑکی اسے دیکھ کر چلا اٹھی______ارے یہ دیکھو
جمال۔

آئینہ جمال، آئینہ جمال وہاں شور سا مچ گیا، سب عورتیں اور لڑکیاں اٹھ کر اس کے گرد جمع
۔

ہائے اللہ آپ دیکھنے میں بھی واقعی بڑی خوبصورت ہیں______

اللہ اپنے بال تو دکھایئے______

ہم آپ کا سیریل بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔

کمال کا کام کیا ہے آپ نے______

اف آپ کی ایکٹنگ______

چاروں طرف طرح طرح کی باتیں ہونے لگیں______یہ باتیں سن کر ایک لمحے کے
واپنے آپ میں واپس آئی۔ مسکرائی______اور اسے اپنے زندہ ہونے کا احساس ہوا۔

پلیز آپ مجھے آٹوگراف دیں گی______لڑکیاں اس کے سر ہوگئیں______

آیئے نا ہمارے پاس بیٹھیں ہماری امی آپ سے ملنا چاہتی ہیں، ایک لڑکی اسے بازو سے پکڑ کر
لے گئی جہاں بزرگ عورتیں بیٹھی تھیں۔

وہ وہاں بیٹھ کے ان کے سوالوں کے جواب دینے لگی______پانچ منٹ ہوئے ہوں
ے وہاں بیٹھے ہوئے کہ اسے محسوس ہوا دو آنکھیں اسے مسلسل گھور رہی ہیں۔اس نے سامنے دیکھا
قدم پر کھڑے ہوئے غافل صاحب منہ میں پائپ پکڑے اسے گھور رہے تھے______وہ
ہم گھبرا گئی______نروس ہوگئی______اور کھڑی ہوگئی، پلیز مجھے اب جانے

لڑکیاں بھی کھڑی ہوگئیں------نہیں نہیں ابھی ہم نے تصویر اتروانا ہے------پلیز ذرا رکیئے
سے اس کو اٹھتا دیکھ کر غافل صاحب مسکراتے ہوئے قریب------آتے گئے------

آئینہ ان کی طرف دیکھنے لگی، وہ آتے ہوئے عجیب لگ رہے تھے، انہوں نے بڑے بد وضع اور

ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے ہوئے تھے سر پر خشک بالوں کا گچھا تھا ______ اور جا بجا سفید با
تھے جو اسے پہلے کبھی نظر نہ آئے تھے ______ وہ دل ہی دل میں حیران ہوئی کہ اس نے انہیں
پسند کیسے کرلیا ______؟

لڑکیوں کے دائرے میں سے اس نے قدم باہر نکالا اور غافل صاحب کے پاس پہنچ گئی، معذرت
خواہانہ لہجے میں بولی ______

ان لڑکیوں نے مجھے پہچان لیا تھا اور پکڑ کر بٹھا لیا ______

وہ بولا کوئی بات نہیں ______ تمہاری فین جو ہیں ______

ہاں ہاں ہم سب ان کی فین ہیں ۔۔۔۔ لڑکیوں نے بلند آواز سے کہا۔

تو تم ان کی صرف فین ہو ______ غافل صاحب نے پائپ کا کش لے کر مسکرا
ہوئے کہا ______

مگر میں کون ہوں، یہ تم نہیں جانتیں ______؟ یہ کہہ کر انہوں نے آئینہ کی طرف دیکھا
آئینہ نے سر جھکا لیا اور پاؤں کے انگوٹھے کو جنبش دینے لگی۔

آپ بھی ان کے فین ہیں سر ______ ایک لڑکی نے آگے ہو کر پوچھا ______

میں ان کا شوہر ہوں ______!

شوہر ______؟ لڑکیاں ایک دم چلائیں اللہ آپ ان کے شوہر ہیں ہم تو سمجھ رہے تھے یہ
ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں اور آپ ان کے گارڈین ہیں۔

ہائے آپ کتنے خوش نصیب ہیں دنیا کی سب سے خوبصورت عورت آپ کی بیوی ہے۔
ایک لڑکی بولی۔

دوسری بولی آپ تو ان کا جوڑ ہی نہیں ہیں۔

تیسری بولی ماں باپ نے زبردستی شادی کر دی ہوگی۔

چوتھی بولی ______ آپ ضرور ان سے جیلس ہوتے ہوں گے ______

چپ کرو لڑکیو: لڑکیوں کی ماں نے ڈانٹا بولتی ہی چلی جا رہی ہو۔۔۔۔۔

میں اب چلتی ہوں ______ کہہ کر آئینہ سیڑھیاں چڑھنے لگی اس نے دیکھا کہ غافل
صاحب اس کے پیچھے نہیں آرہے تھے، اوپر جا کر اس نے کوریڈور سے نیچے جھانک کر دیکھا وہ لڑکیوں

ں گروپ میں کھڑے اپنی علمیت جھاڑ رہے تھے اور لڑکیاں محویت سے ان کی باتیں سن رہی تھیں
آتے ہی غسل خانے میں چلی گئی، شام تک وہ منتظر رہی کہ اس واقعے کا زہر اگلا جائے، مگر اس روز
ہوا ______

اگلے روز انہوں نے خود ہی بات چھیڑ دی، بولے۔

تم نے لڑکیوں سے میرا تعارف کرانا کسر شان سمجھا۔

نہیں تو مجھے اس کا موقع ہی نہ ملا۔

دراصل تم میرا حلیہ دیکھ کر اس کا جائزہ لے رہی تھیں کہ اس بے ڈھنگے شخص کا تعارف کراؤں یا نہیں
ہ جی جان سے لرز گئی)

مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں اپنی صورت تو بدلوا نہیں سکتا (وہ چپ رہی۔۔۔۔۔)

بعد میں معلوم ہے کیا ہوا ______؟

کیا ہوا کہ اس نے پوچھا ______ سب لڑکیاں کہہ رہی تھیں، ہم آپ کے سیریل میں
ریں گی، بلکہ ایک دو نے مجھے اپنے پتے بھی دے دیئے۔

اچھی بات ہے کہہ کر آئینہ اپنی کتاب پڑھنے لگی اسے معلوم تھا اس شخص سے بحث نہیں کرنی، بحث
کر کے وہ آخر میں اپنے دل کا زہر نکالنے کا عادی تھا۔

اگلے دن وہ بولی ______

میں اندر بیٹھے بیٹھے ادب گئی ہوں، میں واپس چلی جاؤں۔؟

انہوں نے گھور کر اس کا چہرہ دیکھا جو بہت اترا ہوا تھا پھر بھی بولے۔

میں ہر دم تمہارے پاس ہوتا ہوں، پھر بھی تم ادب گئی ہو؟ ______ کہیں مجھ سے تو نہیں
ئیں، انہوں نے طنزیہ کہا۔

یونہی کہہ دیا تھا کہ یہ قید کب ختم ہوگی؟ وہ آنکھوں میں آنسو بھر کے بولی۔

ٹھیک ہے شام کو سمندر کی سیر کریں گے۔

شام کو وہ جلدی گھر آ گئے، اور ٹیکسی لے کر سمندر کے کنارے روانہ ہوئے اسے ٹیکسی میں بیٹھنا
ُرا لگتا تھا خصوصاً اتنی کھٹارا سی ٹیکسی میں ______ مگر کچھ کہنے کی مجال نہیں تھی۔

وہ سمندر کے کنارے پہنچ گئے ہمیشہ کی طرح آئینہ جوتے اتار کر سمندر کے پانی میں چلی گئی پانی

کی لہر جب آ کر گزر گئی تو اس کے اندر ایک دم پرانا زمانہ جاگا۔۔۔۔۔۔ پرانا زمانہ جسے اس نے تھپک تھپک کر سلا دیا تھا۔۔۔۔۔ تب بھی ایسے ہوتا تھا۔ جب بھی سمندر کا جھاگ جھاگ پانی اس کے پاؤں سے ٹکراتا نرم نرم گدی گدی اس کی روح میں اتر جاتی، پانی کا لمس ماں کا لمس یاد دلاتا محبوب کا لمس یاد دلاتا جانے جانے کیا کیا یاد دلاتے گزرا وہ پانی میں سے نکل آئی خشکی کی طرف چلی وہ پیچھے آ گئے بولے کچھ کھاؤ گی ________

اب وہ ان کی محتاج تھی۔ ان سے پوچھے بنا کچھ کھا بھی نہیں سکتی تھی ابھی وہ کوئی جواب نہ دے پائی تھی کہ آئس کریم کی ریڑھی والا اس کے قریب آ کر رک گیا۔ اور اس کے پیچھے سے ہی ایک آدمی چلاتا ہوا غافل صاحب کی طرف دوڑا ________

ارے میرے یار: ارے میرے یار: تو کہاں کھو گیا تھا پچھلے دنوں تیری بہت ضرورت تھی وہ دونوں ملے ______ اس نے آئینہ کی طرف دیکھ کر۔۔۔۔۔۔ غافل صاحب کو آنکھ ماری اور بولا۔

کون ہے یہ ________؟

غافل صاحب کھسیا گئے، مگر پائپ کا کش لے کر بولے شی از مائی وائف ________

وہ آدمی بے ہودہ انداز میں ہنسا ہر لڑکی سے تم یہی کہہ کر تعارف کراتے ہو۔

پھر آنکھ مار کر بولا ______ یاروں سے نہ چھپاؤ ______ بتاؤ کتنے دنوں کے لئے لائے ہو؟

غافل صاحب نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا منہ دوسری طرف گھما دیا، اور آہستہ آہستہ اسے کچھ بتانے لگے، وہ آدمی پہلے تو سر ہلا ہلا کر ہنستا رہا پھر سنجیدہ ہو گیا ______ اور اسی بے ہودہ انداز میں بولا قسمت کے دھنی ہو یار۔ ہم نے تو سوچا تھا تم چھوڑ دو گے تو ہم آ کر سنبھال لیں گے۔

بظاہر تو آئینہ آئس کریم خریدنے لگ گئی، مگر کان ان کی طرف لگائے رکھے تاکہ وہ بے تکلفی سے باتیں کرتے رہیں۔

پھر بولا اس کو دھوکا نہ دینا یار اگر واقعی شادی کر لی ہے۔ تو اب نبھانا۔ یہ شکل سے بڑے بھلے گھر کی لگتی ہے بڑی خاندانی لڑکی لگتی ہے۔

آئینہ ان کی گفتگو سننے کی خاطر خواہ مخواہ ریڑھی والے کو روکے کھڑی رہی۔

وہ دونوں پھر اس کے قریب آئے غافل صاحب نے تعارف کرایا۔

یہ میرا بچپن کا دوست ہے قدیر ________ ہم سکول میں اکٹھے پڑھتے تھے اس لئے جو منہ میں آئے کہہ دیتا ہے۔

بھابی جی سلام اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا بھابی جی میں آپ کو ایک بات بتا دوں اس کو کس کر رکھئے گا ڈھیلا نہ چھوڑیئے گا۔ اس کا مزاج نہیں ڈھیلا چھوڑنے والا ________

آئینہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ جتنے فقرے سن چکی تھی اس سے زیادہ ان کا مفہوم سمجھ چکی تھی اس کے وجود کے اندر ابھی ایک دیوار بچ گئی تھی جو کبھی کبھی اسے آس دلاتی تھی آج وہ دیوار بھی ریزہ ریزہ ہو کر گرنے لگی تھی۔

دو دن تک وہ گم صم رہی رفتہ رفتہ غافل صاحب کا پورا کردار اس پر کھل رہا تھا۔

وہ کوئی نئی بحث چھیڑ کر ساری کھڑکیاں بند نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس شام وہ سو رہی تھی کتاب پڑھتے پڑھتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

غافل صاحب کوئی چیز کمرے میں لینے آئے تھے اس کو سوتا پا کر الٹے پاؤں چلے گئے۔۔۔۔۔

ان لوگوں نے کسی بات پر بے ہنگم قہقہہ لگایا تو آئینہ کی آنکھ کھل گئی ________ اٹھ کر غسل خانے کی طرف جا رہی تھی کہ۔۔۔۔۔۔ ایک آواز نے اس کے پاؤں پکڑ لئے۔ گو کہ درمیان میں پردہ لگ رہا تھا مگر وہ ان کی آوازیں سن رہی تھی ________

غافل صاحب کہہ رہے تھے یار تم ایک کنٹریکٹ تو بنا کے لاؤ تاکہ میں اس عورت سے دستخط کروا لوں۔

دوسرے آدمی نے پتہ نہیں کیا کہا ________

غافل صاحب بولے ________

ایک ہفتہ ہو گیا ہے مجھے یہاں آئے ہوئے اور ابھی تمہارا اسکرپٹ مکمل نہیں ہوا۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں میرا خیال تھا اگر تم کنٹریکٹ بنا کے آتے تو یہیں سے ہم اٹلی روانہ ہو جاتے، باقی کام پھر ہوتے رہتے۔ باقی لوگ بھی بعد میں آ جاتے۔ میں کنٹریکٹ پہ سائن کئے بغیر اس عورت کو واپس لاہور نہیں لے جانا چاہتا اگر اس عرصے میں مستعان آ گیا تو وہ ضرور اسے دوبارہ اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرے گا۔

دوسرا آدمی بولا کل رات ان کے ڈرامے کی آخری قسط دکھائی گئی ہے اس نے اتنا بھرپور تاثر

چھوڑا ہے کہ پورے شہر میں ان کی مانگ ہے، فنانسر نے فوراً مجھے فون کیا۔

تو میں کہہ رہا ہوں بڑے سست ہو تم __________

میں نے تو فنانسر سے کہہ دیا ہے کہ لڑکی کو ہم نے آمادہ کرلیا ہے پچاس ہزار روپے تو اسی سلسلے میں لایا تھا وہ بہت خوش ہے۔

بلکہ میں تو کہہ رہا ہوں تم الگ الگ تین سیریلز کے کنٹریکٹ بنا کے لے آؤ تینوں پر دستخط کرالوں گا، تا کہ یہ عورت کسی اور طرف دیکھ ہی نہ سکے وہ پھر کچھ بولا جو آئینہ نے نہیں سنا __________

غافل صاحب بولے یار ضروری نہیں کہ تم نے یہ سیریلز لکھے ہوں بس فرضی ناموں سے بنالاؤ اچھا تم سب کچھ بنالاؤ فرضی نام میں خود لکھ لوں گا، مگر دیر نہ کرو یہ کام جتنی جلدی ہو جائے بہتر ہے یہ بڑی ضدی عورت ہے۔

دوسرا بولا __________

غافل صاحب آپ اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے آپ کی بیوی نہیں کوئی اور عورت ہے۔

اب ان باتوں کو دیکھیں گے تو کاروبار کیسے کریں گے؟ میرا تو اصول یہ ہے کہ بیوی کو پاؤں کی جوتی بنا کے رکھنا چاہیے خاص طور پر خوبصورت بیوی کو __________ ورنہ وہ آپ کو پاؤں کا سلیپر بنا لیتی ہے۔۔۔۔۔

اچھا اب مجھے اجازت دو __________ میں تمہارے فلسفے سمجھنے سے قاصر ہوں _____ وہ آدمی بولا __________

بس تم اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔۔۔

آئینہ نے اتنا ہی سنا اور چپکے سے غسل خانے چلی گئی۔

چلو میں نیچے تک تمہیں چھوڑ آؤں __________ یہ کہہ کر غافل صاحب بھی کھڑے ہو گئے بیڈ روم میں آئے تو پہلے جھانکا آئینہ بستر میں نہیں تھی انہیں یقین ہو گیا کہ اس نے یہ باتیں نہیں سنی ہوں گی وہ نیچے اتر گئے۔

آئینہ غسل خانے سے باہر نکل کر پریشان سی بستر پر بیٹھ گئی۔

تو یہ ارادے ہیں حضرت کے تین تین ڈراموں پر دستخط کرا کے اسے قید کرنا چاہتے ہیں وہ دل میں سوچنے لگی کہ اس کنٹریکٹ سے کیسے بچا جائے __________؟

اتنے میں ماما کا فون آ گیا جیسے کسی نے اس کی غیب سے مدد کردی، اس وقت وہ ماما سے بات کرنا چاہتی تھی __________

ماما __________ اس نے ایسے لہجے میں کہا کہ ماما بولی۔

کیا پریشانی ہے بیٹا __________؟

بولی __________ ماما آپ سے ضروری بات کرنا ہے مگر اس وقت نہیں کرسکتی _____ وہ یہیں کہیں ہے۔ میں دوبارہ فون کرلوں گی چندا! __________

ماما اس کے آنے جانے کا کوئی وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔ ماما!۔۔۔۔۔۔ میں آپ کے پاس آنا چاہتی ہوں، ماما میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں وہ رو پڑی __________

سنو، آئینہ __________ میری بچی __________ میری جان: ایک بات تو یہ ہے کہ جب میں فون کروں اور غافل تمہارے آس پاس ہو تو پہلا فقرہ کہا کرو __________

"سب خیریت ہے ماما __________" میں سمجھ جایا کروں گی کہ تم بات نہیں کرسکتیں۔

اور دوسری بات یہ کہ میں جو بھی بات کروں، تم صرف ہاں۔۔۔۔ ہاں کرتی جایا کرو، میری ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا، صرف میری سن لیا کرو۔

ٹھیک ہے ماما۔۔۔

تو سنو آئینہ، ماں بیٹی کا عجیب رشتہ ہوتا ہے۔ ماں تو ہمیشہ اپنی بیٹی کے چہرے سے اس کے دلی حالات کا اندازہ لگا لیتی ہے __________ جب بیٹی پر مشکل وقت گزر رہا ہو اور بیٹی نظروں سے اوجھل ہو تو بیٹی کی آواز سے معاملات کا اندازہ کرتی ہے اس کی سانسوں میں سے سب تلخیاں سونگھ لیتی ہے جب سے تم کراچی آئی ہو اور میں تمہیں فون کر رہی ہوں ہر روز تمہاری آواز کا لوچ ایک قطرہ ٹوٹا ہوا محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ ہر روز اس کی لہروں میں پہلے سے زیادہ مایوسی ہوتی ہے ہر روز تمہاری سانس کی رفتار مجھے بتاتی ہے کہ تم جہنم کا عذاب سہہ رہی ہو آئینہ بے اختیار رونے لگی __________

رونے کی ضرورت نہیں چندا میری بات غور سے سنو۔

انسان خطا کا پتلا ہے، غلطی کا مرتکب ہو سکتا ہے مگر ساری زندگی اپنی غلطی کو نبھانے میں خرچ نہیں کرنی چاہیے اپنے فیصلے کے ساتھ لٹک جانا ایک طویل خودکشی کے مترادف ہے خودکشی ایک ایسا فعل ہے جسے فوراً فوراً بلکہ ایک جھٹکے میں ہو جانا چاہیے ارادہ کیا اور ہو گئی خودکشی کو طول دینے سے دنیا میں ہی عذاب

قبر شروع ہو جاتا ہے، بیٹا قبر کے عذاب جیسی زندگی کبھی ختم نہیں ہوتی اگر آدمی نے کبھی کسی خاص وجہ سے غلط فیصلہ کر لیا ہو تو ساری زندگی اس کی تائید کرنے میں قربان نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنی غلطی اپنے ذہن سے منوا کر دوسرا فیصلہ کرنا چاہیے آئینہ روتی رہی۔

چندا تم میری بات سمجھ رہی ہو نا؟

اس نے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔جی ماما۔۔۔۔۔

روؤ نہیں اللہ تمہاری مدد کرے گا اللہ تمہیں فیصلہ کرنے کا حوصلہ عطا کرے گا اب فیصلہ تم نے خود کرنا ہے دوسروں نے نہیں جلدی سی منہ صاف کر لو وہ آ جائے گا ہاں مگر فیصلہ کرنے میں دیر نہ کرنا اصل میں فیصلہ ہی نجات کا دوسرا نام ہے آئینہ نے جلدی جلدی اپنا چہرہ اپنے دوپٹے سے صاف کر لیا ابھی اس نے چہرہ صاف کیا تھا کہ غافل صاحب دھڑ سے دروازہ کھول کر اندر آ گئے وہ کچھ نروس سی ہو گئی وہ جان بوجھ کر قریب آ کر بیٹھ گئے تاکہ سن سکیں ماں بیٹی کیسی گفتگو کر رہی ہیں۔۔۔۔۔وہ جانتے تھے اس کمرے میں صرف اس کی ماما کا ہی فون آ سکتا ہے۔

میں تمہیں کل پھر فون کروں گی چندا ______ بلکہ اب روز فون کیا کروں گی، اچانک آئینہ کا ذہن جاگ اٹھا ______ اور بولی۔

''اور سب خیریت ہے ماما ______''

تو پھر ٹھیک ہے، کل دوبارہ بات کروں گی۔ خدا حافظ میری بچی۔

خدا حافظ ماما ______ کہہ کر آئینہ نے فون رکھ دیا۔

غافل صاحب کو اندازہ لگاتے دیر نہ لگی کہ وہ رو چکی ہے ______ اس کا چہرہ دیکھ کر بولے

تمہاری ماں نے کسی کے مرنے کی خبر سنا دی ہے ______

کیوں ______؟ وہ تیوری چڑھا کر بولی ______ پھر ایک دم اس نے اپنا لہجہ درست کیا۔

رو جو رہی ہو ______

ماما بیمار ہیں ______

غافل صاحب نے قہقہہ لگایا۔۔۔ بڑھیا نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو بیمار کر لیا جانتی ہو بیوہ عورتوں کی یہ تکنیک ہوتی ہے، بیوہ عورت ہمیشہ بیٹی کو سرہانے بٹھا کر اپنی زندگی کاٹنا چاہتی ہے۔

آئینہ کو اس قدر طیش آیا کہ اس کا دل چاہا کوئی شے اٹھا کر اس کے منہ پر دے مارے۔ مگر جانتی تھی یہ ظالم جادوگر کی قید میں ہے ______ کسی وقت بھی وہ اسے پتھر کی بنا سکتا ہے زہر کا گھونٹ بھر کر رہ گئی۔۔۔۔۔۔

مگر اس دن کے بعد اس کی سوچوں میں تبدیلی آنی شروع ہوئی۔ یہ تبدیلی کبھی کبھی اس کے لہجے سے بھی جھلکنے لگی۔

اب جب غافل صاحب کے دوست آ کر اندر بیٹھتے تو وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے چلی جاتی تھرڈ کلاس ہوٹل تھا، مگر وہاں لوگوں کا خوب آنا جانا رہتا۔ نیچے بیٹھ کر وہ انہیں دیکھا کرتی۔ کئی لوگ اسے پہچان لیتے۔ کبھی کبھی وہ سڑک کا نظارہ کرنے کے لئے باہر کے دروازے پر کھڑی ہو جاتی یہ بات اس نے غافل صاحب سے کہہ دی تھی، کہ کمرے میں بیٹھے بیٹھے اس کا دم گھٹنے لگا ہے اس لئے اب وہ سارا وقت اندر نہیں بیٹھے گی ______ کبھی کتابوں کی دوکان پر جا کر کوئی نیا رسالہ خرید لاتی، کبھی نیچے لاؤنج میں جا کر ٹی وی دیکھ لیتی۔ کتنی بدنصیبی تھی کہ سارے ملک میں اس کی دھوم مچ رہی تھی مگر وہ آخری قسطیں دیکھ ہی نہ سکی تھی۔

اگلے دن غافل صاحب۔۔۔۔۔۔دن کے وقت آئے اور بولے ______ آؤ تمہیں شہر کی سیر کرا لائیں۔۔۔۔۔۔اب وہ مسلسل سوچ رہی تھی اور سمجھنے کی کوشش بھی کرتی تھی ______ شروع میں وہ کہہ دیتی تھی آپ کہاں جا رہے ہیں، کب آئیں گے میرا دل گھبرائے گا، مگر جواب الٹا اسے سننا پڑتا۔

میں کہاں ______ کیوں ______ کب سننے کا عادی نہیں ہوں میری زندگی میں ان لفظوں کا استعمال نہیں کرو گی تو سکھی رہو گی۔ میں ان عورتوں سے نفرت کرتا ہوں جو ان لفظوں کا استعمال کرتی ہے۔

اس لئے اس نے کچھ بھی نہیں کہا تیار ہو کر ساتھ چل پڑی وہ اسے یونہی اپنے دوستوں کے گھروں میں گھماتے رہتے بیکار جگہوں میں لئے لئے پھرتے ان کے دوست بھی انہی کی طرح کے تھے، بازار بھی دکھایا، ایک سستے سے ہوٹل سے کھانا کھلایا آئینہ جہاں بھی جاتی لوگ اسے فٹ پہچان لیتے، عورتیں تو بھاگ آتیں مگر مرد لوگ آنکھوں آنکھوں میں سراہتے۔

سڑک پر جب دو چار نوجوانوں نے مڑ کر اس کو دیکھا ______

تو غافل صاحب بولے تمہیں پتہ ہے مشہور بیوی زندگی کا سب سے بڑا عذاب ہوتی ہے۔

آئینہ نے کہا مگر آپ کو تو شادی سے پہلے پتہ چل چکا تھا کہ میں مشہور عورت ہوں پھر بھی آپ شادی پر زور دیتے رہے۔

ہاں مگر عذاب کا تجربہ تو شادی کے بعد ہوا ہے ____

تو اب چھٹکارا حاصل کر لیں ____

غافل صاحب نے چونک کر آئینہ کا چہرہ دیکھا، یہ ایک نئی تبدیلی انہیں نظر آئی ____ انہوں نے سوچا شاید انہوں نے غلط بات کہہ دی ہے ____

اس لئے بات بنا کر بولے ____

اصل میں خوبصورت عورت کی یہ کمزوری ہوتی ہے کہ لوگ اسے مڑ مڑ کر دیکھیں اور اس کے حسن کو آنکھوں ہی آنکھوں میں سراہیں، اور اگر خوبصورت عورت مشہور بھی ہو جائے تو سمجھو وہ مریضانہ حد تک یہ سب باتیں چاہنے لگی ہے۔

آئینہ دل ہی دل میں مسکرائی ____ اور بولی۔

اگر آپ کا علم یہ کہتا ہے تو یہ درست ہوگا ____ میں کسی کلیہ کو کیوں جھٹلاؤں۔۔۔۔؟

آئینہ کا ہر جواب غافل صاحب کو سوچنے پر مجبور کر رہا تھا انہوں نے دل میں سوچا شاید وہ آئینہ پر بہت زیادہ سختی کر رہے ہیں۔

اس لئے گھر آ کر بولے ____

بھئی میں تو روزانہ ساتھ جانے سے باز آیا سمجھ گئیں نا؟ تم خوبصورت بھی ہو اور مشہور بھی بس یہ وجہ ہے کہ میں اکثر تمہیں ساتھ نہیں رکھتا حاسد بھی ہوں تم نیچے اتر جایا کرو ٹی۔ وی دیکھ آیا کرو کتابیں رسالے بھی خرید لایا کرو آئینہ نے اس تھوڑی سی اجازت کو غنیمت جانا نیچے جا کر گھوم پھر آتی غافل صاحب کی شروع سے یہ عادت تھی اگر کہہ کر جاتے کہ میں جلدی آ جاؤں گا تو دیر سے آتے اگر دیر سے آنے کا کہہ کر جاتے تو فوراً آ جاتے جب آتے فوراً داخل ہوتے تا کہ دیکھ سکیں وہ کیا کر رہی ہے ____

آئینہ نے اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ ادراک اسے ہوٹل کی حبس زدہ زندگی نے بخشا تھا اس کمرے سے اس بستر سے اس ماحول سے اسے شدید نفرت

تھی۔ مگر یہاں سے باہر گئے بغیر وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی وہ نیچے ہال میں جا کر بیٹھ جاتی۔ پھر اپنی
ی کی صبحوں اور راتوں کے بارے میں سوچتی رہتی ____ سارا دن غافل صاحب کے
ت آتے رہتے، غافل صاحب ہر بات میں اس سے جھوٹ بولا کرتے صرف صبح کی چائے ہوٹل
منگوائی جاتی جب انہیں بھوک لگتی ____ تو وہ کھانا لے آتے۔ جب وہ کھانا لاتے اس
ی ہی آئینہ کھا سکتی تھی۔ انہیں بازاری چیزیں پسند تھیں ____ تکہ بوٹی، چانپیں، مچھلی کے
____ وہ نفیس خوراک کھانے کی عادی تھی۔ اس کی صحت خراب ہو گئی تھی
____ دن بھر وہ ان کی مرضی کی محتاج تھی۔ اور رات بھر وہ ان کی وحشتوں کا نشانہ بنتی

____

کیسی بے بسی تھی۔ اس نے ازدواجی معاملات پر بہت کتابیں پڑھ رکھیں تھیں۔ مگر ساری باتیں
اس کی سمجھ میں آ رہی تھیں ____ وہ سوچتی جسم کا میخانہ بالکل اجاڑ ہے اگر ذہن کے
لے میں طلب کی مے نہ ہو ____ ذہن ساتھ نہ دے ____ تو جسم محض مشین
وہ ایک مشینی اور لاچار زندگی گزارنے پر مجبور کر دی گئی تھی کیا حسن تھا اس زندگی میں اس کی اپنی
کسی عمل میں شامل نہ تھی۔ اور ایک ناپسندہ انسان زبردستی منافع کے ساتھ بیاج وصول کر رہا

افوہ! وہ تڑپ اٹھتی ____ اس روز وہ ہوٹل کے ہال میں جا بیٹھی تھی۔ کیونکہ غافل
ب کے دو چار لفنگے دوست کمرے میں آ کر غل کر رہے تھے وہاں وہ آتے جاتے لوگوں کو دیکھتی رہی
کے دروازے کے آگے سے ایک کتا گزر گیا ____ اس نے مسرت سے اسے دیکھا اور
کہ مجھ سے تو یہ کتا بہتر ہے۔ کم از کم آزاد ہے۔ اور اپنی مرضی سے آ جا رہا ہے یکایک ایک آدمی
داخل ہوا ____ اسے دیکھا ____ چونکا ____ اور پھر قریب آ کر بولا۔

آپ۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔ آئینہ جمال ہیں۔

جی ہاں وہ بولی ____

شاید آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں آپ کی دوست ماہ گل کا شوہر ہوں۔

رضا بھائی ____ ہے نا؟

ہاں شکر ہے آپ نے مجھے پہچانا، وہ قریب آ کر بیٹھ گیا۔

مگر آپ لوگ تو انگلینڈ چلے گئے تھے۔

پچھلے مہینے آ گئے ہیں۔ ماہ گل برابر آپ کو ڈھونڈ رہی ہے، آپ یہاں کراچی میں ہیں، اور ہمیں پتہ ہی نہیں ______ سنا تھا آپ کی شادی ہو گئی ہے۔ آپ کے شوہر کہاں ہیں ان کو لے کر ہمارے گھر آیئے نا؟ ______

ارے آپ نے اتنی باتیں ایک سانس میں کہہ دیں، باری باری جواب دوں گی۔

پہلے بتایئے کوئی بچہ ہے، آئینہ بولی ______

ہاں ہماری ایک پیاری سی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ کمرے کا نمبر بتایئے۔۔۔۔۔ میں اور ماہ گل آپ کو لینے آئیں گے۔

میں اس ہوٹل میں نہیں ٹھہری ہوئی۔۔۔۔۔ آئینہ نے بات بنا کر کہا۔۔۔۔۔ یہاں میرے شوہر کسی سے ملنے آئے تھے۔۔۔۔۔ اس لئے میں یہاں بیٹھی ہوں۔

تو کہاں ٹھہری ہیں ______؟

اس نے بے تابی سے کہا ______

آئینہ کھڑی ہو گئی اسے ڈر لگنے لگا اگر غافل صاحب نیچے آ گئے تو اسے ان کا تعارف اپنی عزیز ترین سہیلی کے شوہر سے کرانا پڑے گا، اور بکی کے کئی مناظر سہنے پڑیں گے۔

مگر اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا کہ غافل صاحب کے دوست کچھ دیر پہلے صدر دروازے سے باہر نکل گئے تھے۔ اوپر کوریڈور میں کھڑے غافل صاحب آئینہ اور رضا علی کو غور سے دیکھ رہے تھے۔

آئینہ بولی ______ رضا بھائی آپ مجھے اپنا رابطہ نمبر دے دیں۔ میں اپنے ہوٹل پہنچتے ہی آپ کو فون کروں گی اس نے جیب سے کارڈ نکالا اس پر ایک نیا نمبر لکھ کر دیا اور مسکرا کر بولا ______

ارے آپ تو اتنی بڑی آرٹسٹ بن گئی ہیں، بہت مبارک ہو ہم نے آپ کا پورا سیریل ریکارڈ کر لیا ہے۔ آج تک پاکستان میں ایسا ڈرامہ نہیں بنا تھا پتہ ہے ماہ گل ہر قسط کے بعد کیا کہتی تھی کہتی تھی کہ دیکھنا اس ڈرامے کا پروڈیوسر آئینہ سے ضرور شادی کرے گا؟ کون ہے آپ کا شوہر کس سے شادی کی ہے؟ وہ بڑے اشتیاق سے پوچھنے لگا۔ بتاؤ نا کون خوش قسمت ہے وہ آئینہ نے اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ کارڈ اس کے ہاتھ سے لے لیا وہ بھی بے خیالی میں ساتھ ساتھ چلنے لگا۔۔۔۔

آپ کے گھر آؤں گی نا تو سب کچھ بتاؤں گی۔

اپنے شوہر کو بھی لے کر آئیں ______ ضرور ضرور پلیز ______ وہ شوق کے بے قابو ہو رہا تھا۔

ٹھیک ہے، آئینہ سیڑھیوں کے پاس رک گئی۔

رضا بھائی، اب آپ جائیں۔۔۔۔۔ وہ شرمندہ ہو کے وہیں رک گیا۔

میں نے کہا ہے نا میں خود ماہ گل کو فون کروں گی ______ پھر آپ آ کر مجھے لے جایئے گا۔

ٹھیک ہے وہ الٹے قدموں چلنے لگا، جس وقت آپ فون کریں گی میں فوراً آ جاؤں گا۔

چلتے چلتے وہ بلند آواز سے کہتا رہا ______ فون ضرور کیجئے گا، میں آپ کے فون کا انتظار کروں گا ______ جونہی آپ فون کریں گی میں فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔

بمشکل اس سے جان چھڑا کر آئینہ سیڑھیاں چڑھنے لگی ______ مگر اس نے دیکھا نہیں کوریڈور کے کونے میں کھڑے غافل صاحب ان دونوں کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ کارڈ دیتے بھی دیکھا۔۔۔۔۔ اور پھر آخری فقرہ۔۔۔۔۔ میں آپ کے فون کا انتظار کروں گا۔ جونہی فون کریں گی میں فوراً حاضر ہو جاؤں گا تو انہوں نے بہت ہی غور سے سنا۔۔۔۔۔

اس کا کارڈ نمبر پڑھتی ہوئی آئینہ کمرے میں داخل ہوئی تو غافل صاحب غضبناک شکل سامنے کھڑے تھے۔ وہ ان کا ہیبتناک چہرہ دیکھ کر سہم گئی بیشتر اس کے کہ اب وہ کچھ بولتی وہ ______

اب چھپ چھپ کے اپنے عاشقوں سے بھی ملنے لگی ہو۔

جی ______ وہ اور حیران ہوئی۔

کون تھا تمہارا عاشق ______ جس کے ساتھ راز و نیاز کر رہی تھیں۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ ______ وہ چڑ کر بولی۔۔۔۔۔ کچھ دماغ درست ہے۔

میرا دماغ تو درست ہے۔ مگر تمہارے دماغ کی خرابی کا پتہ چل گیا، دو تین دنوں سے جو تم نے ایک رویہ اختیار کیا ہوا ہے اس کی وجہ سمجھ میں آ گئی ہے کوئی پرانا عاشق مل جائے تو شوہر کھٹکنے لگتا ہے۔

کیا بکواس کر رہے ہے آپ وہ میری بچپن کی سہیلی کا شوہر تھا۔

اوراس نے تمہیں یہاں تلاش کرلیا ہے تمہیں دیکھ کراس کی آنکھوں میں والہانہ پن پیدا ہو گیا
اورتم نے اس سے وعدہ بھی کرلیا کہ موقع پا کر تمہیں بلواؤ نگی۔

کئی دنوں سے دبا ہوا آئینہ کا غصہ نکل آیا ______ صبر اور برداشت کا پیمانہ چھلک پڑ
اور بولی ______

آپ کے ذہن میں گندگی بھری ہوئی ہے۔اسے لئے تمام غلیظ خیالات آپ کے ذہن میں آ
ہیں۔آپ ایک بیمار ذہن کے مالک ہیں۔

خبردار جو زبان چلائی غافل صاحب کڑک کر بولے۔میں گدی سے زبان کھینچ لوں گا میں شو
ہوں عاشق نہیں ہوں ______

آپ تو شوہر کہلانے کے لائق بھی نہیں ہیں،کیا سلوک کررہے ہیں میرے ساتھ کبھی سوچا آ
نے؟

کیا برا کررہا ہوں،دن رات تمہاری خدمت میں جتا ہوں ______

اور مجھے حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے ______ میں بول نہیں سکتی ______ ہنس
نہیں سکتی ______ کہیں آجا نہیں سکتی ______ اور تو اور اپنی مرضی سے کھا پی نہیں سکتی

تمہیں کھلا چھوڑ دوں ______ تاکہ تم سڑکوں پر گل کھلاتی پھرو،میں بے غیرت نہیں ہو
تمہیں ہر مرد کے ساتھ راز و نیاز کرتا دیکھوں ______

میرے ساتھ شادی کی پیسہ کمانے کے لئے۔یہ بھی بے غیرتی ہے مجھے ڈراموں میں دوسر
مردوں کے ساتھ کام کرنے کی ترغیب دی یہ بھی بے غیرتی ہے آپ جو کچھ کررہے ہیں بے غیرتی
کے ضمن میں آتا ہے اصل میں آپ بری طرح احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔

میں کہتا ہوں میرے آگے زبان نہ چلاؤ میں کچھ کر بیٹھوں گا۔

نہیں ------اب میں اپنی زبان کھولوں گی ------اب مجھ پر آپ کی حقیقت کھ
گئی ہے۔اس روز سمندر کے کنارے میں نے آپ کے آوارہ دوست کی ساری باتیں سن لی تھیں جو ک
رہا تھا اس لڑکی کو جب فارغ کرو تو مجھے دے دینا ______ میں نیچے جاتی ہوں تو مینجر دوسر
آدمی سے کہتا ہے یار یہ آدمی ہر سال ایک خوبصورت لڑکی پھنسا کرلے آتا ہے اور اسے اپنی مسز ظاہر
کے اس ہوٹل میں قیام کرتا ہے اب دیکھنا اس بے چاری لڑکی کا کیا حشر کرے گا یہ بے غیرتی کے کام کر

ید آپ کی فطرت ثانیہ ہے مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے لوگ ہی دوسروں کو مجرم سمجھتے ہیں
______ اب میں آپ سے ڈرنے والی نہیں ______

اچھا وہ ایک دم آگے آیا،ایک ہی یار ملا تو تیری زبان کھل گئی۔زبان بند کر ورنہ میں تیرا وہ حشر
روں گا زمانہ عبرت پکڑے گا۔

آپ اپنے حشر سے ڈریں غافل صاحب!میں ہر ظلم زیادتی برداشت کرسکتی ہوں۔مگر میرے
لے دامن پہ داغ لگے یہ برداشت نہیں کرونگی۔

میرے ساتھ ڈائیلاگ نہ بولو ______ وہ پھر غرایا ______ میں نے تمہیں سہارا
______ تم تو کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہر ایک کی گود میں گر رہی تھیں تم نے مجھے ذہنی طور پر
ل ہی نہیں کیا۔ایک ماتمی شکل بنائے رکھتی ہو ______ شادی کے دن سفید ساڑھی پہن کر آ
ئیں جیسے جشن مرگ میں شریک ہو رہی ہو۔

ہاں وہ جشن مرگ ہی تھا وہ روتے ہوئے بولے اس کو کوئی شادی نہیں کہہ سکتا،سب ٹھیک کہتے ہیں
پ بہت سی لڑکیوں کی زندگی برباد کرچکے ہیں آپ ایک گھاؤنی زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں۔آپ
ہ اپنا آئینہ کاربنانا چاہتے ہیں آپ ایسا ہرگز نہ کرسکیں گے۔

حرامزادی یاد رکھو یاد رکھو تو نے مجھے چیلنج کیا ہے اب میں وہی کروں گا جو میرا دل
ہے گا۔

اور میں بھی وہی کروں گی،جو میرا دل چاہے گا،میں کوئی معمولی گھرانے کی لڑکی نہیں ہوں کہ آپ
چنگل سے نہ نکل سکوں۔

تیری کتیا ماں نے تجھے یہی ٹریننگ دے کر بھیجا ہوگا وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

خبردار آئینہ اتنی زور سے چلائی کہ اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں خبردار میری ماں کے لئے
ئی فضول لفظ استعمال کیا میں،میں ------ وہ لڑکھڑاتی آگے بڑھی ------ منہ نوچ
گی۔

غافل صاحب نے لپک کر اسے بالوں سے پکڑ لیا اور اسے زور زور سے جھٹکے دیئے تیری ماں بھی
یا ہے اور تو بھی کتیا نے کتیا ہی کو جنم دیا ہوا ہے۔یاد رکھو!قیامت تک تیری ماں تیری صورت دیکھنے کو
ے گی یہ کہہ کر اس نے بالوں سے پکڑے پکڑے دوبارہ آئینہ کا سر دیوار سے مارا آئینہ نیچے گر گئی اور

وہ غصے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

باہر سے دروازہ بند کر کے کوریڈور میں ٹہلنے لگا جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا ______ تو اسے اپنے رویے پر ندامت ہوئی ______ ذرا سا دروازہ کھول کر دیکھا آئینہ ابھی تک فرش پر بے ہوش پڑی تھی اور اس کے ماتھے پر خون کی ایک لکیر تھی غافل صاحب اندر آ گئے اندر سے دروازہ لاک کر اور اسے اٹھا کر بستر پر ڈالا تولیے کر خون کی لکیر صاف کی وہ صاف کرتے خون پھر آ جاتا، بہت پریشان ہوئے ری سپشن کو فون کر کے کہا کہ میری بیوی گر گئی ہے کوئی ڈاکٹر بلا دیں ہوٹل نے بتایا کہ ہوٹل کا تو کوئی ڈاکٹر نہیں ہے وہ کسی عام پریکٹیشنر کو بلا دیتے ہیں۔

تھوڑی دیر میں ڈاکٹر آ گیا، اس نے آئینہ کو دیکھا۔ اور بولا سر میں چوٹ لگی ہے خون بہت جا رہا ہے میں پٹی کر دیتا ہوں پٹی کر کے انجکشن لگا کے ڈاکٹر نے دوائیاں لکھ دیں اور غافل صاحب سے کہا۔

اس وقت ان کا بی پی بہت لو ہے، اگر گھنٹے تک ہوش نہ آئے تو کسی نیورو فزیشن کو دکھایئے گا سر کی چوٹ بعض دفعہ بہت خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب ______ آپ کچھ کیجئے، غافل صاحب نے کہا۔

میں نے جو کرنا تھا کر دیا ہے ______ بہتر ہوگا آپ نیورو فزیشن سے رجوع کریں اس نے کاغذ پر دو تین نیورو فزیشنز کے نام اور پتے لکھ دیئے ______

آئینہ چت لیٹی رہی ______ اور وہ پریشانی کے عالم میں ٹہلتے رہے ______ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں۔ اسے ہسپتال میں داخل نہیں کرانا چاہتے تھے اس سے بگڑنے کا ڈر تھا، بالآخر سوچ سوچ کے شام کو وہ باہر نکلے ______ دروازے کو باہر سے تالا لگا دیا، اب انہیں آئینہ سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا ______ کہ ہوش میں آتے ہی وہ بھاگ نہ جائے۔

خدا کی قدرت وہ باہر نکلے تو آئینہ کو ہوش آ گیا ______ اس کا سر پتھر کی طرح ہو رہا تھا ہاتھ لگا کے دیکھا تو پٹی بندی تھی۔۔۔۔ پھر رفتہ رفتہ اسے ساری باتیں یاد آنے لگیں، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی سر میں چکر آ رہے تھے ______ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا جس دیوار پر اس نے اس کا سر مارا تھا۔ وہاں بھی خون کا دھبہ لگا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بیٹھی رہی پھر اپنے اردگرد کا جائزہ لیا وہاں ڈاکٹر کا ایک نسخہ پڑا تھا کچھ دوائیاں پڑی تھیں تھوڑا سا پھل پڑا تھا

______ جس کے لئے ترستی رہتی تھی ساری صورت حال اس کی سمجھ میں آ گئی ______ نے اپنے آپ سے کہا جتنی بھی ہمت بچی ہے اس سے کام لے۔۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کے غسل خانے میں گئی، منہ دھویا ______ واپس آ کے اس نے تھوڑا سا پھل کھایا جسم میں طاقت آ گئی تھی ایک دم فون کی گھنٹی بجی ______

یہ ماما کا فون تھا، اسے یقین تھا خدا کی طرح ماں بھی کڑے وقتوں میں مدد کو آ پہنچتی ہے، اس نے لک آگے ہو کر ریسیور اٹھایا۔

ہیلو ______

آئینہ بیٹی تم ٹھیک ہو، کیسی ہو؟ ______ صبح سے میری دائیں آنکھ پھڑک رہی ہے۔ اور تم رہی ہو۔

ماما ______ آئینہ کے آنسو جھر جھر بہنے لگے۔۔۔۔۔ پتہ نہیں ماں کی آواز میں کیا ہوتا کہ دل کا درد آنکھوں کے رستے بہنے لگتا ہے۔

ماما ______ پھر اس نے آواز کو سنبھالا ماما میں بیمار ہوں، زیادہ باتیں کرنے کا وقت نہیں بس مجھے ایئر ٹکٹ بھیج دو میں آ جاؤں گی۔

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا ______ ایک گلاس پانی کا پیا ______ پھل کے چھلکے یئے۔۔۔۔ تاکہ غافل صاحب کو احساس نہ ہونے پائے کہ وہ ہوش میں آ چکی ہے ______

اس وقت غافل صاحب دروازہ کھول کر اندر آئے، ان کے ساتھ ایک ڈاکٹر بھی تھا آئینہ چت لیٹی جیسے وہ سلا کر گئے تھے۔

ان کو دوپہر سے ہوش نہیں آیا ______ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا ______

جی نہیں ______ ایک بجے سے اسی طرح پڑی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے باقاعدہ آئینہ کا معائینہ شروع کیا بی پی دیکھا، نبض دیکھی ______ آنکھوں پپوٹے اٹھا کے دیکھا ______ ہارٹ بیٹ چیک کی ______

ابھی تک کوئی دوا اندر نہیں گئی، ڈاکٹر صاحب نے پوچھا ______

جب وہ ہوش میں ہی نہیں تو دوا کیسے دی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے زخم کا معائنہ کیا بولے ان کے کچھ ٹیسٹ فوری طور پر کرانے پڑیں گے اگر انہیں

آپ میرے کلینک میں لے آئیں تو کل صبح میں ان کے ٹیسٹ کروادوں گا اس کے بعد ہی دوا تجویز کروں گا فی الحال میں کچھ دوائیں دے رہا ہوں جو اس وقت میرے پاس ہیں۔ یہ دوائیں میں آپ کے سامنے انہیں کھلاتا ہوں ______ بعد میں آپ ایک مرتبہ انہیں خود کھلا دیجئے گا، ذرا ایک پیالی میں گرم پانی لایئے غافل صاحب گرم پانی لانے نیچے چلے گئے تو ڈاکٹر صاحب ہاتھ دھونے کے لئے غسل خانے میں چلے گئے میز پر ڈاکٹر صاحب کا پیڈ اور قلم رکھا تھا۔ آئینہ نے دیر نہیں لگائی قلم اٹھا کے کاغذ پر کچھ لکھا اور مٹھی میں پکڑ لیا ڈاکٹر صاحب واپس آئے تو انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ انہوں نے قلم اپنے پیڈ کے اوپر رکھا تھا، مگر اب قلم بستر کے کنارے پڑا تھا۔ وہ دوائی کی شیشی کھولنے والے تھے کہ آئینہ نے ایک آنکھ کھول کے وہ پرچہ ڈاکٹر صاحب کو پکڑا دیا، ڈاکٹر صاحب گھبرائے مگر انہوں نے پرچہ پکڑ لیا۔

آئینہ نے پھر سے آنکھیں بند کرلیں، ڈاکٹر صاحب نے بمشکل پڑھا ______ کاغذ کے اوپر شکستہ لکھائی میں لکھا تھا ______

''ڈاکٹر صاحب مجھے لاہور بھجوادیں یہ شخص مجھے مار ڈالے گا ______''

جس وقت ڈاکٹر صاحب پرچہ پڑھ رہے تھے غافل صاحب گرم پانی کی پیالی پکڑے اندر آگئے ـــــ ڈاکٹر صاحب نے وہ پرچہ چڑ مڑ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا انہوں نے نیم گرم پیالی میں ایک محلول بنایا ______ اور ایک ہاتھ سے اس کا منہ کھول کر اس کے حلق میں انڈیل دیا ______ پھر بولے ______ میں پانچ منٹ تک انتظار کروں گا کہ اس دوائی کا کیا اثر ہوتا ہے حالانکہ کلینک میں ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا میرے پاس وقت نہیں مریضوں کی قطار بیٹھی ہے ______

دوائی پلا کر ڈاکٹر صاحب نے مریضہ کو پھر سے دیکھنا شروع کیا دونوں ہاتھ ہلا کر دیکھے، پاؤں کے انگوٹھوں کو کھینچ کر دیکھا ______ دونوں ٹانگوں کو باری باری اوپر نیچے کر کے دیکھا ______ پھر ذور ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئے ______ اس وقت چت لیٹی ہوئی آئینہ کا دل دھڑکنے لگا۔

ڈاکٹر صاحب نے کہنا شروع کیا ______

غافل صاحب ______ یہ اس نوعیت کا پہلا مریض میرے سامنے آیا ہے، آپ کہتے ہیں یہ غسل خانے سے پھسل کر گری ہے ______ اور چوٹ لگنے سے بے ہوش ہوگئی ہے، چوٹ سر کے ایسے حصے میں آئی ہے جہاں پھسلنے سے کبھی چوٹ نہیں آتی ـــــ یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے آپ کی مسز

[illegible]شی کی کوشش کی ہو جو بھی ہے چوٹ بہت گہری ہے ورنہ اتنی دیر بے ہوشی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی [illegible]ریض بعض اوقات فوراً ٹھیک ہو جاتے ہیں بعض اوقات کئی مہینے لے لیتے ہیں۔

غافل صاحب کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔

آپ نے بتایا تھا کہ آپ لاہور سے چند دنوں کے لئے کراچی آئے ہیں، اس لئے انہیں ہسپتال [illegible]اخل نہیں کرا سکتے۔

جی ہاں ڈاکٹر صاحب، غافل صاحب فکرمندی سے بولے ______ اتنے دن اکیلی [illegible]ل میں کیسے رہیں گی، پھر میں کوئی بندوبست کر کے نہیں آیا۔

ایک اور مخلصانہ مشورہ ہے میرا ______ ڈاکٹر صاحب بولے ______

ان کے ذہن پر کسی صدمے کا اثر بھی ہے ایسے مریضوں کو جلدی ٹھیک کرنے کے لئے ماحول کی [illegible]لی بہت کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ خاص طور سے ایسی جگہ لے جانا جہاں اس کی گذشتہ زندگی گزری [illegible]ر ان کا گھر لاہور میں ہے تو انہیں فوراً لاہور لے جایئے ان کو ان کے آبائی گھر میں چھوڑ دیجئے یہ [illegible]ماں باپ بہن بھائیوں کی آوازیں سنیں گی تو فوراً ٹھیک ہو جائیں گی جب مریض اچھا نہ ہو رہا ہو تو اس کے آبائی شہر میں لے جانا چاہیے ______ رات تک انشاءاللہ انہیں ہوش آجائے گا [illegible]سے پوچھ لیجئے گا اگر جانا چاہیں تو فوراً لاہور لے جائیں نہ جانا چاہیں تو انہیں مجبور نہ کیجئے گا اور دوسرا [illegible]ہ میرا یہ ہے کہ اگر انہیں ہوش آجائے تو صبح میرے کلینک میں داخل کرا دیجئے گا میں دیکھ رہا ہوں [illegible]ٹھیک نہیں ہے وہاں رکھ کر میں علاج کروں گا ______ اور ______ وہ رکے ______ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ دماغی امراض کا علاج مہنگا بھی بہت ہوتا ہے۔

بصورت دیگر اگر یہ ہوش میں آکر لاہور جانا چاہیں تو وہاں میرے ایک دوست نیورو فزیشن ہیں [illegible]ن کے نام چھٹی لکھ دیتا ہوں ______ انہیں ضرور مل لیجئے گا وہ آپ کی مدد کریں گے۔

شکریہ ڈاکٹر صاحب ______ غافل صاحب نے گویا ان کی ساری تجاویز مان لیں ڈاکٹر [illegible]ب نے وہاں بیٹھ کر ایک مختصر سی چٹھی لکھی ______ اور کھڑے ہو گئے ______ غافل [illegible]ب نے چٹھی ان سے لے لی۔

ڈاکٹر صاحب نے جھک کر آئینہ کا چہرہ دیکھا ______ اس کی پیشانی کا چھوا، اس کے [illegible]ل کو چھوا ______ پھر ایک کندھے پر دباؤ ڈالا ______ اس انداز میں کہ وہ سمجھ

جائے بات بن گئی ہے۔

''میرا خیال ہے رات تک انہیں ہوش آ جائے گا______ اب پیشانی اتنی ٹھنڈی نہیں۔ فکر نہ کریں غافل صاحب۔۔۔۔۔۔ کا پریشان چہرہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب بولے انشاء اللہ جلد اچھ ہوجائے گی۔ آپ یہاں اکیلے ہیں۔ بہتر ہے ان کو لاہور لے ہی جائیں______''

وہ دونوں باہر نکل آئے آئینہ نے دل ہی دل میں ڈاکٹر صاحب کو بہت دعائیں دیں، ڈاک صاحب کی ساری باتیں اس نے سمجھ لی تھیں دس بجے تک چت لیٹی رہی غافل صاحب بازار سے کھانا آئے تھے سامنے بیٹھ کر کھالیا تھا اور صوفے پر تکیہ رکھ کے سونے کی تیاری کررہے تھے جب آئینہ نے کراہ شروع کیا اور وہ دوڑ کر قریب آئے______ بے بی ______ بے بی______ انہوں نے پکارا۔

آئینہ چپ ہوگئی______ وہ جا کے اپنے صوفے پر دراز ہوگئے۔

تھوڑی دیر بعد آئینہ پھر کراہنے لگی______ ماما______ ماما

ماما تم کہاں ہو______ میرے پاس آؤ نہیں تو مرجاؤں گی______

غافل صاحب دوڑے آئے______

میں تمہارے پاس ہوں ڈارلنگ______ ڈارلنگ مجھے بتاؤ______ تم ٹھیک ہونا؟______ تم ٹھیک ہونا؟

انہوں نے اس کا چہرہ چھوا پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔

آئینہ نے آنکھیں نہیں کھولیں______ مگر کراہتی رہی مجھے ماما کے پاس لے چلو مجھے ماما کے پاس لے چلو۔

رات بھر یہی ہوتا رہا______ وہ جب بھی کراہتی______ ماما کو بلاتی______ غافل صاحب کو تسلی ہوگئی تھی کہ اسے ہوش آ گیا ہے______ اس لئے ہر بار کہتے، ڈارلنگ میں تمہیں کل ہی ماما کے پاس لے جاؤں گا۔

اس کے بعد وہ تسلی سے سوگئے______ جب ان کے خراٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو آئینہ بھی سوگئی۔

جب کسی کام سے غافل صاحب نیچے گئے______ تو ہوٹل کے منیجر نے بتایا، لاہور سے

کا ایک پارسل آیا ہے______ انہوں نے کھول کر دیکھا، تو شام کی فلائٹ کے دو ٹکٹ تھے پر ان کا نام تھا۔ اور دوسری پر آئینہ کا نام______

یہ کس نے بھجوائے ہیں وہ حیران ہوئے______ مگر اس وقت انہوں نے اسے تائید غیبی ھا کیونکہ ان کے پاس لاہور جانے کا کرایہ بھی نہیں تھا، بھلا وہ یہاں رک کر اتنا مہنگا علاج کیونکر وا سکتے تھے۔

اوپر کمرے میں جا کر انہوں نے کراہتی ہوئی آئینہ کو ٹکٹوں کی خوش خبری سنائی تو پہلی مرتبہ اس نے ھیں کھولیں غافل صاحب کے ہاتھ سے چائے پی______ جب انہوں نے پوچھا، شام کی ٹ سے لاہور چلیں______ تو اس نے سر کی جنبش سے حامی بھری۔

سو جس طرح بھی ہوسکا انہوں نے سامان سمیٹا اور اسے لے کر جہاز میں آ کر بیٹھ گئے آئینہ کا سارا د ریزہ ریزہ ہو رہا تھا______ نقاہت کے مارے چلنا بھی محال تھا۔ مگر اس نے کھشٹ اٹھایا نکہ یہ آخری امید تھی اگر ہمت نہ کرتی تو وہ ایئر پورٹ تک بھی نہ پہنچ پاتی۔ لاہور پہنچ کر غافل صاحب کو سہارا دیئے ہوئے باہر لائے لاؤنج کے باہر ماما اندیشہ ہائے گوناگوں کی مکمل تصویر بنی کھڑی تھیں ______ آئینہ نے ماما کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔ تو پوری ہمت مجتمع کر کے دوڑ کے آئی اور ان لپٹ گئی______

ماما مجھے گھر لے چلو گھر لے چلو۔

بس اتنا کہا اور ان کے بازوؤں میں بے ہوش ہوگئی۔

غافل صاحب کی مدد سے بے ہوش آئینہ کو ماما نے اپنی موٹر میں ڈالا اور غافل صاحب سے ______

بیٹا میں اسے لے کر چلتی ہوں ڈاکٹر کو دکھاتی ہوں تم سامان لے کر بعد میں آ جانا انہوں نے بڑی راری سے______ ''جی اچھا______'' کہا______

ماما نے آئینہ کا زخمی سر اپنی گود میں رکھ لیا، اور گاڑی گھر کو روانہ ہوئی۔

گھر آ کر آئینہ اتنی شدید بیمار ہوئی جیسے کوئی منزل پہ آ کے بے دم ہو جاتا ہے ایک بات اس نے ماما سے کہہ دی تھی کہ اسے ہسپتال میں داخل نہ کیا جائے سو گھر پر ہی ڈاکٹر آ جا رہے تھے اور علاج ہو رہا تھا، سارے ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ آئینہ ایک شدید ذہنی صدمے اور ذہنی تشنج کے زیر اثر ہے ______ اسے دوائیاں کم اور آرام زیادہ دیا جائے ۔ جب اس کی قوت ارادی بحال ہو گی خود بخود ٹھیک ہو جائے گی، زیادہ لوگوں سے ملنے نہ دیا جائے ۔ زیادہ باتیں نہ کی جائیں ______ بار بار حال نہ پوچھا جائے ______ جب کھانے کو مانگے دیا جائے ۔ جب بولنا چاہے بات کی جائے ۔ ہر کوئی اس کے کمرے میں نہ جائے ۔

چونکہ یہ ہدایات غافل صاحب کی موجودگی میں ملی تھیں ۔ اس لئے وہ بھی ان کی پابندی کرتے تھے ۔ ہر روز حال دریافت کرنے آ جائے اگر ماما ٹی ۔ وی لاؤنج میں ہوتیں تو وہیں بیٹھ جاتے ______ سر جھکا کر دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے سے پھنسا کے منکسر المزاجی کا تاثر اپنے چہرے پر چڑھا کے یوں جیسے ان جیسا تابعدار وفا شعار کوئی نہ ہوگا ______ ماما بھی زمانہ بین تھیں ان کے آتے ہی آؤ بھگت شروع کر دیتیں ______ چائے ------ پانی ---- پھل فروٹ اور اگر کھانے کا وقت ہوتا تو زبردستی کھانا کھلا کر بھیجتیں وہ ہر بات میں جی ماما ______ جی ماما کہتے نہ تھکتے ، اور وہ بھی ہمیشہ بیٹا جی کہہ کر مخاطب کرتیں ۔ بہت سی باتیں ان کی سمجھ میں آ رہی تھیں ______ مگر جب تک وہ آئینہ سے سب کچھ نہ سن لیتیں کوئی ردعمل ظاہر نہیں کر سکتی تھیں روزانہ غافل صاحب آئینہ کو ایک نظر دیکھنے اس کے کمرے میں ضرور آتے ۔ اس وقت آنٹی کوکب اس کے سرہانے بیٹھی ہوتیں تھوڑی دیر کرسی پر بیٹھ کر دھیمے لہجے میں اس کا حال دریافت کرتے ۔ اگر آئینہ جاگ رہی ہوتیں تو اپنی آنکھیں موند لیتیں جتنی دیر ______ وہ بیٹھے رہتے آئینہ چت مردوں کی طرح لیٹی رہتیں ۔ وہ اپنی تشویش کا اظہار کر کے چلے جاتے ______ آئینہ احتجاج بھی کرتی کہ ان کو کمرے میں نہ آنے دیا جائے ماما کہتیں ابھی یہ مصلحت کا تقاضا ہے ۔

جتنی دیر سر پہ اوڑھائے تشویش اور فکرمندی کا ماسک چڑھائے غافل صاحب کرسی پر بیٹھے رہتے ...وان کے ظلم و ستم اور گندی زبان یاد آتی رہتی بات بات میں فحش گالی دیتے تھے ۔ گالی کے بغیر تو وہ ...یں نوالہ نہیں ڈالتے تھے مگر شادی سے پہلے ، وہ کتنی شائستہ اور شستہ زبان بولتے تھے خواب بھری ...کرتے تھے ۔ جب بھی آئینہ ان کے دفتر میں جا بیٹھتی ہمیشہ اسے اسے ایک امنگ بھری دنیا کے رنگین ...وں میں پہنچا دیتے پائپ کا کش لگا کے آنکھوں میں کیف بھر کے وہ کہتے بے بی تمہیں نہیں معلوم ہو تم آسمانوں سے اترا ہوا ایک فرشتہ ہو تمہیں سزا کے طور پر نہیں جزا کے طور پر زمین پر بھیجا گیا ہے تم کسی کا دل آباد کرو اور دنیا کی خوبصورتیوں میں اضافہ کرو ۔۔۔۔

کبھی کہتے ______

میری زندگی تو ایک نخلستان کے بموجب تھی ، نخلستان سمجھتی ہو کیا ہوتا ہے ______ ...روں کا باغ ہوتا ہے، لوگ آتے ہیں، میوہ نکالتے ہیں اور چلے جاتے ہیں چھاؤں میں کوئی پناہ نہیں کھجور کا درخت جتنا اونچا ہوتا جائے تنہا ہوتا جاتا ہے میں ایک تنہا شخص ہوں مجھے عورت ذات سے کبھی ...نہیں رہی تم آئی ہو تو مجھے اپنی تنہائی کا شدت سے خیال آیا ہے ۔

کبھی فرماتے ------

او بے بی ______ میں سوچتا رہتا ہوں ، جب تم میری دنیا میں آ جاؤ گی تو کیا ہوگا میں تو خوشی سے مر جاؤں گا ______ پتہ ہے میں کیا کروں گا ایک پل تمہیں ادھر ادھر ...ہونے دوں گا جب تم سونا چاہو گی تو اپنے بازو پر تمہارا سر رکھ کر تمہیں سلاؤں گا جتنی دیر تم سوتی ...گی میں کروٹ نہیں بدلوں گا ______ چاہے میرا بازو سن ہو جائے چاہے میرا بازو اکڑ ...ے رات بھر تمہیں نہیں جگاؤں گا ------- پتہ ہے کیا کروں گا اپنے کمرے کی چھت شیشے ...لگواؤں گا ______

وہ کیوں ______ ؟ وہ پوچھتی ______

اس لئے کہ جب تک سو نہ جاؤں تمہیں دیکھتا رہوں تم میرے بازو پر سر رکھے سوتی رہو اور میں ...ت کے شیشے میں سے تمہیں دیکھتا رہوں ______ دیکھتا دیکھتا سو جاؤں اور جب آنکھ کھلے تو تمہاری صورت نظر آئے ______ اتنی عمر ہو گئی میری ______ اتنی عمر کا پیار جلدی ...لٹانا ہے تم پر ______ سارے فاصلے طے کرنے ہیں ، گاڑی لیٹ ہو جاتی ہے تو اپنی رفتار کو

تیز کر کے پوری کرتی ہے ________

بس بس ________ وہ گھبرا جاتی۔

اور سنو۔۔۔۔۔۔رفتہ رفتہ میں تمہارے دل کے سارے دکھ چن لوں گا ________ اور ہاں پھ
وہ اپنی آنکھوں میں اپنا دل بھر کر کہتے۔۔۔۔۔۔میں تمہاری اجازت سے تمہیں چھو کر دیکھوں گا تم سے پیا
کروں گا۔۔۔۔۔۔۔ٹوٹ کر پیار کروں گا۔۔۔۔۔جیسا کبھی کسی نے نہ کیا ہو بے بی کبھی کبھی ایسا پیار کر
نے کی اجازت دو گی نا؟ ________

دو گی نا؟ ________ اسے چپ دیکھ کر کہتے اچھا اگر نہیں بھی اجازت دو گی تو میں انتظار کر
لوں گا ________ موسم گل کا انتظار ________

میں تو انتظار کا عادی ہوں ________ اور سنو! میرے پھول تمہارے قدموں میں کھلیں گے
جہاں تم پاؤں رکھو گی۔۔۔۔۔۔وہاں میں اپنی ہتھیلی رکھ دیا کروں گا۔۔۔۔۔

ایک بار میری زندگی میں آ جاؤ ________

ایک بار انہوں نے مستعان کی برائیاں کرتے وقت کہا تھا ________

''وہ بڑا کمینہ اور سازشی انسان ہے، لڑکیوں کو پھنسانے کے اسے ہزاروں گر آتے ہیں۔ پتہ ہے
اس نے تمہیں کیسے پھنسایا ہے امریکہ میں ہی تمہیں دیکھ کر تمہارے پیچھے لگ گیا تھا، اس نے اپنی بیٹی کا
نام آئینہ رکھا ہے اپنی کمپنی کا نام آئینہ پروڈکشن رکھا پھر اپنی معصوم بیوی کو تمہارے پیچھے لگا یا وہ آسانی
سے ہار ماننے والا نہیں وہ دور تک تمہارا پیچھا کرے گا۔۔۔۔۔''

آنکھیں موندے لیٹی لیٹی آئینہ پیچ و تاب کھاتی رہتی کہ تعجب ہے وہ اس آدمی کے فریب میں آ گئی
ی جلدی اس نے اپنی زندگی داغدار کر لی۔۔۔۔۔۔

ایک ہفتے میں اس کی طبیعت بالکل سنبھل گئی، سر کا زخم بھی کھرنڈ بن گیا اس نے خود ہی نہا دھو
چھا لباس پہنا خوشبو لگائی اور اپنی پسند کا کھانا پکوا کر کھایا، ماما اس کا پہلے جیسا چہرہ دیکھ کر نہال ہو
انہوں نے غرباء میں پیسے اور کپڑے تقسیم کئے ________ ایسے میں غافل صاحب کا فون آ
ماما نے ان کو نہیں بتایا کہ آئینہ تندرست ہو گئی ہے کیونکہ ان کے آنے پر وہ ویسی ہی رہتی تھی مگر
نے بڑے ادب، اور بڑی محبت سے معذرت طلب کی کہ وہ ایک ضروری کام کے سلسلے میں
م آباد جا رہے ہیں، ایک ہفتہ وہاں قیام ہو گا ایک ہفتے بعد ہی وہ حاضر ہو سکیں گے ________
نے بڑی شفقت سے کہا کوئی بات نہیں ________

آئینہ نے سنا تو جیسے اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔

رات سونے سے پہلے اس نے ماما اور آنٹی کوکب کو ان آٹھ دنوں کی داستان سنائی جو اس نے
ے میں گزارے تھے، ماما کا تو رو رو کر برا حال ہوتا رہا۔

بار بار اس کی پیشانی چوم کر کہیں ________

میری بچی ________ تو اتنی مصیبت اور بیچارگی میں تھی اور ہمیں پتہ ہی نہیں تھا۔

ماما ________ اگر میں اس جہنم میں نہ ہوتی اور اتنا بڑا وقت نہ گزارتی تو آج مجھے فیصلہ
نے کی جرات نہ ہوتی۔۔۔۔۔۔

ماما میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں غافل صاحب سے طلاق لونگی۔ طلاق ________ سمجھ گئی ہو ماما۔

تھوڑی دیر ماما اور کوکب آنٹی چپ بیٹھی رہیں۔

پھر ماما نے کہا۔

بیٹا اچھی طرح سوچ لو کہیں یہ بھی جذباتی سا فیصلہ نہ ہو۔

ماما ______ کچھ اور سوچنے کی گنجائش نہیں ہے ______ ؟ ماما کچھ اور برباد ہونے کی گنجائش ہے کیا آپ ہی نے تو کہا تھا ایک غلط فیصلے کی تائید میں لمبی خودکشی نہیں کرنی چاہیے، ٹھیک ہو ما آپ نے مجھے فیصلے کا حوصلہ دیا۔

گو ماما دل سے چاہتی تھیں ______ وہ اس گھٹیا شخص سے چھٹکارا حاصل کرلے مگر پھر بھی بولیں۔

دیکھو بیٹی! تم نے پہلے شادی کو بچوں کی کھیل سمجھا، اب طلاق کو بچوں کا کھیل سمجھ رہی ہو تمہاری ضدی طبیعت نے ہی ہمیشہ تمہیں مشکل میں پھنسایا ہے ------ ایسا نہ ہو کہ عدالت میں اس شخص کی صورت دیکھ کر تم اپنا فیصلہ بدل دو ______ اور زندگی بھر کے لئے ہمارا بھرم جائے ______

ہاں ______ آنٹی کو کب نے بھی کہا، آئینہ ایک بار طلاق فائل ہو جائے تو اس کو واپس لینے میں ہمیشہ خفت ہوتی ہے عورت اپنا حق ہار جاتی ہے ______ اور شوہر جو چاہے من مانی کرتا رہتا ہے

آنٹی ______ آپ کو میری طبیعت کا یقین کیوں نہیں آتا ______ میری روح کے زخم کیوں نظر نہیں آتے ______ میں نے شادی کا غلط فیصلہ کیا تھا اس شخص نے مجھ پر جادو کر دیا تھا --- مگر اس کے جادو کا اثر کالے علم کی طرح زائل ہو چکا ہے، ماما ______ اس۔ ماں کے سر پر ہاتھ رکھا، مجھے آپ کی قسم، میں طلاق لے کر ہی زندہ رہ سکتی ہوں ورنہ میں مرجاؤں گی۔

اگلی صبح اپنے خاندانی وکیل صاحب کو بلایا گیا طلاق کے کاغذات تیار ہوئے اور عدالت میں داخل کردیئے گئے ایک ہفتے بعد اسلام آباد سے غافل صاحب واپس آئے، تو آتے ہی انہیں طلاق کا نوٹس ملا ______ وہ بوکھلا گئے ------ بار بار پڑھتے ------ پھر گاڑی پکڑی اور سیدھے کے گھر کا رخ کیا۔ باہر گیٹ پر بڑی بڑی مونچھوں والا ایک نیا چوکیدار کھڑا تھا۔ وہ اندر آنے لگے تو اس نے روکا ______ اور گیٹ بھی نہ کھولا ---

غافل صاحب نے بڑی ہتک محسوس کی، اور بولے۔

تم شاید نئے آئے ہو ______ میں اس گھر کا داماد ہوں چوکیدار بولا ______ مجھے پتہ آپ کون ہیں جب تک اندر سے حکم نہ آئے گا کوئی بندہ اندر نہیں جاسکتا۔

غافل صاحب دل ہی دل میں کھول رہے تھے، مگر بدتمیزی یا جھگڑا کر کے معاملات اور بگاڑنا نہ چاہتے تھے ______ گھر جا کر انہوں نے کئی بار فون کرنے کی کوشش کی، ہر بار گھر کا ملازم فون اٹھاتا اور کہتا گھر والے باہر گئے ہیں ______ اس وقت گھر میں کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے دو

بدل بدل کر فون کر کے دیکھا ______ پینترے بدل بدل کر گھر میں آنے کا جتن کیا اس میں ایک ہفتہ اور گزر گیا ______ آئینہ نے گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا، پورا ایک مہینہ غافل صاحب خاموش رہے ----- پھر ایک دفعہ انہوں نے فون کیا اتفاق سے آئینہ نے اٹھالیا۔

آواز پہچانتے ہی گھگھیانے لگے، انہیں معلوم تھا اب ڈرامے والے دھمکاوے سے کام نہیں چلے گا۔

ڈارلنگ: یہ تم نے کیا کر دیا، خدا کے واسطے اپنا نوٹس واپس لے لو ______ ڈارلنگ میں مرجاؤں گا، تباہ ہو جاؤں گا تمہارے بغیر زندہ نہیں رہوں گا ______ اب تم جو کہو گی وہ کروں گا تمہارا غلام بن کے تمہاری ماما کے گھر رہوں گا تمہاری چاکری کروں گا جو کچھ میں نے کیا وہ میرا پاگل پن تھا، میں اپنی محبت کی شدت میں اندھا ہو گیا تھا ----- مجھے پتہ چل گیا تھا کہ میں تمہارے قابل نہیں ہوں تمہیں ہمیشہ اپنے قریب رکھنے کے لئے غلط ہتھکنڈے استعمال کئے ______ میں تمہارے گھر والوں کے سامنے ہر بات کا اعتراف کروں گا ______ مائی ڈیئر بے بی ______ اپنے خوبصورت دل کے صدقے بس ایک بار معاف کر دو ______ مجھے گھر آنے دو ______ ماما سے ملنے دو ______ میں اپنی صفائی پیش کروں گا، یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ مجھے صفائی کا موقع دیا جائے ______

ساری تقریر سننے کے بعد آئینہ سکون سے بولی ______

غافل صاحب: چاند کتنا خوبصورت ہے، اور کتنا اونچا ہے، دنیا اس کو دیکھتی ہے ______ مگر کبھی کبھی اس کو بھی گرہن لگتا ہے تا کہ وہ تکبر کی گرفت میں نہ آجائے ______ میں بھی گرہن میں آگئی تھی میری بھی تطہیر نفس ضروری تھی اس وقت ساری دنیا کہتی رہی کہ آپ پر بھروسے کے آدمی نہیں ہیں مگر میں نے ایک احمقانہ خود اعتمادی کے تحت آپ پر بھروسہ کیا اب اگر ساری دنیا یک زبان ہو کر بھی آپ کی صفائی بیان کرے گی، تو میں اپنا فیصلہ واپس نہیں لوں گی اس عادت نے مجھے ہمیشہ نقصان پہنچایا ہے، مگر ایک نقصان اور سہی۔

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا ______

پھر وہ روزانہ خواہ مخواہ فون کرنے لگا، آئینہ نہیں سنتی تھی ------ ماما نے کہا بھی کہ چند دنوں کے لئے فون لائن کٹوا دیتے ہیں مگر آئینہ نے مخالفت کی، کہنے لگی وہ سمجھے گا ہم اس سے خوفزدہ ہیں ______ ہم اپنے گھر میں رہیں گے فون ٹھیک ٹھاک رہے گا۔

بالآخراس نے ایک اوروطیرہ اختیار کیا جوبھی فون اٹھا تا اس سے کہتا میں صرف ایک بار آئینہ سے ملنا چاہتا ہوں ایک باراورآخری بار پلیز آخری بار اسے مجھے ملنے کی اجازت دیں۔

ایک دن آئینہ نے فون اٹھالیا__________ وہ بڑی ہی یتیم اورغم زدہ آواز بنا کر بولا آئینہ جی ان دنوں کے صدقے میں جب ہم ملے تھے، بس آخری بار مجھے مل تو لیں__________ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نوٹس واپس لینے کی ہرگز نہیں کہوں گا۔

کیوں ملوں آپ سے__________

آپ کی کچھ چیزیں میرے پاس پڑی ہیں، وہ تو لے جائیں۔

مجھے معلوم ہے میری بارہ چوڑیاں آپ کے سوٹ کیس میں تھیں اگر پسند کریں تو بھجوا دیں__________

ہاں وہ تمہاری امانت ہے میرے پاس کچھ اور چیزیں بھی ہیں آخری بار مل کر تمہیں دینا چاہتا ہوں۔

سنو تم جہاں ملنا چاہو میں وہاں آ جاؤں گا کہو تو تمہارے گھر آ جاؤں یا پھر میرا فلیٹ یا دفتر کا کمرہ مناسب رہے گا یا جس جگہ تم کہو خدا کے واسطے تمہیں تمہاری محبوب ہستیوں کی قسم__________ آئینہ بس ایک بار بس ایک بار آخری بار مجھے ملنے کا موقع دو__________

ماما نے جب سنا کہ وہ ملنے پر راضی ہوگئی ہے، تو وہ فکر مند ہوئیں انہوں نے وکیل کو بلوا بھیجا وکیل صاحب نے بھی اس ملاقات کو بے معنی اور بے مقصد کہا__________ مگر آئینہ کے دل میں شاید کوئی غبار تھا جسے نکالنا چاہتی تھی گھر میں کسی کو اس کی بات سے اتفاق نہیں تھا مگر وہ بہادر بن کے ملاقات پر تل گئی۔

اس نے طے کیا کہ وہ اپنی مرضی کے ہوٹل میں ملاقات کرے گی__________ کمرہ بھی وہ خود بک کرائے گی اور ملاقات صرف دس منٹ کے لئے ہوگی۔

وکیل صاحب نے کہا میں درپردہ ساتھ جاؤں گا آئینہ نے اپنی سہیلی سائرہ کو بلوالیا سائرہ امریکہ میں اس کے ساتھ رہی تھی، اوراب لاہور میں ایک بیوٹی پارلر چلا رہی تھی__________

آئینہ نے ایک فائیو سٹار ہوٹل کا کمرہ نمبر 450 بک کیا اور اپنی سہیلی سائرہ کو کمرہ نمبر 455 میں بٹھایا اسے سمجھایا کہ وہ کمرے کا دروازہ کھلا رکھے__________ جونہی کمرہ نمبر 450 میں سے کوئی آواز یا چیخ سنے دوڑ کر آ جائے__________ اور وکیل صاحب سے کہا وہ نیچے لابی میں

ن ڈیسک کے پاس بیٹھے رہیں ڈرائیور سے کہا وہ کار پارک کر کے خود مین گیٹ پر ہدایات کا
ہے، آئینہ نے غافل صاحب سے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ طلاق کا نوٹس واپس لینے کی کوشش
کریں گے بس اس کی چیزیں واپس کریں گے ملاقات صرف دس منٹ تک رہے گی اور
ے کا دروازہ دوران ملاقات کھلا رہے گا۔

ماما اس سارے بند و بست کو لایعنی سمجھتی تھیں، ان کا خیال تھا آئینہ پھر کسی نئی مصیبت میں پھنس جائے گی وکیل صاحب کہتے تھے آئینہ کے لاشعور میں کوئی کانٹا پھنس گیا ہے وہ اپنے آپ کو ustify کرنے کے لئے یہ اقدام کر رہی ہے اس کو اجازت دی جائے سو ملاقات کے روز سب اپنے اپنے مورچوں میں بیٹھ گئے آئینہ نے اپنے لمبے بال چٹیا میں باندھے ہوئے تھے ایک کھلا دوپٹہ چاروں طرف لپیٹ کے وہ کمرہ نمبر 450 میں داخل ہوئی ______ غافل صاحب کھڑے ہو گئے پھر جھپٹ ک اس کے قدموں میں گر پڑے اسے بیٹھنے کا موقع ہی نہیں دیا ______

اپنا ماتھا اس کے قدموں پر رگڑنے لگے با آواز بلند رونے لگے ______ اور گڑگڑا معافیاں مانگنے لگے، اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دو ______ میں کتا ہوں ______ گنہ گا ہوں ______ خطا کار ہوں ______ میں محبت میں اندھا ہو گیا تھا۔ تعصب میں فاتر العقل ہو گیا تھا۔ میں نے تم پر بڑے ظلم کئے بڑے رقیق الزام لگائے میں گٹر کا کیڑا بن گیا تھا۔ ا دفعہ معافی مانگنے سے تو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے۔

میری جان مجھے معاف کر دو ______ سو جوتے مار لو ______ مجھے ______ وہ ا زور زور سے رو رہے تھے کہ ان کے آنسو آئینہ کو اپنے پاؤں پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔ جوتوں اندر اس کے پاؤں گیلے ہو رہے تھے ______ اتنی زور سے انہوں نے اس کی پنڈلیاں پکڑ ر تھیں کہ وہ جنبش بھی نہ کر سکتی تھی میری جان میں نے تمہیں اسی لئے بلایا ہے کہ تم اپنے ہاتھ سے مجھے جوتے مارو ______ یہ جو میری زندگی میں پچھتاوے کی نحوست ہے یہ صرف تمہارے جو مارنے سے ہی جا سکتی ہے ______ مارو مجھے مارو ______ میرے منہ پر تھوک دو میر منہ پر جوتے مارو ______

انہوں نے آئینہ کے ایک پاؤں سے جوتا کھینچ لیا، وہ گرتے گرتے بچی ______ پھ دوزانو ہو کر جوتا اس کی طرف بڑھایا یہی جوتا میرا علاج ہے ______

آئینہ نے اپنا جوتا پکڑ کے پاؤں میں ڈال لیا ان کا چہرہ آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا اور بھنویں منتشر ہو ئیں، کھچڑی بال بکھرے ہوئے تھے ------

بڑے سکون سے بولی۔

میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ کوئی ڈرامہ نہ کیجئے گا میں اس لئے آ گئی ہوں کہ آپ کو بتا سکوں مجھ پر پ کی اداکاری کوئی اثر نہیں کر سکتی ______ میں مستعان کی نفرت میں اتنی آگے چلی گئی تھی کہ پ کی اصلیت کو شناخت نہ کر سکی وہ ایک بھیانک خواب تھا میں تو بھول گئی تھی، آپ بھی صبر کیجئے اس یں بے وقوف لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔ اب اپنا کھیل کسی اور کے ساتھ جاری رکھیئے ______ تن تنہا آپ سے ملنے آ گئی ہوں۔ میری اس جرات سے آپ اندازہ کر لیجئے کہ مجھے آپ سے کوئی ف نہیں ہے ______ آپ کا ایک ایکٹ پلے ہو چکا ______ مزید وقت ضائع کئے ر میری چیزیں مجھے دے دیجئے ______

غافل صاحب کھڑے ہو گئے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا ______ بلکہ پورے ے کا تاثر بدل گیا ______ آنکھوں میں ایک عجیب سی لہر آئی۔

جسے آئینہ نے خطرے کی گھنٹی کی طرح محسوس کیا انہوں نے پاس پڑی میز کی الماری کھولی آئینہ نے سمجھا اس کی چیزیں نکال رہے ہیں ______

مگر انہوں نے تو ایک شیشی نکالی اور اپنے خبیث لب و لہجے میں بولے ______

میں تمہاری اس جرات رندانہ کی داد ضرور دوں گا ______ تاکہ آئندہ تم کسی کو یہ صورت کھانے کے قابل نہ ہو سکو ______ جب یہ تیزاب کی بوتل تمہارے چہرے پر انڈیل دوں گا تو تم ھی زندگی بھر ------ کسی اور کی ہونے کے قابل نہ رہو گی ______

بوتل کھولنے سے پیشتر آئینہ تیزی سے مڑی تاکہ بھاگ جائے انہوں نے اس کی چوٹی ہاتھ میں پکڑ لی آئینہ نے بڑھ کر بستر کا تکیہ نکالا اور منہ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا، اب وہ چیخ کر سائرہ کو آواز نہ دے سکتی تھی، حالانکہ اس نے سائرہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ دس منٹ بعد کمرے کے باہر آوازیں سننے ضرور آئے ______ آئینہ کی چوٹی ان کے ہاتھ میں تھی منہ پر تکیہ رکھ کے اس کو دبایا ہوا تھا بھاگ نہ سکتی تھی ______ چیخ نہ سکتی تھی ______ اپنی دوسری حماقت پر پچھتا رہی تھی ______ کہ انہوں نے کہا ------ پہلے میں تمہارے بالوں کا مسئلہ حل کر دوں جن پر

تمہیں ناز ہے انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈال کے قینچی نکالی ________ قینچی اور تیزاب کی شیشی وہ
ساتھ لائے تھے ایک ہاتھ سے چٹیا کو مضبوطی سے پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے وہ جڑ کے قریب سے چٹیا
کاٹنے لگے۔ آئینہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے بال کٹ رہے ہیں ________ مگر وہ منہ سے تکیہ
نہیں ہٹا سکتی تھی ________ بس اس نے اندازہ کیا جونہی ان کے ہاتھ کی گرفت ذرا ڈھیلی ہوئی اور چٹیا
نیچے گری ________ وہ بجلی کی طرح باہر کو دوڑی ________ کمرہ نمبر 455 کا دروازہ کھلا تھا اندر
گھس گئی اندر سے دروازہ بند ہو گیا صفائی کرنے والی میڈ ٹرالی پر ساری چیزیں سجائے وہاں کھڑی تھی اس
نے فوراً ساتھ کے کمرے کا دروازہ کھولا ________ اور اس میں جا کے صفائی کرنے لگی۔

بوکھلائے ہوئے غافل صاحب جو اپنے قدموں پہ کھڑے نہ ہو سکتے تھے قینچی سمیت فرش پر گر
گئے تھے اس لئے انہیں باہر آنے میں بس ذرا سی دیر ہوئی ________ کوریڈور میں آئے تو
وہاں کوئی نہیں تھا۔ صرف صفائی کی ٹرالی پڑی تھی ________ دوڑ کر لفٹوں کی طرف گئے لفٹ ابھی
نیچے سے اوپر نہیں آئی تھی ________

پھر واپس دوڑتے ہوئے آئے صفائی والی لڑکی باہر نکل کر ٹرالی پر سے چیزیں اٹھا رہی تھی کھردری
آواز میں بولے ________

اے لڑکی۔۔۔۔۔ یہاں سے تو نے کسی عورت کو بھاگ کر جاتے ہوئے دیکھا ہے ________؟

عورت کو ________ وہ لڑکی حیران ہوئی ________ نہیں تو۔۔۔ میں تو جی اندر
صفائی کر رہی تھی ________

پھر وہ دو تین کمروں کنڈیاں ہلا کر بولے ________

ماسٹر کی ہے تمہارے پاس ________ مجھے یہ سب دروازے کھول کر دکھاؤ ________

وہ بولی ________

جی آپ نیچے جا کر اجازت لے آئیں، یہ کمرے تو کل سے بند ہیں میں انتظامیہ کی اجازت کے
بغیر نہیں کھول سکتی۔

بپھرے ہوئے ہاتھی کی طرح۔۔۔۔۔ وہ کبھی ادھر جاتے کبھی ادھر جاتے ________

کمرہ نمبر 455 میں سے سائرہ نے وکیل صاحب کو فون کر کے کہا ڈرائیور کو تھوڑی دیر کے لئے بھیج
دیں اور خود لاؤنج میں بیٹھ جائیں ________ منتظر ڈرائیور انہوں نے اشارہ کیا وہ کار لے کر ہوٹل

اطے سے باہر نکل گیا ڈری سہمی ہوئی آئینہ سائرہ سے لپٹی تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد غافل صاحب ایک ہاتھ میں کٹی ہوئی چٹیا سمیٹے نیچے اتر گئے لاؤنج سے گزرے تو
صاحب نے دیکھ لیا صدر دروازے کے باہر کھڑے ہو کر انہوں کار پارک میں دور دور تک دیکھا
کی کار نہ پا کر وہ اپنی موٹر میں بیٹھ کر چلے گئے۔

وکیل صاحب نے کمرہ نمبر 455 میں فون کر کے سائرہ کو صورت حال بتا کر کہا کہ وہ جلدی نیچے آ
یں مگر آئینہ اتنی خوفزدہ تھی کہ اس سے چلنا بھی محال تھا ________ اس نے سر کو دوپٹے سے اچھی
ح لپیٹ کر دونوں ہاتھوں سے سہارا دیتے ہوئے سائرہ اسے لفٹوں تک لائی نیچے اتری تو سامنے وکیل
حب کھڑے تھے ________ وہ بھی ان کے ساتھ چلنے لگے تو وہ دوڑ کر اپنی گاڑی لے آئے
ل اس میں بیٹھ کر روانہ ہوئے ________

گھر پہنچ کر آئینہ ماں سے لپٹ کر رونے لگی، سائرہ نے انہیں چٹیا کاٹنے کی ساری بات
ی ________

میری بچی میری جان میں نے تو تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ مت جاؤ ____ انسان کی فطرت کبھی نہیں
سکتی ہر انسان اپنی فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے تم بچھو کو دودھ پلا کر بھی پالو تو بھی ڈنک ضرور لگائے گا
ل سے خطا نہیں ہوتی، اور رزیل سے وفا نہیں ہوتی ________ مگر تمہیں پتہ نہیں زندگی کا ایک
نقصان اٹھانے کے شوق کیوں تھا ________؟

خیر ________ سائرہ بولی ________ شکر کریں اس کا چہرہ بچ گیا وہ خبیث تو تیزاب
بوتل بھی ساتھ لے کر آیا تھا، اب آپ اسے سنبھالیں ________

ماما اس کے بے ترتیب کٹے ہوئے بالوں کو کھول کر دیکھنے لگیں ________

ماما ________ سائرہ بولی ________ میں کل صبح دس بجے اپنا سامان لے کر آؤں گی، اور
ا کے بالوں کا اچھا سا ایک ہیئر سٹائل بنا دوں گی کوئی بات نہیں ________ بڑے نقصان کے حق
ا چھوٹا نقصان قبول کرنا چاہیے ________؟ ہے نا ________

دوسرے دن سائرہ نے آئینہ کے بالوں کا ایک اچھا سا سٹائل بنا دیا بالکل بوائے کٹ کر دیا ایسے کٹ سے اسے نفرت تھی مگر کیا کرتی اس کم بخت نے اونچے نیچے بال کاٹ دیئے تھے آئینہ اپنی صورت شیشے میں دیکھ کر رو پڑی ______ بڑی عجیب اور اجنبی لگ رہی تھی ----- اوپری اوپری اسے روتا دیکھ کر ماما نے کہا ______

آئینہ سمجھو یہ تمہاری آخری ضد کا نتیجہ ہے تم نے سمجھا تھا وہ دوستانہ طریقے پر تمہیں نجات دے دے گا اس ضد پر تم نے اپنی پوری شخصیت داؤ پر لگائی ہے ______ اب مجھے رو رو کے نہ دکھاؤ میں پہلے بہت دکھی ہو رہی ہوں کیونکہ صبح سے کئی مرتبہ وہ کم بخت ٹیلی فون پر دھمکیاں دنے چکا ہے ______

کیا کہتا ہے ______ ؟ آئینہ نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

کہہ رہا ہے، میں نے کوٹھی کے اردگرد اپنے بندے خفیہ طریقے سے بٹھا دیئے ہیں ان کے پاس تیزاب کے ڈبے ہیں یا تو وہ آئینہ کو اغوا کرلیں گے، یا پھر اس کے چہرے پر تیزاب پھینک دیں گے میں اپنا بدلہ ضرور لوں گا، میں معاف نہیں کیا کرتا ______

آئینہ اور بھی ڈر گئی ______

ماما ______ اب واقعی مجھے اس سے خوف آنے لگا ہے۔

تو بیٹی: جب تک طلاق مؤثر نہیں ہو جاتی۔ گھر میں سے قدم باہر نہ نکالو ______

آئینہ اتنی خوفزدہ ہوگئی تھی کہ رات کو ماما سے لپٹ کر سونے لگی تھی

وہ روزانہ فون کر کے نئی دھمکی دیتا تھا اب فون کے پاس ایک ملازم بیٹھا رہتا تھا۔

اگلے روز اس نے ملازم سے کہا ______

جاؤ اپنی بیگم سے کہہ دو ______ میں طلاق کو مؤثر نہیں ہونے دوں گا ان کی لڑکی کو اسی طرح صولی پہ لٹکائے رکھوں گا، نہ طلاق دوں گا نہ بساؤں گا ______ اور نہ وہ کہیں دوسری شادی کر سکے گی ______

یہ سن کو آئینہ زار و قطار رونے لگی۔

ماما مجھے اس آدمی سے بچا لو مجھے اس آدمی سے چھڑا لو ماما ______ روؤ نہیں ماما نے تلی دی، میری بات غور سے سنو۔

جس دن نکاح تھا اس دن نکاح نامہ کی خانہ پری کے لئے ہمارے وکیل صاحب ان کی مدد کر تھے گواہ کے طور پر اس نے اپنے دو دوست پیش کئے تھے ہماری طرف سے کوکب کے میاں اور وکیل صاحب گواہ تھے نکاح نامے میں ایک شق ہوتی ہے جس میں لکھا ہوتا ہے خلع کا حق لڑکی کے پاس رہے گا یا طلاق کا حق لڑکے کو دیا جائے گا ہمیشہ لڑکی کے والدین کو یہ شق غور سے پڑھنی چاہیے خصوصاً لڑکے کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو پہلے تو وکیل صاحب نے ایک لاکھ روپیہ حق مہر لکھوایا وہ غرور سے کہنے لگا جو آپ کا دل چاہے لکھ دیں چاہے دس لاکھ لکھ دیں مگر میں نے صرف ایک لاکھ لکھوایا ______

پچاس ہزار معجّل اور پچاس ہزار غیر معجّل ______

جب خلع والی شق زیر غور آئی تو کہنے لگا یہ بھی اپنی مرضی سے لکھ دیں۔ کیونکہ وہ تو اپنی دانست میں ان لڑکی پھنسا چکا تھا مگر مجھے اس کا چلن کوئی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ اس لئے میں نے خلع کا حق بیوی کے لئے محفوظ کروالیا اسی کے تحت ہم نے طلاق کے کاغذات جمع کروائے ہیں، اب وہ کچھ نہیں کر سکے گا کیونکہ نکاح نامے پر اس کے دستخط بھی ہیں۔

ماما او پیاری ماما آئینہ روتے ہوئے اپنی ماں سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے بولی۔

ماما مجھے ٹی۔وی میں کام کرنے سے نفرت ہوگئی ہے مگر میرا دل چاہتا ہے ------ میں ایک بار صرف ایک بار ٹی۔وی سکرین پر جاؤں، اور چیخ چیخ کے ساری دنیا کی لڑکیوں کو بتاؤں کہ دنیا میں ایک کا رشتہ سچا ہے ______

وہ ماں کا رشتہ ہے۔

ماں عافیت ہے ماں سایا ہے۔

ماں دعا ہے ماں وفا ہے ______

ماں کا دل عرش معلیٰ ہے ______

ماں کے دل کی آہ اللہ بڑی جلدی سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ماں کو بنایا ہی اسی لئے تھا کہ

ماں کے دل میں خدا رہتا ہے۔

لڑکیاں کبھی ماں کا دل نہ توڑیں۔

ماں کی نصیحت سے کبھی منہ نہ موڑیں ______

ماں کی نافرمانی کبھی نہ کریں ______

ماں کی دل آزاری کرنے سے زندگی جہنم بن جاتی ہے۔

صرف ماں ہے جو اپنی بیٹی کا بھلا سوچ سکتی ہے۔

اچھا اب زیادہ جذباتی نہ بنو ______ ماما نے کہا ______

آج سونے سے پہلے ذہنی سکون کی گولی ضرور کھالینا۔

وہ دونوں ماں بیٹی گہری نیند سوئی ہوئی تھیں جب مسلسل فون کی گھنٹی بج رہی تھی ______ بجتی ہی چلی گئی ______ آئینہ نے کھینچ کر اپنے آپ کو نیند کی پالکی سے نکالا ______ اور نیم وا آنکھوں سے ریسیور اٹھالیا اسی وقت ماما بھی اٹھ بیٹھیں لاؤ مجھے دو انہوں نے کہا۔

مگر آئینہ ریسیور کان سے لگا چکی تھی۔

ہیلو ______ ہیلو ______ ہیلو جی!

کون ______ توشہ آپی ______ اچھا ______ خیریت ______ میں ٹھیک ہوں۔

بتائیے نیند کھل گئی ہے۔

کیا ______؟ کیا ______؟ جب اس نے منہ پھاڑ کر کئی بار کیا کہا تو ماما اور بھی قریب ہوگئیں ______

اف توشہ آپی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ آئینہ رونے لگی، اتنی دیر بعد مجھے بتایا اب تو میری زندگی برباد ہوچکی ______ اف میرے خدایا یہ ظلم باقی تھا ______ اف میرے خدایا یہ ہونا باقی تھا، آئینہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔

ماما نے اس کے ہاتھ سے فون پکڑ لیا اور بولیں۔

توشہ بیٹی، میں آئینہ کی ماما بول رہی ہوں، مجھے بتاؤ بات کیا ہے جب انہوں نے ساری بات سن لی

______ تو ان کا لہجہ بھی ٹوٹ گیا۔

بیٹی کاش ان باتوں کا پہلے پتہ چل جاتا ______ آئینہ تو بالکل تباہ ہوگئی، ساری زندگی لٹا ٹھی ہے۔

کیا بتاؤں کب آئیں گے ______ ابھی تو تمہارا فون ملا ہے صبح اٹھ کر فیصلہ کریں گے کیا ستعان جا چکا ہے ______

اچھا اچھا ______ فوراً آجائیں ---- کوشش کرتے ہیں۔

بیٹی ہمارے پاس تو امریکن پاسپورٹ ہیں بس صرف سیٹ بک کرنا ہوگی، بک ہوتے ہی تمہیں للاع کردوں گی ______

ہاں ہاں مجھے بھی حالات کی سنگینی کا احساس ہے اور سچی بات تو یہ ہے میں نہیں چاہتی ان حالات ں آئینہ پاکستان میں رہے ______

ہاں ہاں ---- میں سمجھ گئی ہوں، بس صبح ہی تیاری کرلیں گے ---- تم فکر نہ کرو۔

یہ تو بتاؤ تمہاری طبیعت کیسی ہے ______؟ تمہاری بہن کیسی ہے ______؟ مستعان کو ہراسلام کہنا ______ بیٹی ملیں گے تو ساری غلط فہمیاں دور ہونگی ---- ہاں ہاں ----

بس نہ پوچھو جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے ______ بالکل فلموں کی کہانی لگتی ہے۔

اچھا بیٹی ---- ٹھیک ہے ______ ٹھیک ہے ______ انشاء اللہ ---

یہ کہہ کر ماما نے ٹیلی فون بند کردیا، اس وقت رات کے تین بجے تھے، باقی ساری رات دونوں ماں بیٹی نے باتوں باتوں میں گزار دی ______ باتیں جو انہونی تھیں ---- عجیب تھیں ______ غیر متوقع تھیں ______ پتہ نہیں دنیا بھر کی حیرانیاں ان کے آنگن میں کیوں اتر ئی تھیں۔ اب پریشانی تو بس ایک تھی کہ طلاق کا مقدمہ عدالت میں تھا۔

اگلی صبح ماما نے وکیل صاحب کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو سارا معاملہ ان کے آگے رکھ کے مشورہ مانگا۔

وکیل صاحب بولے ______ میرے خیال میں آئینہ کے حق میں یہی بہتر ہے کہ آپ سے فوراً امریکہ لے جائیں وہ خبیث بھی طرح طرح کی دھمکیاں دے کر اس کا سکون غارت کر رہا ہے لوکہ دھمکیوں کا مقدمے پر اثر نہیں ہوگا ______ مگر وہ کوئی انتہائی قدم تو اٹھا سکتا ہے نا؟

ہاں ہاں ______ ماما نے بتایا ______ کل تو وہ باقاعدہ فون پر کہہ رہا تھا کہ

جہاں کہیں آئینہ نظر آئی میں شوٹ کردوں گا، میں پھانسی سے نہیں ڈرتا۔

وکیل صاحب بولے ________

ایک ماہ تو گزر گیا ہے اصولاً اسے عدالت میں پیش ہونا تھا، نہ وہ آیا نہ اس کا وکیل آیا اس کا مطلب ہے وہ جھوٹا ہے اور عدالت کا سامنا نہیں کر سکتا میرا خیال ہے باقی دو پیشیوں پر بھی وہ حاضر نہیں ہوگا۔

اب آپ اس طرح کریں، کہ ڈاکٹر صاحب سے ایک سرٹیفکیٹ بنوالیں کہ آئینہ کے شوہر نے اس پر تشدد کیا تھا سر میں چوٹ آئی تھی اور مزید چیک اپ اور علاج کے لئے اسے امریکہ بھیجا رہا ہے میں صبح ایک سٹامپ پیپر لے آؤں گا، جس پر آئینہ کا ایک حلفیہ بیان لکھوالیں گے کہ وہ ان وجوہات کی بناء پر طلاق لینا چاہتی ہے نیچے اس کے دستخط ہوں گے اور ساتھ میں میڈیکل سرٹیفکیٹ لگادیں گے۔

اس کے علاوہ میں ایک حلفیہ بیان اپنے ٹیپ ریکارڈر پر آئینہ کی آواز میں ٹیپ کرلوں گا۔ اگلی صبح پیشی پر میں تحریری بیان داخل کردوں گا اور تیسری پیشی پر اگر جج صاحب نے کہا کہ سائلہ کو پیش کرو تو میں اس کی آواز میں ریکارڈ کیا ہوا بیان پیش کردوں گا اگر کوئی اڑچن ہوئی تو میں جج صاحب کی فون پر آئینہ سے بات کروادوں گا۔

جیتے رہو بھائی ________ ماما نے کہا ________ اس وقت آپ ہی خضر کی صورت رہنمائی کررہے ہیں۔

تو اب ہمارے امریکہ جانے کا بندوبست بھی آپ کریں، بلکہ آپ ہی سوار کرائیں وکیل صاحب وعدہ کرکے چلے گئے۔

دوسرے روز وہ بیانات قلمبند کروانے آئے تو بولے ________

مسز ناصر! قدرت آپ کا ساتھ دے رہی ہے ________ کل سارا دن میں اک اک ائیر لائن کے دفتر گیا۔ فوری سیٹ کہیں نہیں تھی، البتہ ایک غیر ملکی ائیر لائن کے دفتر میں بیٹھا تھا کہ کسی نے اپنی دو سیٹیں ملتوی کروائیں میں نے فوراً آپ دونوں کا نام لکھوادیا اس ائیر لائن کا روٹ ذرا لمبا ہے، مگر جائے گی نیویارک ہی ________

ماما بے حد خوش ہوئیں، آئینہ کا چہرہ بھی چمکنے لگا۔

وکیل صاحب بولے ________ مگر یہ کل رات کے بارہ بجے لاہور سے نکلے گی کراچی کو

ہر کے آگے چلی جائے گی۔

کوئی بات نہیں ________ کوئی بات نہیں ________ میں تیاری کرلوں گی ہمیں ن سا اتنا سامان لے کے جانا ہے ________ آئینہ نے جلدی سے کہا۔

وکیل صاحب اپنا کام کرکے چلے گئے ۔۔۔۔۔

دوسری رات وہ گیارہ بجے آگئے ________ آئینہ اور ماما طے شدہ پروگرام کے تحت نٹی کوکب کے گھر چلی گئیں تھیں۔ اسی سڑک پر تین کوٹھیاں چھوڑ کے ان کا مکان تھا، وہیں سے ب وکیل صاحب کی کار میں بیٹھ کے روانہ ہوئے اور ائیر پورٹ پہنچ کر جہاز میں سوار ہوگئے، ئینہ کی کار اس کے پورچ میں کھڑی رہی ________ تاکہ کسی کو خیال ہی نہ گزرے کہ وہ گھر ہیں ہیں۔

دوسرے دن گیارہ بجے کے قریب جب آنٹی کوکب برآمدے میں بیٹھیں گھر کی صفائی کروا رہی یں غافل صاحب دندناتے اندر آگئے ________

ہوا یوں کہ چوبیس گھنٹے پہرے دینے والے چوکیدار صبح بے پرواہو گیا تھا، گیٹ کو تالا بھی نہیں لگایا ا ذرا کی ذرا حقے کی چلم بھرنے گیا تھا غافل صاحب جو کار لے کر روزانہ والا چکر لگانے آئے تھے یٹ کھلا دیکھ کر ادھر آگئے گیٹ کھلوایا بھی نہیں بلکہ موٹر کی ٹکر سے دروازہ کھول لیا، ماما آنٹی کوکب سے ہہ گئی تھیں ________ صبح جا کر گھر کی صفائی کرواکے تمام کمرے مقفل کردیں اور پھر دن میں ایک ر چکر لگالیا کریں آنٹی کوکب نے سارے کمرے مقفل کردیئے تھے۔ بس کچن رہ گیا تھا ________ سے وہ صاف کروا رہیں تھیں غافل صاحب کو دیکھ کر حیران ہوئیں ________ اور دل میں شکر بھی کیا ہ وہ لوگ تو کراچی کی حدود سے بھی نکل گئے ہوں گے۔

غافل صاحب آنٹی کوکب کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے اور بدتمیزی سے بولے نکالو میری بیوی و باہر ________؟

کہاں ہے تمہاری بیوی ________ کون ہے تمہاری بیوی ________ آنٹی کوکب ے تیوری چڑھا کر کہا ________ اخلاق سے اتنے گزر گئے ہو کہ بغیر اجازت کے اندر آگئے ہو۔

آپ لوگ اس قابل نہیں کہ آپ کے ساتھ اخلاق برتا جائے میں اک اک کو شوٹ کردوں گا پھر غیر جواب کا انتظار کئے وہ چابی گھماتے ہوئے اندر گھس گئے ________ ہر کمرے کا کنڈا ہلا کر

LAST PHASE

دیکھا سب کمرے مقفل تھے اک اک جگہ جھانک کر دیکھا۔
پھر باہر آ کر بولے________
کہاں چھپایا ہے میری بیوی کو________ بزدلوں کی طرح________
آنٹی کو کب پہلے تو چپ بیٹھی رہیں پھر بولیں۔
اس گھر میں تو وہ نہیں ہیں________ اگر ڈھونڈ سکتے ہو تو جاؤ ڈھونڈ لو________
وہ گرج کر بولا________
وہ حرامزادی اگر پاتال میں بھی ہوئی تو میں اسے تلاش کرلوں گا۔۔۔۔۔۔
ضرور کرلو، میری طرف سے اجازت ہے________
اسے محض دھمکی نہ سمجھیں، میں اس گھر کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا آگ لگادوں گا گرنیڈ سے۔
اتنے میں چوکیدار دوڑا آیا۔
چلو بھئی چلو________ چلو باہر________ کیسے اندر آ گئے________
چل بے بھاڑے کے ٹٹو________ غافل صاحب نے اسے دھکا دیا________ آیا بڑا
نکالنے والا________ میں پھر آؤں گا________ آتا رہوں گا________ آپ کو چین
سے نہیں رہنے دوں گا________ سنا تم نے________
یہ کہہ کر موٹر میں بیٹھے اور موٹر سٹارٹ کر دی۔

مڑ کر بھی آنا چاہوں
مڑ کر بھی آ نہ پاؤں
دامن بچانا چاہوں
دامن چھڑا نہ پاؤں
کس موڑ پر ملے ہو؟

شب کے پچھلے پہر طیارے نے کراچی ائیر پورٹ سے ٹیک آف کیا، تو کئی گھنٹوں سے گم صم ماما اور آئینہ کی جان میں جان آئی۔ رات دس بجے وہ سروں پر چادریں اوڑھے آنٹی کوکب کے گھر سے روانہ ہوئی تھیں۔ دونوں کو ہی دل میں ڈر تھا۔ کہ کہیں وہ خبیث پیچھا کرتا ہوا نہ ٹکر جائے، دونوں ہی سہمی ہوئی تھیں۔ دونوں ہی چپ تھیں، ایک دوسرے سے بات نہیں کر رہی تھیں۔ حالانکہ وکیل صاحب نے ان کی تسلی کرادی تھی ______ انہوں نے اندر تک جانے کا ایک خصوصی پاس بھی بنوالیا تھا پھر بھی وہ دونوں ڈری ہوئی تھیں۔ ٹھیک بارہ بجے لاہور سے طیارہ روانہ ہوا آدھے گھنٹے کے لئے اس نے کراچی رکنا تھا۔ وہ دونوں اپنے سروں سے چادریں نہیں اتار رہی تھیں یوں لگتا جیسے وہ ان کا پیچھا کرتا کہیں طیارے میں نہ آ گیا ہو ______ دونوں اپنی سیٹوں پہ دم سادھے بیٹھی رہیں، تاوقتیکہ طیارے کی بتیاں جل اٹھیں، اور بیلٹیں کھول دینے کے اشارے ملنے لگے ______ آئینہ نے اپنی اور ماما کی چادر طے کر کے بیگ میں رکھ دی، پھر بولی ماما آپ تھک گئی ہوں گی جوتا اتار کے پاؤں میری گود میں رکھ لیں میں آپ کے پاؤں دبادوں ______

ماما نے اپنا تھکا تھکا سر اوپر اٹھایا اور نحیف آواز میں بولیں۔

آئینہ بیٹی، تمہارے باپ کے مرنے کے بعد اب تک میں نے بڑی بہادری کے ساتھ زندگی گزاری ہے کسی مسئلے نے مجھے پریشان نہیں کیا ______ بس ایک تمہاری شادی کا فکر ستایا کرتا تھا مگر بیٹی غافل جیسے بے ہودہ آدمی سے شادی کر کے ------ تم نے مجھے اتنا ہراساں و پریشان رکھا ہے، لگتا ہے میں صدیوں کی مریضہ ہوں ______ تم نے میری عمر کے پانچ سال کم کر دیئے ہیں آئینہ نے آگے بڑھ کر ماں کے دونوں پاؤں اٹھائے اور اپنی گود میں رکھ لئے، ان کے سر کے نیچے دو تکیے رکھ دیئے اور ہولے ہولے ان کے پیر دبانے لگیں ------ ماما بھی نیم دراز ہوگئیں۔

ماما ______ یہ بدنصیبی میری قسمت میں لکھی تھی شاید یہی نافرمانی کی سزا تھی۔ لیکن آپ کی

دعاؤں نے مجھے بچالیا بس مجھے ایک دکھ ہے ماما بی جان کی آخری نشانی یہ بال تھے افسوس وہ بھی نہ رہے، وہ تھوڑی دیر وباتی رہی ______ ماما سوگئیں، آہستہ آہستہ سیٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان کے پاؤں اپنی سیٹ پر رکھ کے اوپر کمبل ڈال دیا ______ اور خود کھڑی ہوکر ادھر ادھر کوئی خالی سیٹ ڈھونڈنے لگی، درمیان والی رو میں اسے خالی سیٹ نظر آ گئی۔۔۔۔۔

وہاں چلی گئی، دومرتبہ ائیر ہوسٹس گزری، اسے غور سے دیکھ کر مسکراتے ہوئے گزری ابھی وہ کھڑی تھی ائیر ہوسٹس قریب آ گئی۔

میڈم کچھ چاہیے ______

ہاں ایک کافی کی پیالی لادو ______

ابھی لاتی ہوں ______ کہہ کر وہ چلی گئی۔

آئینہ سیٹ پر بیٹھ گئی، یہاں وہ اکیلی تھی کوئی اور نہیں تھا۔ جاگنے والوں کے لئے جہاز کی سکرین پر فلم لگ چکی تھی۔

ائیر ہوسٹس کافی لے آئی، اور بولی۔

ایسے لگتا ہے آپ کو کہیں دیکھا ہے، بڑا شناسا چہرہ ہے آپ کا ______

آئینہ مسکرانے لگی۔

کیا کرتی ہیں آپ ______ ؟اس نے پوچھا۔

کچھ بھی نہیں ______ آئینہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ارے یاد آیا ______ ٹی۔ وی میں ______ ٹی، وی میں دیکھا تھا آپ کو ابھی ابھی جو سیریل ختم ہوا ہے۔

ارے آپ آئینہ جمال ہیں ______

ہاں ______ آئینہ نے کافی پیتے ہوئے کہا۔

اور آپ کے بال ______ آپ نے تو بوائے کٹ بنایا ہوا ہے ،اسی لئے پہچانی نہیں جارہیں۔

کہاں ہیں آپ کے بال ______

آئینہ ہنس کر بولی ______ وہ مصنوعی بال تھے۔

اللہ ______ میں بھی سوچتی ہوں اتنے لمبے بال بھلا کیسے ہو سکتے ہیں، ویسے کمال کا

ن تھا ساری کہانی ان مصنوعی بالوں کے گرد گھومتی تھی ______ سیریل میں جب آپ کے پ کے شوہر نے کاٹ دیئے تھے تو ہم سب لڑکیوں کو بہت دکھ ہوا۔

آئینہ۔۔۔ کا چہرہ ایک دم بجھ گیا۔۔۔۔۔ اسے دفعتاً یاد آیا یہی ڈرامے کا کلائمیکس تھا افوہ! بھی ڈرامے اور افسانے زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں، اس کو تو پریشانیوں میں یہ سین یاد ہی نہ تھا بڑا ں سین تھا اور اگر اس نے اس تجربے کے بعد اب کیا ہوتا تو زیادہ بہتر کر سکتی تھی ______

ائیر ہوسٹس اس کو سوچ میں مگن دیکھ کر چلی گئی۔

کافی ختم کر کے اس نے سیٹ سے ٹیک لگائی، فلم دیکھنے کی کوشش کی تو ذہن کی سکرین پر ایک فلم چلنے لگی۔۔۔۔

جمال عبدالناصر فوج میں ایک کرنل تھے۔ان دنوں ان کی پوسٹنگ گلگت میں تھی، وہ پہاڑ
میں گھرے ہوئے ایک خوبصورت گھر میں اپنی بیوی اور اکلوتی بیٹی کے ساتھ رہتے تھے۔نوجوا
کی جنگی مشقیں ہوتی رہتی تھیں، ایک بار اپنے چند جوانوں کے ساتھ وہ جنگی مشق پر روانہ ہوئے
پائلٹ راستہ بھول گیا، اور ان کا جہاز لا پتہ ہو گیا۔سرکاری طور پر انہیں بہت تلاش کیا گیا کوئی سر
نہ ملا ________

مسز مہرالنساء جمال تو مانتی ہی نہ تھیں کہ ان کو کوئی حادثہ پیش آ سکتا تھا وہ ہر آ گئے سے کہتیں دیکھ
ایک روز وہ ضرور آ جائیں گے ________ میرا دل کہتا ہے کہ وہ زندہ ہیں سب دور و قریب
عزیز و اقارب آئے تسلیاں دیں، پرسہ دیا ________ مگر وہ نہ مانتی تھیں۔وہ یہاں سے جا
کو راضی نہ تھیں ان کی ذہنی کیفیت کے پیش نظر انہیں اس گھر میں رہنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

یہاں ان کے پاس جمال صاحب کا ایک وفادار اردلی سردار محمد رہتا تھا، سردار محمد کی بیوی تھی
ایک بیٹا بھی تھا ________ وہ لوگ سرونٹ کوارٹرز میں رہتے تھے۔اردلی سردار محمد نے ایسے
بیگم صاحب کا ساتھ نہیں چھوڑا، اس کی بیوہ جسے سب بی بی جان کہتے تھے، ہمہ وقت مسز ناصر کی د
میں لگی رہتی تھی۔مسز ناصر غم و اندوہ میں اس طرح ڈوبی ہوئی تھیں کہ اپنی اکلوتی بچی کا بھی خیال نہ ر
________ پہلے اسے ٹائیفائڈ ہوا پھر نمونیہ ہوا ________ وہ انتہائی لاغر ہو گئی، دوائیاں
کھا کے اس کے سر کے بال جھڑ گئے، بی بی جان کو اس بچی پر بہت رحم آتا تھا۔جب بیگم صاحبہ غم
نڈھال ہو جاتیں تو بی بی جان آئینہ کو اٹھا کر اپنے کوارٹر میں لے جاتی، اس کی مالش
________ نہلاتی دھلاتی ------ کھلاتی پلاتی اور پھر سلا کر بیگم صاحبہ کے پاس لے
________ یا پھر بی بی جان کا اکلوتا بیٹا اس کے ساتھ کھیلتا رہتا۔بی بی جان کا ایک ہی بیٹا تھا،
سال کا تھا اور آئینہ چار سال کی تھی ________ اس کا نام دلدار محمد تھا جسے وہ بڑے پیار سے
دارے کہہ کر بلایا کرتی تھی ________ آئینہ رفتہ رفتہ دارے سے بہت مانوس ہو گئی وہ بھی ا

ڑا بن جاتا ________ کبھی اس کی سائیکل کے پیچھے دوڑتا ________ کبھی اسے جھولا
تا ________ کبھی گڑیا کے گھروندے بنا کر دیتا، چھوٹی سی آئینہ کے کام کرتے وہ تھکتا نہیں تھا
اداس سے گھر میں ان دونوں بچوں نے رونق لگا رکھی تھی ________ ہنسی گونجتی تو ان کی
باتیں سنائی دیتیں تو ان کی ________ لڑائی جھگڑا ہوتا تو ان کا ________
سال اسی طرح گزر گیا ________

جن دنوں آئینہ بیٹی بہت بیمار رہتی تھی، ڈاکٹر نے اسے بھینس کا خالص دودھ پلانے کی ہدایت کی
، روزانہ کئی میل دور جا کر اردلی سردار محمد کو اصلی دودھ لانا پڑتا تھا، ایک دن بیگم صاحبہ سے اجازت
کر اس نے خود بھینس خرید لی آس پاس کے گھروں میں بھی دودھ دینے لگا اس طرح بھینس کا قرضہ
اتر گیا اور گھر میں دودھ مکھن کی ریل پیل بھی ہو گئی۔

ایک دن صبح ہی صبح اردلی سردار محمد بھینس کے لئے چارہ بنا رہا تھا کہ اس نے دیکھا ایک ملنگ قسم کا
پہاڑی پر چڑھ کر اس کی طرف آ رہا ہے، اس کے سر کے بال اور داڑھی بڑھی ہوئی تھی، لباس اس
طرح تار تار ہو چکا تھا کہ اسے لباس سمجھنا بہت مشکل تھا۔تھوڑا سا لنگڑا بھی رہا تھا۔لباس کے ساتھ
رو پودے اور پتے بھی لپیٹے ہوئے تھے، اس شکل و صورت کا فقیر کم از کم گلگت میں کبھی نہیں دیکھا تھا
محمد نے جلدی جلدی دودھ نکال کر بھینس کو تھپکی دی، اور چارہ اس کے منہ کے آگے ڈال کر، دودھ
بالٹی بی بی جان کو پکڑا دی خود کوارٹر سے باہر آ گیا، وہ نہیں چاہتا تھا ملنگ یا درویش جو بھی ہے، اس
کوارٹر کا دروازہ کھٹکھٹائے پتہ نہیں کوئی مانگنے والا ہے یا جرائم پیشہ شخص ہے آج کل تو لوگ بہروپ
ئے پھرتے ہیں۔وہ شخص اوپر آ کے کچھ فاصلے پہ کھڑا ہو گیا، نہ آواز لگائی۔نہ دست سوال دراز کیا۔

سردار محمد نے اس کے چہرے کو اور حرکات و سکنات کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا اس کے مسخ شدہ
ے پر اس کی آنکھیں زندہ تھیں اور بے چین تھیں دیکھتے دیکھتے کھوجتے کھوجتے اردلی سردار محمد چیخ
ا۔

مالک ________ مالک ________ آپ . ________ آپ ہیں، دوڑ کر ان کے
موں میں گر پڑا۔

انہوں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

بس اتنا ہی کافی ہے کہ تم نے مجھے پہچان لیا سردار محمد انہوں نے لکنت زدہ زبان سے کہا۔

سردار محمد ان کا بازو پکڑ کے انہیں کوارٹر میں لے گیا، کرسی پر بٹھایا تو حیران و پریشان بی بی جان گھبرا کے باہر نکل آئی۔

یہ اپنے مالک ہیں پگلی______ پھر دونوں اُن کے قدموں میں بیٹھ کے رونے لگے، سردار محمد کبھی ان کے ہاتھ چھو کے دیکھتا______ کبھی ننگے پاؤں کو ہاتھ لگاتا______ جسم پر کئی زخم تھے کبھی کپڑے سے ان کو صاف کرتا، اور کہتا۔

سر جی: میں تو آپ کو ہر حلیے میں پہچان سکتا ہوں، سر جی آپ کی راہ تکتے تکتے ہماری آنکھیں پتھرا گئی تھیں پر سچی بات ہے سر جی! بیگم صاحبہ کا یقین کامل آپ کو واپس لایا ہے، وہ ہمیشہ ہر سانس کے ساتھ کہتی تھیں آپ ضرور آئیں گے آپ ضرور آئیں گے، میں ان کو خوش خبری سنا دوں سر جی!

نہیں______ کرنل صاحب نے کمزور آواز میں کہا۔۔۔ پہلے میرا حلیہ ٹھیک کرو۔

اردلی سردار محمد کھڑا ہو گیا بی بی جان سے بولا______

تو صاحب جی کو چائے کے ساتھ انڈے ابال کے دے، میں ابھی سامان لے کے آتا ہوں، جس وقت سردار محمد گھر میں داخل ہوا بیگم ناصر ابھی تک مصلے پر بیٹھی تسبیح کا ورد کر رہی تھیں، وہ ادھر ادھر پھر کے داؤ لگاتا رہا______ اور پھر صاحب کے کمرے میں گھس گیا پہلے کبھی سردار محمد ایسی حرکت نہیں کرتا تھا______ ہمیشہ صاحب کے کمرے کی صفائی کرنے سے پہلے انہیں پوچھ لیا کرتا تھا ۔۔۔۔ نہ صرف یہ کہ وہ اندر چلا گیا بلکہ تھوڑی دیر بعد باہر نکلا تو اس نے تولیے کی ایک گٹھڑی سی بنا کے بغل میں دبائی ہوئی تھی______ ان کے سامنے سے زن کر کے نکل گیا۔

مسز ناصر کو بہت صدمہ ہوا، اور وہ حیران بھی ہوئیں کہ سردار محمد جیسا وفادار اور تابعدار ملازم کے اس طرح دن ہاڑے چوری کر سکتا ہے______

اور سوچتے سوچتے انہیں رونا آ گیا، وہ سجدے میں گر گئیں اور اللہ سے دعا کرنے لگیں کہ اب اور کوئی آزمائش نہ آئے وہ کچھ بھی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں______ ان کا دل اتنا برا ہوا کہ وہ اندر جا کر پھر بستر میں لیٹ گئیں______ کرنل صاحب نے شیو کی نہائے دھوئے کپڑے بدلے______

اردلی سردار محمد خوش ہو گیا______ سر جی آپ بہت دبلے ہو گئے ہیں جی______

سردار محمد جو مجھ پہ گزری ہے وہ میں آپ سب کو ایک ساتھ بتاؤں گا______ یہ معجزہ ہے

کہ میں بچ کے آ گیا ہوں، تم ٹھیک کہتے ہو کسی محبت کرنے والے کی دعاؤں نے مجھے مرنے نہیں دیا______

بی بی جان اور سردار محمد رونے لگے دونوں ان کو لے کر گھر کی طرف آئے۔

بی بی جان نے آواز دی______ بیگم صاحبہ______ بیگم صاحبہ______ دیکھئے تو ہم کیا لائے ہیں، مسز ناصر نے رضائی سے منہ باہر نکالا وہ اس وقت غصے میں تھیں۔ سرہانے شوہر کو دیکھا تو چیخ مار کے بے ہوش ہو گئیں۔

کرنل صاحب کے دفتر میں اطلاع دی گئی۔۔۔۔ وہ لوگ انہیں گھر سے لینے آ گئے۔

یہ ایک معجزہ ہی ہو سکتا ہے، کرنل صاحب نے بتایا______ کہ ہوا کے گرداب میں پھنس کر ان کا طیارہ راستہ بھول گیا پائلٹ کو پہاڑوں کی اونچائی نظر نہیں آئی۔ وہ چونکہ چھوٹا جہاز تھا اس لئے پہاڑ کی چوٹی سے ٹکرا کر ایک گہری کھڈ میں گر گیا ان دنوں برفباری ہو رہی تھی سب کچھ ہولے ہولے برف کی تہہ میں دب گیا جب برف پگھلنے کا موسم آیا تو کرنل جمال نے اپنے آپ کو ہڈیوں اور ڈھانچوں کے درمیان زندہ پایا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ایک لمبی نیند سے جاگے ہوں۔ کئی دنوں تک ان کو اپنے ہونے کا ادراک ہی نہ ہوا۔ وہ اپنے آپ کو اگلے جہان میں ہی سمجھ رہے تھے پھر موسم بدلا پرندے چہچہائے تیز دھوپ کی روشنی کھڈ میں آئی تو انہیں سب کچھ یاد آنے لگا۔۔۔۔ اسی کھڈ میں سانپ اور حشرات الارض سرسراتے رہتے تھے وہیں کبھی کبھی جنگلی جانور بھی نظر آ جاتے تھے ذہنی طور پر وہ مر چکے تھے، اسی لئے انہیں کسی چیز سے بھی ڈر نہیں لگتا تھا، رفتہ رفتہ انہوں نے ادھر ادھر گھوم کے راستہ تلاش کرنا شروع کیا طاقت کے لئے پھول اور پتے توڑ توڑ کے کھانے لگے وہاں ایک عجیب جڑی بوٹی تھی جس کا ذائقہ کھٹے انگور کی طرح کا تھا۔ اس کو کھاتے ہی ان کی طبیعت بحال ہونے لگتی، جسم میں طاقت آ جاتی وہاں وہ اللہ کی قدرت پر نثار ہو جاتے______ کہاں کہاں اس نے ہر ذی روح کو رزق نہیں دے رکھا______ شام ہوتے ہی گھپ اندھیرا چھا جاتا پھر انہوں نے اس کھڈ میں سے تلاش کر کر کے وہ جڑی بوٹی جمع کی۔۔۔۔ دن رات اس کو کھانے لگے، گرتے وقت شاید دائیں ٹانگ کو زخم لگا تھا۔۔۔۔ برف کی وجہ سے غالباً خون تو بند ہو گیا تھا مگر رفتہ رفتہ اب زخم دکھنے لگا تھا وہی بوٹی مسل کے وہ اپنے زخم پہ لگا لیتے______ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا۔۔۔۔ ان کے ساتھیوں کا کیا حال ہوا______ جہاز کے ٹکڑے کہاں گرے______ جب ان کے جسم میں طاقت آئی، تو

انہوں نے ایک محفوظ جگہ سے اوپر چڑھنے کی پریکٹس کی، کئی دن تک وہ جتنا چڑھ پاتے۔۔۔۔ اتنا ہی گر جاتے______ اس کس مپرسی کے عالم میں انہیں انٹرمیڈیٹ میں پڑھی ہوئی ایک انگریزی کی کہانی بہت یاد آئی، جس کا عنوان تھا ''ٹرائی ٹرائی اگین'' یعنی بار بار کوشش کرو یہ ایک چیونٹی کی کہانی تھی جو سو بار گر کر اپنی منزل مقصود پر پہنچ پاتی ہے وہ بھی سو بار گرے ہوں گے، مگر کوشش کرتے رہے چھ ماہ لگے اس کھڈ سے باہر آنے میں______ اور باقی وقت سمت کا تعین کرنے میں لگا۔ یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ پہاڑوں کے اس طرف ہیں یا اس طرف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں چلتے رہنے کی توفیق عطا کی پھر ایک دن ایک چرواہا مل گیا جو بھیڑیں چرا رہا تھا۔۔۔۔ اس سے انہوں نے ساری سمتیں دریافت کیں______ یوں وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

گھر میں گھی کے چراغ جلائے، خیرات اور صدقے دیئے گئے مسز ناصر نے نوافل پڑھ پڑھ کے اپنے رب کا شکر ادا کیا______

فوج نے ان کی ہمتوں کو سراہا، اور ان کو ترقی دی گئی مگر ان کی ٹانگ کا زخم مندمل نہ ہو سکا پاکستان کے تمام ماہرین کو دکھایا گیا انہوں نے کہا______ اگر ٹانگ نہ کاٹی گئی تو سارے جسم میں زہر پھیل جائے گا۔ تب جمال عبدالناصر امریکہ علاج کے لئے چلے گئے انہیں کچھ عرصہ وہاں رہنا پڑا، وہاں انہیں بچپن کا ایک دوست مل گیا جس کے مشورے سے انہوں نے اپنا الگ کاروبار بھی شروع کر لیا اور ایک چھوٹا سا گھر بھی خرید لیا______

امریکن ڈاکٹروں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ ٹانگ کاٹ دی جائے______ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں______ وہ ڈاکٹروں سے اجازت لے کر اپنی بیوی اور بچی کو ساتھ لینے آ گئے۔ تب انہیں محسوس ہوا کہ انہیں فوج سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لینی پڑے گی ٹانگ کٹوانے کے بعد بھی ایک مسئلہ ہی بنی رہے گی اور وہ ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہ ہو سکیں گے بہتر ہو گا وہ امریکہ میں اپنا کاروبار مستحکم کر لیں______

انہی دنوں جب وہ مہر النساء کو امریکہ جانے پر رضا مند کر رہے تھے ایک اور حادثہ ہو گیا______ اردلی سردار محمد اپنی بھینس کو نہلاتا ہوا پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گر گیا۔ اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی جمال صاحب نے اسے فوراً فوجی ہسپتال میں داخل کرا دیا اور اس کے علاج میں پیسہ پانی کی طرح بہا دیا۔

کیونکہ ان کی عدم موجودگی میں جس طرح سردار محمد نے ان کی بیوی اور بچی کا خیال رکھا تھا اور جی سے ان کی خدمت کی تھی وہ اپنے بھی نہیں کر سکتے تھے اس لئے آتے ہی جمال صاحب نے اسے یا تھا آج کے بعد تم میرے بھائی______ اور بھائی کی طرح میرے ساتھ رہو گے۔

ایک دن جب ناصر صاحب اس کا حال پوچھنے ہسپتال گئے تو وہ بہت مضطرب تھا انہیں دیکھتے ہی ______

سر جی! میرے سینے میں کچھ راز ہیں۔۔۔۔ وہ آپ سن لیں تاکہ میری جان آسانی سے نکل سکے۔

جمال صاحب بولے______ سردار محمد مایوسی کی باتیں نہ کرو میں تمہیں علاج کے لئے ہ لے جاؤں گا۔

نہیں سر جی: ہم پہاڑی لوگ ہیں ہم پہاڑوں سے دور جائیں تو ویسے ہی مر جاتے ہیں مجھے معلوم ہرا وقت قریب ہے۔ بس میری ایک بات سن لیں______ میں منت کرتا ہوں جمال ب اس کے پاس بیٹھ گئے۔

سردار محمد نے اکھڑی اکھڑی سانسوں کے ساتھ کہنا شروع کیا۔

سر جی: میری بات کا یقین کرنا نزع کے وقت کوئی جھوٹ نہیں بولتا میری بیوی بہت بڑے آدمی کی ے پہاڑوں کے اس پار ایک قبائلی ریاست ہے اس کا نواب بہت جابر تھا اس کی دو بیویاں تھیں بڑی ں سے صرف ایک بیٹی تھی اور چھوٹی بیگم میں سے چار بیٹے تھے چھوٹی بیگم کے سکھانے پر اس نے ڈوں سے پالی بیٹی ایک اپاہج کے ساتھ بیاہنے کا تہیہ کر لیا جو کہ چھوٹی بیگم کا بھانجا تھا اور بہت بڑی اد کا وارث تھا۔

سر جی میرے والد افتخار محمد نواب صاحب کی جاگیروں کے مہتمم تھے بڑی بیگم صاحبہ نے شادی سے ت پہلے انہیں اپنے کمرے میں بلایا اور جھولی پھیلا کر انہیں واسطہ دیا کہ وہ ان کی بیٹی سنبل جان کو ے نکال کر لے جائیں اور اس کی زندگی بچا لیں اتنا وقت نہیں تھا کہ میرے والد بحث و تکرار کرتے احبہ نے کہا______

تم اپنے بیٹے سے اس کا نکاح کر کے اس کو لے جاؤ ہماری قسمت میں ہوا تو ہم کبھی نہ کبھی اس سے ا گے۔

سو اسی رات میرے والد مجھے اور سنبل جان کو گھوڑے پر بٹھا کر اس ریاست سے نکل آئے اگلے

روز میرا سنبل جان سے نکاح ہوگیا______ اور میرے والد نے مجھے فوج میں بھرتی کرا د
ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد میں اپنی بیوی کو ساتھ لے آیا______ بی بی جان اپنی سنبل جان ہے بڑے
گھر کی بیٹی ہے اس نے شرافت سے میرے ساتھ گزارا کیا ہے میرے والد فوت ہو چکے ہیں اب اسے
سہارا دینے والا کوئی نہیں، اگر آپ میرے اوپر کوئی احسان کرنا چاہتے ہیں تو بی بی جان کو اپنی سگی بھاوج بنا
کر اپنے گھر میں رکھیں اور میرے بیٹے دلدار محمد کو اعلیٰ تعلیم دلوائیں جمال صاحب نے وعدہ کر لیا۔

اسی رات سردار محمد فوت ہوگیا۔

جمال صاحب نے جب یہ بات اپنی بیگم کو بتائی تو اسے یقین آ گیا______ اس نے
جمال صاحب کو بتایا کہ بی بی جان کے آداب اور گفتگو میں اتنی شائستگی ہے کہ صاف لگتا ہے وہ کسی بڑے
گھر کی بیٹی ہے ایک روز آئینہ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مسز جمال بی بی جان کے کوارٹر کے اندر چلی گئی تھیں
اندر سے اس نے کوارٹر کو خوب سجایا ہوا تھا______ چاندنی بچھی ہوئی تھی دو پلنگ پڑے تھے۔
ایک صوفہ پڑا تھا، ہر شے اس کی فطرت کا قرینہ ظاہر ہو رہا تھا وہ بہت حیران ہوئی تھیں کہ اس طبقے کی
عورتوں کو ایسا سلیقہ نہیں ہوتا، پھر یہ کہ بی بی جان انتہائی خوبصورت خاتون تھیں______ ایسے
نقش و نگار جیسے شہزادیوں کے ہوتے ہیں تبھی تو ہر وقت چادر سے منہ ڈھانپے رکھتی تھیں۔

جن دنوں سردار محمد فوت ہوا دلدار نے میٹرک کا امتحان دیا تھا، اس کے بعد______ جمال
صاحب نے ریٹائرمنٹ لے لی اور بچوں کو لے کر لاہور آ گئے یہاں دلدار کو انہوں نے کالج میں داخل کر
ا دیا اب بی بی جان گھر کے اندر رہتی تھیں مسز جمال نے گھر کا سارا انتظام اور باورچی خانہ ان کے سپرد کر
رکھا تھا______

آئینہ بی بی جان کے ساتھ بہت مانوس ہوگئی تھی بچپن میں جب دوائیاں کھا کھا کر آئینہ کے بال
جھڑ گئے تھے تو ایک دن بی بی جان نے مسز جمال سے کہا______ کہ ان کے پاس بالوں کا ایک
خاندانی نسخہ ہے اگر وہ اجازت دیں تو وہ آئینہ کے سر پر لگائے______ بال گھنیرے اور سیاہ ہو
جائیں گے انہوں نے اجازت دے دی______ نسخہ استعمال کرنے کے ایک ماہ بعد آئینہ کے
بہت خوبصورت اور صحت مند بال نکلنا شروع ہوگئے تھے۔۔۔۔

جوں جوں آئینہ بڑی ہوتی گئی______ اس کے بال بھی لمبے ہوتے گئے رفتہ رفتہ اس
کے قد کے برابر پہنچ گئے بچپن میں بھی جو اس کے بال دیکھتا فدا ہو جاتا______ اور پوچھتا کہ اس

کہ اتنے لمبے اور خوبصورت بال کیونکر ہیں بی بی جان ہمیشہ اس کی چوٹیاں بنا دیتیں۔۔۔۔۔۔ اور
کہتیں کم بخت لوگ میری بچی کو نظر لگاتے ہیں، آئینہ کو بھی اپنے لمبے بال بہت اچھے لگتے تھے اس لئے
وہ تیل لگوانے کے لئے ہمیشہ بی بی جان کے پاس آ جاتی، وہی اسے نہلاتیں وہی اس کی کنگھی کرتیں
______ مسز جمال ہمیشہ جمال صاحب سے کہتیں بی بی جان نے لڑکی بگاڑ دی ہے کسی کی نہیں سنتی۔

جمال صاحب کہتے______ کوئی بات نہیں ایک ہی تو ہماری لڑکی ہے______ بگڑ
بھی جائے تو کیا ہے؟

جانتے ہیں لڑکی بھکاری کی ہو یا بادشاہ کی پرائے گھر جانا ہوتا ہے۔

پھر ایک دم ٹھنڈی آہ بھر کر کہتیں______ بی بی جان کی قسمت دیکھ کر دل دہل جاتا ہے۔

اچھا۔۔۔۔ ابھی سے وہم نہ شروع کر دو______

پھر کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ جمال کے جسم میں زہر پھیلنا شروع ہوگیا انہیں فوراً امریکہ جانا پڑا ان
دنوں مسز جمال آئینہ کو بی بی جان کے پاس چھوڑ کر اپنے شوہر کو امریکہ لے گئی تھیں ڈاکٹروں نے ان کی
ٹانگ تو کاٹ دی مگر وہ صحت مند نہ ہو سکے۔۔۔۔۔ مستقل ہسپتال میں رہتے تھے مسز جمال نے ان کا
کاروبار سنبھالا______ وہ کبھی امریکہ چلی جاتیں کبھی لاہور آ جاتیں اب کے جو لاہور آئیں تو
انہوں نے دلدار اور آئینہ کی دوستی کو بہت محسوس کیا وہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہتے تھے
۔۔۔۔۔ ہر وقت ساتھ رہتے اکٹھے کھیلتے اکٹھے آتے اکٹھے جاتے۔

ان دنوں آئینہ کے امتحان ہونے والے تھے۔۔۔۔ وہ خاموش رہیں، امتحان دلوانے کے بعد
اسے اپنے ساتھ امریکہ لے گئیں______ وہاں انہوں نے دیکھا کہ آئینہ روزانہ ایک خط دلدار
کو پوسٹ کرتی تھی اور روزانہ دلدار کا ایک خط یا کارڈ اسے ملا کرتا تھا ایک دن مسز جمال نے اپنا تردد
جمال صاحب پر ظاہر کر کے کہا______

بی بی جان اور دلدار کو اپنے ساتھ رکھ کے ہم نے اچھا نہیں کیا______ خود اپنی لڑکی کی راہ
میں کانٹے بو دیئے______

کیوں مہرو______؟ پھر وہ بولے مہرو ایسی باتیں نہ کیا کرو، دلدار کے والد سے میں
وعدہ کر چکا ہوں کہ اس کی تعلیم مکمل کرواؤں گا اور ہمیشہ اس کی سرپرستی کروں گا۔۔۔۔

اور بیٹی جو ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے؟ وہ بولیں،

آخر بیٹی تو ہم نے بھی بیاہنی ہے اور اس کی رضا بھی دیکھنی ہے۔

سب جانتے ہیں دلدار اردلی کا بیٹا ہے۔

مگر تم اور میں تو جانتے ہیں کہ وہ نوابی خاندان سے ہے۔ تم نے اس کی اٹھان نہیں دیکھی اس کی ماں کی تربیت نہیں دیکھی ______ اردلی ہونا معیوب نہیں ہوتا اس کا باپ بھی فوج میں ہی ملازم تھا ______ گو بڑا افسر نہ تھا اور آج تم بھی ایک بات ذہن میں بٹھا لو اگر میری بیٹی پسند کرے تو اس کی شادی دلدار سے کر دینا ______ وہ تمہارا بیٹا بن کر رہے گا۔ اس کی رگوں میں شاہانہ خون ہے ______"

پتہ نہیں جمال صاحب یہی بات کہنے کے لئے زندہ تھے ______ اگلے ہفتے ان کا انتقال ہو گیا مسز جمال بچی کو لے کر پاکستان آ گئیں آئینہ بھی کالج میں داخل ہو گئی ______

بی بی جان نے دلدار کو بہت سختی سے پالا تھا۔ گو وہ خود زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھیں مگر ان کی اپنی تربیت خوبصورت ہاتھوں میں ہوئی تھی۔ شاہی محلات چھوڑے تو پھر اپنی قسمت پر شاکر ہو گئیں ______ وہ بیگم صاحبہ کے غم کے پیش نظر آئینہ کو اپنے کوارٹر میں اٹھا لاتی تھیں وہ بیماری کے بعد بہت لاغر ہو گئیں تھی بی بی جان اسے تازہ مکھن کھلاتیں دودھ پلاتیں ______ اپنے خاندانی نسخوں سے اس کے بال دھلاتیں دنوں میں ہی آئینہ بہت صحت مند اور خوبصورت نکل آئی تھی۔ دالدار بھی سارا وقت اس کے ساتھ کھیلتا رہتا بلکہ دلدار کی وجہ سے ہی وہ ان کے ہاں پیٹ بھر کر کھانا کھا لیتی تھی دلدار سکول سے آتے ہی بنگلے کی طرف بھاگ جاتا، اگر وہ نہ آتا تو آئینہ خود دارے، دارے کرتی ان کے کوارٹر میں جاتی ______

ایک دن بیگم صاحبہ نے آئینہ کو کسی بات سے بہت پیٹا دلدار نے گھر آ کر اپنے کلے پیٹنے شروع کر دیئے بی بی جان حیران ہوئیں۔

یہ کیا کر رہے ہو کیوں اپنے آپ کو مار رہے ہو؟

آئینہ کو مار پڑ رہی ہے نا؟ میں نہیں دیکھ سکتا میں نہیں دیکھ سکتا رات کو جب وہ سو گیا تو بی بی جان نے سردار محمد سے کہا۔

تمہارا بیٹا قیس کا جانشین بننے جا رہا ہے۔

کیوں ______؟ وہ ہنس کر بولا میرا بیٹا باپ کی طرح قسمت کا بڑا دھنی ہو گا اس کی لیلیٰ خود اس کے گھر آ جائے گی مگر ہوا کیا؟

بی بی جان نے صبح والا قصہ دہرا دیا۔

سردار محمد بہت ہنسا کہنے لگا بچوں کا پیار بڑا معصوم ہوتا ہے تو دکھی نہ ہو اکر بس اس کی زندگی کی دعا کر۔

بولی ______ مجھے قسمت سے بڑا ڈر لگتا ہے، پہلے میں قسمت کو نہیں مانتی تھی اب مانتی

ہوں۔۔۔۔۔۔

دیکھو نیک بخت اگر قسمت کو مانتی ہو تو اس کو بھی قسمت پر چھوڑ دو میں ایک غریب ماں باپ کے گھر پیدا ہوا میری قسمت ایک شہزادی کے ساتھ لکھ دی گئی اس لئے میرے بیٹے کو کچھ نہ کہنا کبھی کچھ نہ کہنا۔

مگر بی بی جان ماں تھیں ان کا دل ہر وقت دہلتا رہتا تھا اصل میں وہ اپنے بیٹے کو زندگی میں کبھی اداس اور ملول نہ دیکھ سکتی تھیں۔ وہ اس گھڑی سے ڈرتی تھیں جب قسمت ان کے بیٹے کی خوشیاں اور مسکراہٹیں چھین لے گی۔

رفتہ رفتہ آئینہ آنو بن گئی اور دلدار دل ہو گیا وہ آواز دیتی دل ______ وہ بھاگا جاتا ______ وہ بلاتا آنو وہ دوڑی آتی ______

ان کی بچپن کی ساری یادیں گلگت کے گردونواح میں پھیلی ہوئی تھیں جہاں کھیلتے کھیلتے وہ بڑے ہو گئے تھے جمال صاحب کی ٹرانسفر بھی زیادہ تر انہی علاقوں میں ہوتی رہتی کبھی وہ ہنزہ ویلی میں ہوتے ______ کبھی بشام میں ______ کبھی کریم آباد میں ______ کبھی خنجراب نیشنل پارک میں وہ ہر جگہ اپنی فیملی کو ساتھ رکھتے تھے، سردار محمد تو لازماً ساتھ ہوتا تھا اور پھر دلدار بھی ساتھ چل پڑتا تھا۔ ان کا بچپن پہاڑوں جھیلوں سرسبز وادیوں میں گزرا تھا ______ پہاڑوں کو سر کرتے ہوئے گھڑسواری کرتے ہوئے ______ کنول کے پھول توڑتے ہوئے ______

لاہور شہر کا شور شرابا انہیں زیادہ پسند بھی نہیں آتا تھا۔ بی۔ اے کرنے کے بعد دلدار نے سی ایس ایس کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے کامیاب کر لیا ______ اور اسے ایک اچھی ملازمت مل گئی۔

ان دونوں کو عادت تھی۔۔۔۔۔۔ کہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کی سالگرہ پر ایک دوسرے کو سرپرائز دیا کرتے ہمیشہ ایک دوسرے کو تنگ کرتے ستاتے ______ اس میں انہیں بہت مزہ آتا۔

ایک دن بی بی جان نے ڈرتے ڈرتے دلدار سے کہا۔

دارے تو اب شادی کر لے تیری ملازمت پکی ہو گئی ہے۔

ٹھیک ہے ماں ______ وہ بولا ______ تو کر دے میری شادی۔

کہاں کر دوں ______؟

واہ واہ ماں ہو کر تجھے پتہ نہیں چل سکا ______

دارے ماں نے کہا اتنے اونچے خواب نہ دیکھا کر مجھے بھی بہت عادت تھی اونچے اونچے خوا۔

یکھنے کی ______

ماں میں نے تجھے کتنی بار کہا ہے کہ اپنی مثال نہ دیا کر میں تو اپنی قسمت اپنے ساتھ لے کر پیدا ہوا ں میں نے پیدا ہوتے ہی تیرے لئے چاندی بہو تلاش کر لی تھی، تو کیوں غم کرتی ہے۔

بی بی جان اندر ہی اندر چپکے چپکے رویا کرتی ان میں ہمت نہیں تھی کہ جا کر بیگم صاحبہ سے رشتے کی ت کر لیتیں اور بیگم صاحبہ انتظار میں رہتیں کہ کب وہ یہ بات خود چھیڑے گی۔

ایک دن آئینہ اور دلدار ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے ______ وہ آنو جانو ۔۔۔ مانو کہتا جاتا ______ اور آئینہ ______ دل ۔۔۔ دل کہتی بھاگتی جاتی ______

مسز جمال ان دونوں کو غصے بھری نظروں سے دیکھنے لگیں ______ جب وہ نظروں سے جھل ہو گئے تو بی بی جان اندر سے نکل آئیں ______ اور مسز ناصر کے قدموں پر گر گئیں۔

یہ کیا کر رہی ہو بی بی جان انہوں نے اسے اٹھایا۔

پہلے آپ میرا کہا سنا معاف کر دیں تو پھر عرض کروں ______

بی بی جان ______ میرے لئے تو آپ ایک محترم بہن کا درجہ رکھتی ہیں۔

بیگم صاحبہ ______ وہ بولیں، میں اس لڑکے کے ہاتھوں آپ سے شرمندہ ہوں اسے کئی مجھا چکی ہوں اسے سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ جوان ہو گیا ہے اور آئینہ بیٹی بھی بڑی ہو گئی ہے وہ دونوں ی تک بچوں کی طرح لڑتے رہتے ہیں۔۔۔۔ میں آپ کا کرب سمجھتی ہوں ______ وہ میرا ہیں سمجھتا۔

بیگم جمال چپ بیٹھی رہیں بی بی جان روتی رہیں ______

آپ کے احسانات ہیں مجھ پر ______ میں کم ظرف نہیں ہوں اپنی حیثیت جانتی ہوں م صاحبہ اس معاملے میں آپ صرف اپنی بیٹی کو منا لیں اگر وہ مان جائے تو میں دلدار کو یہاں سے لے کر جاؤں گی۔

کیا پوچھ لوں اس سے ______ تنی تنی مسز جمال نے کہا ______

بی بی جان نے سر جھکا لیا۔۔۔۔۔ روتی رہیں، پھر آنکھیں صاف کر کے بولیں مجھے اجازت ئے میں اپنے بیٹے کو لے کے یہاں سے چلی جاؤں کیونکہ اس سے اگلی بات کرنے کا مجھ میں یارا

نہیں ______

مسز جمال کچھ دیر سوچتی رہیں، پھر بولیں۔

بی بی جان ______ ان دونوں کا بچپن ساتھ ہے، میں دیکھ رہی ہوں ـ ـ ـ ـ ـ ـ یہ عمر ماننے کی نہیں ہوتی ______ ہم دونوں مائیں ہیں، ہم دونوں ان کا بھلا چاہتی ہیں، ہم دونوں کے شوہر وفات پا چکے ہیں، یہ فیصلے ہمیں کرنے ہیں۔ ہمیں فیصلہ کر لینے چاہئیں ـ ـ ـ ـ رک گئیں ______

میں نے سوچ لیا ہے ______ اگلے ہفتے میں ان کی منگنی کر دوں گی، اور جب آئینہ تعلیم ختم کر لے گی تو ان کی شادی کر دیں گے، آپ اور میں فرض سے سبکدوش ہو کر باقی عمر اکٹھے گزار دیں گے۔

بی بی جان کو مسز جمال سے اس جواب کی امید نہ تھی ان پر ایک شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی پھر بے ہوش ہو گئیں ـ ـ ـ ـ ـ ـ ان کے غم زدہ دل نے نہ جانے کیسے کیسے ارمان اپنے دل میں دبا کے رکھے تھے، اپنے ماضی کو بھلا کے ایک کم تر زندگی پر قناعت کر لی تھی ______ ہر بات دل کے اندر رکھنے سے دل بہت کمزور ہو گیا تھا رنج سہنے سے رنج برداشت کرنے کی عادت پڑ گئی تھی زندگی کی ایک بڑی خوشی نہ برداشت کر سکیں ______ دوبارہ زبان کھولے بغیر خاموشی سے رخصت ہو گئیں ______

ان کے چالیسویں کے بعد مسز جمال نے دلدار کو منگنی کی انگوٹھی پہنا دی اور اسے ایک الگ فلیٹ لے کر دیا یہ کہہ کر کہ

بیٹا: جب تک شادی نہیں ہو جاتی تم الگ رہو گے دونوں وقت کھانا یہیں کھا جایا کرو ہم نے اس دنیا میں رہنا ہے ـ ـ ـ ـ اس لئے کچھ پابندیاں اپنے اوپر لگانی پڑیں گی۔

دلدار فوراً مان گیا ______

ٹھیک ہے ایک ہفتے بعد مسز جمال نے دلدار کو فون کر کے بلایا وجہ نہیں بتائی وہ گھبرایا گھبرایا آ پہنچا، ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو وہاں ایک مدبر سے صاحب بیٹھے تھے ـ ـ ـ ـ ـ اور ساتھ ہی مسز جمال چائے سے ان کی تواضع کر رہی تھیں ______ اسے دیکھتے ہی بولیں ______

آؤ بیٹا ـ ـ ـ ـ ـ آ جاؤ ـ ـ ـ ـ ـ یہ مرزا توفیق علی ہیں بیٹا یہ تمہارے نانا کی ریاست کے وکیل ہیں تمہیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں آ گئے ہیں ______

دلدار نے ان سے مصافحہ کیا، بیٹھ گیا اور سہم کر بولا مجھے ڈھونڈتے ہوئے؟ کیونکہ جب دلدار

جوان ہو گیا تھا تو بی بی جان نے اسے اپنی فیملی بیک گراؤنڈ سے آگاہ کر دیا تھا اور اس کے نانا نانی کا مکمل تعارف بھی کرا دیا تھا۔

جی ہاں ______ توفیق صاحب بولے ______ دلدار صاحب: میں آپ کی نانی کی وصیت کے مطابق ان کی ذاتی جائیداد کے کاغذات آپ کو دینے آیا ہوں، ان کی اپنی جدی پشتی ایک بہت بڑی جاگیر ہے جو انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑی ہے، یہاں آ کر معلوم ہوا کہ آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو چکا ہے افسوس میں انہیں یہ خوشخبری نہ سنا سکا اور نانی جان؟ دلدار نے پوچھا تین ماہ پہلے ان کا انتقال ہوا ہے تین ماہ پہلے ہی تو بی بی جان فوت ہوئیں زندگی بھر وہ پہاڑوں کے اس طرف دیکھتی رہیں انہیں ہمیشہ میکے کی طرف سے آنے والے پیغام کا انتظار رہا عورت کو ہمیشہ میکے سے آنے والوں کا انتظار رہتا ہے ______ نانی جان کی آنکھیں موندنے کے بعد وہ بھی چل بسیں شاید اندر اندھیرا ہو گیا ہو ماں ماں تو کچھ اور انتظار نہیں کر سکتی تھیں، یہ کہہ کر دلدار پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

اللہ کرے تم مرجاؤ ______

مرجاؤ ______ مرجاؤ دارے ______ آئینہ کو جب غصہ آتا ایسے ہی کہتی ______ دلدار بھی اسے حد درجہ تنگ کیا کرتا ______

پتہ نہیں یہ کیسی دوستی ہے بی بی جان دل میں حیران ہوا کرتیں ______ اگر دو دن کے لئے آئینہ اپنی ماں کے ساتھ شہر سے باہر چلی جاتی تو دلدار رو رو کر آنکھیں سجا لیتا کھانا پینا بند کر دیتا کتابیں اٹھا کر ایک کونے میں بیٹھا رہتا، وہ آجاتی تو نئے سرے سے اسے تنگ کرنے لگتا ______

دارے تو آئینہ کو رلا کو خوش کیوں ہوتا ہے ______ ؟ ماں پوچھتی۔

بی بی جان یہ روتی ہوئی بہت اچھی لگتی ہے۔

اللہ کرے تو مر جائے پھر میں تجھے خوب رو کر دکھاؤں آئینہ دانت پیستے ہوئے کہتی۔

تب میں کیسے دیکھوں گا میں تو مرا ہوں گا۔

نہیں نہیں میں اللہ سے دعا کروں گا وہ تجھے دکھائے اس وقت تجھے میرا رونا دکھائے۔

جب وہ بڑے ہوئے تو ایک دوسرے کی سالگرہ کا دن یاد رکھا کرتے ایک دوسرے کو تحفہ ضرور دیتے اور سالگرہ کے دن ایک دوسرے کو سرپرائز بھی دیتے اس کی ابتدا دلدار نے کی تھی جواباً آئینہ بھی ایسی حرکتیں کرنے لگی پہلے وہ ایک دوسرے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مذاق کیا کرتے تھے بڑے ہوئے تو بڑے بڑے مذاق کرنے لگے ______

ایک بار دلدار کی سالگرہ تھی آئینہ علی الصبح اس کے لئے کارڈ لکھ کے پھولوں کا گل دستہ بنا رہی تھی کہ ایک فون آ گیا ______

میں سٹی ہسپتال سے بول رہا ہوں آپ آئینہ جمال ہیں۔

جی ہاں ______ وہ ڈری سہمی بولی۔

دلدار چوہدری حادثے میں زخمی ہو گئے ہیں اور بے ہوشی میں آپ کا نام لے رہے ہیں اس نے

دیکھا نہ تاؤ پھولوں کا گل دستہ پکڑ کے ہسپتال کو دوڑی ______ گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے ایمرجنسی وارڈ کا پوچھا ______ ابھی اس طرف رخ کیا تھا کہ ستون کے پیچھے چھپا ہوا دلدار نکل آیا ______ اور بولا

ہیپی برتھ ڈے ٹو می ______

آئینہ نے سارے پھول اس کے منہ پر دے مارے اور لڑتی جھگڑتی سارا راستہ یہی کہتی رہی اللہ کرے تم مرجاؤ ______

سارا سال وہ بھی سوچتی رہی ______ پلان بناتی رہی۔

اپنی سالگرہ والے دن صبح ہی صبح اس نے اپنی سہیلی کو دلدار کے پاس بھیج کر اطلاع دی کہ سکول کے گراؤنڈ میں آئینہ کو زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے۔۔۔۔۔ بے ہوش پڑی ہے، دلدار نے ایک لمحے کے لئے نہ سوچا اور اس کے سکول میں بھاگتا ہوا پہنچ گیا وہاں آئینہ مزے سے کلاس میں بیٹھی چونگم چبا رہی تھی۔

بی بی جان نے بہت کوشش کی کہ وہ اس قسم کے سنگین مذاق ایک دوسرے کے ساتھ کرنا بند کریں ______

ایک بار جب وہ غصے میں کہہ رہی تھی، اللہ کرے تم مرجاؤ دلدار تو اس نے ہنس کر کہا آنو اگر میں مر گیا تو سب سے زیادہ تم روؤ گی۔

قسم سے نہیں وہ چڑاتے ہوئے بولی مر کے دیکھ لو۔

پھر وہ سنجیدہ ہو گیا، آنو جب تم مجھے بد دعا دیتی ہو تو میں ڈر جاتا ہوں، میرا مرنے کو دل نہیں چاہتا۔

ارے پگلے یہ بد دعا نہیں ہوتی، یہ تو مذاق ہوتا ہے۔

تم مذاق میں بھی ایسا نہ کہا کرو بچپن کی بات اور تھی، اب مجھے اچھا نہیں لگتا میرا دل چاہتا ہے ۔۔۔۔۔ میں ہمیشہ زندہ رہوں، بلکہ مر کر بھی زندہ رہوں۔ واہ واہ دلدار چوہدری صاحب کیا فلسفہ ہے! مر کر زندہ رہنے کا آئیڈیا تو لاجواب ہے۔

یہ کیسا ہوتا ہے بھئی ______

سنو آئینہ ______ میرا دل چاہتا ہے ______ جب مروں تو بھی میں زندہ رہوں۔

آئینہ بے اختیار ہنستی چلی گئی۔

ہاں جی ______ تو کیا فرمایا آپ نے ______ مرکر زندہ رہوں ____ عالیجا

کوئی بڑا کام کیجئے دنیا میں بڑا کام کرنے والے ہی مرکر زندہ رہتے ہیں ۔ جیسے قائدِ اعظم

------نہیں آئینہ میں اور طرح بات کررہا ہوں اول تو میں بہت لمبی عمر تک جینا چاہتا ہوں اور جب مجھے موت آئے تو اس طرح آئے کہ میں چھپ کر سب کچھ دیکھتا رہوں یعنی میں تمہاری ساری حرکتیں دیکھتا رہوں ______

آئینہ کا پھر ہنستے ہنستے برا حال ہوگیا۔

مسٹر دلدار چوہدری! آپ کے خیالات لاجواب ہیں ______

نہیں نہیں آئینہ ______ درحقیقت میں ٹھیک طرح بیان نہیں کرسکتا میرا دل میرا دل ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہے۔

جب تک بندہ زندہ رہتا ہے دل بھی زندہ رہتا ہے آئینہ بولی۔ جب دل مرجاتا ہے تو بندہ مرجا

ہے ______

یہی تو میں کہہ رہا ہوں، میں چاہے مرجاؤں میرا دل ہمیشہ زندہ رہے کیونکہ میرے دل میں

رہتی ہو۔

آئینہ پھر پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی۔

تم ایسا کرو اپنا دل نکال کے ایک مرتبان میں رکھ دو ۔۔۔۔ اور اس کے اوپر لکھ دو۔

یہ ایک ایسے آدمی کا دل ہے، جو خود مرچکا ہے مگر اس کا دل دنیا میں زندہ ہے۔

اچھا چھوڑو وہ چلا کر بولا جب میں اپنی بات تمہیں سمجھانے کے قابل ہوا تو ضرور سمجھا دوں گا۔

جب ان دونوں کی منگنی ہوگئی، تو مسز جمال نے کئی بار آئینہ کو ڈانٹا کہ وہ غصے میں دلدار کو یہ نہ کرے اللہ کرے تم مرجاؤ۔

مگر لاڈ پیار نے اسے اتنا بگاڑ دیا تھا، اور پھر ہوش سنبھالتے ہی اسے دلدار کی جنون خیز چاہت گئی تھی اس لئے وہ کسی کو خاطر میں لاتی ہی نہ تھی اب دلدار بھی اس کی بات کا برا نہیں مانتا تھا وہ کہتا ______ شادی کے بعد وہ اپنے سہاگ کو ہرگز ایسا نہیں کہے گی۔

جب آئینہ نے گریجوایشن کرلی تو مسز جمال نے دلدار سے کہا۔

بیٹا: مجھے کچھ عرصہ کے لیے امریکہ جانا ہوگا پچھلے دو سال میں نہیں جاسکی ______ کارو

کو بھی دیکھنا ہے ______ ہوسکتا ہے ______ مجھے سال یا چھ ماہ وہاں رہنا پڑے اس عرصے میں آئینہ وہاں کوئی کورس کرلے گی پھر واپس آکے انشاء اللہ نئے سال کے شروع میں، میں آپ کی شادی کردوں گی۔

ٹھیک ہے ماما ______ وہ تابعداری سے بولا ______ جیسا آپ کہیں ویسا ہوگا۔

بیٹا ______ تمہارے وکیل صاحب تمہیں ریاست میں آنے کی دعوت دے گئے تھے اس عرصے میں تم جانا چاہو تو ہو آنا ______

نہیں ماما ______ وہ بولا ______ بی بی جان نے مجھے کہا تھا جب کبھی تم اپنے نانا کی ریاست میں جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ لے کر جانا اس لئے جب ہماری شادی ہو جائے گی تو میں آئینہ کو لے کر بڑے ٹھاٹھ سے جاؤں گا۔

اچھا بیٹا تمہاری مرضی۔

ابھی انہیں گئے چھ ماہ ہی ہوئے تھے کہ آئینہ کی سالگرہ آگئی یوں تو ان کی خط و کتابت بھی جاری ہتی تھی ای میل بھی چلتی رہتی تھی اور ہفتے کے ہفتے فون پر بھی لڑائی ہو جاتی تھی۔

مسز جمال کبھی کبھی گھبرا کر سوچا کرتی تھیں ______ کہ آئینہ کا مزاج اتنا جھگڑالو ہے وسرے کی بات سننے کا اس میں حوصلہ ہی نہیں اکلوتی ہونے کی وجہ سے کبھی کسی نے کچھ کہا ہی نہیں اس کو رف دلدار ہی سنبھال سکے گا ۔۔۔۔ وہ ہی اس کی فطرت کو سمجھتا ہے اچھا ہوا جو اللہ نے انہیں گھر یٹھے اتنا اچھا اور سلجھا ہوا داماد دے دیا ۔۔۔۔ اب نہیں اپنے شوہر کی باتیں یاد آتی تھیں، اور وہ دل ہی ل میں ان کے مشورے کو بھی سراہا کرتی تھیں سب کچھ بڑی آسانی اور بڑے آرام سے ہوگیا تھا بس ب بیٹی کی شادی کی ذمہ داری باقی تھی وہ اس فرض سے سبکدوش ہو کر حج پر جانا چاہتی تھیں۔

دلدار کا دوست غیاث الدین اسے لینے ائیر پورٹ آیا ہوا تھا وہ ایک عرصہ سے نیو جرسی میں رہتا تھا جب بھی پاکستان جاتا دلدار کا مہمان بنا کرتا اب پہلی مرتبہ دلدار اس کے پاس آیا تھا، وہ بھی بہت خوش تھا اسے لینے ایک کمرے کے فلیٹ میں لے آیا اور بولا۔

یار: اب یہی میرا غریب خانہ ہے، یہاں تمہارے گھر جیسی سہولتیں تو نہیں ہونگی مگر تم جب تک چاہو یہاں رہ سکتے ہو۔

دلدار نے مسکرا کر کہا۔

میں تو یہاں پل بھر کا مسافر ہوں ٹھکانہ بنانے نہیں آیا۔

بہر حال میں تمہارے لئے چائے بنالاؤں۔

کمرے کے ساتھ چھوٹا سا کچن تھا غیاث الدین چائے بنالایا ساتھ بسکٹ اور بیکری کی چیزیں بھی لے آیا۔

اب اپنا مفصل پروگرام بتاؤ غیاث نے کہا ______

مفصل پروگرام نہیں ہے مختصر قیام ______ مختصر کلام ______ مختصر طعام ______

یار ______ بڑی ترنگ میں ہو، اور بڑے تازہ دم لگ رہے ہو لگتا ہی نہیں کہ اتنا لمبا سفر کر کے آرہے ہو، غیاث نے کہا۔

بات یہ ہے جان من: جب دل میں ایک نازنیں مستقل براجمان ہو تمہاری سیٹ کے ساتھ بیٹھی سرگوشیاں کر رہی ہو تمہاری سانسوں سے اس کی خوشبو نکل رہی ہو تو سفر کتنا بھی طویل ہو تھکاوٹ نہیں ہوتی۔

رشک آرہا ہے تمہاری محبت پر یار اس بار مجھے اپنی منگیتر سے ضرور ملوا کے جانا نہیں شادی کے بعد ملواؤں گا وہ ایسی چیز ہے جس پر نظر نہیں ٹک سکتی۔

وہ دونوں ہنسنے لگے۔

پھر دلدار اپنا سامان کھولنے لگا۔۔۔۔ بولا غیاث یار ______ میرا پروگرام سن لو اب میں نہا دھو کر تھوڑا سا آرام کرلوں۔۔۔۔۔ میں آئینہ کو نیند سے جگا کر ہیپی برتھ ڈے کہوں گا اور سات بجے صبح اس کے فلیٹ کے باہر جا کر بیل دوں گا ___ اور پھر ______

اور پھر ______ غیاث نے جلدی سے کہا!

یہ اتنا بڑا سرپرائز ہے کہ میں جیت جاؤں گا کیونکہ۔۔۔۔۔ میری سالگرہ شادی کے بعد آئے گی ______

غیاث نے کہا ______ اس کے بعد کا پروگرام بتاؤ میں صرف ایک ہفتہ کی چھٹی پر آیا ہوں واپسی کی سیٹ بھی کنفرم کروا کے آیا ہوں پھر جب شادی کے بعد آؤں گا، تمہیں میزبانی کی زحمت دوں گا۔

وہ نہا دھو کر سو گیا ______

شام کو اٹھا۔۔۔۔ چائے پی، کھانا کھایا اور آئینہ کے لئے لایا ہوا گفٹ پیک کیا پھر دونوں دوست ٹی۔وی کے آگے بیٹھ گئے تھوڑی تھوڑی دیر بعد غیاث الدین چینل تبدیل کر دیتا تھا، ایک دم ایک چینل سامنے آ گیا اس پر ایک اعلان بار بار چل رہا تھا بار بار سامنے لکھا ہوا آ رہا تھا، کہ ''ہارٹ ٹو ہارٹ'' ہسپتال میں ایک مریض کے لئے ایک صحت مند دل کی ضرورت ہے اس کی ہارٹ پلانٹیشن سرجری ہوگی، دور و قریب میں اگر کسی شخص کی حادثاتی ______ طور پر موت واقعہ ہو جائے، تو چوبیس گھنٹے کے اندر اس ہسپتال سے رجوع کیا جائے متوفی اگر مسلمان ہو تو زیادہ بہتر ہوگا۔

یار: یہ کیا ہے، دلدار نے ایک دم چونک کر کہا۔

غیاث الدین نے چینل بدل دیا اور بولا ______ ایسے ٹیلپ تو یہاں کا معمول ہیں واپس کرو، واپس کرو دلدار نے وہ چینل دوبارہ لگوایا ______ اشتہار کو دوبارہ سنا اور پڑھا کہ جو بار بار چل رہا تھا۔

غیاث نے کہا یار یہ چینل خصوصی طور پر یہاں کے ہسپتالوں نے خریدا ہوا ہے ______ اس چینل پر زیادہ تر میڈیکل کے پروگرام ہی ہوتے ہیں یا دوائیوں کے اشتہارات چلتے ہیں، اکثر اس چینل پر مختلف ہسپتالوں کی جانب سے اپیلیں آتی رہتی ہیں، کسی کو خون کے کسی گروپ کی ضرورت ہوتی ہے گردے کی ضرورت ہوتی ہے ______ آنکھوں کی ضرورت ہوتی ہے یا مختلف جسمانی اعضاء

کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح یہاں انسانوں کی زندگیاں بچائی جاتی ہیں۔

یہ کتنا نیک کام ہے غیاث گویا الیکٹرانک میڈیا کا ایک بہت ہی مثبت کام سامنے آیا ہے۔

ہاں یار: یہاں رہ کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا انسانیت کی خدمت کیا ہے ______؟ جذبہ تو ان لوگوں میں ہے ______

غیاث نے کہا، تم ذرا ٹی۔وی دیکھو میں ریستوران سے رات کا کھانا لے آؤں، کیونکہ آج رات تو مجھے بھی تمہارے عشق کے لئے جاگنا ہوگا۔

یہ کہہ کر غیاث نیچے آ گیا۔

دلدار نے دیکھا ______ دل کی سرجری والا اشتہار بار بار چل رہا تھا۔

پتہ نہیں اسے کیا سوجھی ______ سامنے سے قلم اٹھایا ______ کاغذ اٹھایا اور انگریزی زبان میں لکھنا شروع کر دیا۔

یہ میری وصیت ہے۔

جو میں دلدار محمد چوہدری بقائمی، ہوش و حواس لکھ رہا ہوں۔

اگر زندگی میں میرے ساتھ کوئی ایسا حادثہ پیش آ جائے کہ میں جانبر نہ ہوسکوں، تو میرا دل میری آنکھیں میرے گردے اور میرے دیگر اعضاء ایسے مریضوں کو لگا دیئے جائیں، جن کی زندگیاں یہ اعضا لگانے سے بچ سکتی ہوں۔

نیچے اس نے اپنے دستخط کر دیئے اور تاریخ بھی لکھ دی ______

غیاث واپس آیا اور میز کے قریب آ کر بیٹھا تو اس نے لکھا ہوا کاغذ اٹھا لیا اسے پڑھا اور حیران ہو کر دلدار سے مخاطب ہوا۔

یار: یہ کیا مذاق ہے ______

مذاق نہیں یہ وصیت ہے۔

مگر ابھی سے کیوں ______؟ ایک تو یہ کہ اپنی محبوبہ کی سالگرہ کے دن یہ نیکی اسے تحفۃً دینا چاہتا ہوں دوسرے یہ کہ میں نے کسی جگہ پڑھا تھا، وہ بولا کہ نیکی کا خیال دل میں بس پل بھر کے لئے آتا ہے مگر بدی کا خیال بہت دیر تک انسان کا پیچھا کرتا ہے اگر انسان نیکی کے خیال پر فوراً عمل کرے تو وہ جنت خرید لیتا ہے ورنہ بدی کا خیال دور تک اس کا پیچھا کر کے اسے اپنے دام میں گرفتار کر لیتا ہے بس یہ

شتہار دیکھتے ہی نیکی کا ایک خیال میرے ذہن میں آیا تھا مجھے پتہ ہے میری عمر بہت لمبی ہے ابھی مرنے الا نہیں ہوں مگر نیکی کا ایک خیال کاغذ پر لکھ دینے میں کیا ہرج ہے۔

غیاث نے تسلی کا سانس لیا۔

یار تو ہمیشہ سے عجیب ہے۔

نہیں ہمیشہ سے میں غریب تھا، عجیب تو اب ہوا ہوں۔

وہ دونوں ہنستے رہے کافی پیتے رہے باتیں کرتے رہے۔

جب بارہ بج کر ایک منٹ ہوا تو دلدار نے آئینہ کے گھر کا نمبر ملایا اس نے فوراً اٹھا لیا۔

ہیپی برتھ ڈے آنو، دلدار نے محبت سے کہا۔

''میں تمہارے فون کے انتظار میں جاگ رہی تھی تھینک یو دل'' اس نے محبت سے کہا۔

دیکھ لو، ہم ہمیشہ تمہاری توقعات پر پورا اترتے آئے ہیں، دلدار بولا۔

اسی لئے تو آپ ہمیشہ سے ہمارے دل میں ہیں اس نے اسی کے انداز میں کہا، پھر دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ماما سو گئیں ______

ہاں ماما سو گئیں ______؟

وہ بولا صبح سات بجے تمہیں میرا ایک حسین و جمیل تحفہ ملے گا۔

سات بجے کیسے ملے گا؟ وہ بولی ______

بھئی بندوبست میرا ہے، تم کیوں فکر کرتی ہو، بس تم سات بجے تک جاگتی رہنا۔

نہیں دل ______ میں تو بارہ بجے تک۔۔۔۔ بمشکل اپنے آپ کو جگا سکی ہوں ______

بہر حال ______ کوشش کر کے دیکھو۔

تھوڑی دیر تک وہ باتیں کرتے رہے، پھر دلدار نے جلدی فون بند کر دیا، تاکہ وہ سمجھے کہ فون کستان سے ہی تھا ______

ٹھیک سات بجے بہت سے پھول اٹھائے دلدار نے جا کر اس کے گھر کی بیل بجائی دروازہ ئینہ نے کھولا۔

سامنے دلدار کو دیکھ کر اس نے زور سے چیخ ماری ______ اور بولی۔

اللہ کرے تم مر۔۔۔۔۔۔

پھر ایک دم رک گئی دلدار اندر جا کر بے اختیار اس سے لپٹ گیا وہ پہلے کبھی اس طرح نہیں ملا تھا ماما چیخ سن کر باہر آ گئیں ________

وہ دونوں گلے مل رہے تھے اس لئے دوبارہ اندر چلی گئیں۔

آئینہ اس کو ہلکے ہلکے مارنے لگی تم نے بتایا کیوں نہیں تم نے بلف کیا۔۔۔۔ اللہ کرے ۔۔۔۔۔اللہ کرے۔۔۔۔

آج تم مجھے بددعا نہیں دوگی۔۔۔ مجھے معلوم ہے، وہ ہنس کر بولا۔

پھر ماما سے ملنے اندر چلا گیا۔

ماما نے اسے پیشانی پر پیار دیا، دعائیں دیں اور بولیں۔

بیٹے مجھے تو اپنے آنے کی اطلاع کر دیتے ________

بس ماما ________ وہ سر جھکا بولا، بعض دفعہ بے ارادہ بہت بڑی غلطی ہو جاتی ہے۔

تم لوگ یہ بچوں والی عادت کب چھوڑو گے، تھوڑے دنوں میں تم دونوں ذمہ دار شہری بننے والے ہو۔

اس سے پہلے ماما جی ہم تھوڑی سی غیر ذمہ دارانہ حرکتیں کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ تا کہ بعد میں سنجیدہ بن جائیں، وہ بولا۔

کیا مطلب ________ ماما نے پوچھا۔

آج میں اور آئینہ گھومنے جائیں گے ________

آئینہ ماما نے کہا ________ تم نے تو پانچ بجے اپنی کچھ دوستوں کو بلا رکھا ہے۔

ہاں ماما تب مجھے پتہ نہیں تھا کہ اچانک ________ دلدار کی طرف دیکھ کر بولی، یہ بلا نازل ہو جائے گی۔

ماما ہم پانچ بجے سے پہلے آ جائیں گے ________ وعدہ رہا ________ وعدہ وہ منت کر کے بولا۔

آئینہ مگر تم نے تو ابھی شاپنگ کرنا ہے شام کے لئے۔

ماما ہم کھانے پینے کی ساری چیزیں لیتے آئیں گے، آپ فکر نہ کریں۔

آئینہ بھی جیسے دل ہی دل میں تیار ہو گئی ________

ماما اگر میری فرینڈز آ جائیں تو پلیز ہمارے آنے تک انہیں بٹھائے رکھنا۔

آئینہ دوڑ کر اپنے بیڈروم میں تیار ہونے چلی گئی۔

ماما نے پوچھا بیٹا تمہارا سامان کہاں ہے ________؟

ماما وہ میں نے ایک دوست کے گھر چھوڑ دیا تھا۔

کیوں بیٹا ________ تمہیں سیدھے یہاں آنا تھا۔

ماما ________ وہاں میں کل دوپہر کو آ گیا تھا، یہاں کیسے آ سکتا تھا آئینہ کو سرپرائز جو دینا تھا۔

دلدار بیٹا: بس اب یہ عادتیں چھوڑ دو ________ بیٹا۔۔۔ میرے دل کو دھڑکا لگا رہتا ہے۔

ٹھیک ہے ماما ________ بس آج جانے کی اجازت دیں یہ آخری سرپرائز تھا۔ پھر واقعی ہم دونوں سنجیدہ ہو جائیں گے۔

وہ تیار ہو کر جلدی آ گئی، دونوں نے ماما کو خدا حافظ کہا۔

آئینہ کے پاس گاڑی تھی، وہ چابی گھماتی نیچے آ گئی۔

ہاں جی ________ مسٹر سرپرائز اب کے تو آپ جیت گئے، اس جیت کی خوشی آپ دنیا کے کس کونے پر جا کر منانا پسند فرمائیں گے۔

آنو تم نے ایک بار مجھے بتایا تھا نا کہ تم نے یہاں ایک بہت ہی خوبصورت وادی دیکھی ہے۔ جس کو نئی تہذیب کے ہاتھوں نے چھوا تک نہیں وہاں قدرت اپنے حسن کے ساتھ بے نقاب نظر آتی ہے ________ شاید۔۔۔۔۔۔ اس کا نام ________ تم نے شانن دوہا بتایا تھا ________

شانن دوہا ________ وہ دونوں موٹر میں بیٹھ گئے اور آئینہ نے موٹر سٹارٹ کر دی پتہ ہے کہاں ہے وہ وادی؟ رچمنڈ ورجینا کے پاس ہے۔

مگر ہے تو۔

پتہ ہے کتنی دور ہے یہاں سے۔

بس مجھے دوری اور فاصلہ نہ بتاؤ، مجھے وہاں لے چلو یہاں امریکہ کی سڑکیں اتنی خوبصورت ہیں ٹریفک کا نظام منظم ہے یہاں کیا مشکل ہے۔

دلدار اگر آنے جانے میں دیر ہو گئی تو ماما پریشان ہونگی شام کو پارٹی بھی ہے۔ آئینہ نے کہا۔

دیکھو اس وقت دن کے آٹھ بج رہے ہیں، دس بجے کہیں پر رک کر ناشتہ کریں گے پھر

سیدھے رچمنڈ ورجینا کو دوڑ لگائیں گے، میں وہاں ایک خوبصورت ترین جگہ دیکھ کر تمہیں سالگرہ کا تحفہ دوں گا ________

اچھا ________ تحفہ ساتھ لائے ہو تم؟

جی ہاں ________ جی ہاں ________

دکھاؤ تو ________

کیوں دکھاؤں ________ خاص الخاص تحفہ ہے۔۔۔۔۔۔انتہائی حسین مقام ڈھونڈھ کر دوں گا۔

مجھے پتہ ہے دل ________ آج تم نہیں مانو گے ________ آج تم میرے مہمان جو ہو۔

وہ ہنسنے لگا ________

کل تمہاری جان بن جاؤں گا آنو جب تم دل کہتی ہونا؟ تو میرا دل چاہتا ہے میں زندگی بھر دل بن کر دنیا میں رہوں۔

یہ کیا بات ہوئی ________ دل بڑی پیاری شے ہوتی ہے، بس دل ہی ہے جو کچھ دنیا میں ہے ________ میں چاہتا ہوں ________ میں اگر مر بھی جاؤں تو میرا دل زندہ رہے۔

دل تم پھر پٹڑی سے اترنے لگے ہو، سنو! میں جب سے یہاں امریکہ میں آئی ہوں، مجھے اپنی حماقتوں کا بڑا احساس ہونے لگا ہے۔

کیسی حماقتیں ________؟ بھئی مجھے تو تم اپنی حماقتوں سمیت قابل قبول ہو۔

دل میں جب سے امریکہ آئی ہوں، مجھے طرح طرح کے وہم ستانے لگے ہیں، کبھی کبھی سوچتی ہوں اگر ہماری شادی نہ ہو سکی تو ________ بس اس فکر میں ساری رات نیند نہیں آتی ________

کیوں نہ ہو گی شادی ________ وہ بولا ________ اب تو بس چند ماہ رہ گئے ہیں پتہ ہے آنو میرا دل کیا چاہتا ہے، میرا دل چاہتا ہے ________ میں لاہور سے سہرا باندھ کے جہاز میں بیٹھ جاؤں، سارے مسافروں کو بارات بنا کے لے آؤں یہاں میرا تمہارا نکاح ہو اور تمہیں رخصت کروا کے رات کی فلائٹ سے پاکستان لے جاؤں اور اگلے دن وہاں ہمارا ولیمہ ہو ________

دل ________ کیا تم بائیانک (Bio Nic Man) مین ہو۔ کہ اس طرح سفر کرنا چاہتے ہو ________

بس بس ________ میرا دل نا؟ اڑنے کو چاہتا ہے ________ اڑن طشتری کی طرح مگر تمہیں بغل میں دبا کے۔۔۔۔۔اسی لئے تو میں نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور یہاں آ گیا۔

اچھا اب یہاں رک کے ناشتہ کر لیں۔

انہوں نے ایک جگہ رک کے ناشتہ کیا اور پھر چل پڑے۔

شانن دوہا کی وادی رچمنڈ ورجینا سے آگے تھی، یہاں رک کے انہوں نے ساحل سمندر کا نظارہ کیا ہنستے گاتے مسکراتے وہ چار بجے وادی میں پہنچ گئے۔

وہ اتنی خوبصورت جگہ تھی کہ دلدارا اسے دیکھ کر نہال ہو گیا ________ وہاں حد نظر تک قدرتی حسن بکھرا ہوا تھا، چھتریوں کی شکل کے درخت پوری وادی میں پھیلے ہوئے تھے اوپر ایک پہاڑی تھی جس کے اردگرد گول گول سڑک جاتی تھی راستہ کافی خطرناک تھا، جگہ جگہ ہدایات لکھی ہوئی تھیں جگہ جگہ قدرتی غاریں نظر آ رہی تھیں نوکیلے پتھروں نے منہ باہر نکالے ہوئے تھے۔

شائقین کی موٹریں آہستہ آہستہ اوپر جا رہی تھیں اور چکر لگا کر دوسرے راستے سے واپس آ رہی تھیں۔

ہدایات کے بورڈ چمک رہے تھے۔

''گاڑی بہت آہستہ چلائیں''

''آگے نازک موڑ ہیں''

اس سے آگے گاڑی مڑ نہیں سکتی'

پہاڑی کی چوٹی پر جانا منع ہے۔

پہاڑی کی چوٹی خطرناک ہے۔

یہاں پر سیر کی حدود ختم ہوتی ہیں۔

اب آپ واپس جائیں۔

وہاں کچھ اور موٹریں بھی کھڑیں تھیں۔۔۔۔لوگ اس حد پر دم بھر کو رکتے پھر واپس آ جاتے ________

آئینہ نے وہاں موٹر روک دی وہ دونوں باہر نکل آئے۔

آئینہ نے چاروں طرف نظر دوڑا کر کہا ________

دل ________ یہ وہ جگہ جس کے بارے میں میں نے تمہیں لکھا تھا، کہ ہنی مون کے دنوں

میں یہاں آیا کریں گے، دیکھو کیسا سناٹا ہے ______ وہ جگہ دنیا سے کتنی دور لگتی ہے۔ یوں لگتا ہے ______ یہاں بس آسمان ہے اور یہ زمین ہے ______ اور اس زمین پر کسی ابن آدم کے قدم نہیں پڑے۔۔۔۔۔۔۔ اسی لئے تو یہ اتنی خوبصورت ہے۔۔۔۔ غور کر کے سنو۔

سناٹا بول رہا ہے۔۔۔۔ سناٹے کی آوازیں آرہی ہیں۔

دلدار آنکھیں بند کئے آئینہ کی باتیں سن رہا تھا،

دل۔۔۔۔۔ یہ کیا تم نے آنکھیں بند کر لیں، بلکہ یہاں آکر تو آنکھیں کھل جاتی ہیں ______

نہیں میں تمہاری آواز سن رہا ہوں پتہ ہے جب تم بولتی ہونا؟ تو ساری وادی میں تمہاری آواز پھیل جاتی ہے، ایسے لگتا ہے وادی بول رہی ہے تو ہوائیں تمہاری آواز چرا لیتی ہیں۔

اس نے اپنی جیب سے ڈبیہ نکالی، بولا اس جگہ میں تمہیں سالگرہ کا تحفہ دوں گا۔

ارے اتنے خوبصورت کنگن کس قدر چمک رہے ہیں، آئینہ نے لپک کر پکڑ لئے اف اف یہ تو کسی ملکہ کے کنگن لگتے ہیں۔

دلدار بولا یہ بی بی جان کے کنگن ہیں وہ جب اپنی ماں کے گھر سے چلنے لگیں تھیں، تو میری نانی نے ان کو یہ کہہ کر دیئے تھے کہ میری ماں کی نشانی ہے تم لے جاؤ تمہارے کام آئیں گے۔

تبھی۔۔۔۔۔ تبھی۔۔۔۔۔ آئینہ بولی تمہاری نانی ماں ملکہ ہی تو تھیں آئینہ بولی آنو بی بی جان نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے مجھے یہ کنگن دکھا کے کہا تھا کہ تم پہلی رات اپنی دولہن کو یہ تحفہ دو گے ______

اور تم اسے یہاں اٹھا لائے ______ شادی کے بعد ہی دیتے نا؟ ______

شادی کی رات پتہ نہیں میں اپنے ہوش و حواس میں ہونگا کہ نہیں اس لئے میرا دل چاہا، شادی سے پہلے جو آخری سالگرہ آرہی ہے اس پر تمہیں دے دوں آئینہ بڑی محبت سے اور بڑی چاہت سے کنگن دیکھ رہی تھی، پھر بولی۔

اب اپنے ہاتھوں سے پہناؤ نا مجھے ______

دالدار نے آسمان کی طرف دیکھا پھر گھوم پھر کر چاروں طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔

کسی ایسی جگہ کھڑے ہو کر پہناؤں جہاں بی بی جان بھی دیکھ سکیں۔

پگلے روحیں ہر جگہ دیکھ سکتی ہیں، آئینہ نے کہا۔

نہیں نہیں میرے ساتھ آؤ اس نے آئینہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا۔

کہاں جا رہے ہو دل کہاں جا رہے ہو دل آئینہ چیخنے لگی اس پہاڑ کی چوٹی پر جانا ممنوع ہے۔ وہ دیکھو جگہ جگہ بورڈ لگے ہیں۔

وہ بولا ایک منٹ کی بات ہے بس اس چوٹی پر کھڑے ہو کر یہ کنگن پہناؤں گا پھر ہم نیچے آجائیں گے۔

دلدار میری بات سنو ______ پلیز کسی ٹریفک والے نے دیکھ لیا تو ہمارا چالان ہو جائے گا۔

کوئی بات نہیں، ہم چالان بھر دیں گے مگر آج میں آسمان کے کنارے چھو کر یہ کنگن پہناؤں گا ______ کتنا مزہ آئے گا ______ وہ اسے گھسیٹتا ہوا اوپر لے گیا اور پہنچ کر اندازہ ہوا کہ چوٹی واقعی خطرناک تھی، اس کا آخری سرا نیزے جیسی چوٹی پر بمشکل ایک آدمی کھڑا ہو سکتا تھا۔ پتہ نہیں دلدار میں اتنی فولادی قوت کہاں سے آگئی تھی اسے کھینچ کر اوپر لے گیا۔ دونوں نے بمشکل قدم ٹکائے، آئینہ تھر تھر کانپ رہی تھی اور ڈر کے مارے نیچے نہیں دیکھ رہی تھی۔ دلدار نے باری باری اس کی نہوں میں کنگن پہنا دیئے اور جب بے خیالی میں اسے گلے لگانے لگا دونوں توازن قائم نہ رکھ سکے اور ڑھکتے ہوئے نیچے آنے لگے ایک جگہ جہاں غار کا پتھر نکلا ہوا تھا۔ آئینہ وہاں اٹک گئی مگر دلدار لڑھکتا ہوا ور پٹخنیاں کھاتا ہوا زور سے پکی سڑک کے درمیان آکے گرا ادھر سے ایک موٹر آرہی تھی لاکھ بچانے کے وجود موٹر کے ایک پہیے نے اس کا سر کچل دیا۔

غیاث الدین چار بجے سے دلدار کا انتظار کر رہا تھا گو اس نے چلتے وقت دلدار کی جیب میں سے ہنا کارڈ ڈال دیا تھا کہ وہ راستہ نہ بھول سکے پھر بھی اسے آئینہ کے گھر اتارتے وقت اس نے کہا تھا کہ وہ ار بجے دفتر سے آجائے گا اگر اسے موٹر کی ضرورت ہوئی تو وہ آکر لے جائے گا۔

پتہ نہیں کیوں جوں جوں دیر ہو رہی تھی اسے بے چینی ہو رہی تھی۔

بے چینی ماما کو بھی ہو رہی تھی چھ بج گئے تھے آئینہ کی سہیلیاں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ آئینہ نے دو بجے تک تو موٹر میں سے انہیں فون کیا تھا اس کے بعد موٹر کا فون بند ہو گیا تھا ______ ماما کا دل ٹھا جا رہا تھا۔

فون کی گھنٹی بجی تو غیاث الدین نے لپک کر اٹھایا ایک آدمی امریکن لہجے میں بول رہا تھا

______

ہسپتال میں ایک ایکسی ڈنٹ کا زخمی آیا ہے، اس کی جیب میں آپ کا کارڈ تھا۔ حالت مخدوش ہے جلدی پہنچیے ________

غیاث الدین گھبرا کر ہو گیا ________ کبھی ادھر جاتا کبھی ادھر ________ جلدی جلدی جوتا پہناٹی۔وی بند کیا میز پر نظر گئی دلدار کا لکھا ہوا وصیت نامہ ویسا ہی پڑا تھا، جانے کیوں اس نے وہ کاغذ طے کیا جیب میں رکھا اور بتائے ہوئے پتے پر ہسپتال روانہ ہوا۔ اسی وقت مسز جمال کے فون کی گھنٹی بجی ________

آپ کی بیٹی کا ایکسی ڈنٹ ہو گیا ہے فوراً پہنچیے ________ ہسپتال کا پتہ بتا کر اجنبی نے فون بند کر دیا۔

ائیر ہوسٹس نے آ کر آئینہ کا کندھا ہلایا ________

مس آئینہ جمال آپ رو کیوں رہی ہیں ________ ؟

میں آئینہ ایک جھٹکے سے اٹھ گئی اس نے دیکھا وہ جہاز میں ہے۔ صبح ہو چکی ہے ناشتہ سرو ہو رہا ہے اور ائیر ہوسٹس بڑی محبت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اپنا چہرہ دیکھیے ________ سارے چہرے پر آنسوؤں کے داغ ہیں، کیا ساری رات آپ روتی رہی ہیں۔

آئینہ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیرے اپنی گیلی آنکھوں کو چھو کر دیکھا ساری رات وہ محبت کے ویران جزیروں میں صدائیں لگاتی رہی اور یہ صدائیں آنسو بن کے اس کے چہرے کو بھگوتی رہیں۔

آپ کو ناشتہ یہیں لا دوں ________ ائیر ہوسٹس نے پوچھا۔

میری ماما کو ناشتہ دیا ہے ________

جی ہاں ________ وہ بولی، وہ تو اس وقت بہت فریش ہیں۔ جہاز میں انہیں ایک پرانی واقف مل گئی ہیں انہوں نے اپنی سیٹ پر انہیں بلا لیا ہے ________

آئینہ نے کھڑے ہو کر دیکھا ماما واقعی ایک خاتون سے گفتگو میں مگن تھی۔

آئینہ نے ائیر ہوسٹس سے کہا۔

میں منہ دھو کے آتی ہوں۔ میرا ناشتہ یہیں لگا دیں۔

وہ غسل خانے میں سے باہر آئی، تو گرم گرم ناشتہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑا سا شیشہ اونچا کیا۔

افق سے سرخ شعائیں سورج کی پالکی اٹھائے نمودار ہو رہی تھیں۔ اسے ہمیشہ سے طلوع کا منظر اچھا لگا کرتا تھا پھر صبح سے پہلے اس کی زندگی میں شام کیسے آ گئی۔

منظر نامہ کتنی جلد بدلا ________ کیا کیا نہ ہو گیا ________

وہ تو خود ایک ماہ ہوسپٹل میں رہی ________ اس کے تو اوسان ہی بحال نہیں ہوئے تھے جب ٹھیک ہوئی تو پاکستان جانے کی رٹ لگا دی۔ وہ اس جگہ کا چپہ چپہ دیکھنا چاہتی تھی جہاں اس کی اور دلدار کی محبت پروان چڑھی تھی ماما اسے لے آئیں وہ چاہتی تھی کہ آئینہ یقین کرے کہ دلدار اب اس دنیا میں نہیں ہے۔

اس لئے وہ اسے پاکستان لے آئیں، توشہ کی فریاد کو بھی ماما نے اس لئے قبول کیا کہ وہ آئینہ کا ذہن بدلنا چاہتی تھی مگر قدرت نے کچھ اور انتظام بھی کر رکھا تھا ان جگہوں نے ان باتوں نے آئینہ کا ذہن باغی کر دیا اور بیچ میں ولن آ گیا ________

عبدالغفور غافل سے بڑی کوئی بدنصیبی نہ ہو گی، اس نے دل میں سوچا وہ خوف زدہ تھی اس کی خود اعتمادی لٹ گئی تھی اسے قدم جمائے کو زمین نہیں مل رہی تھی۔ مستعان کا رویہ اسے پاگل کئے دے رہا تھا۔ گھبرا کر اس نے ایک غلط فیصلہ کر دیا۔

وہ تو کہتی تھی، دلدار کے سوا کوئی اس کا محرم نہ بن سکے گا، وہ زندگی بھر شادی نہیں کرے گی یونہی عمر گنوا دے گی۔

مگر ایک انتہائی بدترین انسان سے شادی کر کے اس نے اپنا وجود پامال کر دیا اور اپنی روح پر زخم لگائے۔

وہ پھر رونے لگی ________ ناشتہ کے دوران رونے لگی۔

شاید دلدار کی روح کی بددعا لگ گئی وہ کہتا تھا میں ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہوں ایسے غلیظ آدمی سے شادی کر کے اس نے دلدار کی روح کو بھی دکھ پہنچایا۔

ہاں مگر لوگ کہتے ہیں حد سے زیادہ حسین ہونا بھی بدقسمتی کا موجب بن جاتا ہے۔ جو چیز توازن کے دائرے سے نکل جاتی ہے اسے پل پل اپنی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں حسین لوگ شادی کے معاملے میں بدنصیب ہوتے ہیں۔

لوگ یہ بھی کہتے ہے کہ حد سے زیادہ روپ نصیبوں والا نہیں ہوتا ________

ہاں لوگ یہ کہتے ہیں ________ کہ حسین لڑکیاں اکثر غلط شوہر کا انتخاب کر لیتی ہیں۔ شاید انہیں اپنے حسن کا بہت زعم ہوتا ہے شاید حسن کی تپش اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ عقل کو آگے نہیں آتے

دیتیں حسن کے دیئے کے آگے ان کی عقل کا چراغ بجھ جاتا ہے۔

کاش وہ حسین نہ ہوتی، مگر نصیبوں والی ہوتی کاش اس کے لمبے بال کہانیوں کو جنم نہ دیتے اس پر عافیت کا سایا کرتے کاش وہ اپنا سب کچھ لٹا کر بے سروسامان نہ ہوتی، اتنے چرکے لگے تھے کہ اب وہ ڈر رہی تھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھی کہ اب جو دیکھنے جا رہی ہے اسے برداشت کرنے کا حوصلہ بھی دے اور میری خطائیں بھی معاف کر دے۔

جب بیلٹیں باندھنے کا اشارہ ہوا تو وہ ماما کے پاس آ گئی اس کی سوجھی سوجھی لال آنکھیں دیکھ کر ماما نے پوچھا ________

سونے کو جگہ مل گئی تھی ________

ہاں پیچھے دو تین سیٹیں خالی تھیں میں خوب سوئی۔

ماما خاموش ہو گئیں، وہ اس کی بے خواب آنکھوں کا راز فاش نہیں کرنا چاہتی تھیں ایئرپورٹ پر سب پروگرام لیلیٰ اور توشہ انہیں لینے آئی ہوئی تھیں توشہ آئینہ کو دیکھتے ہی اس سے لپٹ گئیں اور رونے لگی گو کہ آئینہ نے اپنے بالوں کی داستان اسے فون پر بتا دی تھی پھر بھی اس کا ویران اور لٹا ہوا چہرہ دیکھ کر شہ کو بہت زیادہ دکھ ہوا۔

باہر نکل کر توشہ نے آئینہ اور ماما کا تعارف لیلیٰ سے کرایا ________

موٹر میں مختصر سی بات ہوئی۔

ماما اور آئینہ چاہتی تھیں انہیں ان کے گھر نیویارک میں ڈراپ کر دیا جائے تا کہ وہ ایک رات آرام کر سکیں۔

لیلیٰ نے انہیں ان کے گھر ڈراپ کر دیا اور کل کا پروگرام بتا دیا ________ کہ کل شام پانچ بجے سب مل کر ڈاکٹر ونسٹن سے ملنے جائیں گے۔

آپریشن تھیٹر کے پہلو میں ایک پروجیکشن روم تھا۔ وہاں سفید لباس میں ملبوس ڈاکٹر ولیم ونسٹن مستعان کے آپریشن کی مائیکروفلم دکھانے کے لئے تیار کھڑے تھے اس وقت اس کمرے میں مستعان توشہ، لیلیٰ اور آئینہ جمال موجود تھے۔ لیلیٰ نے ایک ماہ پیشتر ڈاکٹر سے مل کر اسے صورت حال بتائی تھی اور استدعا کی تھی کہ وہ تمام متاثرین کو بلا کر یہ فلم دکھائیں ------ اور اس پورے ریکارڈ کی تفصیل سمجھائیں، جوان سے کھو گیا تھا۔

اس کمرے میں دالدار چوہدری کی تصویر بھی لگی ہوئی تھی اور اس کے نیچے اس کی وصیت والے کاغذ کو چپکا دیا گیا تھا ------ اس کی ہینڈ رائٹنگ میں اس کی لکھی ہوئی وصیت بھی صاف نظر آ رہی تھی۔

جس دن ایکسیڈنٹ ہوا۔ اسے رچمنڈ کے قریبی ہسپتال میں لایا گیا تھا، مگر وہ تو پہاڑی سے نیچے آنے میں اپنا سفر تمام کر چکا تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی موٹر کا پہیہ اس کی کھوپڑی کے پچھلے حصے پر چل گیا تھا۔ مگر اس کا چہرہ اور آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں۔ جب غیاث الدین اس کے ہسپتال میں پہنچا ______ تو دھاڑیں مار مار کے رویا ______ سامنے ٹی۔ وی چل رہا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی اسے دلدار کی وصیت یاد آ گئی کاغذ نکال کر اس نے ڈاکٹروں کو دکھایا اچھی طرح تصدیق کرنے کے بعد ______ ہسپتال کی انتظامیہ نے خود ''ہارٹ ٹو ہارٹ'' ہسپتال سے رابطہ کیا باقی انتظامات ہسپتال آپس میں خود ہی کر لیتے ہیں۔ احتیاطاً انہوں نے مسز جمال سے بھی اجازت لے لی۔ کیونکہ اس کی اصل وارث تو مسز جمال ہی تھیں۔ مسز جمال کی اپنی بیٹی ایک لمبی بے ہوشی میں جا چکی تھی ______ ان پر غشی کے بار بار دورے پڑ رہے تھے ______ وہ عجیب قیامت نما دن تھا۔

ڈاکٹر ونسٹن نے ان سے اجازت لے کر فلم آن کی ______ اور پورا منظر سامنے آ گیا۔

سٹریچر پر دلدار چوہدری کو اندر لایا گیا اس کا جسم، اس کا چہرہ، اس کے زخم، ٹھیک طرح دکھائے

گئے۔ اس کے بعد انسانی تاریخ کا بہت بڑا آپریشن شروع ہوا۔

مستعان پہلے سے آپریشن تھیٹر میں تھا۔ جس دن اس کی حالت خراب ہوئی تھی، اسی دن وہ ہسپتال میں داخل ہو گیا تھا ______ اور ٹی۔ وی پر ایک صحت مند دل کی اپیل آنا شروع ہو گئی تھی۔ مستعان کے دل میں ایک بڑا سوراخ پیدائشی تھا ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ جب تک یہ دل از خود کام کرتا رہے ______ ٹھیک ہے، جب کوئی مسئلہ پیدا ہو گا اس وقت اس کے دل کو دوسرے صحت مند دل کے ساتھ تبدیل کر دیا جائے گا۔

سوائے اس کے کہ کسی انسانی دل سے اس دل کو بدل دیا جائے، اس کا اور کوئی علاج نہیں تھا خدا کی قدرت چوبیس گھنٹے کے اندر انہیں ایک صحت مند انسانی دل مل گیا تھا۔

آپریشن کا پورا مرحلہ ------ لمحہ بہ لمحہ مائیکروفلم میں بند کر دیا گیا تھا ______

دلدار کا دل نکال کے مستعان کو لگایا گیا پھر بجلی کے جھٹکوں سے اس دل کو چالو کیا گیا ------ چار ڈاکٹر اس کے سرہانے کھڑے تھے، اور وقت انسانی عقل کی تاریخ لکھ رہا تھا۔

دلدار کی لاش دیکھتے ہی آئینہ زور زور سے رونے لگی تھی، اس دن والا مسکراتا ہوا خوبصورت چہرہ اس کے سامنے آ گیا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب رونے لگے سب رو رہے تھے مستعان بھی رو رہا تھا جس کے پہلو میں دلدار کا دل دھڑک رہا تھا۔

فلم ختم ہو گئی کمرے میں روشنی تیز ہو گئی۔

ڈاکٹر ونسٹن نے بہت محبت سے ان چاروں کو دیکھا اور نرس کو کافی لانے کے لئے کہا کرنجی آنکھوں والے، گرے بالوں والے، سفید ملبوس والے ڈاکٹر نے اس طرح آہستہ آہستہ بولنا شروع کیا جیسے فرشتہ پر ہلاتا ہے۔

وہ ایک عظیم نوجوان تھا، اس نے اپنی موت سے تھوڑی دیر پیشتر اپنی وصیت لکھی تھی اور کہا تھا ______ ''اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے اور میں جانبر نہ ہو سکوں تو میرا دل، میری آنکھیں، میرے گردے ______ اور دیگر اعضاء ایسے مریضوں کو لگا دیئے جائیں، جن کی زندگیاں یہ اعضاء لگانے سے بچائی جا سکتی ہوں''۔

اس عظیم نوجوان کی وصیت کے مطابق اس کے قیمتی اعضاء حاجت مندوں کو لگا کر انہیں بچایا جا چکا

ہے اب وہ نوجوان ایک ملک میں نہیں تین چار ملکوں میں زندہ ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں کبھی نہیں مرتے۔

یہ دنیا ہے، اس میں عجوبے اور معجزے ہوتے رہتے ہیں ______ چند سال پہلے ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ دل اس طرح تبدیل کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ تیسرا کامیاب تجربہ ہے جو ہم نے کیا ہے۔

اب میڈیکل کی دنیا مصنوعی دل بنانے کے تجربے سے گزر رہی ہے۔

اللہ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات کہا تو صرف اس عقل کی وجہ سے ڈاکٹر نے سر کی طرف اشارہ کیا ______ انسان ہمیشہ عقل کے تعاقب میں رہے گا اور دنیا میں ایسے ناقابل یقین واقعات ہوتے رہیں گے۔۔۔۔۔۔ اور اللہ کے نیک بندے انسانیت کی بقاء کے لئے سرگرم عمل رہیں گے۔

ہاں ایک بات ڈاکٹروں کے تجربے میں آئی ہے، وہ مسکرا کر بولا۔

جس شخص کو کسی دوسرے انسان کے جسم کے اعضاء لگائے جاتے ہیں، یا پیوند کاری کی جاتی ہے اس پر مرنے والی شخصیت کی عادات کا کچھ اثر ضرور ہوتا ہے ______ گو یہ اثر آہستہ آہستہ زائل ہوتا جاتا ہے ______ مگر انسان کی عادات میں اس کے اعضاء برابر کے شریک رہتے ہیں۔

اگر اسے دوسرے آدمی کا دل لگایا جائے تو نئے جسم کی جبلتوں کا ساتھ دینے میں اسے وقت لگتا ہے ______ نئے دل والے شخص کو اکثر اوقات فلیشز (Flashes) کا سامنا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس کے دل میں پرانی امنگ اٹھتی ہے پرانے چہرے تصور میں آتے ہیں، پیارے لوگوں کے نام ذہن میں اترتے ہیں اگر وہ اس شخص کی رہائش گاہ پر جائے یا ان مقامات سے گزرے جہاں سے پرانا شخص گزرا تھا ______ تو یہ چیزیں اور یہ جگہیں اس کے حواس پر چھا جاتی ہیں اسے یوں لگتا ہے۔۔۔۔۔۔ جیسے وہ پہلے بھی یہاں آیا تھا۔ پہلے بھی یہاں سے گزرا ہے۔ اچانک بیٹھے بیٹھے اس شخص کو پرانے شخص کی باتیں یاد آنے لگتی ہیں، واقعات یاد آنے لگتے ہیں ______ یہ آسیبی یا خوابی سی کیفیت ہوتی ہے ______ کبھی کبھی تو بالکل لمحاتی ہوتی ہے، اسے خود بھی پتہ نہیں چلتا کہ اس کے منہ سے یہ بات یا یہ نام کیوں نکل گیا ______ یہ مسائل صرف پہلے سال پیدا ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔ سال دو سال گزرنے کے بعد رفتہ رفتہ دل اپنے نئے جسم سے مانوس ہو جاتا ہے۔ نئے جسم کے لئے خون بنانے لگتا ہے، تو نئے جسم کی جبلتیں اور خصلتیں اس کے اندر ودیعت ہو جاتی ہیں

______ پھر کبھی کبھار ______ فلیشز کی کیفیت عود کر آتی ہے، اگر وہ کوئی ایسا چہرہ دیکھے یا کسی ایسی جگہ پر جائے تب ______

ہم نے پچھلے ہفتے میں مسٹر مستعان احمد کا مکمل معائنہ کیا ہے ان کو مسلسل مشاہدے میں رکھا ہے، ان کے جسم نے نئے دل کو قبول کر لیا ہے اب یہ بالکل صحت مند ہیں اور اپنی عمر طبعی کامیابی سے پوری کریں گے۔

چونکہ ہمارے لئے بھی ایک نیا تجربہ تھا۔ اس لئے شروع میں ہم وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتے تھے ہم نے مائیکرو فلم بنا کے مستعان احمد کو بھی دے دی تھی، اور اسے ہدایت کی تھی کہ جب یہ بالکل ٹھیک ہو جائے۔۔۔۔۔۔ تو اس فلم کو دیکھ کے دلدار چوہدری کے گھر جائے گھر والوں سے ملے ان جگہوں کو دیکھ لے اور پھر اس کے عزیزوں سے ایک دوستانہ رابطہ رکھے یہ بھی شکر گزاری کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔

مگر ڈاکٹر لیلیٰ نے ایک سال بعد ہمیں اطلاع دی، کہ وہ بریف کیس چوری ہو گیا تھا اس لئے آپ سب کو اذیتیں ہوئیں۔

سب لوگ چپ ہو گئے تھے، مگر آئینہ اور مستعان اب بھی رو رہے تھے نرس کافی لے آئی، سب نے ایک ایک پیالی اٹھالی ______ آئینہ جب بھی سر اونچا کرتی سامنے لگی دلدار کی مسکراتی ہوئی تصویر کو اتنی دیر تک دیکھتی رہتی۔۔۔ جتنی دیر تک اس کی آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے بھر کر خود ہی نہ چھلک پڑتے۔

ڈاکٹر ونسٹن نے آئینہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

ہمارے پاس ان مریضوں کا بھی مکمل ریکارڈ ہے، جن کو دلدار چوہدری کی آنکھیں اور باقی اعضاء لگائے گئے اگر آپ ان سے ملنا چاہیں تو ہم بندوبست کر سکتے ہیں۔

نہیں نہیں ڈاکٹر ______ بہت شکریہ ______ آئینہ نے روتے ہوئے کہا، دلدار کی اتنی شکلیں میں نہیں دیکھ سکتی۔

وہ سب لوگ ڈاکٹر کا شکریہ ادا کر کے لیلیٰ کے گھر آ گئے، راستے میں ہی توشی کی حالت بگڑ گئی تھی۔

توشی حوصلہ کرو جان ______ مستعان نے کہا، اب تو سارا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

توش ______ ڈاکٹر لیلیٰ موٹر چلاتے ہوئے بولی، ہسپتال چلیں۔

نہیں لیلیٰ ______ مجھے اپنے گھر لے چلو ______ بس آج کی رات مجھے گھر رکھ

لو۔کل جہاں مرضی داخل کرادینا۔ ابھی میں کچھ دیر آئینہ اور مستعان کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔

وہ سب لوگ لیلیٰ کے گھر آ گئے۔

لیلیٰ نے کھانا تیار کر کے انہیں کھلایا______توشہ کو بستر پر لٹا دیا اس کی دوائیں اس کو دیں۔

بعد میں سب لوگ آ کر توشہ کے کمرے میں قالین پر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔۔۔توشہ کچھ سنبھل گئی تو پلنگ کے کٹہرے سے ٹیک لگا کے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔لیلیٰ کافی بنا کے لے آئی خاموشی میں ڈوبا ہوا مستعان ایک دم بولنے لگا۔

آئینہ میں تمہارا گنہ گار ہوں میں______مجھے یاد ہے یہ ساری باتیں ڈاکٹر نے مجھے ڈسچارج کرتے وقت بتائی تھیں۔اور مجھے بار بار مائیکروفلم دیکھنے کو بھی کہا تھا ایک گھنٹہ اس نے مجھے لیکچر دیا تھا، مگر میں خود غرض تھا______جی اٹھنے کی خوشی میں سب کچھ بھول گیا۔۔۔۔۔۔مگر پتہ نہیں کیوں میرے ذہن میں آئینہ کا نام رہنے لگا______میں نے اپنی بیٹی کا نام آئینہ رکھ دیا پھر اپنی کمپنی کا نام آئینہ پروڈکشن رکھ دیا______کالے کالے لمبے لمبے بال میرے خیالوں میں رہنے لگے، میں نے جہاز میں بے اختیار کالے لمبے بالوں والی عورت کو چھیڑا اور ذلت اٹھائی______

تم ملیں تو یوں لگا میں تمہیں جانتا ہوں______کہاں کیسے______سمجھ نہیں آئی تھی، خدا کی قدرت کہ انہی مقامات پر ہم شوٹنگ کرتے رہے جہاں تم اور دلدار زیادہ تر رہے پتہ نہیں میں تمہارے ساتھ کیا کر رہا ہوں کیوں کر رہا ہوں مجھے خود سمجھ نہیں آئی تھی۔کیونکہ یہ سب ایک لمحے یا ایک ثانیے میں ہو جاتا تھا بعد میں میرے ذہن سے نکل جاتا تھا کہ میں نے ایسی کوئی حرکت کی ہے۔۔۔۔۔۔۔گلگت سے لے کر خنجراب تک______وہ سب بے ساختگی میں ہوا______بے ارادہ ہوا______تمہارے ساتھ ایک انجانی سی ہمدردی ہو گئی اور جب غافل نے تمہیں پھنسانا شروع کیا تو میرے اندر دلدار کا دل بے چین ہو گیا مستعان رونے لگا میں تمہیں ہر قیمت پر اس سے بچانا چاہتا تھا مگر کیوں یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اور مجھ سے بدگمان ہو کر میری پیاری بیوی بیمار ہو گئی تھی کیسا اذیت ناک روگ اس نے اپنے آپ کو لگا لیا______میں اپنے آپ کو کبھی معاف کروں گا______میں نے تمہاری انمول زندگی برباد کی______میری وجہ سے تم غافل کے چنگل میں جا پھنسیں______اف میں کیا کروں______؟

مستعان پھر رونے لگا۔

نہیں______آئینہ آہستہ سے بولی______گنہ گار میں خود ہوں آخر مجھے بھی تو سوچنا چاہیے تھا کہ یہ شخص میرے بچپن کے نام اور میری زندگی کے حوالے کیسے جانتا ہے خود آپ سے ایک دن بیٹھ کے بات کر لیتی______توشہ آپی مجھے روز سمجھانے میرے کمرے میں آتی تھیں______مگر میں اتنی Touchy اور Bitchy ہو رہی تھی کہ ہر ایک کی نیت پر شک کرتی تھی، اتنا بڑا صدمہ اٹھا کے بھی مجھے عقل نہیں آئی تھی، میں دل میں سمجھ چکی تھی کہ میرا حسن ایسا شعلہ ہے جو ہر شخص کو جلا کر رکھ سکتا ہے______ہر کوئی مجھ پر مر سکتا ہے______دلدار کی موت سے مجھے عقل کیوں نہ آئی______؟ مجھے عقل سکھانے کے لئے اللہ نے مجھے غافل جیسے بد باطن شخص کے آگے ڈال دیا اس ٹھوکر نے میری آنکھیں کھول دیں۔

نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔گنہ گار میں ہوں، توشہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔سارا قصور میرا ہے مجھے کئی دفعہ لیلیٰ نے کہا کہ ان رپورٹوں کو کھول کر پڑھ لینا مگر میں مستعان کو دیکھ کر بے پروا ہو گئی تھی، مستعان پہلے سے زیادہ صحت مند خوبصورت زیادہ شوخ اور زیادہ چاق و چوبند ہو کر آ گیا اللہ نے مجھے بیٹی دے دی______میں سب کچھ پا کر بھول گئی______حالانکہ بیٹی کی پیدائش کے بعد میری لیڈی ڈاکٹر نے مجھے کہہ دیا تھا کہ میرا جگر ختم ہو چکا ہے، مجھے بہت محتاط زندگی گزارنا ہوگی______میں سب بھول گئی۔۔۔۔۔۔۔سب بھول گئی۔۔۔۔۔۔۔سوچا سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔میری بیماری میں کسی کا قصور نہیں______یہ سب میرے مقدر میں لکھ دیا گیا تھا______

آئینہ تم تسلی رکھو______اس نے روتی ہوئی آئینہ کو دیکھ کر کہا______

تمہارا دلدار میرے پاس تمہاری امانت ہے میں نے کہہ جو دیا ہے کہ تمہارے دلدار کا دل میرے پاس امانت ہے______تم فکر نہ کرو______

چپ بیٹھی لیلیٰ ایک دم بول اٹھی

کسی کا قصور نہیں______گنہ گار میں ہوں______میں ڈاکٹر ہوں، مجھے ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیے تھا، مجھے اپنے شوہر کی فطرت کا پتہ تھا، میں نے اس پر بھروسہ کیوں کیا______اور پورا سال اس بات کی پروا نہ کی کہ ڈاکٹر سے ڈپلی کیٹ رپورٹ بنوا کے خود دیکھ لوں یا آپ لوگوں کو بھیج دوں______میں ڈاکٹر ہوں______میرے بھی کچھ فرائض ہیں۔مگر میں تو ہمیشہ ایک ہی ٹریک پر چلنے کی عادی ہو چکی ہوں اس سارے معاملے میں برباد تو آئینہ ہوئی ہے آئینہ تم

میرا اگنہ بھی معاف کر دینا ______

تھوڑی دیر کمرے میں سناٹا چھایا رہا ______

وہ چاروں سر جھکائے بیٹھے رہے، جیسے کہ سروں پر سے نیکی کا فرشتہ گزر رہا ہو وہ چاروں اپنے اپنے روگ میں ڈوبے تھے۔

بس ساتھ والے کمرے سے چھوٹی آئینہ اور ضامن کے کھیلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

اس سکوت کو توشہ نے توڑا ______

بولی ______ آئینہ ------ تم یقین رکھو تمہارا دلدار میرے پاس امانت ہے۔

آئینہ کھڑی ہوگئی۔

لیلیٰ آپی ______ ماما فکر کر رہی ہونگی، میں جاؤں۔

لیلیٰ نے مستعان کی طرف دیکھ کر کہا۔

مستی بھائی آپ آئینہ کو نیویارک چھوڑ آئیں گے۔

نہیں ______ مستعان نے اداس چہرا اٹھا کر کہا، آج میں اس قابل نہیں ہوں میں موٹر نہیں چلا سکوں گا۔

کوئی بات نہیں میں موٹر کیب منگوالوں گی، آئینہ بولی۔

نہیں نہیں میں خود چھوڑنے جاؤں گی ------ لیلیٰ کھڑی ہوگئی ------ اس وقت تمہارا اکیلے جانا ٹھیک نہیں ہے۔

واپسی پر تم اکیلی ہو جاؤ گی لیلیٰ ______ توشہ نے کہا ______

اتنے میں چھوٹی آئینہ اور ضامن آگے پیچھے دوڑتے آئے آئینہ اپنی ماں کی گود میں گھس گئی، لیلیٰ چابیاں اٹھانے گئی ______ بڑی آئینہ نے کھڑے ہو کر اپنا پرس اٹھایا۔

توشہ نے کہا ______

آئینہ: ادھر آؤ ______ آئینہ قریب آئی، توشہ بولی ______

آئینہ میں تمہیں دلدار کے بدلے میں اپنی آئینہ دیتی ہوں، دونوں ہاتھوں سے اس نے آئینہ کو آگے بڑھایا۔

آئینہ جمال کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ مگر اس نے چھوٹی آئینہ کو پکڑ لیا، اور اس کا منہ چوم لیا۔

اتنے میں لیلیٰ آگئی ______ ساتھ ضامن بھی دوڑتا آیا۔

اگر آنو جائے گی تو میں بھی جاؤں گا ______

ہاں توشہ میں ان دونوں کو لے جاتی ہوں۔ واپسی پر میں اکیلی نہیں ہونگی۔

ٹھیک ہے، توشہ نے کہا ٹھیک ہے ______

وہ جب جانے لگی، تو توشہ نے پھر آواز دی۔

آئینہ جمال مجھے ملتی جاؤ، وہ قریب آئی ______ توشہ نے اسے گلے سے لگایا، اس کے منہ پر پیار کیا اور بولی ______

دلدار کا دل تمہاری امانت ہے، اور یہ ------ چھوٹی سی آئینہ یہ میری امانت تمہارے پاس رہے گی۔

آئینہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا، وہ لیلیٰ کے ساتھ باہر نکل آئی۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی لیلیٰ نے کہا ______

مستعان بھائی آج بہت آزردہ ہیں، اس لئے میں ان دونوں میاں بیوی کو تنہا چھوڑ آئی ہوں ______ ذرا دونوں دل صاف کر لیں ______ کل میں توشی کو ضرور ہسپتال داخل کرادوں گی اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔

چھوٹی آئینہ اس کی گود میں سوگئی تھی ۔لیلیٰ نے اس کی بوتل تھماتے ہوئے کہا اس کو اسی طرح لے جاؤ اور بستر پہ ڈال دو، یہ رات کو تنگ بالکل نہیں کرتی صبح لیتی آنا ______

ٹھیک ہے، کہہ کر آئینہ جمال نے چھوٹی آئینہ کو اٹھالیا اور اپنے گھر آ گئی۔

ماما نے پریشانی کے عالم میں نیو جرسی فون کر دیا تھا۔ مستعان نے بتایا، وہ جا چکی ہیں، پہنچنے والی ہونگی تو انہیں تسلی ہوئی، لاؤنج میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

چھوٹی آئینہ کو بستر پر لٹا کر آئینہ اپنی ماما کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور ہسپتال سے لے کر گھر تک ساری کہانی اپنی ماں کو سنا دی۔

انہوں نے سن کر کہا، ہاں غیاث نے اس روز مجھ سے اجازت لی تھی ______ مگر تمہاری پریشانی میں مجھے بھی یہ بات بھول چکی تھی حالانکہ یہ بات بھولنے والی نہیں تھی۔ دونوں ماں بیٹیاں رات گئے تک گزرے ہوئے زمانے کی باتیں کرتی رہیں ______

ماما غیاث کا کچھ پتہ ہے ______ اچانک آئینہ نے پوچھا ______

میں نے ایک بار پتہ کیا تھا، دلدار کے حادثے کے بعد یہ شہر چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا تھا۔

ماما ______ وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے، آئینہ نے کہا۔

ہاں ______ ماما بولیں ______

اور وقت کیا کچھ لے جاتا ہے آئینہ بولی۔

ہاں بیٹا ______ ماما نے کہا ______

مگر یہ تو کل کی باتیں لگتی ہیں، سب کچھ اتنی جلدی کیسے ہو جاتا ہے ماما ______

اور پھر لوگ نہ چاہتے ہوئے بھی زندہ رہتے ہیں۔

کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے ، یہ دنیا خدا کی بنائی ہوئی ہے اس کے حکم سے چل رہی ہے سب ہی اس کے حکم کے پابند ہیں ______ ایسے واقعات اس لئے ہوتے ہیں کہ بندے اپنے جامے میں رہیں۔

بیٹی سو جاؤ، رات بہت گزر چکی ہے، ماما نے کہا۔

آئینہ اپنے کمرے میں آ گئی اسے نیند نہیں آ رہی تھی دلدار کی جدائی کا دکھ گہرا تھا۔ وہ تو اللہ کے حکم پر بچھڑ گیا مگر جاتے جاتے اپنا دل چھوڑ گیا وہ کہتا تھا نا کہ میں چاہتا ہوں میرے مرنے کے بعد میرا دل زندہ رہے وہ عجیب تھا، وہ عجیب باتیں کرتا تھا ______ وہ دل میں رہے گا مگر کبھی نہیں مرے گا۔

آئینہ اپنے کمرے میں آ کر بالکونی میں کھڑی ہو گئی ______

حد نظر تک تاروں بھرا آسمان تھا اندھیری شب تھی اسی لئے امریکہ کے آسمان پر ستارے نظر آ رہے تھے، وگرنہ یہاں تو چاند کی روشنی بھی دھندلی نظر آتی ہے۔

اس کے دل میں پچھتاوؤں کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا، وہ چند دن جو اس نے غافل کے ساتھ گزارے تھے۔

کاش وہ سارے دن زندگی کی کتاب میں سے نکل جائیں کوئی نوچ کر لے جائے ان دنوں کو یہ سب اس نے دلدار کی محبت میں خیانت کی تھی۔

مگر کیوں ______ کس طرح ______

وہ بڑی بے قرار ہو رہی تھی۔

پھر اسے ایک ایک لمحہ یاد آیا ______ آخری دل کا جو اس نے امریکہ میں دلدار کے ساتھ گزارا تھا اور وہ آخری لمحہ جن اس نے اس کی بانہوں میں کنگن پہنائے تھے ______

باری تعالیٰ ______ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ تو دونوں کو ایک ساتھ مار دیتا۔

میں کیوں بچ گئی ______

وہ روتی رہی پھر اٹھ کر اپنی الماری کھولی اور اس میں سے کنگن نکالے اسی طرح جگمگ کر رہے تھے بس ایک کنگن پتھر پر لگا تھا، تو تین موتی نکل گئے تھے ______ وہ موتی بھی خاک میں مل گئے تھے ______ اس نے کنگن اپنی بانہوں میں پہن لئے۔ ان کو دیکھتی رہی ______ روتی رہی ______ اور دل میں سوچتی رہی، اب وہ ان کنگنوں کو زندگی بھر نہیں اتارے گی، یہی کنگن اس کے سہاگ کی نشانی ہیں اس کا دلدار ہیں اور جیون بھر کا ساتھی ہیں ______

روتی رہی ______ یادوں کے موتی چنتی رہی ______ پچھتاوؤں کی جال بنتی رہی ______ پھر اپنے پلنگ پر آ گئی ننھی آئینہ اطمینان سے سو رہی تھی دو تین بار کسمسائی تھی اس

نے ذرا سا تھپکا تو پھر سوگئی ______ اس نے دل میں اسے دعائیں دیں کہ اس کی قسمت بڑی
ھی ہو۔

غالباً چار بج رہے تھے ------ رات رخصت ہو رہی تھی گھڑی دیکھتے دیکھتے اس نے سوچا
نہ ہمارے پاکستان میں تو اس وقت فجر کی اذان ہوتی ہے ------ ہمیں اذان ہی بتاتی ہے کہ
ح ہوگئی ______

سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی ______

اس نے دیکھا، بالکونی میں دلدار کھڑا ہے ویسا ہی خوبصورت، خوش لباس اور چاق وچوبند
______ اس کی طرف دیکھ کر ہنس رہا ہے ابھی وہ حیران ہو کر اسے دیکھ رہی تھی کہ یہ اوپر کیسے آ گیا کہ بالکونی
ے پیچھے سے توشہ آپا نکل آئیں ______ انہوں نے آئینہ کو اٹھا رکھا تھا دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے
ہوں نے آئینہ کو دلدار کی طرف بڑھایا دلدار نے آئینہ کو پکڑ کے آئینہ جمال کی طرف بڑھا دیا۔ آئینہ جمال
نے دوڑ کر دلدار کے ہاتھ سے ننھی آئینہ کو پکڑ لیا ابھی کچھ پوچھنا چاہتی تھی کہ آنکھ کھل گئی ______

وہ گھبرا کر بیٹھ گئی، بالکل وہاں سامنے وہ زندہ سلامت کھڑا تھا ______ مگر چھوٹی آئینہ تو
ں کے ساتھ بستر پر لیٹی تھی اگر وہ بستر پر نہ لیٹی ہوتی تو وہ کبھی یقین نہ کرتی کہ یہ خواب تھا اتنا واضح اتنا
اف ______ خواب تو نہیں ہوتا ______

مگر کتنی عجیب بات تھی کہ پورے سال میں اس نے دلدار کو ایک بار بھی خواب میں نہیں دیکھا تھا وہ
سے خواب میں دیکھنے کو ترستی تھی ______

اور آج ______ وہ کیسے آ گیا، وہ بھی توشہ آپی کے ساتھ:

پھر وہ چین سے سو نہ سکی، اٹھ کر چائے بنانے لگی، ماما بھی کچن میں آ گئیں۔

ماما آپ جاگ س نے پوچھا۔

بیٹا مجھے نیند کہیں ______ نہیں آئی، بڑی بے چینی تھی۔ بس سوتی جاگتی کیفیت میں رہی
نماز پڑھی، وظیفہ پڑھا۔ اب تمہاری آواز سنی تو ادھر آ گئی ہوں۔

آپ بیٹھیں میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔

دونوں نے چائے پی ______

آئینہ بولی ______ ماما میں چھوٹی آئینہ کو چھوڑنے جاؤں گی، تقریباً آٹھ بجے نکلوں گی تب

تک وہ اٹھ جائے گی۔

میں بھی تیرے ساتھ جاؤں گی ماما بولی۔ اکیلے گھر میں میرا دل گھبرائے گا۔

وہ دونوں تیار ہو کر آئینہ کو ساتھ لئے موٹر میں آ بیٹھیں ______ آئینہ نے اپنی موٹر نکالی
اور سڑک پر ڈال دی۔

ایک گھنٹے بعد وہ لیلیٰ کے گھر پہنچ گئے، گھر کے باہر ایک ایمبولینس کھڑی تھی شاید توشہ آپی کی
طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہے، آئینہ نے اپنی ماں سے کہا اور انہیں ہسپتال لے جانے کے لئے
ایمبولینس آئی کھڑی ہے۔

گاڑی پارک کر کے چھوٹی آئینہ کو اٹھائے وہ دروازے کے اندر آئی سیڑھیوں میں بیٹھی لیلیٰ
زار و قطار رو رہی تھی ______

لیلیٰ آپی ______ کیا ہوا ______ ؟

لیلیٰ اٹھ کر آئینہ کے گلے لگ گئی۔

اس نے ہمیشہ مجھے دھوکا دیا ______ ہمیشہ مجھے باتوں میں لگائے رکھا ______ وہ بھی
ماما کی طرح سکون سے جانا چاہتی تھی آؤ تمہیں دکھاؤں ______ وہ کتنی آسانی سے چلی گئی۔

وہ آئینہ جمال کو پکڑے ہوئے توشہ کے کمرے میں لائی ______

مگر رات کو تو وہ ٹھیک لگ رہی تھیں۔

وہ ہمیں مستقل دھوکا دے رہی تھی۔ جب میں تمہیں چھوڑنے کے لئے نکل گئی، تو اس نے مستعان
سے بہت باتیں کیں، پھر اسے کہا میرے پاس آ کر لیٹ جاؤ وہ آ گیا، تو کہنے لگی میرے سر کے نیچے اپنا
بازو رکھو ------ مستعان نے بازو رکھ دیا ______

پھر وہ باتیں کرتی رہی ------ باتیں کرتی رہی ------ مستعان بھائی سنتے رہے ______

پھر بولی، اب تم سو جاؤ ______

وہ سو گئے ______ علی الصبح مستعان بھائی تو جاگ گئے، مگر وہ نہیں جاگی آئینہ آؤ
______ تم اس کو جگاؤ ______

چھوٹی آئینہ اپنی ماں کا چہرہ دیکھ کر رونے لگی تھی، اس پر جھکنے لگی تھی ______

لیلیٰ نے جلدی سے اسے اٹھایا، اور دہلیز میں بیٹھے مستعان کی گود میں دے دیا۔ وہ مستعان کی گود

میں جاتے ہی چپ کر گئی۔

آئینہ اور ماما تھوڑی دیر توشہ کے سرہانے کھڑی روتی رہیں ------ اس کے چہرے پر بڑا سکون تھا۔ اب آئینہ جمال کو ان کی باتیں کی سمجھ آ رہی تھی ______

کل وہ بار بار کہہ رہی تھیں آئینہ تمہارا دلدار میرے پاس تمہاری امانت ہے ____ تمہارے دلدار کا دل میرے پاس امانت ہے ______

پھر جب انہوں نے ننھی آئینہ کو اس کی طرف بڑھایا تھا۔

تو کہا تھا ______ آئینہ میں دلدار کے بدلے میں تمہیں اپنی آئینہ دیتی ہوں۔

بار بار والہانہ انداز سے توشہ کبھی آئینہ جمال کو دیکھتی تھی اور کبھی روتے ہوئے مستعان کو دیکھتی تھی ______

پھر اس نے جاتی جاتی آئینہ کو دروازے سے بلایا تھا، اس کی پیشانی چوم کر کہا تھا۔

دلدار کا دل تمہاری امانت ہے اور یہ چھوٹی سی آئینہ ______ یہ میری امانت ہے۔

تمہارے پاس ----- تمہارے پاس رہے گی؟

اور یہ چھوٹی سی آئینہ ----- یہ میری امانت ہے تمہارے پاس ---- سنبھال کر رکھنا ----

آئینہ جمال پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ______

کل توشہ آپی بار بار کہہ رہی تھیں ----- تمہارا دل میرے پاس امانت ہے۔ تمہارا دل میرے پاس امانت ہے -----

آہ توشہ آپی ______ ! اتنی جلدی ----- میرے دل کے ساتھ ساز باز کر لی؟

رات اس کو ساتھ لے کر میرے خواب میں آ گئیں ______ اس کے ہاتھوں چھوٹی آئینہ مجھے دلوادی۔

یہ جانے والے ایک پل میں گھل مل جاتے ہیں، پیچھے رہ جانے والے ----- فاصلوں کو ہی نہیں پاٹ سکتے ----- زندہ رہ جانے والے زندہ کب رہ جاتے ہیں ---؟

کچھ لوگ مر کر بھی زندہ رہ جاتے ہیں۔ اور کچھ لوگ جیتے جی مر جاتے ہیں ______

یہ کیسا دستور ہے مالک! یہ کیسا دستور ہے ______؟

جو کچھ وہ کہتا رہا ______ ہو کے رہا ______ جو میں سوچتی رہی ناممکنات میں چلا گیا۔

وہ چیخ چیخ کر روتی رہی -------

روتے روتے نظر اٹھا کر اس نے مستعان کی طرف دیکھا ______

مستعان کا چہرہ بڑا مغموم بڑا معصوم نظر آیا۔ اس مسافر کی طرح منزل کے قریب جس کا زادِ راہ لٹ گیا ہو۔ دیکھتے دیکھتے مستعان کے آزردہ چہرے میں دلدار کا شوخ چہرہ اتر آیا ______ -----

اس سے پہلے تو وہ ہمیشہ مستعان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ تبھی اس کا اصل چہرہ نظر نہ آتا تھا اب اس چہرے کے پہلو میں دلدار کا دل دھڑک رہا تھا اب وہ دلدار کو اپنے اندر چھپائے بیٹھا تھا۔ وہ بے اختیار بے تابی کے ساتھ مستعان کی طرف بڑھی ______

قریب آ کر دوزانو بیٹھ گئی۔ چھوٹی آئینہ کو اس سے لے کر سینے کے ساتھ بھینچ لیا ______

پھر اپنی پیشانی روتے ہوئے مستعان کے کندھے پر رکھ دی ______ دلدار کی خوشبو چاروں طرف پھیل گئی ----- وہ ہذیانی انداز میں بولنے لگی ______

دل ------ تم جیت گئے ---- دل ----- تم جیت گئے -----

دل! میں ہار گئی، تمہارا یہ آخری سرپرائز میری موت سے بڑھ کر تھا۔

تم نے کیسے یہ بازی جیت لی ______؟

کس طرح اپنا دل مجھ تک پہنچایا ______؟

کیوں توشہ آپی کو ساتھ ملا لیا ______؟

کیوں؟ ______ کیوں ______؟ کیوں ______؟

یہ تم نے کیا کیا دل ______

یہ تم نے کیوں کیا دل ______

کس موڑ پہ لا کے مجھے کھڑا کر دیا ______

کس موڑ پہ آ کے مجھ سے ملے؟؟؟